فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

حلقہ فیضان غوث و خواجہ کے
علمائے اہل سنت کے فتاوی کا مستند مجموعہ

العطایا النبویۃ فی الفتاوی العلویۃ

المعروف

فتاوی غوث و خواجہ

جلد دوم

المرتب: حضرت قاری محمد ایوب خان یار علوی
شراوستی، یوپی

حسب فرمائش حضرت مفتی محمد رضا امجدی ہرپوروا باجپٹی سیتامڑھی

ناشر

فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

حلقہ فیضان غوث و خواجہ کے
علمائے اہل سنت کے فتاوی کا مستند مجموعہ

العطایا النبویۃ فی الفتاوی العلویۃ

المعروف

فتاوی غوث و خواجہ

جلد دوم

المرتب: حضرت قاری محمد ایوب خان یار علوی
شراوستی، یوپی

حسب فرمائش حضرت مفتی محمد رضا امجدی ہرپوروا باجپٹی سیتامڑھی

کتاب کا نام : فتاوی غوث وخواجہ جلد دوم

مصنفین کا نام : جملہ محبیین فیضان غوث وخواجہ واٹس ایپ گروپ

نظر ثانی : حضرت مفتی مقصود عالم فرحت ضیائی دامت برکاتہم العالیہ
حضرت فیروز القادری دامت برکاتہم العالیہ
حضرت مفتی جابر القادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

دعائیہ کلمات : خلیفہ حضور تاج الشریعہ حضرت مفتی سید شمس الحق برکاتی مصباحی دامت برکاتہم العالیہ

تقریظ جلیل : حضرت مفتی مقصود عالم فرحت ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

فتاوی غوث خواجہ ایک عظیم علمی وفقہی سرمایہ ہے۔ : حضرت مفتی محمد فیروز القادری دامت برکاتہم العالیہ

دور حاضر میں سوشل میڈیا کی ضرورت وافادیت : نبیرۂ شعیب الاولیاء حضرت مفتی محمد آصف علوی ازہری

تزئین کار : ماڈرن پرنٹرس ممبئی (۹۰۹۶۵۹۰۵۳۰)

سنہ اشاعت : ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۰۲۲ء

عرض حال

پاسبان مسلک اعلی حضرت نباض قوم وملت ادیب شہیر وارث علوم وراثت

حضرت مولانا مفتی محمد رضا امجدی دامت برکاتہم العالیہ

مقیم حال دارالعلوم رضویہ بڑا بریار پور موتیہاری مشرقی چمپارن مقام ہرپور وابا چپٹی سیتامڑھی بہار

وقت اور حالات نے ہر ایک شعبہا ئے زیست پر بہت گہرا اثر ڈالا ہے، اور عصر جدید نے جب اپنے بال و پر کو پھیلانا شروع کیا ہے تو زندگی کے لیل ونہار انھیں پیچ وخم میں الجھ کر رہ گئے ہیں، آج شوسل میڈیا کی اہمیت وافادیت سے انکار کرنے کی گنجائش موجود نہیں ہے مگر جہاں دینی نشر واشاعت میں معاون مددگار ہے وہیں برائیوں کی آماجگاہ بھی ہے، اس لئے شوسل میڈیا کو شجر ممنوعہ سمجھ کر نظر انداز کر دینا آج کے وقت اور حالات کے تقاضے کے خلاف ہے، انھیں حالات میں علمائے اہل سنت شوسل میڈیا پر شرعی احکام کی نشر واشاعت کیلئے سرگرم عمل ہیں، جہاں غیروں نے ڈیرھ جما رکھا ہے اور وہ اپنے باطل افکار ونظریات کی ترویج واشاعت میں دن رات مگن ہیں لیکن اس بات کو ذہن نشیں رکھیں کہ نئے حالات کے جو مطالبات ہیں اسے سامنے رکھ کر اگر کام کیا جائے تو شاید ہم حالات پر قابو پاسکتے ہیں احقاق حق اور ابطال باطل کا صحیح فریضہ انجام دے سکتے ہیں۔

ایک سہانی صبح تھی جب ایک نوعمر علم دین کا طالب ملت کا درد لئے ہوئے عزم وحوصلہ کی چٹان علم وآگہی سے بے پناہ شغف رکھنے والے حضرت حافظ وقاری محمد ایوب خان یارعلوی صاحب بہرائچی، اسی غور وفکر میں غوطہ زن ہوکر ۵ / ۶ / ۲۰۱۸ کو واٹس ایپ پر بنام ،،فیضان غوث وخواجہ،، شرعی مسائل کے حل کیلئے ایک گروپ تشکیل دیا تاکہ سائلین کے سوالات کے جوابات شرع کی روشنی میں دیں، اسی نہج پر ملک بیرون ملک کے جید علمائے کرام سے رابطہ کرکے انھیں گروپ میں شمولیت کی دعوت دی گئی جس کا مثبت نتیجہ سامنے آیا چند ماہ میں تقریبا دوسو پچاس علم دوست علمائے کرام وسائلین کی ایک لمبی فہرست تیار ہوگئی ایک متحرک ،مضبوط اور مستحکم ٹیم تیار تھی جسے شوسل میڈیا پر اپنے مثبت اقدام سے اغیار کے درمیان مسلک اعلی حضرت کی ترویج واشاعت کا فریضہ انجام دینا تھا۔

موجودہ دور جسے قحط الرجال زمانہ کہا جاتا ہے،اس وقت تحریر وقلم سے غفلت عام سی بات ہے مگر پھر بھی حاملین تحریر وقلم ناپید نہیں ہیں ،بلکہ کچھ استثنائی شخصیات آج بھی موجود ہیں جن کے جہد مسلسل کی بدولت شمع تحریر وقلم روشن وتاباں ہیں انھیں حضرات کی کوششوں کی بنا پر" فیضان غوث وخواجہ" گروپ اپنے عروج ارتقاء کے منازل کو طے کرتے ہوئے مخالف مسلک اہل سنت و جماعت کو دندان شکن جواب دے رہا ہے۔

خیر مختلف اقسام کے سوالات آتے رہے اور جوابات فقہ حنفی کی روشنی میں مجیبین حضرات تحریر کرتے رہیں لیکن شروع میں تصحیح وتصدیق کا کوئی انتظام نہیں تھا جس کی وجہ سے.جوابات میں کمیاں ہوتیں تھیں اسے دور کرنے کیلئے گروپ کے صاحب رائے افراد نے باضابطہ،،مجلس شوری،کے نام سے ایک دوسرا گروپ تشکیل دیا جس میں ،، فیضان غوث وخواجہ،، اور،،فخراز ہر،، گروپ میں جو جوابات لکھے جاتے ہیں انھیں پہلے"مجلس شوری" میں بھیج دیا جاتا ہے"مجلس شوری" میں وہ عظیم شخصیات شامل ہیں جنکی فقہی بصیرت ،فکرونظر کی گہرائی وگیرائی حزب واحتیاط میں ثقہ کا درجہ رکھتے ہیں بالخصوص مسلک اہل سنت وجماعت المعروف مسلک اعلی حضرت کی روشنی میں جوابات کی جانچ پرکھ میں مہارت تامہ حاصل ہے۔یہ علمائے کرام جوابات کو نظر عمیق سے دیکھتے ہیں اگر کسی قسم کی کمیاں ہوتی ہیں تو اس کی نشاندہی کرتے ہیں اور مجیب سے لکھے ہوئے جوابات پر حوالہ طلب کیا جاتا ہے کچھ مجیبین ومصدقین کے درمیان گرما گرم بحثیں بھی ہوتی ہیں مگر سب کچھ ادب کے دائرے میں رہ کر پھر جوابات کو تصدیقات سے مزین کیا جاتا ہے پھر اس تصدیقات کے ساتھ بشکل پوسٹ گروپ میں بھیج دیا جاتا ہے اسی نہج پر برسوں سے کام ہورہا ہے۔

"مجلس شوری" کے شرکاء میں کچھ ایسے افراد ہیں جو علم فقہ میں بڑی گہری نظر رکھتے ہیں بالخصوص نازش علم وفن شہریار تحریر وقلم حضرت علامہ مفتی وقاضی شریعت،سید شمس الحق صاحب رضوی مصباحی قاضئ شریعت گوا اسٹیٹ،، مفکر اسلام حضرت علامہ مفتی محمد مقصود عالم صاحب فرحت ضیائی خلیفۂ حضور تاج الشریعہ کرناٹک ،مفکر قوم وملت نبیرۂ حضور صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد فیضان المصطفیٰ صاحب امجدی مصباحی صدر المدرسین جامعہ امجدیہ گھوسی ،ناشر مسلک اعلیٰ حضرت علامہ مفتی عبد المالک مصباحی صاحب جمشید پور جھارکھنڈ ،حضرت علامہ مفتی محمد جابر القادری صاحب جمشید پور جھارکھنڈ ،حضرت علامہ مفتی محمد اظہار

صاحب مصباحی بائسی پورنیہ،یہ وہ متبحر شخصیات ہیں جو مجلس شوری میں اپنے قیمتی اوقات دیکر جوابات کی تصحیح وتصدیق کرتے ہیں ان کے علاوہ اور بھی محترم شخصیات ہیں جن کی ایک لمبی فہرست ہے ان تمام حضرات کے منتظمین فیضان غوث وخواجہ گروپ کے سارے علمائے کرام کا ممنون ومشکور ہیں اور دعا گو ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ بطفیل مصطفی علیہ التحیتہ والثناء ان کے علم وعمل میں بے پناہ برکتیں عطاء فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

اور منتظمین گروپ امید واثق کرتے ہیں ایسے ہی ان معتبر ومستند شخصیات ہمیشہ ہماری رہنمائی فرماتے رہیں گے پھر گروپ کے احباب کی جانب سے یہ مطالبہ سامنے آیا کہ،، فیضان غوث وخواجہ،، گروپ میں جتنے سوالات کے جوابات لکھے گئے ہیں انہیں pdf کی شکل دی جائے یہ مطالبہ بار بار کئی مہینے تک جاری رہا مگر اس پر کام کرنے کی ہمت وجرأت نہیں ہو رہی تھی کہ آپ جانتے ہیں کسی کتاب کو ترتیب دینا کتنا مشکل امر ہے اس کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جو اس پر خار راہ کی آبلہ پائی کی ہو ترتیب،نظر ثانی ،کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کے مراحل کو طے کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے کئی مہینے کی عرق ریزی جدو جہد،محنت ومشقت کے بعد کوئی کتاب منصہ شہود پر آتی ہے،اس لئے اہل گروپ سنی ان سنی کرتے رہے مگر مطالبہ بھی بڑھتا گیا یہاں تک کہ بے سروسامانی کے عالم میں صرف اور صرف عزم وحوصلہ کی بنا پر فیضان غوث وخواجہ کے جوابات کو PDF کی شکل دینے کیلئے تیار ہو گئے سارے پوسٹ کو یکجا کر کے باب درباب تقسیم کیا گیا تو پتہ چلا کہ تین ضخیم جلدوں میں پی ڈی ایف بنے گی اب دوسرا مرحلہ رقم کی فراہمی کا تھا جسے اہلیان گروپ نے بڑی فراخ دلی کے ساتھ اپنی جیب خاص سے اکٹھا کرنا شروع کیا اور سبھی ممبران بڑھ چڑھ کر حصہ لئے اور سب سے زیادہ مسرت وشادمانی اس وقت ہوئی جب ہماری جماعت کے جید عالم دین محب محترم حضرت علامہ عبد المبین صاحب قبلہ امجدی مصباحی استاذ جامعہ امجدیہ گھوسی نے اپنی جیب خاص سے ٥٠٠٠ / پانچ ہزار روپے کی خطیر رقم پیش کی اسطرح چند دنوں میں رقم کا دشوار کن مسئلہ بھی حل ہو گیا اس کے لئے منتظمین گروپ ان تمام حضرات کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہیں اور دعا گو ہیں اللہ تعالیٰ انکے علم وعمل اور کاروبار میں بے پناہ برکتیں عطاء فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین

مگر پھر سارے پوسٹ کو باب درباب تقسیم کے بعد نظر ثانی کا اہم دشوار کن اور مشکل ترین مرحلہ تھا ،ملک و بیرون ملک کے طول وعرض میں اربابان حل عقد سے رابطہ قائم کیا گیا تو کچھ جگہوں سے حوصلہ افزا

جواب ملے کچھ جگہوں سے مایوس کن خبر کئی محترم ومعظم شخصیتیں فتاوی کی نظر ثانی کیلئے راضی ہوگئیں جس سے بہت بڑی مشکلیں آسان ہوئیں کئی مہینوں کی جد وجہد محنت ومشقت پیہم اسرار وکوشش کے بعد نظر ثانی کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچا پھر کمپوزنگ کا مرحلہ شروع ہوا تو کئی دشواریاں منھ پھاڑے کھڑی تھیں ان دقتوں کو بحسن وخوبی دور کرنے کے بعد چند ایسے معتبر عالم ومفتی کی ضرورت تھی جو عرق ریزی کے ساتھ پروف ریڈنگ کرسکے جلد دوم کی نظر ثانی کیلئے حضرت علامہ مفتی محمد مقصود عالم صاحب فرحت ضیائی قاضی شرع کرناٹک، اور حضرت علامہ مفتی محمد فیروز القادری صاحب مصباحی خلیفۂ حضور گلزار ملت ان دونوں معتبر عالم دین نے ہماری گزارشات پر فتاوی کے دو دو سوصفحات اور حضرت مولانا مفتی جابر القادری رضوی صاحب قبلہ دوسوصفحات کو دیکھیں ہیں ان تینوں معتبر عالم دین نے اپنے قیمتی تاثرات سے بھی نواز ہے، ہماری ٹیم شکر گزار ہے ان تمام مؤقر حضرات کا جنھوں نے نظر ثانی، پروف ریڈنگ اور کسی بھی طرح کا تعاون کیا ہے اللہ تعالی ان کے علم وعمر وصحت ورزق میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے۔امین بجاہ سید المرسلین

پی ڈی ایف کا نام گروپ کے صاحب الرائے احباب نے باہم صلاح ومشورہ سے اس پی ڈی ایف کا نام مشہور زمانہ ولی کامل شعیب الالیاء شیخ المشائخ پیر طریقت حضرت علامہ سیدنا الشاہ محمد یار علی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ والرضوان ۱۳۰۷ھ وصال ۲۲/ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ کی جانب منسوب کرتے ہوئے "العطایا النبویہ فی الفتاوی العلویہ" المعروف فتاوی غوث وخواجہ تجویز کیا ہے۔

خیال رہے یہ سارے کام موبائل کے اسکین پر ہی ہوئے ہیں پھر بھی منتظمین گروپ نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ پی، ڈی ایف میں کسی قسم کی علمی سقم ،غلطیاں نہ رہ جائے مگر ہارڈ پیپر دیکھنے اور موبائل اسکین میں بڑا فرق ہوتا ہے اس لئے میں تمام اہل علم سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر pdf میں کسی قسم کی علمی سقم، لفظی یا معنوی غلطی یا خطا پر مطلع ہوں تو طعن وتشنیع کے جملے استعمال کرنے کے بجائے، "تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى" اور " اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ" کے جذبے کے تحت مطلع فرمائیں ہم متشکر وممنون ہونگے۔

ہم احسان مند ہیں مفکر ملت مناظر اسلام حضرت علامہ مفتی سید شمس الحق مصباحی سابق قاضی گوا اسٹیٹ کے جنھوں نے،، دعائیہ کلمات،، تحریر فرما کر اہلیان گروپ کے حوصلے کو بلند کیا اور نباض قوم ملت حضرت علامہ مفتی حسن رضا رضوی صاحب قبلہ صدر مفتی ادارہ شرعیہ پٹنہ بہار جنھوں نے ایک قیمتی تاثر

عطا فرما کر حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ دعائیہ کلمات سے اہل گروپ کو نوازا، اللہ تبارک وتعالی ان سب حضرات کا سایہ عاطفت تادیر قائم و دائم رکھے اور ان کے علمی فیوض و برکات سے ہمیں مستفیض و مستنیر فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین

بے حد ناسپاسی ہوگی اگر ہم حضرت قاری عبدالقادر رضوی صاحب حضرت قاری رضوان خان صاحب، حضرت قاری مبارک حسین نظامی، فیضان غوث وخواجہ گروپ کے ابتدائی مرحلہ میں بہت زیادہ محنت ومشقت کر کے پوسٹ کی تیاری کرتے تھے اور گروپ کے برہم زلفوں کو خون جگر دیکر سنوارا کرتے تھے اور اس موقعہ پر میں کیسے بھول سکتا ہوں عالم جلیل فاضل نبیل حضرت علامہ محمد مظہر علی رضوی صاحب قبلہ مدرسہ غوثیہ حبیبیہ دربھنگہ بہار، کو جو ہر صبح بلاغہ غوثیہ کلینڈر، بھیجتے ہیں اور ہر مشکل وقت میں گروپ میں اپنی بے پناہ صلاحیتوں کے ساتھ موجودگی کا احساس دلاتے رہتے ہیں، اگر میں بانی گروپ حضرت حافظ وقاری محمد ایوب خان یارعلوی صاحب کا تذکرہ نہ کروں تو بہت بڑی زیادتی ہوگی جو دین کے بے لوث خادم ہیں اخلاق واوصاف میں سنجیدہ ومتین کم سخن شگفتہ مزاج اور مرنجاں مرنج شرست کے مالک ہیں جنھوں اپنی حیات کے قیمتی لمحات کا ایک ایک لمحہ وقف کردیا اور گروپ کے علمائے کرام، نظر ثانی ،پروف ریڈنگ کرنے والے ہر اشخاص کے ساتھ مضبوط ومستحکم رابطہ میں رہئے اور ایک ایک شخصیت سے متعدد مرتبہ رابطہ کیا مسلسل کئی مہنوں تک تب جا کر یہ pdf آپ کی نگاہوں کے سامنے ہے اللہ تبارک وتعالی جملہ احباب گروپ اور نظر ثانی، پروف ریڈنگ تصحیح وتصدیق ومخلصین ومحبین کو دارین کی سعادتیں عطا فرمائے، اس عظیم کاوش کو قبول ومقبول فرما کر لوگوں کی رشد وہدایت کا ذریعہ بنائے اور گروپ کے محببین ومصدقین وممبران کیلئے نجات اخروی کا وسیلہ ہو۔ آمین بجاہ سید المرسلین وخاتم النبیین وعلی الہ واصحابہ وبارك وسلم۔،

گر قبول افتد زہے عز وشرف

ازقلم محمد رضا امجدی دارالعلوم رضویہ

بڑا بریار پور موتیہاری مشرقی چمپارن بہار مقام ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار

بتاریخ ۲۹ /شعبان المعظم مطابق ۲ / اپریل ۲۰۲۲ بروز سنیچر

موبائل: 9470258177 / 8233295095

* *

دعائیہ کلمات

ماہر علم فقہ وحدیث فاضل نبیل خلیفۂ حضور تاج الشریعہ
حضرت علامہ مفتی سید شمس الحق برکاتی مصباحی دامت برکاتہم العالیہ
سابق قاضیٔ شہر گووا

باسمہ تعالی

امابعد! فقیر برکاتی کے لئے یہ بڑی مسرت وشادمانی کی بات ہے کہ" فتاویٰ غوث وخواجہ" جلد اول کی رسم اجراء فقیر کے ہاتھوں عمل میں آئی تھی ،اور اب" جلد ثانی وثالث و چہارم" بھی تکمیل کے مرحلے میں ہے، جس پر فقیر کے تاثرات کا مطالبہ ہوا ہے۔

تو اس سلسلے میں بہت کچھ کہنے اور لکھنے کی ضرورت نہیں ہے اکثر و بیشتر فتاویٰ جات فقیر کی تصدیقات سے مزین ہو چکے ہیں اور جن فتاویٰ جات پر بوجہ مصروفیت فقیر کی نظر نہ پڑ سکی ان کی تصدیقات دیگر مصدقین باوقار و ذی اعتبار کی جانب سے ثبت ہوئی ہیں۔

گروپ کے ذمہ دار مصدق و مربی مفتی جابر القادری صاحب قبلہ کی عرق ریزی نیز بانی گروپ قاری ایوب رضا قادری کی سعیٔ بلیغ اور مجیبین حلقہ کی جہدِ مسلسل سے یہ کام یہاں تک پہنچا ہے۔

بڑی شد و مد کے ساتھ اصلاح وتصدیق کا کام نہایت ہی حزم واحتیاط سے انجام دیا گیا ہے پھر بھی بتقاضائے بشری خطاونسیان کا امکان بہرحال موجود ہے! لہٰذا کسی خامی وکمی پر اطلاع پانے والے حضرات منتظمین کو مطلع کریں تاکہ بروقت اصلاح ہو سکے! بارگاہِ الٰہی میں دعا ہے کہ ان مجلداتِ اربعہ سے خواص وعوام کو مستفیض ومستفید فرمائے اور احکام شرعیہ کو فروغِ تام بخشے! نیز اعمال و کردار کی بہتری کا سامان بنادے۔آمین آمین یارب العلمین بجاہ نبیك سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین

رقمہ: سید شمس الحق برکاتی مصباحی

1443-3-24 ہجری
2021-10-31 عیسوی

کلمات تحسین

حضور فقیہ ملت احسن الفقہاء

حضرت علامہ مفتی محمد حسن رضا نوری دامت برکاتہ العالیہ

صدر مفتی ادارہ شرعیہ پٹنہ بہار

”فتاوی غوث وخواجہ“ جلد دوم مفتی محمد رضا امجدی کے توسط سے P.D.F موبائیل میں موصول ہوا فتاوی تقریباً چھ سو صفحات پر مشتمل ہیں جس میں جنائز، زکوۃ، روزہ، حج، نکاح طلاق، بیوع اور اس کے متعلقات کے مسائل درج ہیں تمام ابواب کا بالاستعاب مطالعہ نہیں کر سکا مگر جستہ جستہ ہر باب کا مطالعہ ضرور کیا ہے ”فتاوی غوث وخواجہ“ میں کسی ایک مفتی کے فتاوی نہیں ہیں بلکہ متعدد مفتیان کرام کے فتاوی موجود ہیں جہاں تک میں نے مطالعہ کیا تمام فتاوے نہایت تحقیق وتفتیش اور غور وفکر کے بعد لکھے گئے ہیں۔فتاوی مدلل، براہین سے مزین، زبان سادہ سلیس جو آسانی سے عوام کو سمجھ میں آجائے۔رضاعت کا ایک مسئلہ نظر سے گزرا جس کا جواب صحیح مدلل ہے مگر زبان سخت ہوگئی ہے جو اصول فتاویٰ کے مناسب نہیں۔مفتی کے لیے ضروری ہے کہ بردبار جذبات سے عاری اور اپنی حیثیت عرفی کا خیال رکھے اور جواب لکھتے وقت صبر وتحمل سے کام لے۔فتاوی صرف قرآن واحادیث اور فقہی جزئیات پر مشتمل نہیں ہیں بلکہ ان ماخذ کے ساتھ مفتیان کرام نے حالات زمانہ کی بھی رعایت کی ہے مسائل جدیدہ کے تعلق سے بھی فتاوے موجود ہیں مفتیان کرام نے صرف اپنی تحقیق پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ اپنے دعوے کے ثبوت میں اپنے اکابرین کے کتابوں کا بھی حوالہ دیا ہے جس سے فتوی مزید معتبر ہوگیا ہے۔دعا ہے کہ رب قدیر مفتیان کرام کو جزاء خیر دے اور فتاوی غوث وخواجہ کو مقبول انام فرمائے۔آمین ثم آمین

دعا گو وجو

محمد حسن رضا نوری

ادارہ شرعیہ پٹنہ ۳/محرم الحرام ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۳/اگست ۲۰۲۱ء

****

تقریظ جلیل

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ ومحدث کبیر مفکر قوم وملت علمبر دار مسلک اعلیٰ حضرت ماہر علوم نبویہ

حضرت علامہ مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی

خادم فخر از ہر دار الافتاء والقضاء وسرپرست اعلیٰ جماعت رضائے مصطفی ہاسپیٹ وجئے نگر کرناٹک الھند

"فقہ" نام ہے احکام شرعیہ عملیہ کے اس علم کا جوان کے تفصیلی دلائل سے حاصل ہو۔

(قواعد الفقہ: ۴۱۴)

اور فتویٰ نام ہے: درپیش مسائل کے بارے میں سوال کرنے والے کو دلیل شرعی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے باخبر کرنے اور جواب دینے کا۔ (کتاب الفتاویٰ: ۱/۲۱۹)

اسلامی تاریخ افتاء کے مختلف ادوار ہیں، جس کا تذکرہ بطور اجمال مندرجہ ذیل ہیں:

افتاء کا پہلا دور: آفتاب رسالت۔ مہتاب نبوت۔ شمع بزم ہدایت اور مصطفی جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد مسعود اسلامی افتاء کا پہلا دور کہلاتا ہے اس زمانہ میں سرور کائنات۔ فخر موجودات۔ مالک ارض و سماوات جان جانان مخلوقات علیہ الصلاۃ والسلام بذات خود مفتی تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے ذریعہ نازل کردہ احکام لوگوں کو بتلاتے تھے، اہل اسلام کو اوامر ونواہی سے روشناس فرماتے تھے اور انہیں حلال وحرام کا شعور بخشتے تھے کبھی کبھی رب کی عطا کردہ تشریعی اختیار کو بھی بروئے کار لاتے رہے جیسے حضرت براء ابن عاذب کیلئے سونے کی انگوٹھی کی حلت۔ حضرت سراقہ کیلئے کسری کے سونے کے کنگن کی حلت وغیرہ وغیرہ اس لئے تو خلق خدا کی زباں پر یہ نعرے مچلتے ہیں کہ رحمت عالم۔ نور مجسم۔ نبیٔ مکرم۔ شافع امم قانون داں بھی ہیں اور قانون ساز بھی ہیں خاتم پیغمبراں، سیاح لامکاں، شاہ رسولاں، مالک انس و جاں صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام الہیہ سے لوگوں کو واقفیت دلانے کے لئے اپنے دور مبارک میں ہی بعض صحابۂ کرام کو مفتی وقاضی بنا کر دور دراز کے علاقہ میں روانہ فرمایا تا کہ وہ وہاں جا کر لوگوں کی صحیح رہنمائی کریں اور ان کے سوال کا جواب اسلامی اصول کے تحت دیں کار افتاء کا یہ اصول بعد کو بھی جاری رہا۔

افتاء کا دوسرا دور: آقائے نعمت، دریائے رحمت، صاحب شریعت۔ مالک جنت، شافع امت،

مظہر شان قدرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دارِفانی سے پردہ فرمانے کے بعد افتاء کی ذمہ داری کو صحابۂ کرام نے سنبھالا اورنہایت احسن طریقہ سے انجام دیا،صحابۂ کرام میں جوحضرات فتویٰ دیا کرتے تھے ان کی تعداد ایک سوتیس سے کچھ زائدتھی، جن میں مرد اورعورت دونوں شامل ہیں، البتہ جوحضرات زیادہ فتویٰ دیتے تھے ان کے نام یہ ہیں: حضرت عمربن الخطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عائشہ، حضرت زیدبن ثابت، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اجمعین، ان کے علاوہ اوربھی صحابۂ کرام جوان سے کم فتویٰ دیا کرتے تھے ان کی تعداد بھی بہت ہے ۔

افتاء کا تیسرا دورصحابۂ کرام کے بعد اس ذمہ داری کو تابعین کرام نے سنبھالااورمختلف بلادِاسلامیہ میں پھیل کرخوب اس خدمت کو انجام دیا، چنانچہ تابعین میں سے مدینہ منور میں حضرت سعید بن المسیب، حضرت ابوسلمہ، حضرت عروہ، حضرت عبیداللہ، حضرت قاسم بن محمد، حضرت سلیمان بن یسار اورحضرت خارجہ بن زید رحمہم اللہ، منصب افتاء پر فائز تھے ۔اور مکہ مکرمہ میں حضرت عطا بن ابی رباح، علی بن ابی طلحہ اورعبدالما لک بن جریج یہ کام کیا کرتے تھے ۔کوفہ میں حضرت ابراہیم نخعی، عامر بن شراحیل وغیرہ اور بصرہ میں حضرت حسن بصری، یمن میں طاؤس بن کیسان اورشام میں حضرت مکحول رحمہم اللہ، اس کام کوانجام دیتے تھے ۔اور یہی دورامام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ہے جنہوں نے استنباط واستخراج کے اصول کی بنیاد رکھی ۔

برصغیر میں افتاء کا کام مختلف علماء نے انجام دیااوردے رہے ہیں، جن میں سرفہرست خاندان رضویہ کے آفتاب عالم تاب اصول وفروع ہیں، تقریباً دوصدی سے اس خاندان میں افتاء کاشغل جاری ہے ہندکی زمین پرجس کی پہلی کڑی امام العلماء حضرت علامہ مفتی الشاہ رضاعلی خان علیہ الرحمہ ہیں جنہوں نے اول اس کی بنیاد رکھی جن کا شمارخاندان رضویہ کے اصول میں ہے ان کے بعداس ذمہ داری کو انہیں کے شہزادہ خاتم الحکماء حضرت علامہ مفتی الشاہ نقی علی خان قادری بریلوی علیہ الرحمہ نے سنبھالی اورتاحیات اس خدمت کوبحسن وخوبی انجام دیاان کے بعداس عظیم منصب پر محقق علی الا طلاق ۔مجتھد فی المسائل ۔مجدد اعظم ۔مفکر ملت ۔مدبرزمن ۔امام اہلسنت حضرت امام احمدرضا خان قادری بریلوی قدس سرہ العزیز فائز ہوئے اورعالم اسلام پر باران رحمت بن کر برس پڑے اور ہر چہار جانب کوسیراب کرگئے پھرحجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی الشاہ محمدحامدرضا خان قادری بریلوی ۔مفتیٔ اعظم ہندحضرت علامہ مفتی الشاہ محمد مصطفی رضا خان

قادری بریلوی ۔مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد ابراہیم رضا خان قادری بریلوی ۔تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اسماعیل رضا خان المعروف محمد اختر رضا خان قادری ملقب بہ ازہری میاں بریلوی قدس اسرارہم وغیرہ یکے بادیگرے اس کارعظیم کو انجام دیتے رہے موجودہ دور میں شہزادہ و جانشین تاج الشریعہ قائد ملت حضرتِ علامہ مفتی الشاہ محمد منور رضا خان المعروف محمد عسجد رضا خان قادری بریلوی دام ظلہ الاقدس اس منصب پر فروکش ہیں ان کے علاوہ ہزاروں علماء اہلسنت و اکابرین ملت نے اس کارعظیم کو کرتے چلے آئے ہیں انہیں اکابرین کے نقش قدم کو مشعل راہ بناتے ہوئے اصاغرین بھی اسی ڈگر پر گامزن ہیں اور آج بھی فتاویٰ کا کام جاری ہے جس کے دلکش اور نفع بخش مناظر اکابر واصاغر علمائے کرام کے فتاویٰ کی شکل میں دیکھنے کو ملتے ہیں جو کتب فتاوی مختلف کتب خانوں سے چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں، جس میں" فتاوی رضویہ" کو ایک نمایاں حیثیت بلکہ ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔

اسی افتاء کی ایک کڑی فتاوی فخر ازہر کی دو جلدیں اور فتاوی غوث وخواجہ کی تین جلدیں ہیں جو پی ڈی ایف کی شکل میں مرتب ہو کر انٹرنیٹ کی دنیا میں جلوہ بار ہیں اور اپنے نکہت وجود سے اہل اسلام کے مشام جاں کو معطر کر رہی ہیں اس وقت میرے ہاتھ میں فتاوی غوث وخواجہ کی دوسری جلد کا مسودہ ہے تقریبا جس کے تین سو صفحات کو بنظر عمیق پڑھنے کا موقع ملا جواب کو سوال کے مطابق مدلل پایا اور ہر مجیب کیلئے دل سے دعا نکلی خداوند متعال مجیبان" فتاوی غوث وخواجہ" کی محنتوں کو قبول فرما کر انہیں اس کارخیر کی انجام دہی پر اجر عظیم اور جزائے جزیل عطا فرمائے بالخصوص محب گرامی پیکر خلوص عالی جناب قاری محمد ایوب خان قادری یارعلوی زیدت معالیہ شراوستی یو پی کا جنہوں فتاوی کی پانچوں کتاب یعنی فتاوی فخر ازہر اول و دوم اور فتاوی غوث خواجہ اول و دوم وسوم کے کچھ اوراق پر نظر ثانی کرنے کا موقع فراہم کیا رب قدیر سے بطفیل نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پوری جماعت کو دارین کی سعادت ابدیہ سے مالامال فرمائے اور مزید خدمت کرنے کی توفیق بخشے ۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد مقصود عالم فرحت ضیائی

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ ومحدث کبیر وخادم فخر ازہر دارالافتاء والقضاء وسرپرست اعلیٰ جماعت رضائے مصطفی ہاسپیٹ و جئے نگر کرناٹک الھند

فتاویٰ غوث وخواجہ عظیم علمی وفقہی سرمایہ ہے

افضل الخطباء فاضل جلیل عالم نبیل

حضرت مولانا مفتی محمد فیروز القادری صاحب قبلہ مصباحی

خلیفۂ حضور گلزار ملت بانی وناظم اعلیٰ جامعہ نبویہ مدھوبنی بہار

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

مقتدر علماء اہل سنت کی کاوشوں کا مجموعہ" فتاوی غوث وخواجہ" جلد دوم کا مسودہ حضرت علامہ مفتی محمد رضا امجدی صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے توسط سے موصول ہوا پڑھ کر طبیعت خوش ہوگئی کہ ایک طرف جہاں شوسل میڈیا کا غلط استعمال عام ہے وہیں ہمارے مخلصین علماء کرام ومفتیان عظام اس کا صحیح استعمال کرکے اپنی ان تھک کوششوں سے امت مسلمہ کے مسائل کو حل فرمارہے ہیں کتاب کو میں نے پڑھا ہر سوال کا جواب نفس مسئلہ کے اعتبار سے مفتی بہ قول کے مطابق تشفی بخش دیا گیا ہے جہاں مجیبین مفتیان کرام نے ضروری سمجھا ہے وہاں تفصیلی جواب بھی تحریر فرمایا ہے، انداز جواب خوب سے خوب تر ہے فقیہانہ اسلوب بھی لاجواب ہے جس سے عام آدمی کو بھی افہام وتفہیم میں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔

امت مسلمہ کے لیے دو جلدوں پر مشتمل فتاوی غوث وخواجہ عظیم علمی وفقہی سرمایہ ہے اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو اس سے فیضیاب فرمائے علماء کرام، ائمہ مساجد، ارباب علم و دانش ایک بار ضرور اس کا مطالعہ فرمائیں اس شاندار کوشش پر میں تمام مفتیان کرام اور ان کے معاونین کو ہزاروں مبارکبادیاں پیش کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت جملہ مفتیان کرام کی جدوجہد کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، ان کے علم وعمل اور عمر میں بے حساب برکتیں عطا فرماکر دونوں جہان کی سعادتیں، دولتیں، شوکتیں عطا فرمائے اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

خاکپائے حضور تاج الشریعہ

محمد فیروز القادری مصباحی

خادم جامعہ نبویہ ازہری محلہ رام پور مدھواپور مدھوبنی بہار

دورحاضر میں سوشل میڈیا کی ضرورت وافادیت

نبیرۂ شعیب الاولیاء خلیفۂ حضور تاج الشریعہ
حضرت علامہ مفتی محمد آصف علوی ازہری دامت برکاتہم العالیہ
نائب سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول و مہتمم دارالعلوم فیض الرسول براوں شریف سدھارتھ نگر یوپی

اس بات سے کسی کو مجال انکار نہیں کہ یہ دور سوشل میڈیا کا ہے، ہر کس وناکس خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ،مرد ہو یا عورت اپنی فراغت کے اکثر اوقات موبائل اسکرین پر گزارتا ہے کتابیں صرف الماریوں کی زینت بن کر رہ گئی ہیں ان کی جانب التفات شاذ ونادر ہی ہوتا ہے ،مطالعہ وکتب بینی کی عادت لوگوں سے یکسر مفقود ہوتی جارہی ہے۔ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا جہاں بہت ساری برائیوں اور خرابیوں کی آماجگاہ ہے وہیں پر اس کے کچھ مثبت پہلو بھی ہیں علی سبیل المثال اگر آپ کسی اصلاحی ،دینی پیغام کو بغیر سوشل نیٹ ورکینگ کا سہارا لیے آف لائن لوگوں تک پہونچانا چاہتے ہیں تو اس کے لیے کافی وقت اور کافی وسائل درکار ہوں گے لیکن اسی پیغام کو آپ سوشل نیٹ ورکنگ کے ذریعہ بغیر کسی اضافی صرفہ کے لمحوں اور منٹوں ہزاروں اور لاکھوں لوگوں تک پہونچا سکتے ہیں۔

في زماننا باطل افکار ونظریات کے حامل افراد سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ پر کافی ایکٹیو ہیں اور اسے بطور ہتھیار استعمال کر کے رات اور دن اپنے باطل ومسموم عقائد ونظریات کے پرچار میں سرگرم عمل ہیں۔

مذکورہ باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ادھر چند سالوں سے ہماری جماعت اہلسنت کے نوجوان علماء وفضلاء نے بھی انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کا رخ کیا ہے اور اس پر اپنی خاطر خواہ سرگرمی درج کرائی ہے، سوشل میڈیا کے پلیٹ فارم سے جزئی واشتراکی طور پر دین اسلام کے سچے اور صحیح عقائد ونظریات اور اس کی آفاقی تعلیمات کی ترویج واشاعت میں لگے ہیں، ساتھ ہی ساتھ ملحدین، مستشرقین، اسلام دشمن طاقتوں کی جانب سے اسلامی افکار ونظریات کے خلاف سوشل میڈیا پر اٹھائے گئے اعتراضات کے رد کا بھی کام انجام دیتے ہیں، جماعت اہلسنت کے نوجوان علماء ومفتیان کرام کی انھیں انتھک محنتوں اور کوششوں کا ایک خوبصورت ثمرہ" فتاوی غوث وخواجہ" کا مجموعہ ہے جسے وہاٹس ایپ گروپ" فیضان

غوث وخواجہ" کے پیج پر نشر کئے گئے متعدد فتووں سے یکجا کیا گیا ہے، اور جس کی جلد اول عمدہ ترتیب وتنسیق کے ساتھ PDF کی شکل لوگوں تک پہونچ چکی ہے اور جلد دوم وسوم قریب الظھو رہے۔

میں نے عدم فرصت کی بنا اس مجموعے کو کو بالاستیعاب تو نہیں دیکھا لیکن تھوڑا تھوڑا متعدد جگہوں سے دیکھا تو الحمد للہ اسے ہر لحاظ سے عمدہ اور خوب سے خوب تر پایا قابل صد مبارکباد ہیں گروپ "فیضان غوث وخواجہ" کے جملہ علماء ومفتیان کرام جن کی مساعی پیہم اور انتھک مشقتوں کی بدولت فتووں کا یہ خوبصورت مجموعہ منصہ شہود پر آیا اور خصوصیت کے ساتھ مبارکباد کے مستحق ہیں فاضل مرتب حضرت حافظ وقاری محمد ایوب خان یارعلوی بہرائچی صاحب جنھوں نے وہاٹس ایپ پر گروپ" فیضان غوث وخواجہ "تشکیل دیا اور کافی محنت ومشقت اور عرق ریزی کے بعد علماء اور مفتیان کرام کی یہ مضبوط ٹیم تیار کی، میری تمنائیں اور دعائیں گروپ فیضان غوث ورضا کے جملہ ممبران اور علماء اور مفتیان عظام پر ہیں اللہ رب العزت اس گروپ میں شامل تمام لوگوں کو دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے اور ان کے علم وعمل میں خوب خوب برکتیں عطا فرمائے کے ساتھ ہیں۔

محمد آصف علوی ازہری
نائب سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول ومہتمم دارالعلوم فیض الرسول براوں شریف

* *

اسمائے مصدقین

(۱) خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت مفتی سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ قاضی گوا

(۲) شہزادۂ حضور فقیہ ملت حضرت مفتی ابرار احمد امجدی برکاتی صاحب قبلہ مرکز تربیت افتاء اوجھا گنج ضلع بستی

(۳) حضرت مفتی محمد عطاء اللہ النعیمی صاحب قبلہ خادم الحدیث والافتاء بجامعۃ النور جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کراچی

(۴) حضرت مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی خلیفۂ حضور تاج الشریعہ ومحدث کبیر وصدر مفتی فخر ازہر دارالافتاء والقضاء وسرپرست جماعت رضائے مصطفی برانچ ہاسپیٹ کرناٹک الھند

(۵) سراج العلماء شرف ملت حضرت مفتی شرف الدین رضوی صاحب قبلہ شیخ الحدیث دارالعلوم قادریہ حبیبیہ فیل خانہ ہوڑہ بنگال

(۶) حضرت مفتی محمد شہروز عالم رضوی اکرمی خادم التدریس والافتاء دارالعلوم قادریہ حبیبیہ فیل خانہ ہوڑہ کلکتہ بنگال

(۷) حضرت مفتی محمد رضا امجدی صاحب قبلہ دارالعلوم رضویہ بڑابریار پور مشرقی چمپارن بہار مقام ہرپوروَا باچپٹی سیتامڑھی بہار

(۸) حضرت مفتی محمد جابر القادری رضوی صاحب قبلہ پارسبنی، بوکارو، جھارکھنڈ مقیم حال، خطیب وامام رحمت عالم مسجد، ملت نگر، کپالی، جمشید پور، جھارکھنڈ

(۹) حضرت مفتی محمد امین قادری رضوی صاحب قبلہ صدر وسرپرست قادری رضوی دارالافتاء دہلی روڈ مراداباد

(۱۰) حضرت مفتی اظہار مصباحی صاحب قبلہ سکونت ہرنتوڑ پوسٹ بائسی بازار ضلع پورنیہ بہار مقیم حال الجامعۃ الرضویہ بیل بازار کلیان ضلع تھانے مہاراشٹر

(۱۱) حضرت مفتی محمد امجد علی نعیمی صاحب قبلہ رائے گنج اتر دیناج پور مغربی بنگال، خطیب وامام مسجد نیم والی مراد آباد اتر پردیش الھند۔

اسمائے مجیبین

(۱) مصنف فتاوی یارعلویہ حضرت علامہ مفتی منظور احمد یارعلوی خادم الافتاء والتدریس دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئی

(۲) حضرت مفتی محمد جعفر علی صدیقی رضوی صاحب قبلہ کرلوسکرواڑی سانگلی مہاراشٹر

(۳) حضرت مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی خلیفۂ حضور تاج الشریعہ ومحدث کبیر وصدر مفتی فخر ازہر دارالافتاء والقضاء وسرپرست اعلیٰ جماعت رضائے مصطفی برانچ ہاسپیٹ کرنا ٹک الھند

(۴) حضرت مفتی محمد رضا امجدی صاحب قبلہ دارالعلوم رضویہ بڑا ابریار پورمشرقی چمپارن بہار مقام ہرپوروَا باچپٹی سیتامڑھی بہار

(۵) حضرت مفتی محمد ثناء اللہ خان ثناء القادری صاحب قبلہ مڑپا شریف سیتامڑھی بہار

(۶) حضرت مفتی شان محمد مصباحی قادری صاحب قبلہ فرخ آباد یوپی

(۷) حضرت مفتی اسرار احمد نوری بریلوی صاحب قبلہ خادم التدریس والافتاء مدرسہ عربیہ اہل سنت فیض العلوم کالاڈھونگی ضلع نینی تال اتراکھنڈ

(۸) حضرت مفتی الفاظ قریشی نجمی صاحب قبلہ کرنا ٹک

(۹) حضرت مفتی مشیر اسد صاحب قبلہ پورنیہ بہار مقیم حال ممبئی

(۱۰) حضرت مفتی محمد مظہر حسین سعدی رضوی صاحب خادم شمس العلماء دارالافتاء والقضاء، جامعہ اسلامیہ میرا روڈ ممبئی، متوطن: نل باڑی سونا پور ہاٹ، اتر دیناجپور بنگال

(۱۱) حضرت مفتی محمد امتیاز حسین قادری صاحب قبلہ لکھنؤ یوپی

(۱۲) حضرت مولانا مفتی محمد رضاء اللہ نقشبندی نائب مفتی دارالعلوم رضویہ بڑا ابریار پور موتیہاری مشرقی چمپارن

(۱۳) حضرت علامہ ومولانا مفتی وصی صاحب قبلہ مفتی شہر بھساول ساکن بہرائچ شریف یوپی

(۱۴) حضرت مولانا کریم اللہ رضوی خادم التدریس دارالعلوم مخدومیہ اوشیورہ برج جوگیشوری ممبئی

(۱۵) حضرت مولانا ابو حنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی صاحب قبلہ، مانخورد ممبئی

(۱۶) حضرت مولانا امجد رضا امجدی پٹھن پورہ سیتامڑھی بہار

(۱۷) حضرت مولانا محمد مظہر علی رضوی صاحب قبلہ خادم التدریس مدرسہ غوثیہ حبیبیہ بریل دربھنگہ بہار

(۱۸) حضرت مولانا محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی صاحب خادم التدریس دار العلوم رضویہ قادریہ سمستیپو را مشرکھ چھپرہ بہار

(۱۹) حضرت مولانا محمد شریف الحق رضوی امام وخطیب نوری رضوی جامع مسجد رسول گنج عرف کوئلی ضلع سیتامڑھی باشندہ کٹیہار، بہار، انڈیا

(۲۰) حضرت مولانا ابو الاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی صاحب قبلہ ساکن دیوری ارجی ضلع سدھارتھ نگر یوپی خطیب وامام نگینہ مسجد مہاراشٹر

(۲۱) حضرت مولانا فداء المصطفی صمدی انفاسی صاحب قبلہ رتوارہ چندن، پوسٹ پاروتھانہ سریاں ضلع مظفر پور، بہار

(۲۲) حضرت مولانا محمد مشاہد رضا حشمتی صاحب قبلہ خادم التدریس جامعتہ ریاض الجنۃ رام پور کیمری

(۲۳) حضرت مولانا محمد معصوم رضا نوریؔ صاحب قبلہ مہواڈھار نزد پیپر بازار پوسٹ مہدیہ ضلع بلرام پور

(۲۴) حضرت مولانا محمد صادق رضا صاحب قبلہ، خطیب وامام شاہی جامع مسجد پٹنہ بہار الھند

(۲۵) حضرت مولانا محمد راشد مکی صاحب قبلہ گرام ملک پور کٹیہار بہار

(۲۶) حضرت مولانا محمد اسماعیل رضا امجدی صاحب قبلہ گونڈوی یوپی

(۲۷) حضرت مولانا محمد اختر رضا قادری رضوی صاحب قبلہ نیپال گنجوی ناظم اعلی مدرسہ فیض العلوم خطیب وامام نیپالی سنی جامع مسجد سرکھیت (نیپال)

(۲۸) حضرت مولانا عبید اللہ رضوی بریلوی صاحب قبلہ خادم التدریس مدرسہ دار ارقم محمدیہ میر گنج ضلع بریلی شریف یوپی

(٢٩) حضرت مولانا محمد عمر رضا خان المسعودی صاحب قبلہ دار العلوم ظفر الاسلام لوکاہی باز ار ضلع بہرائچ شریف

(٣٠) حضرت مولانا محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی عفی عنہ دار العلوم اہلسنت محی الاسلام بتھریا کلاں ڈومریا گنج سدھارتھ نگر یوپی

(٣١) حضرت مولانا محمد عمر علی قادری صاحب قبلہ اسلام پور خادم التدریس مدرسہ بحر العلوم قادریہ باتھ اصلی سیتامڑھی بہار

(٣٢) حضرت مولانا محمد مشرف اعظم صاحب قبلہ گریڈیہ جھارکھنڈ

(٣٣) حضرت مولانا محمد سلطان رضا شمسی صاحب قبلہ کشمیری جامع مسجد کاٹھمانڈو نیپال

(٣٤) حضرت مولانا اشفاق عطاری صاحب قبلہ نیپال

(٣٥) حضرت مولانا محمد ریحان رضا رضوی صاحب قبلہ فرحاباڑی ٹیڑھا گاچھ بہادر گنج ضلع کشن گنج بہار

(٣٦) حضرت مولانا محمد عامل رضا خان المعروف ضیاء انجم قادری صاحب قبلہ لکھیم پور یوپی

(٣٧) حضرت مولانا ابصار رضا مرکزی صاحب قبلہ بائسی پورنیہ بہار

(٣٨) حضرت مولانا محمد الطاف حسین قادری صاحب قبلہ مدظلہ العالی خادم التدریس دار العلوم غوث والوری ڈانگا لکھیم پور کھیری یوپی

(٣٩) حضرت قاری محمد انور رضا صاحب قبلہ پیاگ پور بہرائچ شریف یوپی

****

فہرست مضامین

کتاب الجنائز

جنازہ کا باب

كتاب الحج والعمرة

حج اور عمرہ کا بیان

کتاب النکاح

نکاح کا بیان

کتاب الجنائز

(جنازہ کا باب)

میت کو جب گھر سے نکالا جاتا ہے تو اس کا سر آگے ہونا چاہیئے یا پیر؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میت کو جب گھر سے نکالا جاتا ہے تو اس کا سر آگے رہنا چاہیئے یا پیر، بہار شریعت وغیرہ میں مطلقا لکھا ہے کہ جنازہ لے کر چلنے میں سر آگے ہونا چاہیئے جبکہ ہمارے معاشرے میں یہ بڑی غلط فہمی ہے کہ گھر سے نکالنے میں پیر آگے رکھتے ہیں اور منع کیا جاتا ہے تو حوالہ دلہن وغیرہ کا دیتے ہیں کہ دلہن جب گھر میں آتی ہے تو پہلے پیر اندر رکھتی ہے نہ کہ سر اور کہتے ہیں ہمارے باپ دادا لوگ بھی ایسے ہی کئے ہیں تو کیا وہ لوگ غلط کئے تو ایسا کرنا کیسا ہے اور کہنے والے پر کیا حکم شرع ہے جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ سائل محمد تنویر احمد قادری اسمٰعیلی بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــــالی

میت کو لے کر چلتے وقت سر آگے ہونا چاہیئے جیسا کہ فتاویٰ اکبریہ میں ہے کہ سر آگے ہی ہونا چاہیئے فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ 83 بحر الرائق جلد دوم صفحہ 193 میں ہے:

"والنظم من الهندية وفی حالت المشی بالجنازة يقدم الراس كذا فی المضمرات"

اور یہی اکثر کتب معتبرہ مذہب مہذب سے صراحتاً مستفاد کہ سنت طریقہ جنازے سے اٹھانے کا کامل یہ بیان فرمایا کہ پہلے جنازے کی اگلی طرف دائیں شانے پر پھر پچھلی طرف دائیں شانے پر پھر اگلی طرف بائیں شانے پر پھر پچھلی طرف بائیں شانے پر یوں اٹھائے کہ میت کی دائیں جانب اور اٹھانے والے کا دایاں شانہ اور میت کے بائیں جانب اٹھانے والے کا بایاں شانہ پر اٹھاتے جائیں۔

ہدایہ مصریہ مع الفتح ص 97 ج 2 شرح الوقایہ ج 1 ص 257 کنز الدقائق ص 27 بدائع

الصنائع ص 309 میں ہے:

" والنظم من الهندية او اما كمال السنت فلا يتحقق الا فى فواحد وهو ان يبدء الحامل بحمل يمين مقدم الجنازة كذا فى التتار خانية فيحمله على عاتقه الا يمين معم التواخر الا يمين على عاتقه الا يمين ثم المؤخر الا يمين على عاتقه الا يمين ثم المقدم الا يسر على عاتقه الا يسر ثم المؤخر اليسر على عاتقه الا يسر هكذا فى التبيين "

اور روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اس صورت مسنونہ میں سر آگے ہی ہوگا۔

(فتاویٰ اکبریہ جلد اوّل باب صلوٰۃ الجنائز صفحہ 367 / 368)

صورت مسئولہ میں میت کو لے کر گھر سے نکلتے وقت سر ہی کی طرف سے نکالیں گے کیونکہ جنازے کو لے کر چلتے وقت سر آگے ہی ہونا چاہیئے رہا لوگوں کا یہ کہنا کہ جنازے کو گھر سے نکالتے وقت پیر آگے رہنا چاہیئے تو یہ درست نہیں جنازہ گھر سے لے کر نکلتے وقت کی کیفیت کو گھر میں بوقت دخول دولہن کے پاؤں کی کیفیت پر محمول کرنا درست نہیں ہے اس لئے لوگوں کو سمجھائیں کہ میت کو لے کر گھر سے نکلتے وقت سر ہی کی طرف سے نکالیں اور بیجا رسم رواج کی اتباع نہ کریں۔

البتہ اگر کسی عذر کے سبب میت کو گھر سے نکالتے وقت پاؤں کی طرف سے نکالنا پڑے تو حرج نہیں تاہم گھر سے باہر نکالنے کے بعد سر آگے ہی کی طرف کرلیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

ابو الاحسان محمد مشتاق قادری رضوی مہاراشٹر

۲۱ ربیع الاول ۱۴۴۳ھ

* *

کیا نماز جنازہ پڑھانے کے لئے بالغ ہونا ضروری ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام کے عرض ہے کہ نماز جنازہ پڑھانے کے لئے بالغ ہونا ضروری ہے نماز جنازہ پڑھا

نے کی شرائط کیا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی سائل محمد نظیر احمد قادری شراوستی یوپی الھند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

نابالغ نماز جنازہ نہیں پڑھا سکتا ہے کیونکہ نماز جنازہ کے لئے بھی وہی شرط ہے جو نماز کے لئے شرط ہے ہاں ایک بات اس میں زیادہ ہے یعنی اس کی موت کی خبر ہونا۔ جیسا کہ بہار شریعت میں درمختار ردالمحتار کے حوالے سے ہے نمازِ جنازہ واجب ہونے کے لیے وہی شرائط ہیں جو اور نمازوں کے لیے ہیں یعنی قادر، عاقل، بالغ، اور مسلمان ہونا، ایک بات اس میں زیادہ ہے یعنی اس کی موت کی خبر ہونا۔

نمازِ جنازہ میں دو طرح کی شرطیں ہیں، ایک مصلّی کے متعلق دوسری میّت کے متعلق، مصلّی کے لحاظ سے تو وہی شرطیں ہیں جو مطلق نماز کی ہیں یعنی مصلّی کا نجاست حکمیہ وحقیقیہ سے پاک ہونا، نیز اس کے کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا، ستر عورت۔ قبلہ کو موتھ ہونا نیت، اس میں وقت شرط نہیں اور تکبیر تحریمہ رُکن ہے شرط نہیں۔ امام کا بالغ ہونا شرط ہے خواہ امام مرد ہو یا عورت، نابالغ نے نماز پڑھائی تو نہ ہوئی۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت جلد اوّل حصہ چہارم صفحہ 826 ناشر مجلس المدینۃ العلمیہ دعوت اسلامی دہلی)

کتبـــــــہ

محمد اشفاق عطاری

13 نومبر 2021 عیسوی شب ہفتہ

****

میت کی چارپائی پر آیت قرآنی لکھی ہوئی چادر ڈالنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ علمائے کرام کی بارگاہ عرض ہے کہ میت کے اوپر وہ چادر بچھانا جس پر قرآنی آیات لکھی ہوئی ہو کیسا ہے؟ سائل طاہر حسین آف پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونــــــــــــہ تعـــــــــــالی

بے حرمتی نہ ہو اس کا خیال کرتے ہوئے اسی چادر میت کے اوپر ڈالنا جس پر آیت قرآنی و کلمات شریفہ وغیرہا لکھی ہو تو جائز ہے۔

جیسا کہ فتاوی مرکز تربیت افتاء میں ہے کہ یہ چادر میت کے جسم پر نہیں ڈالی جاتی بلکہ اس کی چار پائی کے چاروں طرف جو اونچی دیوار ہوتی ہے اس پر ڈالی جاتی ہے اور اس میں آیات قرآن اور کلمات شریفہ وغیرہا کی کوئی توہین نہیں سر کی طرف جو چادر ہے ادھر تو توہین کامل ہی نہیں ہے۔ ہاں پاؤں کی طرف چادر کا جو حصہ ہوتا ہے وہاں بے حرمتی کا گمان ہوسکتا ہے مگر وہاں یہ بے حرمتی اس لئے نہیں پائی جاتی کہ چادر اور قدم کے بیچ میں لکڑی وغیرہ کی دیوار حائل ہوتی ہے۔الغرض احتیاط کے ساتھ چار پائی کی دیواروں کے اوپر سے برکت کے لئے ایسی چادر ڈالنی جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں تحقیق کے لئے اعلی حضرت علیہ الرحمہ والرضوان کا رسالہ" الحرف الحسن فی الکتابۃ اللکفن مشمولہ فتاوی جلد ۴ کا مطالعہ کریں۔واللہ اعلم

(فتاوی مرکز تربیت افتاء جلداوّل،کتاب الجنائز صفحہ۔ ۳۶۵)

کتبـــــہ
محمد ارباز عالم نظامی

****

قبرستان میں نماز و جنازہ پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ قبرستان میں نماز و جنازہ پڑھنا کیسا؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی المستفتی محمد نسیم اختر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونــــــــــــہ تعـــــــــــالی

قبرستان میں نماز پڑھنا جائز ہے جبکہ وہاں قبر نہ ہو۔اور رہی نماز جنازہ کی بات تو وہ قبر سامنے بھی ہو تو کوئی حرج نہیں کہ یہ دعا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ: " لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد نهی عن الصلوۃ فی معاطن الجمال ثم مقبرۃ"

اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کے بیٹھنے کی جگہ اور مقبرہ میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا البتہ قبرستان کی وہ جگہ جو قبروں سے خالی ہو۔اور اگر قبرستان میں نماز ادا کر رہا ہے تو قبرا تنے فاصلے پر ہو کے نظر نہ پڑے۔تو کوئی حرج نہیں پڑھ سکتے ہیں اگر نظر پڑے گی تو مکروہ ہوگی۔اگر جگہ پاک اور سُتھری ہو تو وہاں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، نہ اس میں کوئی کراہت ہے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: انکان بینه وبین القبر مقدار مالو کان فی الصّلاۃ ویمرّ انسان لایکرہ فهنا ایضاً لایکرہ۔ کذا فی التتارخانیة۔

اگر اس کے درمیان اور قبر کے درمیان اتنا فاصلہ ہو کہ اگر یہ شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے سامنے سے کوئی گزرے تو اس کا گزرنا مکروہ نہ ہو، تو یہاں بھی مکروہ نہیں ہے۔اسی طرح تتارخانیہ میں ہے۔

ابو یوسف نے کہا ہے کہ اگر قبر قبلے والی جانب ہو تو نماز مکروہ ہے اور اگر دائیں بائیں ہو تو مکروہ نہیں ہے۔حاوی۔

زاد الفقیر کی عبارت یہ ہے:" تکرہ الصلاۃ فی المقبرۃ الا ان یکون فیها موضع اعد للصلاۃ لانجاسة فیه ولاقذر فیه۔

مقبرے میں نماز مکروہ ہے، لیکن اگر وہاں نماز کے لئے کوئی جگہ تیار کی گئی ہو جس میں نجاست اور گندگی نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں ہے۔

(حوالہ فتاوی رضویہ شریف ج ۵ ص ۳۵۰ تا ۳۵۴ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

خلاصۂ کلام یہ کہ قبر سامنے ہو تو نماز مکروہ تحریمی اور دائیں بائیں یا پیچھے ہو تو کوئی قباحت نہیں اور نماز جنازہ میں قبر رو برو ہو تو بھی حرج نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــــہ
محمد اشفاق عطاری

****

نابالغ بچوں کے جنازے کی دعایاد نہ ہوتو کیا پڑھے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ نماز جنازہ میں جس کو نابالغ کی دعا یاد نہ ہو کیا وہ بالغ کی دعا پڑھ سکتا ہے؟ بحوالہ جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔سائل شفیق اللہ انصاری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جنازے میں تین چیزیں سنت مؤکدہ ہیں انہیں میں سے ایک دعائے میت بھی شامل ہے۔لہٰذا جس کو دعائے میت یاد نہ ہو وہ کوئی بھی دعا جو قرآن وحدیث میں مذکور ہے مثلاً دعائے ماثور، یا ربنا آتنا۔ یا الحمد للہ پڑھ لے سنت ادا ہو جائے گی۔جیسا کہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے اور میت اور تمام مؤمنین ومؤمنات کے لیے دُعا کرے اور بہتر یہ کہ وہ دُعا پڑھے جو احادیث میں وارد ہیں اور ماثور دُعائیں اگر اچھی طرح نہ پڑھ سکے تو جو دُعا چاہے پڑھے،مگر وہ دُعا ایسی ہو کہ اُمورِ آخرت سے متعلق ہو۔واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت جلد اول حصہ ۴،ص ۸۳۲،مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار ہند

۱۸ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

****

کن لوگوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنّت اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کی نماز جنازہ نہیں ہے اور اگر ہیں تو وہ کون لوگ ہیں۔حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں کرم نوازش ہوگی۔سائل غلام مرتضی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ہر شخص کی نماز جنازہ پڑھی جائے اگرچہ وہ کیسا ہی مرتکب کبائر ہو مگر چند قسم کے لوگ ہیں کہ انکی نماز جنازہ نہیں

(1) باغی جو امام برحق پر ناحق خروج کرے اور اسی بغاوت میں مارا جائے۔

(2) ڈاکو کہ ڈاکہ میں مارا گیا نہ انکو غسل دیا جائے نہ انکی نماز پڑھی جائے مگر جبکہ بادشاہ اسلام نے ان پر قابو پایا اور قتل کیا تو نماز وغسل ہے یا وہ نہ پکڑے گئے نہ مارے گئے بلکہ ایسے ہی مرے تو بھی غسل ونماز ہے۔

(3) جو لوگ ناحق پاسداری سے لڑیں بلکہ جو انکا تماشہ دیکھ رہے تھے اور پتھر آکر لگا اور مر گئے تو انکی بھی نماز نہیں ہاں انکے متفرق ہونے کے بعد مرے تو نماز ہے۔

(4) جس نے کئی شخص گلا گھونٹ کر مار ڈالے۔

(5) شہر میں رات کو ہتھیار لیکر لوٹ مار کریں وہ ڈاکو ہیں اس حالت میں مارے جائیں تو انکی بھی نماز نہ پڑھی جائے۔

(6) جس نے اپنی ماں یا باپ کو مار ڈالا اسکی بھی نماز نہیں۔

(7) جو کسی کا مال چھین رہا تھا اور اسی حالت میں مارا گیا اسکی بھی نماز نہیں۔

(بحوالہ بہار شریعت ح:4/ص:827/نماز جنازہ کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور درمختار میں ہے۔

" و هي فرض على كل مسلم مات خلا أربعة بغاة و قطاع طريق)فلا يغسلوا ولا يصلى عليهم و مكابر في مصر ليلا بسلاح و خناق خنق غير مرة فحكمهم كالبغاة لا يصلى على قاتل أحد ابويه اهانة له و ألحقه في النهر بالبغاة"

(ج:3/ص: 109/108/107/ كتاب الصلاة / باب صلاة الجنازة / دار عالم الكتب)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے:

و يصلى على كل مسلم مات بعد الولادة صغيرا كان أو كبيرا ذكرا كان أو انثى حرا كان أو عبدا الا البغاة و قطاع الطريق و من يمثل عليهم - قال ابو

یوسف رحمه الله تعالیٰ لا یصلی علی کل من یقتل علی متاع یأخذه هکذا فی الایضاح و من قتل أحد ابویه لا یصلی علیه اهانة له کذا فی التبین
(ج:1/ص:163/الفصل الخامس فی الصلاة علی المیت/بیروت)
اورنورالایضاح مع مراقی الفلاح میں ہے: ولا یصلی علی باغ و قاطع طریق قتل فی حالة المحاربة و قاتل بالخنق غیلة و مکابر فی المصر لیلا بالسلاح و مقتول عصبیة و ان غسلوا الا علی قاتل أحد ابویه عمدا
(ص:300/301/ فصل فی بیان الاحق بالصلاة الجنازة / مجلس المدینة العلمیة دعوت اسلامی)
اور ایسا ہی فتاوی رضویہ شریف ج:9/ص:161/162/مکتبہ دعوت اسلامی/ میں ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ
اسراراحمدنوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ
۲۶ جنوری ۲۰۲۱ عیسوی بروز منگل

****

میت کے ساتھ بزرگان دین کے تبرکات رکھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیافرماتے ہیں علماء دین کہ زید جب مرید ہوا تو ان کے پیر صاحب ایک ٹوپی عطافرمائے اس ٹوپی کو زید ادب واحترام سے رکھا اب زید کا انتقال ہوگیا تو کیا اس ٹوپی کو زید کے سر پہ پہنایا جائے یا نہیں براۓ کرم جواب جلد عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا۔سائل محمد زبیر احمد مقام موجولیا بازار پوسٹ پکریا ضلع سیتامڑھی بہار
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی
بزرگان دین کے تبرکات کوکفن میں رکھنا جائز ہے جیسا کہ مشکوٰۃ باب غسل المیت میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم زینب بنت رسول اللہ علیہ السلام کوغسل دے کر فارغ ہوئے تو نبی کریم

علیہ الصلوۃ والسلام کو خبر دی ہم کو حضور علیہ السلام نے اپنا تہبند شریف دیا اور فرمایا کہ اس کو تم کفن کے اندر جسم میت سے متصل رکھ دو۔

اسی حدیث کی شرح کرتے ہوئے لمعات میں فرماتے ہیں: ھذا الحدیث اصل فی التبرك بآثار الصالحین ولباسھم كما یفعله بعض مریدی المشائخ من لبس اقمصھم فی القبر

یعنی یہ حدیث صالحین کی چیزیں اور انکے کپڑے سے برکت لینے کی اصل ہے جیسا کہ مشائخ کے بعض مریدین قبر میں مشائخ کے کرتے پہنا دیتے ہیں۔

اسی حدیث کے ماتحت اشعتہ اللمعات شریف میں ہے:

دریں جا استحباب تبرک است بہ لباس صالحین و آثار ایشاں بعد از موت در قبر چنانچہ قبل از موت نیز ہم چنیں بودہ۔

یعنی اس سے ثابت ہوا کہ صالحین کے لباس اور ان کے تبرکات سے بعد موت قبر میں بھی برکت لینا مستحب ہے جیسا کہ موت سے قبل تھا۔ یہی شیخ عبد الحق محدث دہلوی اخبار الاخیار میں اپنے والد ماجد سیف الدین قادری قدس سرہ کے احوال میں فرماتے ہیں:

چوں وقت رحلت قریب تر آمد فرمودند کہ بعض ابیات وکلمات کہ مناسب معنی عفو ومغفرت باشد در کاغذے بنویسی و با کفن ہمراہ کنی۔

جب ان کے وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا کہ بعض وہ اشعار اور کلمات جو کہ عفو بخشش کے مناسب ہوں کسی کاغذ پر لکھ کر میرے کفن میں ساتھ رکھ دینا۔

اس لئے زید کے پیر طریقت سے ملی ہوئی ٹوپی کو سر میں پہنا کر دفن کرسکتے ہیں اس میں کوئی قباحت نہیں ہے یہ بزرگان دین کا طریقہ ہے اس سے وہ انکار کرے جس کے دل میں اولیائے کاملین سے بغض وعداوت ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد رضا امجدی ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار

۱۷ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

میت کا کھانا غیر مسلم کو کھلانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال کیا تیجہ اور دسواں کا جو کھانا ہوتا ہے اُسکو نیاز دے کر ہندو کو کھلانا اچھا ہے یا مدرسہ کے طلباء کو؟ جواب عنایت فرمائیں۔سائل فیضان رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــــالی

مدارس کے طلبہ ہی کو کھلانا چاہیے تب ہی ثواب ہوگا خود کے لیے اور میت کے لیے اس کے علاوہ غرباو مساکین وغیرہ بھی مستحق ہیں۔

(ماخوذ فتاویٰ فیض الرسول جلد ۲ ص ۵۲۲)

لہٰذا تیجہ،دسواں،بیسواں کے کھانا سے میت کو ثواب پہنچانا مقصود ہوتا ہے اور یہ کسی غیر مسلم کو کھلانے سے حاصل نہ ہوگا لہٰذا گریز کریں۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــه

عبیداللہ رضوی بریلوی

۲۶ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

کیا حاملہ اور حیض ونفاس والی عورت میت کے پاس جاسکتی ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کیا حاملہ عورت میت کے پاس جاسکتی ہے؟؟ اور اگر حاملہ کا جانا جائز و درست ہے تو کیا حیض ونفاس والی کا میت کے گھر جانا کیا نا جائز ہے؟ جواب عنائیت فرمائیں۔سائل محمد شبر پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــــالی

حاملہ عورت میت کے پاس جاسکتی ہے کوئی ممانعت نہیں اور حیض ونفاس والی عورت بھی

جاسکتی ہے مگر جسکا حیض و نفاس منقطع ہوگیا اور ابھی غسل نہیں کیا اسے اور جنبی کو نہیں آنا چاہیے جیسا کہ فتاوی ھندیہ میں ہے:

" ولا بأس بجلوس الحائض والجنب عندہ وقت الموت كذا في فتاوى قاضيخان "اھ

(ج:1/ص:157/الفصل الاول فی المحتضر/بیروت)

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"موت کے وقت حیض ونفاس والی عورتیں اسکے پاس حاضر ہوسکتی ہیں مگر جسکا حیض ونفاس منقطع ہوگیا اور ابھی غسل نہیں کیا اسے اور جنب کو آنا نہ چاہیے۔ واللہ تعالی اعلم

(ح:4/ص:808/موت آنے کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ

اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

۲۶ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

چٹائی پر رکھکر میت کو کفن پہنانا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید کے گاؤں میں میت کو نہلانے کے بعد زمین پر کچھ بچھا کر رکھ دیتے ہیں اسی پر کفن وغیرہ پہناتے ہیں تو اس طرح کرنا درست ہے؟ بکر کہتا ہے کہ یہ ہندوانہ رسم و رواج ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ چار پائی پر کفن وغیرہ پہنانا چاہیئے بحوالہ تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد سلیم رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعــــــــــالی

میت کو نہلانے کے بعد چٹائی وغیرہ پر رکھنے کے بجائے بہتر ہے کہ کسی تخت وغیرہ پر رکھا جائے اس میں میت کی زیادہ تکریم ہے اور اگر کسی عذر کی بنا پر چٹائی وغیرہ پر رکھتا ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے غرضیکہ میت کو تکالیف نہ ہوں اس لئے کہ احادیث میں اسکی ممانعت آئی ہے

یعنی جس سہولت کے ساتھ بعد غسل کفن پہنایا جا سکتا ہے کفن پہنائیں۔

جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بہار شریعت حصہ چہارم میں ارشاد فرماتے ہیں:

کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد بدن کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں کہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات بار دھونی دے لیں اس سے زیادہ نہیں پھر کفن یوں بچھائیں کہ پہلے بڑی چادر پھر تہبند پھر کفنی پھر میت کو اس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں۔

(بہار شریعت ج ۱/ ح ۴/ص ۱۲۵)

اس سے ظاہر ہے کہ اگر کسی نے اپنی سہولت کیلئے تخت یا چٹائی پر کفن وغیرہ بچھا کر میت کو کفن پہنایا تو کوئی قباحت نہیں ہے اس لئے بکر کا یہ کہنا کہ زمین پر کچھ بچھا کر میت کو رکھنا ہندوانہ رسم ہے یہ غلط ہے نعوذ باللہ اسے ہندوانہ رسم ورواج سے تشبیہ دینا نہایت ہی غلط ہے اس لئے بکر اپنے خیال باطل میں غلطی پر ہے اس پرہیز کرے۔ واللہ اعلم

کتبــــــــہ

محمد رضا امجدی ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار

۹ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

****

نہ معلوم لاش کی پہچان کیسے کریں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ اگر کوئی لاش عورت کی کسی مسلمان کو ملی تو پتہ کیسے لگایا جائے گا کہ مسلمان ہے یا غیر مسلم جواب عنایت فرمائیں۔ سائل علی احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

دورِ حاضر کے جدید ذرائع مواصلات (ریڈیو، ٹی وی، ٹیلی فون اور سوشل میڈیا) کی موجودگی میں ایسا ہونا تقریباً ناممکن ہے کہ کوئی عورت گم ہو جائے، ڈوب جائے یا کہیں چلی جائے، اور وارثین کو خبر ہی نہ ہو۔ لیکن اس کے باوجود اگر خدانا خواستہ کہیں ایسا ہو جائے کہ کسی خاتون کی لاش ملے تو اندازہ کیا جائے گا کہ یہ لاش کتنی پرانی ہے؟ کس طرف سے آئی ہے؟ راستے میں کون کون سی بستیاں ہیں؟ ان بستیوں کی

زیادہ آبادی مسلمان ہے یا غیر مسلم؟ مکمل غور وفکر کے بعد حاضرین قیاس کریں گے اور جس نتیجہ پر پہنچیں اس پر عمل کیا جائے گا۔ اگر قیاس کا نتیجہ یہ نکلے کہ مرنے والی خاتون کے مسلمان ہونے کا امکان زیادہ ہو تو جنازہ پڑھا جائے گا ورنہ بغیر جنازہ دفنا دیا جائے گا۔ اگر یہ قیاس درست ہوا تو دو اجر ملیں گے، اور اگر درست نہ بھی ہو تو ایک اجر ضرور ملے گا۔لہٰذا انجان مردہ عورت کی آخری رسومات حاضرین کے غور وفکر اور قیاس کے مطابق ادا کی جائیں گی۔

كما في الدر المختار والشامي: لو لم يدر أ مسلم أم كافر، ولا علاقة، فإن في دارنا غسل الخ قوله (فإن في دارنا الخ) أفاد بذكر التفصيل في المكان بعد انتفاء العلاقة أن العلاقة مقدمة، وعند فقدها يعتبر المكان في الصحيح لأنه يحصل به غلبة الظن كما في النهر عن البدائع، وفيها أن علامة المسلمين أربعة: الختان، والخضاب، ولبس السواد وحلق العانة اه قلتُ: في زماننا لبس السواد لم يبق علامة للمسلمين'

جو علامت ظاہر ہو اسی پر عمل کریں پسلیاں گن کر پتہ لگائیں اگر برابر ہوں تو مرد ورنہ عورت اور دوسری ذرائع بھی ہیں۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
محمد منظور احمد یار علوی

****

شرابی کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ جو انسان شراب پیتا ہو اور اگر وہ بیمار ہو جائے اس کو دیکھنے کے لیے جا سکتے ہیں یا نہیں یا پھر اس کی نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں عین نوازش ہوگی۔سائل قمر رضا خان گجرات

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجــــــــواب بعونــــــــــه تعــــــــــالی

اگر وہ شرابی سنی صحیح العقیدہ ہے تو اسکی عیادت بھی کرنا ہے اور نماز جنازہ بھی ادا کرنا ہے اگر چہ

فاسق وفاجر ہے کیونکہ گناہ سے انسان کافر نہیں ہوتا بلکہ مسلمان رہتا ہے اور جب مسلمان ہے تو مسلمان جیسا سلوک بھی کیا جائے گا جیسا فتاویٰ فقیہ ملت جلد اول میں مذکور ہے:

اگر سنی صحیح العقیدہ ہے تو اگر چہ بے نمازی اور شرابی ہو اسکی نماز جنازہ پڑھنا مسلمانوں پر فرض ہے اگر نہیں پڑھے گا تو جن لوگوں تک خبر پہونچی سب گنہگار ہونگے۔

حدیث شریف میں ہے: الصلوٰۃ واجبۃ علیکم علی کل مسلم یموت برا کان او فاجرا وان عمل الکبائر

یعنی مسلمان کی نماز جنازہ تم پر فرض ہے نیک ہو یا بد چاہے اس نے کتنے ہی گناہ کبیرہ کئے ہوں۔ (ابوداؤد شریف جلد دوم صفحہ ۳۴۳)

اور درمختار مع شامی جلد سوم صفحہ ۱۰۷ میں ہے: صلوۃ الجنازۃ فرض علی کل مسلم مات خلا الاربعۃ بغاۃ وقطاع طریق اذا اقتتلوا فی الحرب و کذا مکابر فی مصر لیلا بسلاح وخناق وقاتل احد ابویہ الحقۃ فی النہر بالبغاۃ

اس معلوم ہوا کہ شرابی کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور جب نماز پڑھنا درست ہے تو دیکھنے جانا بھی درست ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۲۷۷)

کتبـــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

۲۰ اکتوبر بروز سنیچر ۲۰۱۸

****

غائبانہ جنازے کا شرعی حکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ غائبانہ جنازے کا کیا حکم ہے جواب ارشاد فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ سائل شعبان چشتی بہرائچی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــہ تعـــــــالی

بیشک مذہب حنفی میں غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا اور پڑھانا ناجائز وگناہ ہے کہ حضور پرنور شافع یوم

النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صحابۂ کرام کی نماز جنازہ کا بہت اہتمام فرماتے تھے یہاں تک کہ اگر کسی وقت اندھیری رات یا دو پہر کی گرمی وغیرہ کے سبب صحابۂ کرام حضور کو اطلاع نہ دیتے اور دفن کر دیتے تو حضور ان پر غائبانہ نماز نہ پڑھتے بلکہ ارشاد فرماتے:

لاتفعلوا ادعونی لجنائزکم

یعنی ایسا نہ کیا کرو مجھے اپنے جنازہ کیلئے بلالیا کرو۔

(ابن ماجہ شریف)

یہاں تک کہ صحابۂ کرام کے کئی علماء کو کفار نے فریب سے شہید کر دیا تو حضور کو اس واقعہ کا سخت رنج ہوا کہ ایک مہینہ تک ان کافروں پر خاص کر نماز میں لعنت فرماتے رہے مگر ان محبوبوں پر حضور کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا ہرگز منقول نہیں اس لئے کہ جنازہ کا نمازی کے سامنے ہونا شرائط جنازہ میں سے ہے جیسا کہ تنویر الابصار میں ہے:

شرطھا وضعہ امام المصلٰی

اور درمختار میں ہے: شرطھا حضورہ فلاتصح علی غائب

یعنی جنازہ کا حاضر ہونا نماز کی شرط ہے لہٰذا کسی غائب پر نماز جنازہ صحیح نہیں اور غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے میں عموماً نماز جنازہ کی تکرار بھی پائی جاتی ہے جس کے ناجائز وگناہ ہونے پر مذہب حنفی کا اجماع قطعی ہے۔

جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے:

تکرارھا غیر مشروع

یعنی نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں۔

اور حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت نجاشی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی تو اس لئے کہ ان کا انتقال دار الکفر میں ہوا تھا وہاں ان پر نماز جنازہ نہ ہوئی تھی۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ)

کتبـــــــہ

محمد صادق رضا پٹنہ بہار الھند

۱۰ مارچ بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

چپل یا جوتا پر کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چپل یا جوتا پہن کر یا چپل یا جوتا پیر سے نکال کر اس پر کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل نورالھدی نوری بلیا یو پی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــــــه تعــــــــــــالی

نماز اسی وقت ہوگی جب وہ جوتا وغیرہ پاک ہو جیسا کہ بہار شریعت میں مذکور ہے بعض لوگ جوتا پہنے اور بعض لوگ جوتے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں اگر جوتا پہنے پڑھی تو جوتا اور اسکے نیچے زمین دونوں جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے بقدر مانع نجاست ہوگی تو نماز نہ ہوگی اور جوتے پر کھڑے ہو کر پڑھی تو جوتے کا پاک ہونا ضروری ہے۔ (بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۳۸۶)

اور حضور اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

احتیاط یہی ہے کہ جوتا اتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھ لی جائے کہ زمین یا تلا ناپاک ہو تو نماز میں خلل نہ ہو۔

جیسا کہ ردالمحتار میں ہے:قد توضع فی بعض المواضع خارج المسجد فی الشارع فیصلی علیھا ویلزم منه فسادھا من کثیر من المصلین لعموم النجاسة وعدم خلفھم نعالھم المتنجسة

(ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المصریۃ مصر)

یعنی کبھی بعض مقامات پر بیرون مسجد سڑک پر جنازہ رکھ کر نماز پڑھی جاتی ہے اس سے بہت سے لوگوں کی نماز کا فساد لازم آتا ہے کیونکہ وہ جگہیں نجس ہوتی ہے اور لوگ اپنی نجاست آلود جوتے اتارتے نہیں۔واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ جلد نہم صفحہ ۱۸۷ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

کتبـــــــــه
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار
۱۸ اکتوبر بروز جمعرات 2018

****

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کس نے دیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کس نے دیا جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل محمد رضا نظامی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــه تعــــــــــالی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دینے کے لیے چاروں طرف سے چادر کو تانا گیا اور اس میں حضرت عباس، حضرت علی، حضرت فضل وقثم اور ایک روایت میں قثم کے بجائے ابوسفیان کا نام ہے اور حضرت اسامہ بن زید وشقران رضی اللہ تعالی عنہم جمع ہوئے۔حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ کو اپنے سینہ پر لیا اور ہاتھوں میں دستانے پہن کر ہاتھوں کو پیرہن مبارک میں داخل کیا، حضرت اسامہ اور شقران رضی اللہ عنہما قمیص مبارک کے اوپر سے پانی ڈالتے تھے۔

حضرت عباس وقثم رضی اللہ تعالی عنہما ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر لے جانے پر حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی اعانت وامداد کرتے تھے اور غیب سے بھی غسل میں اعانت واقع ہوئی۔واللہ تعالی اعلم

(مدارج النبوۃ، جلد دوم، باب سوم، صفحہ نمبر ۵۰۸ تا ۵۰۹)

کتبــــــه

محمد فداء المصطفی رضوی صمدی انفاسی

۲۸ فروری بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

پاگل کی نماز جنازہ میں کونسی دعا پڑھی جائے گی؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں کہ ایک آدمی بالغ ہے شادی ہوئی بچے بھی ہوئے اسکے بعد وہ پاگل ہوگیا اب پاگلپن کی حالت میں موت ہوئی تو اب کون سی جنازہ کی دعا پڑھی جائیگی بالغ کی یا نابالغ کی مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں۔سائل: محمد توفیق رضا خان قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــه تعــــــــــالی

اس شخص کی نماز جنازہ میں بالغوں والی دعا پڑھی جائے گی کہ وہ شخص بالغ ہونے کے بعد

پاگل ہوا ہے البتہ جو پیدائشی پاگل ہو یا بالغ ہونے سے پہلے پاگل ہوگیا اور اسی پاگل پن میں موت واقع ہوئی تو اس کی نماز جنازہ میں نابالغ کی دعا پڑھیں گے۔

(جوھرہ ص ۱۳۸، غنیۃ ص ۵۸۷، ماخوذ از نماز جنازہ کا طریقہ ص ۱۲)

مسئلہ میت اگر پاگل یا نابالغ ہو تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھیں:

اللھم اجعله لنا فرطا و اجعله لنا اجرا و ذخرا واجعله لنا شافعا و مشفعا۔ اورلڑکی ہو تو اجعلها اور شافعة و مشفعة

کہیں! مجنون سے ایسا پاگل مراد ہے جو کہ بالغ ہونے سے پہلے ہی پاگل ہوگیا۔

(غنیۃ و بہار شریعت، ماخوذ از قانون شریعت ص ۱۵۴)

اگر کوئی شخص مستقل جنون (پاگل پن) کے مرض میں مبتلا ہوا اور بلوغت کے بعد کبھی اسے افاقہ نہ ہوا تو وہ بچوں کی طرح غیر مکلف ہے اور اس کی نماز جنازہ میں نابالغوں کی دعا پڑھی جائے گی اگر کبھی جنون سے افاقہ ہوا تو پھر بالغ لوگوں کی طرح اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ واللہ تعالی اعلم

(حلبی کبیر ص ۵۷۸)

کتبــــــہ

محمد معصوم رضا نوری

۳۱ جنوری بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

میت کو ایک مرتبہ غسل دینے کے بعد دوبارہ غسل دینے کی ضرورت نہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء اہل سنت اس مسئلہ کے بارے میں کہ میت کو غسل وکفن دے دیا تھا پھر کسی وجہ سے اس کا پوسٹ مارٹم کیا گیا تو اب پھر سے غسل دینا شرعا کیا حکم ہے؟ سائل محمد حدیث قادری رضوی نیپال

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــــالی

جب میت کو ایک بار غسل دے دیا گیا تو دوبارہ غسل دینے کی ضرورت نہیں ہاں اگر پوسٹ

ماتم کے بعد خون یا پیپ وغیرہ بوڈی میں لگی ہوتو اسے کپڑے وغیرہ سے صاف کر دیں جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے کہ:

" ثم إذا مسح بطنه فان سال منه شئ يمسحه كيلا يتلوث الكفن و يغسل ذلك الموضع تطهيرا له عن النجاسة الحقيقية ولم يذكر في ظاهر الرواية سوى المسح ولا يعيد الغسل ولا الوضوء۔

یعنی پھر جب میت کے پیٹ کو مسح کیا تو اس سے کچھ نکلے تو اسے پوچھ دے تا کہ کفن ملوث نہ ہو اور اس جگہ کو دھو دے نجاست حقیقہ سے پاکی حاصل کرنے کے لئے اور غسل اور وضو کا اعادہ نہیں کیا جائے گا۔

(بدائع الصنائع ج1 ص 301)

اور ھدایہ میں ہے کہ:

فان خرج منه شئی غسله ولا يعيد غسله ولا وضوه لان الغسل عرفناه بالنص وقد حصل مرة۔

یعنی تو اگر اس سے (میت کے جسم) کچھ نکلے تو اسے دھو دے غسل اور وضو نہ لوٹائے اس لئے ہم نے اسے نص کے ذریعہ غسل جانا ہے اور وہ ایک مرتبہ میں حاصل ہوگیا۔

(هدايه اولين : كتاب الصلوة، باب الجنازة)

اور فتاوی رضویہ میں ہے کہ:

میت کو نہلانے کے بعد میت کے منہ یا پاخانہ کی جگہ سے خون یا پانی یا پاخانہ وغیرہ نکلے تو دوبارہ غسل دینے کی مطلقا کسی حال میں حاجت نہیں اگر نجاست جسم سے نکلے تو اسے دھو لینا چاہئے۔

(ماخوذ فتاوی رضویہ ج9 ص 98)

لہٰذا مذکورہ باتوں سے معلوم ہوا کہ پوسٹ ماتم کے بعد دوبارہ غسل دینے کی بالکل ضرورت نہیں ہاں اگر کفن وغیرہ خون سے ملوث ہوگیا ہو تو صرف اسے بدل دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۲۲ جنوری بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

اگر بچہ ماں کے شکم سے مرا ہوا پیدا ہوا تو غسل وکفن کا کیا حکم ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت اگر کوئی بچہ ماں کے شکم سے نکالا گیا ہو اور وہ مرا ہو تو کیا اس کو غسل اور کفن دیا جائے گا برائے کرم اس کا جواب عنایت فرمادیں تھوڑی جلدی ہے مہربانی ہوگی۔ساحل محمد خالد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــــــہ تعــــــــــالی

اگر ماں کے شکم سے بچہ نکالا گیا اور وہ مرا ہوا ہو تو ویسے ہی اسے نہلا کر کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے اسکے لئے غسل وکفن بطریق مسنون نہیں اور نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جائے گی اس تعلق سے صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ بہار شریعت میں فرماتے ہیں کہ:

مسلمان مرد یا عورت کا بچہ زندہ پیدا ہوا یعنی اکثر حصہ باہر ہونے کے وقت زندہ تھا پھر مر گیا تو اسے غسل وکفن دیں گے اور اسکی نماز پڑھیں گے ورنہ اسے ویسے ہی نہلا کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے اس کے لئے غسل وکفن بطریق مسنون نہیں اور نماز بھی اس کی نہیں پڑھی جائے گی یہاں تک کہ سر جب باہر ہوا تھا اس وقت چیختا تھا مگر اکثر حصہ نکلنے سے پیشتر مر گیا تو نماز نہ پڑھی جائے اکثر کی مقدار یہ ہے کہ سر کی جانب سے ہو تو سینہ تک اکثر ہے اور پاؤں کی جانب سے ہو تو کمر تک اکثر ہے۔واللہ تعالی اعلم

(حوالہ: بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۱۴۲/ بحوالہ درمختار جلد اول صفحہ ۸۲۸/ تا ۸۳۱/)

کتبــــــہ

محمد شریف الحق رضوی کٹیہار، بہار، انڈیا

۸ فروری بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

****

غیر مسلم کے جنازہ میں شریک ہونا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ غیر مسلم کے جنازہ میں شریک ہونا اور تعزیت

کے لئے اس کے یہاں جانا کیسا ہے جواب عنایت فرمائیں۔العارض عبدالحکیم نیپالی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

غیر مسلم سے مراد اگر کافر مرتد ہے مثلا قادیانی وہابی دیوبندی تو اس کے جنازہ اورتعزیت میں جانا حرام حرام اشد حرام نہایت بدانجام ہے اگر اسے مسلمان سمجھ کر (العیاذ باللہ) اسکے جنازہ وتعزیت میں کوئی شریک ہوا تو شریک ہونے والے پر نہ صرف خوف کفر ہے بلکہ اس پر تجدید ایمان اور اگر بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح لازم ہے کہ مرتد کو مسلمان سمجھنا عندالشرع کفر ہے اور اگر غیر مسلم سے مراد کافر اصلی ہے یعنی نسلاً بعد نسل وہ کافر ہے اور اس سے مسلمان کو کوئی قربت نہیں یعنی وہ اس کا نہ باپ ہے نہ بیٹا وغیرہ تو اس کے بھی کسی کام میں خواہ جنازہ ہو یا تعزیت ہرگز شریک نہ ہوں اور اگر اس سے قربت قریبہ ہے تو حق قرابت کی ادائیگی کے لئے اس کے جنازے کے ساتھ مگر دور دور چلنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور زبانی تعزیت میں بھی (جبکہ تاسف قلبی نہ ہو حرج نہیں ہے۔

حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے کہ:

"ویتبعہ جنازتہ من بعید"

(فتاوی افریقہ ص 220 کتاب الصلوۃ)

کتبہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

****

بے نمازی کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال جو شخص کبھی سجدہ نہ کیا ہو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں۔سائل محمد شمس الدین نعیمی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ مرنے والا اگر مسلمان مرا یعنی کوئی کفر نہ بکا تھا تو اس

کی نماز جنازہ پڑھنا فرض ہے؛ کیوں کہ نماز جنازہ ہر مسلمان کی نیک ہو یا بد پڑھنا فرض ہے سوائے سات لوگوں کے، جس کی تفصیل بہار شریعت میں اس طرح مذکور ہے۔

ہر مسلمان کی نماز پڑھی جائے اگر چہ وہ کیسا ہی گنہگار و مرتکب کبائر ہو مگر چند قسم کے لوگ ہیں کہ اُن کی نماز نہیں:

باغی جو امام برحق پر ناحق خروج کرے اور اُسی بغاوت میں مارا جائے، ڈاکو کہ ڈاکہ میں مارا گیا نہ اُن کو غسل دیا جائے نہ اُن کی نماز پڑھی جائے، مگر جبکہ بادشاہِ اسلام نے اُن پر قابو پایا اور قتل کیا تو نماز و غسل ہے یا وہ نہ پکڑے گئے نہ مارے گئے بلکہ ویسے ہی مرے تو بھی غسل و نماز ہے، جو لوگ ناحق پاسداری سے لڑیں بلکہ جو اُن کا تماشہ دیکھ رہے تھے اور پتھر آ کر لگا اور مر گئے تو ان کی بھی نماز نہیں، ہاں اُنکے متفرق ہونے کے بعد مرے تو نماز ہے جس نے کئی شخص گلا گھونٹ کر مار ڈالے شہر میں رات کو ہتھیار لے کر لوٹ مار کریں وہ بھی ڈاکو ہیں، اس حالت میں مارے جائیں تو اُن کی بھی نماز نہ پڑھی جائے، جس نے اپنی ماں یا باپ کو مار ڈالا اُس کی بھی نماز نہیں، جو کسی کا مال چھین رہا تھا اور اس حالت میں مارا گیا اُس کی بھی نماز نہیں۔

(عالمگیری، درمختار وغیرہما جنازہ کا بیان، حصہ چہارم صفحہ ۳۸۷)

فتاوی رضویہ میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:" الصّلٰوۃ واجبۃ علیکم علٰی کل مسلم یموت برا کان اوفاجرا وان ھو عمل الکبائر ۔رواہ ابوداؤد وابویعلی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح علٰی اصولنا "

تم پر ہر مسلمان کے جنازے کی نماز فرض ہے نیک ہو یا بدا گر چہ اُس نے کبیرہ گناہ کئے ہوں۔ اسے ابوداؤد اور ابویعلی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ہمارے اصول پر بسندِ صحیح روایت کیا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(سنن ابی داؤد کتاب الجہاد مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المصریہ جلد اول صفحہ ۵۹۰، فتاویٰ رضویہ جلد نہم صفحہ ۱۶۳)

کتبــــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

۲ فروری بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

کیا عیدگاہ کی جگہ میں جنازہ کی نماز ہوسکتی ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء اہلسنت ومفتیان کرام سے یہ جاننا چاہتا ھوں کہ کیا عیدگاہ کی جگہ میں جنازہ کی نماز ھوسکتی ھے؟ برائے مہربانی حوالہ کے ساتھ دیں۔سائل عبداللطیف قادری پورنیہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جی بیشک عید گاہ میں نماز جنازہ ہوجائے گی جیسا کہ علامہ طحطاوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ:

لا تکرہ فی مسجد اعدلھا و کذا فی مدرسۃ ومصلی عید

طحطاوی علی المراقی مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۳۲۶،اور بہار شریعتِ حصہ سوم صفحہ ۱۸۳ کی اس عبارت سے بھی مصرح ہے کہ عیدگاہ اقتداء کے مسائل میں مسجد کے حکم میں ہے اگرچہ امام ومقتدی کے درمیان کئی جگہوں کی جگہ فاصل ہواور باقی احکام مسجد کے اس پر نہیں۔واللہ تعالی اعلم (فتاویٰ فقیہ ملت کتاب الجنائز جلداول صفحہ ۲۶۵)

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

۱۲۱کتوبر بروز اتوار ۲۰۱۸

****

اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ کی نماز جنازہ کس نے پڑھایا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں

۱۔اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ کس نے پڑھایا؟

۲۔کرعطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے

میرے مولا حضرت احمد رضا کے واسطے

یہ شعر کس کا ہے بحوالہ جواب عنایت فرمائیں بہت مہربانی ہوگی۔ سائل اشرف خان بہرائچ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــه تعــــــــالی

سیدنا اعلی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی نماز جنازہ خلف اکبر قدوۃ الانام حجۃ الاسلام مولانا الشاہ مفتی محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ نے پڑھائی۔

حضرت ملک العلماء ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ نے حیات اعلی حضرت میں اخبار دبدبہ سکندری اخبار ذوالقرنین بدایوں کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ: حضور حجۃ الاسلام نے ہی نماز جنازہ پڑھائی (مصدقات تاج الشریعہ)

کر عطا اَحمد رضائے اَحمدِ مُرسَل مجھے

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم)

میرے مولیٰ حضرتِ اَحمد رَضا کے واسطے (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

مشکل الفاظ کے معانی: احمد: پسندیدہ، رضا: خوشنودی، مولیٰ: آقا دُعائیہ

شعر کا مفہوم:

اے میرے مولیٰ عَزَّ وَجَلَّ تجھے میرے آقائے نعمت اعلیٰ حضرت امام اَحمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واسطہ مجھے اَحمد مُرسَل (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم) کی سب سے پسندیدہ رضا وخوشنودی عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

وضاحت:

یہ شعر شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ المنّان کا ہے اس شعر کے پہلے مصرع میں اَحمد دو مرتبہ لایا گیا ہے اس شعر کی وضاحت دو طرح سے کی گئی ہے جن میں زیادہ فرق نہیں ہے:

(۱) پہلے احمد سے مراد کسی کا نام نہیں بلکہ اس کے لغوی معنی ملحوظ ہیں یعنی زیادہ پسندیدہ اور ''رضائ'' کے معنی ہیں خوشنودی۔

لہٰذا اَحمد رضائے اَحمد مِرسَل (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم) کا معنی ہوا: اَحمد مُرسَل (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم) کی پسندیدہ رضا۔ اور دوسرے مصرع میں اَحمد رضا سے امامِ اَہلسنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ کا اسم گرامی اَحمد رضا مراد ہے۔
چنانچہ اس شعر میں نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی پسندیدہ رضا کو و اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے وسیلے سے طلب کیا گیا ہے۔
(۲) پہلے احمد سے مراد نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم ہیں اور رضائے احمد کا مطلب ہے احمد یعنی سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی رضا! چنانچہ اس شعر میں سرکارِ مدینہ اور رضائے سرکار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان کے وسیلے سے طلب کیا گیا ہے۔واللہ تعالی اعلم
(شرح شجرہ شریف)

کتبـــــــہ
محمد اسماعیل خان امجدی گونڈہ یوپی
۲۲ اکتوبر بروز سوموار ۲۰۱۸

****

مردوعورت کے لئے کفن کی مقدار کتنی ہونا چاہیے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
سوال عورت کے لئے کتنا میٹر کفن کا کپڑا لگتا ہے برائے کرم رہنمائی فرمائیں۔سائل محمد عالم قادری ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

عورت کے لئے سنت پانچ کپڑے ہیں لفافہ ازار قمیص اوڑھنی سینہ بند لفافہ یعنی چادر کی مقدار یہ ہے کہ میت کے قد سے اس قدر زیادہ ہوکہ دونوں طرف باندھ سکیں اور ازار یعنی تہبند چوٹی سے قدم تک یعنی لفافہ سے اتنی چھوٹی جو بندش کے لئے زیادہ تھا اور قمیص جسکو کفنی کہتے ہیں گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک اور یہ آگے اور پیچھے دونوں طرف برابر ہوں اور جاہلوں میں جو رواج ہیکہ پیچھے کم رکھتے ہیں یہ غلطی ہے چاک اور آستینیں اس میں نہ ہوں مرد اور عورت کی کفنی میں فرق ہے مرد کی کفنی مونڈھے پر چیرین اور عورت کے لئے سینہ کی طرف اوڑھنی تین ہاتھ کی ہونا چاہیے یعنی ڈیڑھ گز سینہ بند پستان سے ناف تک

اور بہتر یہ ہیکہ ران تک ہو۔ واللہ تعالی اعلم

(ابہار شریعت ح:4/ص:817/ 818/کفن کا بیان بحوالہ در مختار، رد المحتار، عالمگیری)

کتبـــــہ

محمد اسرار احمد نوری نینی تال اترا کھنڈ

۱۲ اکتوبر بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

میت دفنانے سے پہلے سلام اور تقریر وغیرہ درست مگر تاخیر کی وجہ سے نہ کرنا چاہیے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان اہل سنت مسئلہ ذیل میں میت کو کفن پہنانے کے بعد چاروں طرف سے کھڑے ہو کر باآواز بلند سلام پڑھنا یا نبی سلام علیک پھر دعا کرنا اسکے بعد نماز جنازہ پڑھنا پھر دفن کرنا مسنون اور بہتر طریقہ کیا ہے از روئے شرع آگاہ فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ المستفتی محب اللہ رضوی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالی

مذکورہ طریقہ شرعا ممنوع کہ اس میں بلا ضرورت دفن میں تاخیر کرنا ہے جس سے شریعت نے منع فرمایا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ:

اسرعوا بالجنازة فان تك صالحة فخير تقدمونها اليه وان تك سوى ذالك فشر تضعوا عن رقابكم ذالك۔

یعنی جنازہ لے جانے میں جلدی کرو کہ اگر نیک آدمی کا جنازہ ہے تو اسے خیر کی طرف جلد پہنچانا چاہئے اور اگر بدکار ہے تو برے کو اپنی گردنوں سے جلد اتار دو۔

(الصحيح البخاري : كتاب الجنائز ، باب السرعة الجنائزة ص 371 ، رقم 1315، دار المعرفة بيروت)

اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثلاث لا تؤخرها الصلوة اذا اتت و الجنازة اذا حضرت و الايم اذا وجدت

لها کفنا ۔

یعنی تین چیزوں میں دیر نہ کرو نماز جب وقت آجائے اور جنازہ جس وقت حاضر ہو اور زن بے شوہر جب اس کا کفو ملے ۔

(الجامع الترمذی : کتاب الجنائز ، باب ماجاء فی تعجیل الجنازۃ ص 451، رقم 1075 دار المعرفۃ بیروت)

اور سنن ابی داود میں حصین انصاری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عجلوا فانه لا ینبغی لجیفة مسلم ان تحبس بین ظهر انی اهله ۔

یعنی جلدی کرو مسلمان کے جنازہ کا اپنے گھر والوں میں رکا رہنا مناسب نہیں ۔

(سنن ابی داود کتاب الجنائز باب تعجیل الجنازۃ ج 3 ص 281 رقم 3159 دار المعرفۃ بیروت)

فقہائے کرام نے تو نماز جنازہ سے پہلے یا بعد میں یعنی قبل دفن میت کے لئے لمبی دعا کرنے سے بھی منع فرمایا ہے کہ اس میں بے ضرورت شرعیہ تاخیر ہوگی۔ سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ نے فتاوی رضویہ میں تحریر فرمایا: یہ بھی لحاظ لازم ہے کہ صرف اس دعا کی غرض سے جنازہ اٹھانے کو تعویق و درنگ میں نہ ڈالیں کہ یہاں شرعا تعجیل مامور ہے ۔

(فتاوی رضویہ ج 4 ص 21: رضا اکیڈمی ممبئی)

لہذا سوال میں مذکورہ طریقہ سے اجتناب کریں۔ ہاں اگر جنازہ تیار ہے مگر قبر ابھی تیار نہیں ہے یا کوئی اور ضرورت ہے تو تقریر کرنے اور قوم کو وعظ و نصیحت کرنے میں حرج نہیں ۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۲۳ دسمبر بروز اتوار ۲۰۱۸

****

میت کو الٹا رکھ کر نماز جنازہ پڑھنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک بار ایسا ہوا کہ

میت رکھی گئی اور امام صاحب نے نماز پڑھادی بعد کو معلوم ہوا کہ جنازہ الٹا رکھا گیا تھا یعنی میت کا سر دکھن کی طرف اور پیر اتر کی طرف تو نماز ہوئی یا نہیں؟ بینوا وتوا جروا۔سائل تسنیم رضوی مقام کولکاتا بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

صورت مسئولہ میں نماز ہوگئی البتہ جان بوجھ کر ایسا کرنا گناہ ہے جیسا کہ بہار شریعت میں مذکور ہے: اگر جنازہ الٹا رکھا یعنی امام کے داہنے میت کا قدم رکھا تو نماز ہو جائے گی مگر قصداً ایسا کیا تو گنہگار ہوگا۔واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۳۹۱)

کتبـــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار
۱۲اکتوبر بروز منگل ۲۰۱۸

* *

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کس نے پڑھایا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

سوال مفتیان کرام وعلماء ذوی الاحترام مسئلہ ذیل کے بارے میں رہنمائی فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں کرم نوازش ہوگی۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی۔سائل محمد اشرف خان بہرائچ یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نماز جنازہ جماعت کے ساتھ ادا نہ ہوئی بلکہ ایک جماعت آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے قریب آتی اور بغیر جماعت کے نماز جنازہ پڑھتی اور نکل جاتی پھر دوسری جماعت آتی تھی اور پڑھتی تھی آپکا جسد اقدس اسی حجرۂ مبارک میں تھا جہاں آپکو غسل دیا گیا سب سے پہلے مرد داخل ہوئے جب مرد فارغ ہو گئے تو عورتیں داخل ہوئیں اور عورتوں کے بعد بچے آئے۔

امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جناز شریف پرکسی نے امامت نہیں کی اس لئے کہ حضور اقدس ایام حیات و وفات میں ہمارے امام ہیں متعدد نمازیں ہوئیں اور تنہا تنہا پڑھیں۔

(مدارج النبوۃ ج ۲،ص ۷۴۷)

نیز علامہ ابن ماجشون رحمتہ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر کتنی نمازیں پڑھی گئیں؟ انہوں نے فرمایا 70

لہٰذا لوگوں نے پوچھا آپ کو یہ کہاں سے پتہ چلا؟ فرمایا: اس صندوق سے جو امام مالک نے اپنی تحریر سے چھوڑا اور وہ نافع سے اور وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس سے فرشتوں کے سوا صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کی نمازیں ہونگی۔

(مدارج النبوۃ ج ۲،۷۴۹)

اور ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے جنہوں نے جنازہ شریف کی نماز پڑھی وہ اہل بیت نبوت تھے یعنی حضرت علی مرتضی وجہ الکریم، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، اور بنو ہاشم رضی اللہ تعالٰی عنہم، اس کے بعد مہاجرین، ان کے بعد انصار آئے پھر اور لوگ جماعت کی جماعت داخل ہوتی اور نماز ادا کرتی جاتی تھی۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۷۴۸)

یہ ترتیب تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کی تھی، حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے جب لوگوں نے دریافت کیا تھا کہ آپ پر سب سے پہلے کون نماز پڑھے، تو آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ سب سے پہلے جو میری نماز جنازہ پڑھے گا وہ میرے دوست حضرت جبرئیل علیہ السلام ہوں گے پھر میکائیل، پھر اسرافیل، پھر ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام گروہ ملئکہ کے ساتھ۔

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۷۴۸)

اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نماز جنازہ شریف سب سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پڑھی و بعدہ حضرت میکائیل و بعدہ حضرت اسرافیل، پھر ملک الموت حضرت عزرائیل علیہم السلام نے ملائکہ کے لشکروں کے ساتھ پڑھی اس کے بعد صحابۂ کرام اور دیگر لوگوں نے پڑھی۔

(زرقانی جلد ہشتم ص ۲۷۰، خصائص الکبرٰی ج ۲ ص ۲۷۳)

نیز اس سلسلے میں علماء مختلف ہیں بعض کے نزدیک یہ نماز معروف نہ ہوئی بلکہ لوگ گروہ در گروہ

حاضر آتے اور آپ پر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے اور بہت سے علماء یہی نماز معروف مانتے ہیں، چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفع فتن و انتظام امت میں مشغول، جب تک ان کے دست حق پرست پر بیعت نہ ہوئی لوگ جماعت در جماعت آتے اور جنازۂ اقدس پر نماز پڑھتے جاتے جب بیعت ہوگئی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولی شرعی ہو گئے انہوں نے جنازۂ مقدس پر نماز پڑھ لی اس کے بعد پھر کسی نے نہ پڑھی کہ بعد نماز ولی پھر اعادۂ نماز کا اختیار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی رضویہ 4 ص 54، سیرت ابن ہشام جلد سوم)

کتبــــــہ

محمد صادق رضا پٹنہ بہار الھند

۱۷ دسمبر بروز سوموار ۲۰۱۸ عیسوی

****

نماز جنازہ سنت ہے یا فرض کفایہ؟ نیز نماز جنازہ ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ نماز جنازہ فرض ہے یا سنت یا فرض کفایہ اور نماز جنازہ پڑھنے کا مکمل طریقہ تفصیل کے ساتھ بتادیں بڑی مہربانی ہوگی حضور والا۔ سائل: محمد عامر بہرائچ شریف یوپی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونــــــــــــه تعـــــــــــالی

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یعنی اگر ایک شخص نے پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہو گئے اور اگر خبر ہو جانے کے بعد کسی نے نہ پڑھی تو سب گنہگار ہوئے۔

اور نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ: پہلے نیت کرے: نیت کی میں نے اس میت کی نماز جنازہ کی چار تکبیروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے، درود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے، دعا اس میت کے لئے، (مقتدی اتنا اور کہے پیچھے اس امام کے) منہ میرا کعبہ شریف کی طرف، پھر دونوں کانوں تک دونوں ہاتھ اٹھا کر الله اكبر کہتا ہوا ہاتھ واپس لائے اور ناف کے نیچے باندھ لے پھر ثناء پڑھے۔

"سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك و تعالىٰ جدك و جل ثناؤك ولا اله غيرك"

پھر بغیر ہاتھ اٹھائے الله اكبر کہے اور درود ابراہیمی پڑھے جو پنج وقتی نماز میں پڑھی جاتی

ہے پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اور بالغ کا جنازہ ہوتو یہ دعاء پڑھے۔
"اللهم اغفر لحينا و ميتنا و شاهدنا و غائبنا و صغيرنا و كبيرنا و ذكرنا و انثانا اللهم من احييته منا فأحيه على الاسلام و من توفيته منا فتوفه على الايمان"
اسکے بعد چوتھی تکبیر کہے پھر کوئی دعاء پڑھے بغیر ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے اور اگر نابالغ بچے کا جنازہ ہوتو یہ دعاء پڑھی جائے: اللهم اجعله لنا فرطا و اجعله لنا اجرا و ذخرا و اجعله لنا شافعا و مشفعا
اور اگر نابالغ لڑکی کا جنازہ ہوتو یہ دعاء پڑھے: اللهم اجعلها لنا فرطا و اجعلها لنا اجرا و ذخرا و اجعلها لنا شافعة و مشفعة
(انوار شریعت ص: ۱۰۵/ ۱۰۶/ مکتبہ جمال کرم لاہور)
اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ:" الصلاة على الجنازة فرض كفاية اذا قام به البعض واحد كان أو جماعة ذكرا كان أو انثى سقط عن الباقين و اذا ترك الكل أثموا هكذا فى التتار خانية"
اور اسی میں ہے کہ: وصلاة الجنازة اربع تكبيرات ولو ترك واحدا منها لم يجز صلاته هكذا فى الكافى فيكبر للافتتاح و يقول سبحانك اللهم الخ ثم يكبر أخرى و يصلى على النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أنه كان يقول اللهم اغفر لحينا و ميتنا و شاهدنا و غائبنا و صغيرنا و كبيرنا و ذكرنا و انثانا اللهم من احييته منا فأحيه على الاسلام و من توفيته منا فتوفه على الايمان فان كان الميت صغيرا عن ابى حنيفة رحمه الله تعالىٰ أنه يقول اللهم اجعله لنا فرطا و اجعله لنا اجرا و ذخرا واجعله لنا شافعا و مشفعا ثم يكبر الرابعة ثم يسلم تسليمتين و ليس بعد التكبيرة الرابعة قبل السلام دعاء هكذا فى شرح الجامع الصغير للقاضى خان و هو ظاهر المذهب هكذا فى الكافى ۔والله تعالى اعلم
(ج:1/ص:162/164/الفصل الخامس فى الصلاة على الميت/بيروت)

كتبـــــه
محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ
۴ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۸ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

****

بغیر اذن ولی کے نماز جنازہ پڑھانے کا حکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں میرا ایک سوال ہے کہ بغیر اجازت کے جنازے کی نماز پڑھانا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔سائل: محمد مشرف رضا رضوی پورنوی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعــــــــــالی

حضور صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ولی کے سوا کسی ایسے شخص نے نماز پڑھائی جو ولی پر مقدم نہ ہو اور ولی نے اسے اجازت بھی نہ دی تھی تو اگر ولی نماز میں شریک نہ ہوا تو نماز کا اعادہ کر سکتا ہے اور اگر مردہ دفن ہوگیا ہے تو قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر وہ ولی پر مقدم ہے جیسے بادشاہ وقاضی و امام محلہ کہ ولی سے افضل ہو تو اب ولی نماز کا اعادہ نہیں کر سکتا اور اگر ایک ولی نے نماز پڑھا دی تو دوسرے اولیا اعادہ نہیں کر سکتے اور ہر صورت اعادہ میں جو شخص پہلی نماز میں شریک نہ تھا وہ ولی کے ساتھ پڑھ سکتا ہے اور جو شخص شریک تھا وہ ولی کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا ہے کہ جنازہ کی دو مرتبہ نماز ناجائز ہے سوا اس صورت میں کہ غیر ولی نے بغیر اذن ولی پڑھائی۔واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ نمبر 139)

کتبــــــــہ

محمد الطاف حسین قادری لکھیم پور کھیری یوپی

۱۳ دسمبر بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

****

میت کو غسل دینے سے پہلے اور بعد میں غسل کرنا ضروری ہے کہ نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان کرام مسئلے ذیل میں کہ میت کو غسل دینے سے پہلے غسل کرنا ضروری ہے اسی طرح میت کو غسل دینے والے کو غسل کرنا ضروری ہے؟ سائل محمد انصر رضا بنگلور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعــــــــــالی

اگر نہلانے والا باطہارت ہو جنبی یا حیض والی عورت نے غسل دیا تو مکروہ ہے مگر غسل

ہو جائے گا اور اگر بے وضو شخص نہلایا تو کراہت بھی نہیں جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

" و ينبغي ان يكون غاسل الميت على الطهارة كذا في فتاوى قاضی خان ، ولو كان الغاسل جنبا او حيضا او كافرا جاز و يكره كذا في معراج الدراية ولو كان محدثا لا يكره اتفاقا هكذا في القنية "اه

یعنی ضروری ہے کہ میت کو غسل دینے والا پاک ہو ایسا ہی فتاوی قاضی خان میں ہے کہ اور اگر کسی جنبی یا حائضہ یا کافر نے غسل دیا تو جائز ہے لیکن مکروہ ہے جیسا کہ معراج درایہ اور اگر بے وضو غسل دیا تو بالاتفاق مکروہ نہیں اسی طرح قنیہ میں ہے۔

(ج1 ص175 : كتاب الصلوة، باب الجنائز، دار الكتب العلميه بيروت)

اور جو شخص میت کو غسل دے اس کے لئے مستحب ہے کہ میت کے غسل سے فارغ ہونے کے بعد خود بھی غسل کرلے کیونکہ حدیث شریف میں ایسا حکم وارد ہے اور اگر کسی وجہ سے غسل نہ کرے تو بھی کوئی حرج نہیں میت کو نہلانے کے بعد خود غسل کرنے کا استحبابی حکم اس لئے ہے کہ میت کو غسل دینے کے دوران نہلانے والے کے جسم پر ناپاک یا گندے چھینٹے پڑے ہوں تو نہلانے والے کا جسم بھی خود غسل کرنے سے پاک و صاف ہو جائے گا۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ: " عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من غسل ميتا فليغتسل ۔

(ابو داؤد شریف ج2 ص62 / ترمذی شریف ج2 ص132)

لہذا مذکورہ باتوں سے واضح ہوا کہ میت کو غسل دینے سے پہلے اگر غسل کی حاجت ہو تو کرلے ورنہ کوئی حرج نہیں اسی طرح میت کو غسل دینے کے بعد بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۲۳ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

****

شوہر کا مرحومہ بیوی کو اور بیوی کا مرحوم شوہر کو غسل دینے کا حکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب والا امید کرتا ہوں آپ خیر و عافیت سے ہونگے عرض اس طرح سے ہے کہ ایک مسئلہ

درپیش آیا ہے وہ یہ کہ اگر بیوی کا انتقال ہو جائے تو کسی عذر کی وجہ سے اس کو کوئی غسل دینے والا نہ ہو تو کیا شوہر آپ اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے یا بیوی اپنے شوہر کو مجبوری کی حالت میں غسل دے سکتی ہے۔سائل محمد رضا برکاتی نیپال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــالی

حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ عورت انتقال کر جائے تو شوہر نہ اُسکو نہلا سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے اور دیکھنے کی ممانعت نہیں۔

(بحوالہ الدر المختار کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج ۳،ص ۱۰۵ حوالہ بہار شریعت ج اول ح چہارم ص ۸۱۳)

اگر عورت کا انتقال ایسی جگہ ہوا جہاں کوئی عورت موجود نہیں جو اسکو نہلا دے تو تیمم کرایا جائے اگر تیمم کرانے والا محرم ہو تو ہاتھ سے تیمم کرائے اگر اجنبی ہوا گرچہ شوہر تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر جنس زمین پر ہاتھ مارے اور تیمم کرائے اور شوہر کے سوا کوئی اور اجنبی ہو تو کلائیوں کی طرف نظر نہ کرے اور شوہر کو اس کی حاجت نہیں اس مسئلہ میں جوان اور بڑھیا دونوں کا ایک حکم ہے۔

(بہار شریعت ج اول ح چہارم ص ۸۱۳)

عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے جبکہ شوہر کے انتقال سے پہلے یا بعد میں کوئی ایسا فعل نہ واقع ہوا ہو جس سے اس کے نکاح میں کوئی خلل واقع ہو مثلاً شوہر کے لڑکے یا باپ کو شہوت سے چُھوا یا بُوسہ لیا یا معاذ اللہ مرتد ہو گئی اگرچہ غسل سے پہلے ہی پھر مسلمان ہو گئی کہ تو اس اعتبار سے نکاح جاتا رہا عورت اجنبیہ ہو گئی لہٰذا غسل نہیں دے سکتی۔

(بہار شریعت ج اول حصہ چہارم ص ۸۱۲)

یا اگر عورت کو طلاق رجعی دے دی یا عدت میں تھی کہ شوہر کا انتقال ہو گیا تو غسل دے سکتی ہے اور اگر طلاق بائن دی تو اگرچہ عورت عدت میں ہے غسل نہیں دے سکتی۔واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت ج اول ح چہارم ص ۸۱۳ مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــه

محمد ایوب خان یارعلوی بہرائچ شریف الھند

۱۷ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۲۱ جمادی الاولی ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

****

بالغ ونابالغ کا جنازہ ایک ساتھ پڑھنے کا طریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علماء کرام کہ چند جنازے ہیں جن میں کچھ بالغوں کے ہیں اور کچھ نابالغوں کے ہیں اب مسئلہ دریافت یہ ھیکہ نمازِ جنازہ کیسے پڑھی جائے؟ سب کی ساتھ میں یا الگ الگ۔سائل جابر رضارامپوری

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجواب بعونه تعالى

بالغ ونابالغ مردوعورت سب کی نماز جنازہ ایک ساتھ پڑھ سکتے ہیں البتہ بہتر یہ ہے کہ ہر میت کی الگ الگ نماز جنازہ پڑھی جائے ایک ساتھ جتنی بھی جنازے ہو پڑھ سکتے ہیں شریعت مطہرہ میں نہ اسکی تعداد متعین ہے نہ اسکی ممانعت ہے لھذا ایک ساتھ کئی جنازے ہوتو امام ومقتدی سب اموات کی نیت کرے۔

كما فی مراقی الفلاح :وان اجتمعت الجنائز فالافراد بالصلاة كل منها اولیٰ وان اجتمعن وصلی واحدة صح

طحطاوی میں ہے:ویکفی لھم بدعاء واحد کما بحثه بعضھم و یؤیده ان الضمائر ضمائر جمع فی قوله اللھم اغفر لحینا الخ بقی ما اذا کان فیھم مکلفون و صغار و الظاھر انه یأتی بدعاء الصغار بعد دعاء المکلفین۔

(ص۵۹۲و ۹۳ المكتبة الفيصل)

اورسرکاراعلی حضرت الشاہ امام اہل سنّت وامام احمدرضاخان رحمۃ اللہ علیہ سےسوال ہوا کہ کتنے لوگوں کا جنازہ اکٹھا ہوسکتا ہے تو آپ جواباارشادفرماتے ہیں کہ:سو دوسو جتنے جنازے جمع ہوں سب پر ایک ساتھ ایک نماز ہوسکتی ہے مزید بالغ اورنابالغ کا جنازہ ایک ساتھ پڑھنے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: بالغوں کےساتھ نابالغوں کی نمازبھی ہوسکتی ہے۔ دونوں دعائیں (یعنی بالغ اور نابالغ والی) پڑھی جائیں، پہلے بالغوں کی پھر نابالغوں کی۔اور بہر حال اگر وقت نہ ہوتو ہر جنازے پر جدا نماز بہتر ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ،ج، ۲۴ص ۲۰۰،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

کتبــــــہ
محمد جابرالقادری رضوی
۱۱صفرالمظفر ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

****

میت کے سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ اور کلمہ لکھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

سوال میت کی پیشانی پر کلمہ شریف یا بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنا یا لکھوانا کیسا؟ سائل محمد عنایت رسول رضوی بہرائچ شریف یوپی انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالی

مَیِّت کے سینہ اور پیشانی پر بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ لکھنا جائز ہے۔ یوں بھی ہوسکتا ہے کہ پیشانی پر بِسۡمِ اللّٰہ شریف لکھیں اور سینہ پر کلمہ طیّبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ واٰلِہٖ وسلَّم مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پیشتر (یعنی پہلے) کلمہ کی انگلی سے لکھیں، روشائی سے نہ لکھیں۔

اور عورت کی پیشانی پر محارم ہی لکھ سکتے ہیں غیر محارم کا چھونا جائز نہیں اسی طرح مرد کی پیشانی پر بھی غیر محرم عورتوں کا لکھنا یا چھونا جائز نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(درمختار مع ردالمحتار ، کتاب الصلاۃ ، باب صلاۃ الجنازۃ ، ۳ / ۱۸۵ ۔ ۱۸۶ملتقطاً ، بہار شریعت، حصہ۴، ۱ / ۸۴۸ملتقطاً ۔)

کتبـــــــــه

محمد امتیاز عالم سہرساوی احمد آباد

۱۲ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۱۶ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

****

جنازہ کے ساتھ صلاۃ وسلام پڑھنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے میں کہ میت کے آگے یا پیچھے صلاۃ وسلام پڑھنا کیسا ہے جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ محمد مشتاق عالم نوری پیلی بھیت شریف

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالی

جنازہ کے ساتھ صلاۃ وسلام پڑھنا جائز ہے اور اس کا ثبوت نص قطعی سے ثابت ہے جیسا کہ ارشاد

باری تعالیٰ ہوا:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا"

(سورہ الاحزاب آیت ٥٦)

مذکورہ آیت میں درود کسی خاص وقت کے ساتھ مقید نہیں بلکہ اللہ رب العزت کا فرمان مطلق ہے تو بندئے ممکن جب بھی چاہے اذان سے پہلے ہو یا اذان کے بعد، تکبیر سے پہلے، دعا سے پہلے یا دعا کے بعد اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے اپنے آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہے تو اللہ کے حکم کی تعمیل کرتا ہے اور اجر وثواب کا مستحق ہوتا ہے۔

لہٰذا صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے لیے کوئی متعین وقت کی قید نہیں تو اب کوئی جنازہ (میت) کے سامنے پڑھے یا جنازہ کے ساتھ ساتھ پڑھتے جائیں جائز بھی ہے و باعث ثواب بھی اور حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

جنازہ کے ساتھ نعتیہ کلام پڑھنا جائز ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد جدید۔ 4/صفحہ نمبر 97)

اور حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

جنازہ کے ساتھ دنیا کی فضول باتیں نہ کریں اور نہ ہنسی مذاق کریں بلکہ موت واحوال واہوال قبر کو پیشِ نظر رکھیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو جنازہ کے ساتھ ہنستے ہوئے دیکھا فرمایا تو جنازہ میں ہنستا ہے میں تجھ سے کبھی کلام نہ کروں گا۔

(بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ نمبر 145)

لہٰذا جب جنازہ کے ساتھ چلیں تو کلمہ درود وغیرہ کثرت سے پڑھتے رہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(ماخوذ از بستر علالت سے قبر تک مؤلف تاج محمد حنفی قادری واحدی اترولوی)

کتبـــــــہ

محمد الطاف حسین قادری لکھیم پورکھیری یوپی

۲۹ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۳ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

* *

میت کی طرف سے نماز و روزہ ادا کرنے کا حکم؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میت کی طرف سے اس کی چھوٹی ہوئی نماز اور روزہ ادا کیا جا سکتا ہے احناف کے نزدیک برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں۔سائل عبداللہ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

نہیں میت کی طرف سے نہ روزہ رکھ سکتا ہے نہ نماز پڑھ سکتا ہے جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ با کمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

" انه فی البحر الرائق الولی لایصوم عنه و لا یصلی لحدیث النسائی عهر لایصوم احد عن احد ولا یصلی احد عن احد۔

بحر الرائق میں ہے ولی میت کی طرف سے نہ روزہ رکھے نہ نماز پڑھے کیونکہ حدیث نسائی میں ہے کوئی شخص کسی کی طرف سے نہ روزہ رکھے اور نہ نماز پڑھے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد ۱۰ ص ۵۴۷ ناشر مکتبہ دعوت اسلامی)

البتہ میت نے اگر مال چھوڑا ہے تو پہلے اس کے مال سے اس کی قضا شدہ نماز و روزہ کا فدیہ ادا کرے اور اگر مال نہیں چھوڑا تو ورثاء میں سے کوئی اپنی طرف سے ادا کرے تا کہ میت کو اس کا اجر عظیم ملے اور عذاب قبر سے رہائی پائے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام حاصل کرے اور فدیہ ہر نماز و روزہ کیلئے نیم صاع گیہوں ہے اگر میت کے ذمہ کثیر نمازیں و روزے ہیں اور مال کم ہے تو اس کی ایک ترکیب علمائے کرام نے یہ بیان فرمائی ہے کہ:

میت کے ورثاء جس قدر پر قادر ہوں مسکین کو بہ نیت کفارہ دے کر قابض کر دیں وہ بعد قبضہ اپنی طرف سے وارث کو ہبہ کر دے وارث بعد قبضہ پھر بہ نیت کفارہ مسکین کو دے اسی طرح دور کریں یہاں تک کہ مقدار مطلوب ادا ہو جائے۔

(احکام شریعت حصہ سوم صفحہ 201 مطبوعہ مکتبہ جام نور دہلی)

نیز میرے امام اہلسنت فقیہ با کمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

زیادہ احتیاط یہ ہے کہ صدقہ فطر وفدیہ روزہ ونماز وکفارہ قسم وغیرہ میں نیم صاع گیہوں جو کے پیمانے سے دیئے جائیں یعنی جس برتن میں ایک سو چوالیس روپے بھر جوٹھیک ہموار سطح سے آجائیں کہ نہ اونچے رہیں نہ نیچے اس برتن بھر کر گیہوں کو ایک صدقہ سمجھا جائے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۲) ص (۷۹۶) ناشر مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبــــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۲۶ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۷ اگست ۲۰۲۰ء بروز سوموار

****

کیا ہجڑے کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ ہجڑے کی نماز جنازہ کے تعلق سے کوئی پوسٹ ہو تو بھیج دیں ہجڑوں کے گروپ میں رہتا تھا۔ہجڑوں جیسا لباس وغیرہ سب کچھ لیکن سنی تھا علمائے کرام رہنمائی فرمائیں کہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی کہ نہیں؟ سائل محمد عارف خاں سورت

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــہ تعــــــــــالی

ہجڑہ اگر مسلمان ہے تو اس کے جنازہ کی نماز فرض (فرض سے مراد فرض کفایہ) ہے اور نیت میں مرد عورت کی تخصیص کی کوئی حاجت نہیں مرد وعورت دونوں کی ایک ہی دعا ہے خصوصاً یہ ہجڑے جو یہاں ہوتے ہیں مرد ہی ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو عورت بناتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 7 کتاب الجنائز صفحہ نمبر 80 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

فلہٰذا اگر مسلمان ہے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۰ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۴ جون ۲۰۲۰ء بروز اتوار

****

کیا آدمی وہیں دفن ہوتا ہے جہاں کی مٹی اس کے جسم میں ہوتی ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کہتا ہے کی انسان کو بنانے کے لئے فرشتہ جس جگہ سے مٹی اٹھاتے ہیں تو نظامِ قدرت سے انسان وہیں دفن ہوتا ہے کیا یہ عقیدہ درست ہے؟ سائل محمد اسلام رضا فرید پور بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــــواب بعونـــــــــــــــــــہ تعـــــــــــــــالی

یہ بات صحیح ہے کہ انسان جہاں کی مٹی سے بنایا جاتا ہے مرنے کے بعد انسان زمین کے اسی حصے میں دفن ہوتا ہے جس حصے سے مٹی لیکر انسان کو بنایا گیا ہے جیسا کہ علامہ سمہوردی تحریر فرماتے ہیں کہ:

"اذ کل نفس انما خلقت من تربته التی یدفن فیھا بعد الموت" اھ

یعنی چونکہ ہر نفس کو اس مٹی سے تخلیق کیا جاتا ہے جس میں بعد از وفات اسے دفن کیا جاتا ہے" اھ

(وفاء الوفا باخبار دار المصطفی ج1 ص32 : مطبعۃ السعادہ مصر)

اور احادیث مبارکہ میں بھی اس حوالے سے بیان کیا گیا ہے جیسا کہ:

عن أبي سعید الخدری قال مر النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم بجنازۃ عند قبر فقال قبر من ھذا فقالوا فلان الحبشی یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم لا اله الا اللہ سیق من أرضه وسمائه الی تربته التی منھا خلق۔

یعنی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازہ کے بعد ایک قبر کے پاس سے گزرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے دریافت فرمایا: یہ کس کی قبر ہے؟ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! فلاں حبشی کی ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لا الہ الا اللہ پڑھ کر فرمایا: اسے اس کی زمین اور آسمان سے اس مٹی میں لایا گیا، جس سے اس کی تخلیق کی گئی تھی۔

(المستدرك علی الصحیحین ج 1 ص 521 رقم : 1356 : دار الکتب العلمیۃ بیروت / البیھقی، شعب الایمان ج 7 ص 173، رقم 9891 : دار الکتب

العلمیۃبیروت)

اورامام عبدالرزاق اپنی مصنفہ میں نقل کرتے ہیں کہ:

" عن عکرمة مولی ابن عباس انه قال یدفن کل انسان فی التربة التی خلق منها "اھ

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہر انسان کو اس مٹی میں دفن کیا جاتا ہے جس سے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

(المصنف عبد الرزاق ج 3 ص 515، رقم: 6531 : المکتب الاسلامی بیروت)

اور اگر اور تفصیل درکار ہے تو فتاوی افریقہ ص 82 مسئلہ 63 کا مطالعہ کریں۔واللہ تعالی اعلم

(ھکذا فی جامع الاحادیث جلد سوم کتاب الجنائز ص ۳۴)

کتبـــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۱۱ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

****

کیا داماد ساس کے جنازے کو قبر میں اتار سکتا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفتیان کرام کی بارگاہ میں عرض ہیکہ ہندہ اور بکر ساس اور داماد ہے ہندہ انتقال کرگئی تو کیا بکر اپنے ساس کو قبر میں اتارنے کے لئے اتر سکتا ہے غور طلب ہیکہ بکر ہندہ کی بہن کا لڑکا ہے۔سائل رحمت شاہدی کٹیہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

بکر وہندہ کے مابین جو رشتہ منقول ہے دونوں صورتوں میں بکر محرم ہے اول بہن کا لڑکا ہے تو بکر ہندہ کا بھانجا ہوگیا دوم ساس داماد جو کہ محارم میں داخل ہے اور حکم شرع یہ ہے کہ عورت کا جنازہ قبر میں محرم اتارے لہذا بکر ہندہ کے جنازہ کو قبر میں اتارے تو کوئی مضائقہ نہیں جیسا کہ حضور صدر الشریعہ

بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں:

"عورت کا جنازہ اتارنے والے محارم ہوں یہ نہ ہوں تو دیگر رشتہ والے یہ بھی نہ ہوں تو پرہیزگار اجنبی کے اتارنے میں مضائقہ نہیں۔

(ح:4/ص:844/ قبر و دفن کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے:

" و ذو الرحم المحرم أولى بادخال المرأة من غيرهم كذا فى الجوهرة النيرة و كذا ذو الرحم غير المحرم أولى من الأجنبي فان لم يكن فلا بأس للاجانب وضعها كذا فى البحر الرائق۔ والله تعالى اعلم

(ج:1/ص:166/ الفصل السادس فی القبر والدفن والنقل من مکان الی آخر/ بیروت)

کتبـــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

۲۱ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

جس نے والدین کو قتل کیا اس کا جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو شخص اپنے والدین میں سے کسی ایک کا قتل کر دیا ہو کیا اسکی نماز جنازہ پڑھی جائیگی یا نہیں اگر نہیں پڑھی جائیگی تو وجہ کیا ہے جب جنازہ نہیں ہوگا تو کیا اسکو ایسے ہی قبر میں دفن کیا جائے اور کیا اسکو مسلمانوں کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا جائے فقط والسلام۔سائل محمد نجم الحسن قادری لکھیم پور پٹھان پورہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

جس نے اپنے والدین یا دونوں میں سے کسی ایک کو مار ڈالا یا کسی کا مال چھین رہا تھا اسی

حالت میں مارڈالاگیا تواس کی بھی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی ایسا ہی بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ 147 پر ہے:

البتہ افراد مذکورہ میں سے جوشخص اپنی موت مرجائے تو اسے غسل دیا جائے گااور نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی اور جن لوگوں کی نماز جنازہ اور غسل نہیں ہے ان لوگوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے۔واللہ تعالی اعلم

(فتاوی فقیہ ملت جلد اول ص273)

کتبـــــــہ

محمد ابصار رضا مرکزی پورنیہ بہار

۲۱ مئی بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

میت کا دیدار مرد وعورت میں سے کون کون کرسکتے ہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ میت کا دیدار مرد وعورت میں سے کون کون کرسکتے ہیں تفصیل کے ساتھ بیان فرما کرعنداللہ ماجور ہوں۔سائل عبد السلام نوری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

جن لوگوں سے حیات میں نکاح کرنا کسی صورت میں جائز نہیں اور کبھی بھی جائز نہیں وہ محارم کہلاتے ہیں وہ لوگ میت کا دیدار کرسکتے ہیں عورت میت ہے تو محارم مرد اس کا دیدار کرسکتا ہے اور اگر مرد میت ہے تو محارم عورتیں اس کا دیدار کرسکتی ہیں جن سے کسی صورت میں کبھی بھی نکاح کرنا جائز ہے اس سے پردہ کرنا بھی لازم ہے جیسے حیات میں پردہ لازم ہے ویسے ہی وفات کے بعد بھی پردہ لازم ہے اور جس سے پردہ ہے وہ غیر محارم کہلاتے ہیں۔

غیر محارم مرد کا فوت شدہ عورت کو اور غیر محارم عورت کا فوت شدہ مرد کو دیکھنا جائز نہیں نہ ہی حیات میں اور نہ ہی بعد وفات پردے کے وجوب اور عدمِ وجوب کے سلسلے میں ضابطہ یہ ہے کہ جن مردوں سے نکاح کرنا جائز ہے، ان سے پردہ کرنا واجب ہے اور جن سے کبھی بھی نکاح کرنا جائز نہیں، ان سے

پردہ کرنا واجب نہیں۔

قال ابن عابدین: قوله: "أو محرم" والمحرم من لایجوز له منا کحتها علی التابید بقرابة أو رضاع أو صهرية کما فی التحفة

(شامی: ۴۶۴ / ۳، زکریا، دیوبند)

پھوپھی زاد، خالہ زاد اور چچا زاد بہنوں سے پردہ ضروری ہے۔ چاچی اور مامی سے بھی پردہ ضروری ہے اور عورت کے لئے اپنے خالو اور پھوپھا سے بھی پردہ ضروری ہے۔ تو ان لوگوں کا بعد وفات دیدار کرنا بھی جائز نہیں اور اس کے برعکس کا حکم بھی یہی ہے۔

وہ افراد جن سے عورت کا پردہ نہیں ہے، وہ یہ ہیں: (1) باپ (2) بھائی (3) چچا (4) ماموں (5) شوہر (6) سسر (7) بیٹا (8) پوتا (9) نواسہ (10) شوہر کا بیٹا (11) داماد (12) بھتیجا (13) بھانجا (14) مسلمان عورتیں (15) کافر باندی (16) ایسے افراد جن کو عورتوں کے بارے میں کوئی علم نہیں (مثلاً: چھوٹے بچے جن کو ابھی یہ سمجھ نہیں کہ عورت کیا ہے، جسے مرد اور عورت میں فرق ہی نہ معلوم ہو) یہ لوگ عورت ہوں یا مرد دونوں ایک دوسرے کے وفات کے بعد ایک دوسرے کا دیدار کر سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ تمام اجنبیوں سے عورت کا پردہ ہے، ان میں رشتہ دار اور غیر رشتہ دار دونوں شامل ہیں، نامحرم رشتہ دار یعنی وہ رشتہ دار جن سے پردہ فرض ہے، وہ درج ذیل ہیں: (1) خالہ زاد (2) ماموں زاد (3) چچا زاد (4) پھوپھی زاد (5) دیور (6) جیٹھ (7) بہنوئی (8) نندوئی (9) خالو (10) پھوپھا (11) شوہر کا چچا (12) شوہر کا ماموں (13) شوہر کا خالو (14) شوہر کا پھوپھا (15) شوہر کا بھتیجا (16) شوہر کا بھانجا۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان میں سے ہر ایک عورت ہو یا مرد ایک دوسرے کا دیدار ایک دوسرے کے وفات کے بعد نہیں کر سکتے اگر کرتے ہیں تو میت کو اذیت پہنچاتے ہیں اور اذیت پہنچانا حرام ہے جن چیزوں سے حیات میں اذیت ہوتی ہے ان سے بعد وفات بھی تکلیف ہوتی ہے جیسا کہ درمختار میں ہے:

ان المیت یتاذی مما یتاذی به الحی "

(فتاویٰ رضویہ، جلد 9، صفحہ 371، رضا فاؤنڈیشن، لاھور بحوالہ درمختار)

جہاں تک رہی شوہر و بیوی کی بات تو اس کا حکم یہ ہے: شوہر کے انتقال کے وقت عدت

وفات پوری ہونے تک نکاح باقی رہتا ہے،اسی وجہ سے عورت اپنے شوہر کو غسل وکفن دے سکتی ہے اور عورت کے انتقال پر شوہر مثل اجنبی کے ہوجاتا ہے۔

شامی میں ہے:" والنکاح بعد الموت باقٍ إلی أن تنقضی العدۃ بخلاف ما إذا ماتت فلا یغسلھا؛ لانتھاء ملك النکاح لعدم المحل فصار أجنبیًا "

(شامی: 91/3 باب صلاۃ الجنازۃ۔ مطبوعہ زکریا دیوبند)

شوہر کے انتقال کے بعد بیوی اپنے خاوند کو دیکھ سکتی ہے،غسل وکفن دینے کی بھی اس کو شرعاً اجازت ہے،البتہ شوہر بیوی کا صرف منہ دیکھ سکتا ہے۔ ہاتھ لگانے اور غسل وکفن کی اجازت نہیں۔

شوہر کے انتقال کے بعد بیوی اپنے خاوند کو دیکھ سکتی ہے،غسل وکفن دینے کی بھی اس کو شرعاً اجازت ہے،البتہ شوہر بیوی کا صرف منہ دیکھ سکتا ہے۔ ہاتھ لگانے اور غسل وکفن کی اجازت نہیں۔

شامی میں ہے:

" ویمنع زوجھا من غسلھا ومسھا لا من النظر إلیھا علی الأصح وھی لا تمنع من ذلك أی من تغسیل زوجھا دخل بھا أو لا؛ ولو ذمیۃً بشرط بقاء الزوجیۃ "

(شامی: 91/3 مطبوعہ زکریا دیوبند)

عورت کے انتقال کے بعد اس کے شوہر کا عورت کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانا منع ہے۔ بقیہ اس کے چہرے کو دیکھنا یا اس کے جنازہ کو کندھا دینا اور قبر میں اُتارنا یہ سب جائز ہے، اس میں شریعتِ مطہرہ کی طرف سے کوئی ممانعت نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا: اگر عورت مرجائے تو شوہر اس کے جنازے کو ہاتھ لگائے یا نہیں؟ اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں:" جنازے کو محض اجنبی ہاتھ لگاتے،کندھوں پر اُٹھاتے، قبر تک لے جاتے ہیں،شوہر نے کیا قصور کیا ہے۔ یہ مسئلہ جاہلوں میں محض غلط مشہور ہے۔ ہاں شوہر کو اپنی زنِ مردہ کا بدن چھونا، جائز نہیں، دیکھنے کی اجازت ہے۔کما نص علیہ فی التنویر والدر وغیرھما۔ اجنبی کو دیکھنے کی بھی اجازت نہیں۔محارم کو پیٹ، پیٹھ اور ناف سے زانو تک کے سوا چھونے کی بھی اجازت ہے۔

اسی سے متصل ایک اور سوال ہوا: زوجہ کا جنازہ شوہر کو چھونا کیسا ہے؟ چھونا چاہئے یا نہیں؟

شوہر کا اپنی زوجہ کا منہ قبر میں رکھنے کے بعد دیکھنا کیسا ہے، چاہئے یا نہیں؟ اس کے جواب میں آپ علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں: "شوہر کو بعدِ انتقالِ زوجہ قبر میں خواہ بیرونِ قبر اس کا منہ یا بدن دیکھنا جائز ہے، قبر میں اتارنا، جائز ہے اور جنازہ تو محض اجنبی تک اٹھاتے ہیں، ہاں بغیر حائل کے اس کے بدن کو ہاتھ لگانا شوہر کو ناجائز ہوتا ہے۔ زوجہ کو جب تک عدت میں رہے شوہر مردہ کا بدن چھونا بلکہ اسے غسل دینا بھی جائز رہتا ہے۔ یہ مسئلہ درمختار وغیرہ میں ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 9، صفحہ 138، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: "عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ مونھ دیکھ سکتا ہے، یہ محض غلط ہے صرف نہلانے اور اسکے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بہارِ شریعت، جلد 1، صفحہ 813، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

کتبـــــــہ

محمد عمر رضا خان قادری مسعودی (نیپالی)

۸ جنوری بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

جس وضو سے نماز جنازہ پڑھی اسی وضو سے دوسری نماز پڑھنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ کیا جنازہ کو کاندھا دینے اور مٹی دینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، کیا نماز کی ادائیگی کیلئے پھر سے وضو کرنا ہوگا براہ کرم جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل مقبول احمد بانکی مونگرا چھتیس گڑھ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

جنازہ کو کندھا دینے اور مٹی دینے اور نماز جنازہ پڑھنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا جیسا کہ حضور فقیہ ملت علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:

جو وضو صرف نماز جنازہ پڑھنے کیلئے کیا پھر اسی وضو سے کسی وقت نماز پڑھ لی نماز ہوگئی کسی

دوسرے فرض یا سنت کو ادا کرنے کیلئے بلا ناقض وضو دوبارہ وضو کرنا نہیں مسئلہ اصل میں یہ ہے کہ غیر ولی کو اگر نماز جنازہ فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو اجازت ہے کہ پانی پر قدرت کے باوجود تیمم کر کے نماز جنازہ میں شامل ہو جائے جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ/ ۲۹ میں ہے:

یجوز التیمم اذا حضرته جنازة والولی غیره فخاف ان اشتغل بالطھارة ان تفوته الصلوة ولا یجوز للولی وھو صحیح. ھکذا فی الھدایه.

اس صورت میں تیمم کا جواز اس کی مجبوری کے سبب ہے کہ نماز جنازہ کی نہ قضا ہے نہ تکرار مگر اس تیمم سے نہ وہ دوسری نمازیں پڑھ سکتا ہے اور نہ کوئی ایسا کام کرسکتا ہے کہ جس کے لئے باوضو ہونا شرط ہے اس لئے کہ پانی پر قدرت کے باوجود ایک عذر خاص کے سبب تیمم جائز قرار دیا گیا ہے تو وہ نماز جنازہ ہی تک محدود رہے گا کہ دوسری نمازوں کے لئے وہ عذر نہ رہا مسئلہ تو صرف اسی قدر تھا مگر عوام نے اسے کچھ کا کچھ مشہور کر دیا حالانکہ جو شخص پانی پر قادر نہ ہوا گر نماز جنازہ کے لئے تیمم کرلے تو جب تک عذر باقی رہے گا وہ تیمم سب نمازوں کے لئے کافی ہوگا۔اور جب تیمم جو وضو کا خلیفہ ہے اس کے لئے یہ حکم ہے تو اگر نماز جنازہ کے لئے وضو کیا گیا جو اصل ہے تو وہ بدرجۂ اولی سب نمازوں کے لئے کافی ہوگا۔واللہ تعالی اعلم

(فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ نمبر/ ۱۶۳)

کتبــــــہ
محمد الطاف حسین قادری لکھیم پورکھیری یوپی
۲۱ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۲۵ جمادی الاولی ۱۴۴۱ھ بروز منگل

****

نماز جنازہ میں مقتدی کو دعا وغیرہ پڑھنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ نماز جنازہ میں امام کے ساتھ تمام دعائیں مقتدی حضرات پر بھی پڑھنا واجب/ یا مستحسن ہے؟ المستفتی: محمد توقیر عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

▪ مقتدی درود شریف اور دعائے نماز جنازہ امام کی اقتداء میں پڑھے گا مقتدی کو امام کی اقتداء

میں صرف قرآت قرآن عظیم منع ہے۔

جونماز جنازہ میں مشروع نہیں بقیہ دعا، درود شریف اور تسبیحات تو پانچ وقتہ فرض نمازوں میں بھی مقتدی کو امام کی اقتداء میں پڑھنے کا حکم ہے جیسا کہ اعلی حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

مقتدی بھی سب کچھ پڑھیں کہ نماز جنازہ میں صرف ذکر ودعا ہے قرأت قرآن نہیں اور مقتدیوں کو صرف قرأت قرآن عظیم ہی منع ہے۔باقی دعا واذکار میں وہ امام کے شریک ہیں۔

فی الرحمانیه فی الطحطاوی یکبرون الافتتاح مع رفع الیدین ثم یقرؤن الثناء ثم یکبرون و یصلون علی النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم ثم یکبرون و یستغفرون للمیت ثم یکبرون و یسلمون ولا یرفعون ایدیهم فی التکبیرات الثلث ولا قرأة فیها "اه

یعنی رحمانیہ میں ہے،طحطاوی میں ہے کہ کانوں تک ہاتھ لے جانے کے ساتھ تکبیر افتتاح کہیں پھر ثناء پڑھیں پھر تکبیر کہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں پھر تکبیر کہیں اور میت کے لئے دعائے استغفار کریں پھر تکبیر کہیں اور سلام پھیریں بعد کی تینوں تکبیروں میں ہاتھ نہ اٹھائیں اور نماز جنازہ میں قرأت قرآن نہیں۔

اورخزان المفتین میں ہے کہ:

وان کان المیت غیر بالغ فان الامام ومن خلفه یقولون اللهم اجعله لنا فرطا واجعله لنا ذخرا شافعا و مشفعا۔

دراصل نماز جنازہ میں امام ومقتدی امور کے بجالانے میں برابر ہیں جو اعلی حضرت فاضل بریلوی کی عبارت سے واضح ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جن امور کا ادا کرنا امام پر فرض ہے وہ مقتدی پر بھی فرض ہے جو امام پر واجب مقتدی پر بھی واجب ہے جو امام پر مسنون ہے مقتدی پر بھی مسنون ہے امام پر تکبیرات کہنا فرض ہے،اسی طرح مقتدی کیلئے بھی تکبیرات کہنا فرض ہے،جس طرح سلام پھیرنا امام پر واجب ہے مقتدی پر بھی واجب ہے جس طرح امام کیلئے ثناء و دورد شریف اور دعا وغیرہ پڑھنا مسنون ہے،اسی طرح مقتدی کیلئے بھی مذکورہ چیزیں پڑھنا مسنون ہے،غرض یہ کہ جو چیزیں امام پر فرض ہیں،وہی مقتدی پر بھی فرض ہیں،اور جو چیزیں امام کیلئے مسنون ہیں،وہی چیزیں مقتدی کے حق

میں بھی مسنون ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ امام تکبیرات اور سلام بلند آواز سے کہے گا، اور مقتدی آہستہ سے کہیں گے۔ (فتاوی رضویہ ج9 ص 193 رضا فاونڈیشن لاھور)

عالمگیری میں ہے: والإمام والقوم فيه سواء ۔ ويخافت في الكل إلا في التكبيرات والإمام والقوم فيه سواء۔ (عالمگیری، كتاب الصلاة،الباب الحادي والعشرون ، في الجنائز ، الفصل الخامس في الصلاة على الميت زكريا ١/١٦٤، جديد ١/٢٢٥)

"ويسر الكل إلا التكبير ۔۔لكن في البدائع ! العمل في زماننا على الجهر بالتسليم " (در مختار مع الشامي كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة ، مطلب هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي كراچی ٢/٢١٣، زكريا)

نماز جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں (۱) چار تکبیریں ۔(۲) اور قیام اور ایک چیز واجب ہے یعنی سلام پھیرنا، اور تین چیزیں مسنون ہیں، (۱) پہلی تکبیر کے بعد ثناء ۔(۲) دوسری تکبیر کے بعد درود شریف ۔(۳) تیسری تکبیر کے بعد دعاء۔

" وركنها التكبيرات والقيام۔(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي ، باب أحكام الجنائز ، فصل في الصلوٰة عليه جديد دار الكتاب ديوبند ٥٨٠/، قديم ٣١٨/)

" ويسلم وجوبا بعد التكبيرة الرابعة من غير دعاء بعدها في ظاهر الرواية ۔ (مراقي الفلاح ، كتاب الصلاة، باب أحكام الجنائز ، جديد مكتبه دار الكتاب قديم ٣٢١/)

" والثناء بعد التكبيرة الأولىٰ والصلوٰة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التكبيرة الثانية والدعاء للميت ولنفسه وجماعة المسلمين بعد التكبيرة الثالثة الخ۔ (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي، أحكام الجنائز ، فصل في الصلاة عليه، دار الكتاب ديوبند ٥٨٣/، ٥٨٤، قديم ٣٢٠/)والله اعلم

كتبـــــه
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۳ فروری بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

اللہ نے جس وقت جس جگہ جس شخص کی موت کو لکھ دیا وہ وہیں واقع ہوگی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معزز ومکرم مفتیان کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ ایک عمل ہمارے درمیان رائج ہے کہ جب ایک شخص انتقال ہوتا ہے تو اس کے انتقال شدہ جگہ میں کوئی جانور ذبح کرتے ہیں دم کی نیت سے کہ اس گھر اور دوسرا موت نہ ہو یہ کہاں تک درست اور کہاں تک غلط ہے برائے مہربانی مع حوالہ دیں تو بہتر ہوگا۔المستفتی مبشر عالم کٹیہاری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

یہ سراسر جہالت بے سند بے ثبوت بے مقصد اور بے اصل ہے اس کا شرع سے دور دور تک کوئی تعلق ورشتہ نہیں ہے۔حدیث شریف میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منه فھو رد

جو ہمارے دین میں کوئی ایسی بات نکالے جس کی اس میں اصل نہ ہو تو وہ مردود ہے۔

(ابن ماجہ)

اور دوسری بات اللہ تعالیٰ نے جس بندے کی جس وقت جس جگہ پر موت لکھ دی ہے وہ اسی وقت اور اسی جگہ واقع ہو کر رہے گی نہ اس وقت سے آگے پیچھے ہو سکتی ہے اور نہ اس جگہ سے ہٹ سکتی ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا:

قل ان الموت الذی تفرون منه فانه ملٰقیکم

تم (نبی ﷺ) فرماؤ وہ موت جس سے تم (لوگ) بھاگتے ہو وہ تو ضرور تمہیں ملنی ہے۔

(کنزالایمان پ۲۸ س جمعہ آیت ۸)

دوسری جگہ ارشاد فرماتا:

این ما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدہ

تم جہاں کہیں ہو موت آلے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو۔

(ایضا س نسا۶ آیت ۷۸)

ان آیات مقدسہ سے ثابت ہوا اے لوگو تم کچھ بھی کرلو ایک جانور ہی نہیں بلکہ لاکھوں جانور اس جگہ پر ذبح کردو اگر اللہ نے اس جگہ موت لکھ دی ہے تو تم کسی طرح موت سے نہیں بچ سکتے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

عبیداللہ رضوی بریلوی بریلی شریف یوپی

۱۲ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

* *

نماز جنازہ پڑھانے کا سب سے زیادہ حق کس کو حاصل ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال بکر کی پوتی کا انتقال ہوگیا ہے جبکہ بکر ایک عالم دین ہے تو آیا کہ نماز جنازہ پڑھانے کا کون زیادہ حق رکھتا ہے بکر یا امام جامع مسجد، بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی محمد ابوزید پٹنہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

بکر ہی نماز جنازہ پڑھائے بشرطیکہ امام محلہ سے افضل ہو ورنہ امام پڑھائے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ تحریر فرماتے ہیں:

نماز جنازہ میں امامت کا حق بادشاہ اسلام کو ہے پھر قاضی کو پھر امام جمعہ کو پھر امام محلہ کو پھر ولی کو امام محلہ کا ولی پر تقدم بطور استحباب ہے اور یہ بھی اس وقت ہے ولی سے افضل ہو ورنہ ولی بہتر ہے۔

(حوالہ غنیۃ المتملی ، فصل فی الجنائز ، صفحہ ۵۸۴ بحوالہ بہار شریعت حصہ ۴ ص ۸۳۶ ناشر مکتبۃ المدینۃ دھلی)

نوٹ:۔ دور حاضرہ میں نہ بادشاہ اسلام ہے نہ قاضی وغیرہ یا تو ولی ہے یا امام محلہ، اب اگر امام ولی سے بحیثیت علم وتقویٰ افضل ہے تو امام پڑھائے ورنہ ولی۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

عبیداللہ رضوی بریلوی ضلع بریلی شریف یوپی

۲۱ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

* *

کیا مردے سلام کا جواب دیتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
علماء کرام کی بارگاہ میں عرض ہے ہم لوگ قبرستان میں سلام کرتے ہیں تو مردے ہمارے سلام کا جواب دیتے ہیں یا نہیں؟ سائل محمد مشرف رضا رضوی پورنوی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــه تعـــــــالی

اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ قبر والے سنتے بھی ہیں اور زندوں کے حالات دیکھتے بھی ہیں۔قرآن اور احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔
اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:
" فَاَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دَارِهِمۡ جٰثِمِیۡنَ فَتَوَلّٰی عَنۡهُمۡ وَقَالَ یٰقَوۡمِ لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُكُمۡ رِسَالَةَ رَبِّیۡ وَنَصَحۡتُ لَكُمۡ وَلٰكِنۡ لَّا تُحِبُّوۡنَ النّٰصِحِیۡنَ "
(ترجمہ کنزالایمان)
تو انہیں زلزلے نے آلیا تو صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے،تو صالح نے ان سے منہ پھیرا اور کہا اے میری قوم! بیشک میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچادی اور تمہارا بھلا چاہا مگر تم خیر خواہوں کے غرضی (پسند کرنے والے) ہی نہیں۔
(پارہ ۸ سورۃ العراف)
" فَتَوَلّٰی عَنۡهُمۡ وَ قَالَ یٰقَوۡمِ لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُكُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّیۡ وَنَصَحۡتُ لَكُمۡ ۚ فَكَیۡفَ اٰسٰی عَلٰی قَوۡمٍ كٰفِرِیۡنَ "
(ترجمہ کنزالایمان)
تو شعیب نے ان سے منہ پھیرا اور کہا اے میری قوم! میں تمہیں رب کی رسالت پہنچا چکا اور تمہارے بھلے کو نصیحت کی تو کیونکر غم کروں کافروں کا۔
(پارہ ۹ سورۃ الاعراف)
ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ صالح علیہ السلام اور شعیب علیہ السلام نے ہلاک شدہ قوم پر کھڑے

ہو کر ان سے یہ باتیں کیں۔

" وَسۡـَٔلۡ مَنۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رُّسُلِنَاۤ اَجَعَلۡنَا مِنۡ دُوۡنِ الرَّحۡمٰنِ اٰلِهَةً يُّعۡبَدُوۡنَ "

(ترجمہ کنز الایمان)

اور ان سے پوچھو جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے کیا ہم نے رحمان کے سوا کچھ اور خدا ٹھہرائے جن کو پوجا ہو۔

(پارہ ۲۵ سورۃ الزخرف)

گذشتہ انبیاء نبی حضور ﷺ کے زمانے سے پہلے رخصت ہو گئے فرمایا جار ہا ہے کہ ان رسولوں سے پوچھو کہ ہم نے شرک کی اجازت نہ دی تو ان کی امتیں ان پر تہمت لگا کر کہتی ہیں کہ ہمیں شرک کا حکم ہمارے پیغمبروں نے دیا ہے اگر وہ نہیں سنتے تو ان سے پوچھنے کے کیا معنی بلکہ اس تیسری آیت سے تو یہ معلوم ہوا کہ خاص بزرگوں کو مردے جواب بھی دیتے ہیں اور وہ ان کے جواب بھی سنتے ہیں احادیث نبوی ﷺ اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے مقتول کافروں سے پکار کر فرمایا کہ بولو میرے تمام فرمان سچے تھے یا نہیں فاروق اعظم نے عرض کیا کہ بے جان مردوں سے آپ کلام کیوں فرماتے ہیں تو فرمایا وہ تم سے زیادہ سنتے ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب فی عذاب القبر،
الحدیث 1370، ج1، ص462، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اور دوسری روایت میں ہے کہ دفن کے بعد جب زندے واپس ہوتے ہیں تو مردہ ان کے پاؤں کی آہٹ سنتا ہے۔

(مکاشفۃ القلوب، الباب الخامس والاربعون فی بیان القبر وسؤالہ ص ۱۷۱، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اور دوسری میں ارشاد فرمایا:

"إِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ يُخَلّٰى سَرْبُهٗ يَسْرَحُ حَيْثُ شَآءَ."

(شرح الصدور باب فضل الموت، ص ۱۳)

جب مسلمان مرتا ہے اُس کی راہ کھول دی جاتی ہے، جہاں چاہے جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا:

جب کوئی شخص ایسے کی قبر پر گزرے جسے دنیا میں پہچانتا تھا اور اس پر سلام کرے تو وہ مُردہ اسے پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

(تاریخ بغداد، رقم ۳۱۷۵، ج ۷، ص 98-99)

صحیح مسلم میں بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم لوگوں کو تعلیم دیتے تھے کہ جب قبروں کے پاس جائیں تو یہ کہیں۔

" اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ "

(صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور إلخ، الحديث: ۱۰۴ـ (۹۷۵)، ص ۴۸۵)

(و"سنن ابن ماجه"، كتاب ما جاء في الجنائز، باب ما جاء فيما يقال إذا دخل المقابر، الحديث: ۱۵۴۷، ج۲، ص ۲۴۰)

اے قبرستان والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو اور ان شاء اللہ عزوجل ہم تم سے آملیں گے، ہم اللہ عزوجل سے اپنے لئے اور تمہارے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم مدینہ میں قبور کے پاس سے گزرے تو ادھر کو منھ کر لیا اور یہ فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔

(سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ما يقول الرجل إذا دخل المقابر، الحديث: ۱۰۵۵، ج۲، ص ۳۲۹)

اے قبرستان والو! تم پر سلامتی ہو، اللہ عزوجل ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے، تم ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ دفن کے بعد جب زندے واپس ہوتے ہیں تو مردہ ان کے پاؤں کی آہٹ سنتا ہے۔

(مکاشفۃ القلوب، الباب الخامس والاربعون فی بیان القبر وسؤالہ، ص ۱۷۱، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قبر والوں کو سلام کرنا، حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں گئے تو آپ نے قبروں کے سامنے کھڑے ہو کر بآواز بلند فرمایا کہ اے قبر والو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ! کیا تم لوگ اپنی خبریں ہمیں سناؤ گے یا ہم تم لوگوں کو تمہاری خبریں سنائیں؟ اس کے جواب میں قبروں کے اندر سے آواز آئی 'وعلیك السلام ورحمة الله وبركاته اے امیر المؤمنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ہی ہمیں یہ سنائیے کہ ہماری موت کے بعد ہمارے گھروں میں کیا کیا معاملات ہوئے؟ حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے قبر والو تمہارے بعد تمہارے گھروں کی خبر یہ ہے کہ تمہاری بیویوں نے دوسرے لوگوں سے نکاح کرلیا اور تمہارے مال ودولت کو تمہارے وارثوں نے آپس میں تقسیم کرلیا اور تمہارے چھوٹے چھوٹے بچے یتیم ہو کر دربدر پھر رہے ہیں اور تمہارے مضبوط اور اونچے اونچے محلوں میں تمہارے دشمن آرام اور چین کے ساتھ زندگی بسر کررہے ہیں ۔اس کے جواب میں قبروں میں سے ایک مردہ کی یہ دردناک آواز آئی کہ اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری خبر یہ ہے کہ ہمارے کفن پرانے ہو کر پھٹ چکے ہیں اور جو کچھ ہم نے دنیا میں خرچ کیا تھا اس کو ہم نے یہاں پالیا ہے اور جو کچھ ہم دنیا میں چھوڑ آئے تھے اس میں ہمیں گھاٹا ہی گھاٹا اٹھانا پڑا ہے ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۶۳)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو یہ طاقت وقدرت عطا فرماتا ہے کہ قبر والے ان کے سوالوں کا بآواز بلند اس طرح جواب دیتے ہیں کہ دوسرے حاضرین بھی سن لیتے ہیں ۔ یہ قدرت وطاقت عام انسانوں کو حاصل نہیں ہے ۔لوگ اپنی آوازیں تو مردوں کو سنا سکتے ہیں اور مردے ان کی آوازوں کو سن بھی لیتے ہیں مگر قبر کے اندر سے مردوں کی آوازوں کو سن لینا یہ عام انسانوں کے بس کی بات نہیں ہے بلکہ یہ خاصان خدا کا خاص حصہ اور خاصہ ہے جس کو ان کی کرامت کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا.

بدن کا صحیح وسالم رہنا شہادت کے بعد حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بصرہ کے قریب دفن کردیا گیا مگر جس مقام پر آپ کی قبر شریف بنی وہ نشیب میں تھا اس لئے قبر مبارک کبھی کبھی پانی میں ڈوب جاتی تھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو بار بار متواتر خواب میں آ کر اپنی قبر بدلنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس شخص نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اپنا خواب بیان کیا تو آپ

نے دس ہزار درہم میں ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان خرید کر اس میں قبر کھودی اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس لاش کو پرانی قبر میں سے نکال کر اس قبر میں دفن کر دیا۔ کافی مدت گزر جانے کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقدس جسم سلامت اور بالکل ہی تر و تازہ تھا۔

(کتاب عشرہ مبشرہ، ص ۲۴۵)

غور فرمائیے کہ کچی قبر جو پانی میں ڈوبی رہتی تھی ایک مدت گزر جانے کے باوجود ایک ولی اور شہید کی لاش خراب نہیں ہوئی تو حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام خصوصاً حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مقدس جسم کو قبر کی مٹی بھلا کس طرح خراب کر سکتی ہے؟

یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ"

یعنی اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے جسموں کو زمین پر حرام فرما دیا ہے کہ زمین ان کو کبھی کھا نہیں سکتی۔ (مشکوۃ ص ۱۲۱)

اسی طرح اس روایت سے اس مسئلہ پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ شہداء کرام اپنے لوازم حیات کے ساتھ اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں کیونکہ اگر وہ زندہ نہ ہوتے تو قبر میں پانی بھر جانے سے ان کو کیا تکلیف ہوتی اسی طرح اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شہداء کرام خواب میں آ کر زندوں کو اپنے احوال و کیفیات سے مطلع کرتے رہتے ہیں کیونکہ خدائے تعالیٰ نے ان کو یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ وہ خواب یا بیداری میں اپنی قبروں سے نکل کر زندوں سے ملاقات اور گفتگو کر سکتے ہیں۔

اب غور فرمائیے کہ جب شہیدوں کا یہ حال ہے اور ان کی جسمانی حیات کی یہ شان ہے تو پھر حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام خاص کر حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جسمانی حیات اور ان کے تصرفات اور ان کے اختیار و اقتدار کا کیا عالم ہوگا۔

سلام کا جواب دینا، حضرت فاطمہ خزاعیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں ایک دن حضرت سید الشہداء جناب حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس کی زیارت کے لئے گئی اور میں نے قبر منور کے سامنے کھڑے ہو کر اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہ کہا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بآواز بلند قبر کے اندر سے میرے سلام کا جواب دیا جس کو میں نے اپنے کانوں سے سنا۔

(حجۃ اللہ، ج ۲، ص ۸۶۳ بحوالہ بیہقی)

تازہ خون کا بہہ نکلنا، جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حکومت کے دوران مدینہ منورہ کے اندر نہریں کھودنے کا حکم دیا تو ایک نہر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس کے پہلو میں نکل رہی تھی لاعلمی میں اچانک نہر کھودنے والوں کا پھاوڑا آپ کے قدم مبارک پر پڑ گیا اور آپ کا پاؤں کٹ گیا تو اس میں سے تازہ خون بہہ نکلا حالانکہ آپ کو دفن ہوئے چھیالیس سال گزر چکے تھے۔

(حجۃ اللہ، ج ۲ ص ۸۶۴ بحوالہ ابن سعد)

وفات کے بعد تازہ خون کا بہہ نکلنا یہ دلیل ہے کہ شہداء کرام اپنی قبروں میں پورے لوازم حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔

تروتازہ لاش مبارک، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جنگ احد کے دن میں نے اپنے والد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دوسرے شہید (حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیا تھا۔ پھر مجھے یہ اچھا نہیں لگا کہ میرے باپ ایک دوسرے شہید کی قبر میں دفن ہیں اس لئے میں نے اس خیال سے کہ ان کو ایک الگ قبر میں دفن کروں چھ ماہ کے بعد میں نے ان کی قبر کو کھود کر لاش مبارک کو نکالا تو وہ بالکل اسی حالت میں تھے جس حالت میں ان کو میں نے دفن کیا تھا بجز اس کے کہ انکے کان پر کچھ تغیر ہوا تھا۔

(بخاری، ج ۱ ص ۱۸۰ و حاشیہ بخاری)

اور ابن سعد کی روایت میں ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر زخم لگا تھا اور ان کا ہاتھ ان کے زخم پر تھا جب ان کا ہاتھ ان کے زخم سے ہٹایا گیا تو زخم سے خون بہنے لگا پھر جب ان کا ہاتھ ان کے زخم پر رکھ دیا گیا تو خون بند ہو گیا اور ان کا کفن جو ایک چادر تھی جس سے چہرہ چھپا دیا گیا تھا اور ان کے پیروں پر گھاس ڈال دی گئی تھی، چادر اور گھاس دونوں کو ہم نے اسی طرح پر پڑا ہوا پایا۔

(ابن سعد، ج ۳ ص ۵۶۲)

پھر اس کے بعد مدینہ منورہ میں نہروں کی کھدائی کے وقت جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اعلان کرایا کہ سب لوگ میدان احد سے اپنے اپنے مردوں کو ان کی قبروں سے نکال کر لے جائیں تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دوبارہ چھیالیس برس کے بعد اپنے والد ماجد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کھود کر ان کی مقدس لاش کو نکالا تو میں نے ان کو

اس حال میں پایا کہ اپنے زخم پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ جب ان کا ہاتھ اٹھایا گیا تو زخم سے خون بہنے لگا پھر جب ہاتھ زخم پر رکھ دیا گیا تو خون بند ہوگیا اور ان کا کفن جو ایک چادر کا تھا بدستور صحیح وسالم تھا۔
(حجۃ اللہ علی العالمین، ج ۲،ص ۸۶۴ بحوالہ بیہقی)

قبر میں قرآن پاک کی تلاوت، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی زمین کی دیکھ بھال کے لیے غابہ جارہا تھا تو راستہ میں رات ہوگئی اس لئے میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے پاس ٹھہر گیا جب کچھ رات گزر گئی تو میں نے ان کی قبر میں سے قرآن پاک کی تلاوت کی اتنی بہترین آواز سنی کہ اس سے پہلے اتنی اچھی قرأت میں نے کبھی بھی نہیں سنی تھی۔

جب میں مدینہ منورہ کو لوٹ کر آیا اور میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا اے طلحہ! تم کو یہ معلوم نہیں کہ خدا نے ان شہیدوں کی ارواح کو قبض کرکے زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھا ہے اور ان قندیلوں کو جنت کے باغوں میں آویزاں فرمادیا ہے جب رات ہوتی ہے تو یہ روحیں قندیلوں سے نکال کر ان کے جسموں میں ڈال دی جاتی ہیں پھر صبح کو وہ اپنی جگہوں پر واپس لائی جاتی ہیں۔
(حجۃ اللہ علی العالمین، ج ۲،ص ۸۷۱ بحوالہ ابن مندہ)

یہ مستند روایات اس بات کا ثبوت ہیں کہ حضرات شہداء کرام اپنی اپنی قبروں میں پورے لوازم حیات کے ساتھ زندہ ہیں اور وہ اپنے جسموں کے ساتھ جہاں چاہیں جاسکتے ہیں تلاوت کرسکتے ہیں اور دوسرے قسم کے تصرفات بھی کرسکتے اور کرتے ہیں۔

نیزہ پر سر امام اعلی مقام اور کلام اللہ کی تلاوت، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب یزیدیوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کو نیزہ پر چڑھا کر کوفہ کی گلیوں میں گشت کیا تو میں اپنے مکان کے بالا خانہ پر تھا جب سر مبارک میرے سامنے سے گزرا تو میں نے سنا کہ سر مبارک نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

"اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِیْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا"

(ترجمۂ کنز الایمان)

کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے۔
(پارہ ۱۵ سورۃ الکھف)

اسی طرح ایک دوسرے بزرگ نے فرمایا کہ جب یزیدیوں نے سر مبارک کو نیزہ سے اتار کر ابن زیاد کے محل میں داخل کیا تو آپ کے مقدس ہونٹ ہل رہے تھے اور زبان اقدس پر اس آیت کی تلاوت جاری تھی۔

"وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ"

(ترجمہ کنزالایمان)

اور ہرگز اللہ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے کام سے۔

(روضۃ الشہداء، ص 230)

ائمہ کرام فرماتے ہیں: "إِنَّ النُّفُوْسَ الْقُدْسِيَّةَ إِذَا تَجَرَّدَتْ عَنِ الْعَلَا ئِقِ الْبَدَنِيَّةِ اتَّصَلَتْ بِالْمَلَإِ الْأَعْلٰى وَتَرٰى وَتَسْمَعُ الْكُلَّ كَالْمُشَاهِدِ.

(فيض القدير، شرح "الجامع الصغير"، حرف الصاد، تحت الحديث: ٥٠١٦، ج٤، ص٢٦٣. بألفاظ متقاربة.)

بیشک پاک جانیں جب بدن کے عَلاقوں سے جدا ہوتی ہیں، عالم بالا سے مل جاتی ہیں اور سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے یہاں حاضر ہیں۔

(فتاوی رضویہ ج ۲۹، ص ۵۴۵ بحوالہ فتاوی عزیزیہ)

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"روح را قُرب و بُعد مکانی یکساں است

یعنی روح کے لیے کوئی جگہ دور یا نزدیک نہیں، بلکہ سب جگہ برابر ہیں۔

نوٹ:۔ ان تمام دلائل سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ قبر والے سنتے بھی ہیں اور دیکھتے بھی ہیں اب اگر کوئی اس بات کا انکار کریں وہ جھوٹا کذاب ہے اور اس کا اہلسنت و جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ
اسماعیل خان امجدی گونڈہ یوپی الھند
۲۸ جولائی بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

دیوبندی کا بچہ انتقال کر جائے تو نماز جنازہ پڑھانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت یہ سوال ہے کہ دیوبندی کا بچہ انتقال کر جائے تو سنی علماء نماز جنازہ پڑھا سکتے ہیں یا نہیں جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ المستفتی: کونین رضا نظامی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــه تعـــــالی

کافر اور مرتدین کے نابالغ بچوں کے تعلق سے کئی اقوال ہیں مگر ان میں جو محتاط قول ہے وہ بیان کرتے ہوئے۔حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ رافضی، وغیرہ بدمذہبوں کے بچے کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

نابالغ سمجھ دار ہے تو اس کا اسلام معتبر ہے اور نا سمجھ ہے تو خیر الابوین کا تابع ہے اس میں دیگر ورثاء کا اعتبار نہیں لہذا اگر اس کے والدین کفریہ عقائد رکھتے ہوں اور بچہ نا سمجھ ہو تو جنازہ میں شرکت جائز نہیں۔

(فتاوی امجدیہ ج1 ص314)

لہذا مذکورہ تحریر سے معلوم ہوا کہ اگر بچے کے والدین وہابی دیوبندی کا عقیدہ رکھتے ہیں تو اس بچہ کا سنی علماء نماز جنازہ نہ پڑھائے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۱۹ فروری بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

کیا کرونا سے مرنے والا شہید ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک آل رسول کی میت ہوگئی کرونا کی وجہ سے کیا اسے شہید کہہ سکتے ہیں اور ان کو رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھ سکتے ہیں جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔المستفتی مولانا ابوالحسن آنند گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــالی

کرونا ایک وبائی امراض میں سے ہے اور جو شخص وبائی امراض کی وجہ سے انتقال کیا وہ شہید حکمی ہے اس لئے کہ حدیث شریف کی مشہور کتاب سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی العبد علی المصیب ج ۲ ص ۲۶۶ میں حدیث شریف ہے جس میں سات اقسام سے اموات ہونے کی صورت میں شہید ہونے کا حکم دیا گیا ہے اس میں سب سے پہلے جس کا ذکر ہے وہ طاعون کے مرض میں جو انتقال کرے اس کے لئے شہد ہونے کی خوش خبری ہے ہم تمام افراد جانتے ہیں کہ کرونا ایک طاعون ہے اس لئے اس کی وجہ سے جن مومنین کا انتقال ہوتا ہے وہ شہید حکمی ہیں انھیں شہید کا ثواب ملے گا مگر انھیں غسل وکفن شرعی بھی دیں گے۔

وہ آل رسول ہیں جیسا کہ سوال میں ذکر ہے اگر سنی صحیح العقیدہ کے ساتھ نیک وصالح تھے نماز پنجگانہ کے پابند تھے تو انھیں رحمتہ اللہ علیہ کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــه

محمد رضا امجدی ہرپور وا باچپٹی سیتامڑھی بہار

۹ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

****

بعد انتقال میت کا کپڑا اور گھر میں چولھا جلانے نیز تیجہ کا حکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مفتیانِ عظام درج ذیل مسئلہ کے بارے میں:

۱۔ میت کے کپڑوں کا کیا حکم ہے صدقہ کرنا ضروری ہے یا گھر میں رکھ سکتے ہیں

۲۔ میت کے گھر میں چولھا نہ جلنے کی حقیقت

۳۔ میت کے تیجہ کا طریقہ کیا ہے اگر کوئی میتِ دس تاریخ کو انتقال کرے تو تیجہ کون سی تاریخ کو ہوگا۔ جواب عنایت فرمائیں مدلل مفصّل بحوالہ۔ سائل محمّدؐ صلاح الدین عطاری گھراتر دیناجپور بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــالی

۱۔ بعد انتقال میت اس کے مال واسباب کا مالک اس کے وارثین ہو جاتے ہیں، لہٰذا ان

کے وارثین کو یہ اختیار ہے کہ مال میت کو اپنے پاس رکھے یا کل کے کل صدقہ وخیرات کر دے یا بعض رکھے اور بعض صدقہ کر دے۔

ہاں افضل یہی ہے کہ میت کے نام سے زیادہ سے زیادہ صدقہ کرے کہ اس سے میت کو آرام و راحت ملتی ہے۔جیسا کہ حدیث پاک میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"من أستطاع منكم أن ينفع أخاه فلينفعه،"

جو کوئی تم میں سے اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانے کی طاقت رکھتا ہے تو اسے اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانا چاہیے۔

۲۔چولہا جلانا منع نہیں جیسا کہ میرے امام اہلسنت نے ارشاد فرمایا:

موت کی پریشانی کے سبب وہ لوگ پکاتے نہیں ہیں، پکانا کوئی شرعاً منع نہیں یہ سنت ہے کہ پہلے دن صرف گھر والوں کے لئے کھانا بھیجا جائے اور انہیں با اصرار کھلایا جائے نہ دوسرے دن بھیجیں نہ گھر سے زیادہ آدمیوں کے لئے بھیجیں۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید ج(۹)ص(۹۱) مکتبہ دعوت اسلامی)

۳۔تیجہ چالیسواں کے لئے شریعت نے کوئی وقت مقرر نہیں کیا بلکہ یہ تخصیصات عرفیہ ہیں لہٰذا بعد انتقال جب بھی تیجہ و دسواں، و بیسواں چالیسواں کریں گے ادا ہو جائے گا اور میت کو اس کا ثواب ملے گا جیسا کہ میرے امام نے فرمایا:

تیجہ دسواں چہلم وغیرہ جائز ہیں جبکہ اللہ کے لیے ہو اور مساکین کو دیں اپنے عزیزوں کا ارواح کو علم ہوتا ہے اور انکا آنا نہ آنا کچھ ضرور نہیں فاتحہ کا کھانا بہتر یہ ہے کہ مساکین کو دے اور اگر خود محتاج ہے تو آپ کھالے اپنے بی بی بچوں کو کھلائے سب اجر ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

"ما أطعمت ولدك فهو لك صدقة وما أطعمت خادمك فهو لك صدقة وما أطعمت نفسك فهو لك صدقة"

جو کچھ تو اپنے اولاد کو کھلائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جو کچھ تو اپنے خادم کو کھلائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جو کچھ تو اپنے نفس کو کھلائے وہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے ثواب رسانی میں کہے کہ الٰہی! جو ثواب تو نے مجھ کو عطا فرمایا وہ میری طرف سے فلاں شخص کو پہنچا دے غنی ہو یا فقیر اگر صرف

فاتحہ دیگا تو اسی کا ثواب پہنچے گا اور صرف کھانا دیگا تو اسی کا اور دونوں تو دونوں کا اور ثواب پہنچانا صرف نیت ہی سے نہ ہو بلکہ اسکی دعا بھی ہو حضور صلی اللہُ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایصال ثواب کا حکم بھی دیا اور صحابہ نے ایصال ثواب کیا اور آج تک کہ مسلمانوں کا اس پر اجماع رہا تخصیصات عرفیہ جبکہ لازم نہ سمجھی جائیں خدا نے مباح کی ہیں۔

حدیث میں ہے:

" صوم یوم السبت لا لك ولا علیك

شنبہ کا روزہ نہ تیرے لئے زیادہ نفع نہ کچھ مضر۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید ج (۹) ص (۶۰۰) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۲۳ ستمبر بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

عورت مرگئی اور اسکے پیٹ میں بچہ ہے تو کیا کرنا چاہیے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفتیان کرام کی بارگاہ میں عریضہ ہیکہ ہندہ کی موت ہو گئی اور اسکے پیٹ میں 7 ماہ کا بچہ تھا حضرت وضاحت فرمائیں اس بچے کی تعلق سے کیا حکم ہے کیا اسے ماں کے پیٹ میں رکھ کر دفن کر دیا جائے یا پیٹ پھاڑ کر باہر نکالا جائے۔ سائل رحمت شاہدی کٹیہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــــالی

صورت مذکورہ میں اگر بچہ ہندہ کے پیٹ میں حرکت کر رہا ہے تو بائیں جانب سے پیٹ چاک کر کے بچہ نکال لیا جائے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"عورت مرگئی اور اسکے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہے تو بائیں جانب سے پیٹ چاک کر کے بچہ نکالا جائے اور اگر عورت زندہ ہے اور اسکے پیٹ میں بچہ مرگیا اور عورت کی جان پر بنی ہے تو بچہ کاٹکر

نکالا جائے اور بچہ بھی زندہ ہو تو کیسی ہی تکلیف ہو بچہ کاٹکر نکالنا جائز نہیں" اھ
(ج:4/ص:810/موت آنے کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)
اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ:
" امرأة ماتت والولد يضطرب فى بطنها قال محمد رحمه الله تعالىٰ يشق بطنها يخرج الولد لا يسع الا ذالك كذا فى فتاوى قاضيخان "اه
(ج:1/ص:157/الفصل الاول في المحتضر/بيروت)
اور درمختار میں ہے کہ:
حامل ماتت و ولدها حيّ يضطرب شق بطنها من الأيسر و يخرج ولدها ولو بالعكس و خيف على الأم قطع و أخرج لو ميتا و الا لا كما في كراهة الاختيار ۔ والله تعالى اعلم
(ج:3/ص:145/ کتاب الصلاة/باب صلاة الجنازة/دار عالم الكتب)

کتبـــــــہ
محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ
۱۵ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۷ جولائی ۲۰۲۰ء مطابق بروز منگل

****

میت کے گھر والوں کو گوشت مچھلی کھانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
جب کوئی انسان انتقال ہو جاتا ہے تو اس کے گھر والے کو یعنی پوری خاندان والوں کو گوشت و مچھلی کھانا کیسا ہے شریعت کے مطابق جواب عنایت فرمائیں ۔سائل محمد شفیق الاسلام برکاتی
وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته
الجـــــــواب بعونـــــــه تعـــــــالى
عموماً لوگ گوشت مچھلی انڈا بریانی پلاؤ وغیرہ خوش شکم وخوش ولذت کھانے فرحت وانبساط کے مواقع پر کھاتے پیتے اور اس کا اہتمام کرتے ہیں ایسے مواقع پر بہتر ہے کہ اہل میت کے یہاں پاس پڑوس کے دوسرے لوگ کھانا بھیجیں،حضرت مفتی محمد امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمہ والرضوان تحریر

فرماتے ہیں کہ: بہتر ہے کہ جس کے یہاں غمی ہو اس کے لئے دوسرے لوگ کھانا بھیجیں! جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ارشاد فرمایا:

"اصنعوا لاهل جعفر طعاما"

اور یہ صرف پہلے دن کے لئے ہے جیسا کہ عالمگیری میں ہے۔

(فتاویٰ امجدیہ جلد اول باب الجنائز صفحہ نمبر 364)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ: میت کے گھر والوں کے لئے ایک دن اور رات کا کھانا بھیجا جائے بلکہ انہیں اصرار کر کے کھلایا جائے۔

(حوالہ سابق صفحہ نمبر 332)

رہی بات میت کے گھر خاندان کے لوگوں کو گوشت مچھلی کھانا کیسا ہے؟

تو اس بابت مشاہدہ و تجربہ و فطری بات یہ ہے کہ جس کے گھر کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو گھر والے غم واندوہ سے ویسے ہی چور ہوتے ہیں انہیں انڈا گوشت مچھلی مرغ مسلم بریانی دکھائی نہیں دیتا لہذا ایسے مصیبت کے وقت انہیں تسلی دینے کی ضرورت ہے۔ حضرت مفتی شمس الدین احمد جعفری رضوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

حدیث میں ہے جو اپنے بھائی کی مصیبت میں تعزیت کرے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے کرامت کا جوڑا پہنائے گا۔

(ابن ماجہ)

ایک اور حدیث میں ہے جو کسی مصیبت والے کی تعزیت کرے گا اسے اسی کے برابر ثواب ملے گا۔ (ترمذی ابن ماجہ)

تعزیت میں یہ کہے اللہ تعالی 'مرنے والے کی مغفرت فرمائے اور اسکو اپنی رحمت میں ڈھانکے اور تم کو صبر کی توفیق دے اور اس مصیبت پر ثواب دے تعزیت کا وقت موت سے لے کر تین دن تک ہے اگر تعزیت کرنے والا یا جس کی تعزیت کی جائے وہاں موجود نہیں یا اسے علم نہیں تو بعد میں حرج نہیں۔

(قانون شریعت حصہ اول صفحہ نمبر 171)

میت گھر میں ہو اور غم والم سے سینہ چاک ہو ایسے مواقع پر عام طور سے لوگ لذیذ کھانوں سے

احتراز کرتے ہیں باقی رہا گوشت مچھلی کھانا پکانا تو حلال ہے جبکہ جائز طریقے سے حاصل کیا گیا ہو اور پاکیزہ ہو۔

رب قدیر جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

" یآیہاآلناس کلوا مما فی الارض حللا طیبا ولا تتبعوا خطوات الشیطن انہ لکم عدومبین ۔ واللہ تعالی اعلم

(پارہ دوم سورہ بقرہ)

کتبـــــہ
ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری مہاراشٹر
۲۸ اکتوبر بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

مؤمنین کے جو بچے نابالغ مریں گے اپنے والدین کو جنت لے جائیں گے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مؤمنین کے جو نابالغ بچے انتقال کر جاتے ہیں کیا انکو سیدھا جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے اور ان سے سوال وجواب بھی ہوتے ہیں یا نہیں؟؟ حضرت واضح فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ العارض: محمد دلشاد ازہری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

جی ہاں! مؤمنین کے جو نابالغ بچے انتقال کے بعد جنت میں جاتے ہیں اور چونکہ احکام شریعت بالغوں پر نافذ ہوتی ہے اسی لیے بلا حساب وکتاب جنت میں جاتے اور صرف وہی نہیں بلکہ اس کے والدین بھی اس کے صدقے جنت میں داخل ہوں گے رب العزت کی عطا سے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے جیسا کہ حدیث مقبول میں اِرشاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

حدیث 1 : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ : مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَمُوْتُ بَيْنَهُمَا ثَلَاثَةُ أَوْلَادٍ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا أَدْخَلَهُمَا اللهُ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ يَاهُمْ الْجَنَّةَ. قَالَ : يُقَالُ لَهُمْ : أُدْخُلُوا الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُوْنَ : حَتّٰى يَدْخُلَ آبَاؤُنَا؟ فَيُقَالُ : أُدْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ.

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَبُويَعْلَى وَالْبَيْهَقِيُّ. إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو مسلمان والدین میں سے کسی کے بھی تین بچے نابالغ فوت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ ان بچوں پر اپنی رحمت کے فضل کے سبب والدین کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان بچوں سے کہا جائے گا: جنت میں داخل ہو جاؤ تو وہ عرض کریں گے: (ہم اس وقت تک داخل نہیں ہوں گے) یہاں تک کہ ہمارے والدین داخل ہو جائیں؟ پس ان سے کہا جائے گا: تم اور تمہارے والدین جنت میں داخل ہو جائیں۔''

اسے امام نسائی، احمد، ابو یعلی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ شیخین کی شرائط پر اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔

حدیث 2: عن معاذبن جبل رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ له ثَلٰثَةٌ مِنْ وُلْدٍ لم يَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا تَلَقَّوْهُ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ مِنْ أَيِّهَا شَآءَ دَخَلَ، فقالو: يا رسول الله! او اثنان، قال: أَوِ اِثْنَانِ، قالوا: او واحد، قال: أَوْ وَاحِدٌ، ثم قال: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ اِنَّ السِّقْطَ لَيَجُرُّ اُمَّهُ بِسُرَرِهِ اِلَى الْجَنَّةِ اِذَا احْتَسَبَتْهُ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس مسلمان کے تین بچے نابالغ مریں گے وہ جنت کے آٹھوں دروازوں سے اسکا استقبال کریں گے کہ جس سے چاہے داخل ہو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یا دو، فرمایا: یا دو، عرض کیا: یا ایک، فرمایا: یا ایک، پھر فرمایا: قسم اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کچا بچہ جو گر جاتا ہے اگر ثواب الٰہی کی امید میں اسکی ماں صبر کرے تو وہ اپنی نال سے اپنی ماں کو جنت میں کھینچ لے جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بحواله المسند لاحمدبن حنبل، ۲/۵۱۰، المعجم الکبیر للطبرانی، ۲۰/۲۹۹، جامع الاحادیث ج.3 ص.25-26)

کتبہ
محمد امتیاز حسین قادری لکھنؤیوپی
7 اکتوبر بروز اتوار 2018

****

کسی آدمی کا جسم ملا اور سر نہ ملا تو اسکی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع کہ اگر کسی آدمی کا صرف جسم پایا جائے اور سر نا پایا جائے تو اس کی نماز جنازہ ہوگی یا نہیں مدلل جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل خان بھائی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

اگر لاش آدھے سے زیادہ ملی ہے یا آدھے سے کم مگر اس میں سر بھی ہے تو اس کے لئے غسل، کفن ،نماز جنازہ سب ہوں گے ورنہ بغیر غسل وکفن اور نماز کے ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں۔

جیسا کہ بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۱۳۰ مطبوعہ قدیم بحوالہ فتاویٰ عالمگیری، درمختار، وغیرہ میں ہے کہ کسی مسلمان کا آدھے سے زیادہ دھڑ ملا تو غسل وکفن دیں گے اور جنازہ کی نماز پڑھیں گے اور نماز کے بعد وہ باقی ٹکڑا بھی ملا تو اس پر دوبارہ نہیں پڑھیں گے اور آدھا دھڑ ملا تو اگر اس میں سر بھی ہے جب بھی یہی حکم ہے اور اگر سر نہ ملا یا طول میں سر سے پاؤں تک داہنا یا بایاں ایک حصہ ملا تو ان دونوں صورتوں میں نہ غسل ہے نہ کفن نہ نماز بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

جعفر علی صدیقی مہاراشٹرا

۲۵ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

جنازہ میں قہقہہ لگانے سے وضو کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز جنازہ میں قہقہ لگانے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔المستفتی: سلمان قادری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

بالغ کا رکوع وسجود والی نماز میں قہقہہ لگانا وضو اور نماز دونوں فاسد کر دیتا ہے اور نماز کے علاوہ

کسی حالت میں قہقہ ناقض وضونہیں ہے خواہ نماز جنازہ ہو یا سجدہ تلاوت وغیرہ ہاں نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت کو باطل کر دیتا ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

" القهقهة فى كل صلاة فيها ركوع و سجود و تنقض الصلاة و الوضو عندنا كذا فى المحيط ، سواء كانت عمدا او ناسيا كذا فى الخلاصة ، و لا تنقض الطهارة خارج الصلاة ولو قهقهة فى سجدة التلاوة او فى صلاة الجنازة تبطل ما كان فيها ولا تنقض الطهارة كذا فى فتاوى قاضى خان ، و القهقهة من الصبى فى حال الصلاة لا تنقض الوضو كذا فى المحيط ولو قهقهة نائما فى الصلاة فالصحيح انها لا تبطل الوضوء ولا الصلاة " اھ

(فتاوی عالمگیری ج 1 ص 15: کتاب الطھارۃ، باب الوضو، دار الکتب العلمیہ بیروت)

اور بہار شریعت میں ہے کہ:

بالغ کا قہقہہ یعنی اتنی آواز سے ہنسی کہ آس پاس والے سنیں اگر جاگتے میں رکوع سجدہ والی نماز میں ہو وُضوٹوٹ جائے گا اور نماز فاسد ہو جائے گی۔ اگر نماز کے اندر سوتے میں یا نماز جنازہ یا سجدۂ تلاوت میں قہقہہ لگایا تو وُضونہیں جائے گا وہ نماز یا سجدہ فاسد ہے۔ اور اگر اتنی آواز سے ہنسا کہ خود اس نے سنا، پاس والوں نے نہ سنا تو وُضونہیں جائے گا نماز جاتی رہے گی۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت ج 1 ص 308: وضو کا بیان)

کتبــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئ

۱۷ جمادالاول ۱۴۴۱ھ

****

نماز جنازہ میں رکوع سجود نہ ہونے کی وجہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور ایک سوال ہے کہ نماز جنازہ میں رکوع سجدہ کیوں نہیں ہے؟ المستفتی: غوث محمد

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجــــــواب بعونـــــــــه تعــــــالى

نماز جنازہ حقیقۃً مردے کے لیے دعا و استغفار کا نام ہے اور دعا میں رکوع وسجدہ نہیں ہوتا ہے

اس لیے اس میں بھی رکوع وسجدہ نہیں ہے لیکن اس کو نماز اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں نماز کی کچھ شرائط جیسے طہارت، استقبال قبلہ وغیرہ پائی جاتی ہیں۔

فتاوی شامی میں ہے کہ:

" قال فی الحلیة : فیه نظر ظاهر فقد صرحوا عن آخرهم بأن صلاة الجنازة هی الدعاء للمیت إذهو المقصود منها ۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی شامی ج 3 ص 106 : کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، زکریا بکڈپو دیوبند)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۳۰ جولائی بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

قریب المرگ کا منہ قبلہ کی طرف داہنی کروٹ پھیر دیا جائے یہ سنت ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ جب کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو اکثر یہ دیکھا جاتا ہے کہ مردہ کا پیر قبلہ رخ پھیلا کر رکھ دیا جاتا ہے کیا اس طریقے سے رکھنا جائز ہے۔۔جوالے کے ساتھ جلد جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔سائل محمّد ریحان رضا خان رضوی فتحپوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

جب موت کا وقت قریب آئے علامتیں پائی جائیں تو اس کے لٹانے کا سنت طریقہ ہے کہ داہنی کروٹ پر لٹا کر قبلہ کی جانب منہ کر دیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چت لٹائیں اور قبلہ کو پاؤں کریں کہ یوں بھی قبلہ کی طرف منہ ہو جائے گا مگر اس صورت میں سر کو قدرے اونچا رکھیں! اونچا کرنے کے لئے خواہ مردے کے سر کے نیچے تکیہ رکھیں یا کوئی اور صاف و پاک چیز۔اور اگر قبلہ کو منہ کرنا دشوار ہو کہ میت کو تکلیف ہوتی ہو تو جس حال پر ہے چھوڑ دیں۔

درمختار میں ہے کہ:

" یوجه المحتضر القبلة علی یمینه هو السنة و جاز الاستلقاء علی ظهره و قدماه الیها وهو المعتاد فی زماننا و لکن یرفع راسه قلیلا لیتوجه للقبلة و قیل یوضع کما تیسر علی الاصح صححه فی المبتغی و ان شق علیه ترك علی حاله "اھ

یعنی قریب المرگ کا منہ قبلہ کی طرف داہنی کروٹ پھیر دیا جائے یہ سنت ہے اور چت لٹانا اس طرح کہ قبلہ کو پاؤں ہوں جائز ہے یہی صورت رائج ہے ہمارے زمانے میں مگر اس صورت میں سر کو قدرے اونچا رکھیں تا کہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے، اور ایک قول یہ کہ منہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے جس طرح بھی بن پڑے اور یہی زیادہ صحیح ہے اور اگر قبلہ کو منہ کرنے سے تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہو اسی پر رہنے دیں۔

(در مختار ج 3 ص 77 : کتاب الصلاۃ، باب صلوۃ الجنازۃ، مطبع زکریا)

اور ایسا ہی بہار شریعت ج 1 ص 807 موت آنے کا بیان میں بھی ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۳ ستمبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

میت کو کندھا دینے کا طریقہ کیا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں عرض ہے یہ بتائیں کہ میت کو کندھا کس سمت سے دیں زید کہتا ہے میت کو دائیں جانب سے کندھا دیں گے تو اپنا اور میت کا بایاں کندھا ہوگا پھر بائیں جانب سے کندھا دیں گے اپنا اور میت کا دایاں کندھا ہوگا اسی طرح کندھا دیں یہ زید کا کہنا ہے جبکہ بکر اس کے برعکس کندھا دینے کا صحیح طریقہ بتا رہا ہے۔ اب ان دونوں میں کونسا درست ہے؟ برائے مہربانی اس کا جواب عنایت فرمائیں، نوازش ہوگی۔ سائل عبداللہ گنانا راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

بکر کا کہنا صحیح ہے میت کو کندھا دینے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے داہنے سرہانے کندھا دے

پھر داہنی پائنتی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی اور دس دس قدم چلے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

ثم إن فی حمل الجنازة شیئین نفس السنة و کمالها أما نفس السنة فهی أن تأخذ بقوائمها الأربع علی طریق التعاقب بأن تحمل من کل جانب عشر خطوات وهذا یتحقق فی حق الجمع و أما کمال السنة فلا یتحقق إلا فی واحد و هو أن یبدأ الحامل بحمل یمین مقدم الجنازة کذا فی التتارخانیة. فیحمله علی عاتقه الایمن ثم المؤخر الایمن علی عاتقه الایمن ثم المقدم الأیسر علی عاتقه الأیسر ثم المؤخر الأیسر علی عاتقه الأیسر هکذا فی التبیین.

(ج 1 کتاب الصلاة الباب الحادی والعشرون فی الجنائز. الفصل الرابع فی حمل الجنازة. صفحه 162)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

جنازہ کو یوں لے چلیں کہ سرہانہ آگے کی جانب ہو اور پہلے سرہانے کا داہنا پایہ اپنے داہنے شانے پر لے، پھر پائینتی کا داہنا، پھر سرہانے کا بایاں پھر پائینتی کا بایاں، اور ہر بار کم از کم دس قدم چلے، یہ ایک دَور ہُوا۔ اس پر چالیس گناہ کبیرہ معاف ہونے کی بشارت ہے، حسب طاقت وحالت جتنے دورے ممکن ہو کرے۔ (جلد 9 صفحہ 82)

بہارشریعت جلد اول میں ہے: سنت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور پوری سنت یہ کہ پہلے داہنے سرہانے کندھا دے پھر داہنی پائنتی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی اور دس دس قدم چلے تو کُل چالیس قدم ہوئے کہ حدیث میں ہے، ”جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیے جائیں گے۔“ نیز حدیث میں ہے، ”جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے، اللہ تعالیٰ اس کی حتمی مغفرت فرمادے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(حصہ 4 صفحہ 823 رضا اکیڈمی)

کتبـــــہ

محمد مظہر حسین سعدی رضوی اتر دیناجپور بنگال

۸ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

* *

میت کو تابوت میں رکھ کر دفن کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں ایک شخص نے وفات سے قبل وصیت کی کہ مجھے تابوت میں دفن کرنا کیا میت کو تابوت سمیت دفن کرنا جائز ہے یا نہیں برائے کرم اس کے بارے میں حوالہ کے ساتھ رہنمائی فرمائیں۔سائل ماسٹر علی محمد مہور تحصیل مہور ضلع ریاسی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

میت کو تابوت میں رکھ کر دفن کرنا مکروہ ہے چاہے وہ تابوت لکڑی کی ہو یا لوہے وغیرہ کی ہو ہاں ضرورت کے تحت تابوت میں رکھ سکتے ہیں جیسے بارش وغیرہ میں زمین گیلی ہو جاتی ہے یا پانی نکلنے لگتا ہے تو کوئی حرج نہیں ۔جیسا کہ فقیہ اعظم حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ھیں: تابوت کہ میت کو کسی لکڑی وغیرہ کے صندوق میں رکھ کر دفن کریں یہ مکروہ ہے ۔مگر جب ضرورت ہو مثلا زمین بہت تر ہے تو حرج نہیں ۔اور اس صورت میں تابوت کے مصارف اس میں سے لی جائیں جو میت نے مال چھوڑا ہے۔

(الفتاوی الهندية كتاب الصلاة باب الحادی وعشرون فی الجنائز الفصل السادس جلد اول صفحه ۱۶۶ ،الدر المختار كتاب الصلاة باب صلاة الجنائز جلد سوم ۱۶۵ وغيرها)

اگر تابوت میں رکھ کر دفن کریں تو سنت یہ ہے کہ اس میں مٹی بچھا دیں اور داہنے بائیں خام (کچی) اینٹیں لگا دیں اور کہگل (چاروں طرف سے مٹی کی لپائی) کر دیں۔غرض یہ کہ اندر کا حصہ مثل لحد کے ہو جائے۔اور لوہے کا تابوت مکروہ ہے اور قبر کی زمین نم ہو تو دھول بچھا دینا سنت ہے۔

(ردالمحتار كتاب الصلاة باب صلاة الجنائز جلد سوم صفحه ۱۶۵ ۔بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۸٤۸ المکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

فتاوی امجدیہ جلد اول باب الجنائز صفحہ ۳۳۰ کے حاشیہ میں ہے: تابوت یعنی لکڑی یا لوہے کے صندوق میں میت کو دفن کرنا منع ہے۔مگر جہاں قبر کی مٹی گیلی ہو کہ کفن کے مٹی سے سن جانے کا اندیشہ ہو وہاں اجازت ہے۔

غنیہ میں ہے: قال صاحب المنافع اختار والشق فی دیار نالرخاوة الاراضی فیتعذر اللحد فیها حتی اجاز والآجرودفوف الخشب واتخاذ التابوت ولو کان من حدید ومثله فی المبسوط مع کون التابوت فی غیرهامکروها فی قول العلماء قاطبة

تابوت میں مٹی بچھادے اور دائیں بائیں کچی اینٹیں لگادیں اور ڈھکنے کے نیچے کی طرف مٹی لیس دیں اسی میں خانیہ سے ہے:

ینبغی ان یفرش فیه الا تراب وتطین الطبقة العلیا مما یلی المیت ویجعل اللبن الخفیف عن یمین المیت ویساره لیصیر بمنزلة اللحد۔

اور فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ٤٤٩ ٤٥٠ ٤٥١ ٤٥٢ ٤٥٣ پر مدلل و مفصل بیان ہے اور فقہائے کرام کے اقوال پیش کیے گئے ہیں جس میں یہ واضح طور پر ثابت کیا ہے کہ صندوق بنانا مکروہ ہے صرف ضرورت کے تحت صندوق بنا سکتے ہیں۔

اور تابوت میں رکھنا یہ تو یہودیوں کا کام ہے اور جب بغیر تابوت کے رکھنا ممکن ہو تو یہود و نصاری کی مشابہت کرنا مکروہ ہے۔ جیسا کہ کفایہ میں ہے:

یلحد لان الشق فعل الیهود والتشبه بهم مکروه فیمامنه هکذافی الفتاوی الهندیة وفی فتاوی قاضی خان ومحیط السرخسی وغیرها۔

اور میت کی وصیت باطل ہے وہ اس لیے کہ جب فقہاء کرام صندوق بنانے کو مکروہ کہتے ہیں تو جو باتیں منع ہوں اس کی وصیت فضول ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــــہ
محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی سدھارتھ نگر یوپی
۳۰ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

دوسرے کی زمین میں مردہ دفن کرنے پر مالک نکلوا سکتا ہے یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی دوسرے کی زمین

میں بغیر مالک کی مرضی کے میت کو دفن کر دیا،تو مالک میت کو نکلوا سکتا ہے یا نہیں۔سائل محمد انصار عالم اتر دیناجپور بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

جی ہاں نکلوا سکتا ہے جیسا کہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

دوسرے کی زمین میں بلا اجازتِ مالک دفن کر دیا تو مالک کو اختیار ہے خواہ اولیائے میّت سے کہے اپنا مردہ نکال لو یا زمین برابر کرکے اس میں کھیتی کرے۔ یوہیں اگر وہ زمین شفعہ میں لے لی گئی یا غصب کیے ہوئے کپڑے کا کفن دیا تو مالک مردہ کو نکلوا سکتا ہے۔واللہ تعالی اعلم

(عالمگیری، ردالمحتار، بہار شریعت جلد اول حصہ (۴) ص (۸۵۰) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۶ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

****

میت کو برف میں رکھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے عظام مسئلہ ذیل میں کہ میت کو کسی مجبوری کی وجہ سے برف یا اے سی والی چار پائی میں رکھا جائے تعفن سے بچانے کے لئے تو از روئے شرع کیا حکم ہے مدلل جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔سائل محمد رفعت چشتی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

اگر واقع میں اشد مجبوری ہے تو کچھ دیر کے لیے میت کو اے سی یا برف والی چار پائی میں رکھ سکتے ہیں دھیان رہے بدن میں خرابی پیدا نہ ہو مگر افضل واعلیٰ وہی ہے جو حدیث پاک میں مذکور ہے یعنی جلدی کرنا جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ با کمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

نمازِ جنازہ میں تعجیل شرعاً نہایت درجہ مطلوب۔صحاح ستّہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اسرعوا بالجنازۃ

جنازہ میں جلدی کرو۔

امام احمد وترمذی وابن حبان وغیرہم امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ثلاث لاتؤخرھن، الصلٰوۃ اذا اٰتت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت لھا کفوا

تین چیزوں میں دیر نہ کرو نماز جب اس کا وقت آجائے اور جنازہ جس وقت حاضر ہو، اور زنِ بے شوہر جب اس کا کفو ملے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد ۹ ص ۳۱۲ مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۸ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

****

کیا بیوی کے انتقال پر شوہر اجنبی ہو جاتا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کے بارگاہ میں ایک سوال ہے بیوی کے انتقال کے بعد کیا بیوی نکاح سے نکل جاتی ہے یا نہیں۔ سائل مہتاب خان کانپوری

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالی

شوہر کے انتقال کے وقت عدت وفات پوری ہونے تک نکاح باقی رہتا ہے لیکن بیوی کے انتقال پر شوہر مثل اجنبی کے ہو جاتا ہے جیسا کہ فتاوی شامی کی مندرجہ ذیل عبارت سے ظاہر ہے:

والنكاح بعد الموت باق الى أن تقضى العدة بخلاف ما اذا ماتت فلا يغسلها لانتها ملك النكاح لعدم المحل فصارا أجنبيا ۔ والله تعالى اعلم

(حواله فتاوى شامى باب صلاة الجنازه جلد ۳ صفحه ۹۱)

کتبـــــہ
محمد شہباز اشرف نعیمی باسی پورنیہ بہار انڈیا
۳ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۶ جون ۲۰۲۰ بروز جمعرات

****

جنازہ کو لے کر کے چالیس قدم تک چلنا احادیث کریمہ سے ثابت ہے؟؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ میت کو غسل کے بعد دفن کرنے سے پہلے چہل قدم یعنی میت اُٹھا کر چالیس قدم گنتے ہیں اس کا ثبوت کیا شریعت میں ہے اس کا کیا حکم ہے غیر مقلدین دیوبندی لوگ کہتے ہیں کہ اس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ہے برائے مہربانی قرآن وحدیث سے مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل سجاد احمد جموں وکشمیر ضلع رام بن تحصیل گول گاؤں اندھ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

جی ہاں حدیث شریف میں چالیس قدموں کا ذکر ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ رحمتہ اللہ تعالی علیہ حدیث کی روشنی میں لکھتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چار پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور پوری سنت یہ ہے کہ پہلے داہنے سرہانے کندھا دے پھر داہنے پائتی (پیچھے) پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائتی اور دس دس قدم چلے تو کل چالیس قدم ہوئے۔

حدیث میں ہے: جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔

اور ایک حدیث میں ہے: جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے اللہ تعالی اس کی حتمی (مستقل ومضبوط) مغفرت فرمادے گا۔

(الجوہرۃ النیرۃ، كتاب الصلوۃ، باب الجنائز، صفحہ 139، بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ 822 تا 823)

ضروری بات مگر دور حاضر میں ایسا ہوتا ہے کہ کثرت عوام کی وجہ سے لوگ چالیس قدم تو کیا دس قدم نہیں چل پاتے ایک بندہ جیسی ہی چار پائی کے ہینڈل کو اپنے کاندھے پر لیتا ہے پس وہ دو تین قدم نہیں چل پاتا دوسرا لے لیتا ہے تو ایسا نہیں ہے کہ بندہ احادیث کی برکتوں سے و نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کئے ہوئے وعدوں سے محروم ہو جائے کیونکہ اللہ تعالی نیتیں دیکھتا ہے لہٰذا جیسی نیت ہوگی ویسا ہی اس کو اجر ملے گا۔

حدیث میں ہے:

انما الاعمال بالنیات ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بخاری شریف ج 1)

کتبــــــــہ
عبیداللہ رضوی بریلوی بریلی شریف یوپی
۲۵ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۰ اپریل ۲۰۲۰ء بروز سوموار

****

حالت نزاع میں یا بعد وفات تلقین کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تلقین میت پڑھنا جائز ہے قرآن و حدیث کا حوالہ دے کر رہنمائی فرمائیں مہربانی ہوگی۔ یہ غیر مقلدین اس کے بارے میں بہت شور کرتے ہیں انکی زبان بند کرنی ھے۔سائل سجاد احمد جموں وکشمیر ضلع رام بن گاؤں اندھ گول

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــــہ تعـــــــــالی

تلقین میت سے مراد ہے کہ مسلمان کو مرنے سے قبل حالتِ نزع میں کلمۂ طیبہ کلمہ شہادت کی تلقین کرنا مسلمان کی تدفین کے بعد اس کی قبر پر کھڑے ہوکر کلمۂ طیبہ کلمۂ شہادت اور قبر میں پوچھے جانے والے سوالات کی تلقین کرنا دونوں طرح کی تلقین کے بارے میں اَحادیثِ مبارکہ اور آثارِ صحابہ و تابعین میں واضح نظائر ملتے ہیں اور یہ اُمور شرعاً ثابت شدہ اور باعثِ فضیلت ہیں حالتِ نزع میں تلقین کے بارے میں فرامین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ.

(جامع الترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی تلقین المریض عن الموت والدعاء له عنده)

امام ترمذی یہ حدیث روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس باب میں حضرت ابوہریرہ، اُم سلمہ، عائشہ صدیقہ، جابر اور سعدی مریہ زوجۂ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایات منقول ہیں۔

ایسا ہی سنن نسائی کتاب الجنائز، باب تلقین المیت میں ہے:

عبداللہ بن جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ.

اپنے مردوں کو "لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ" کی تلقین کیا کرو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! كَيْفَ لِلْأَحْيَاءِ" اِسے زندہ لوگوں کے واسطے پڑھنا کیسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَجْوَدُ وَأَجْوَدُ"

بہت ہی اچھا ہے۔ بہت ہی اچھا ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز، باب ما جاء فی تلقین المیت حدیث نمبر ۱۴۴۶)

امام طبرانی المعجم الکبیر میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

" إذا مات أحد من إخوانكم، فنثرتم عليه التراب، فليقم رجل منكم عند رأسه، ثم ليقل: يا فلان ابن فلانة! فإنه يسمع، ولكن لا يجيب ثم ليقل: يا فلان ابن فلانة! فإنه يستوي جالسا، ثم ليقل: يا فلان ابن فلانة! فإنه يقول: أرشدنا رحمك الله، ولكن لا تشعرونثم ليقل: أذكر ما خرجت عليه من الدنيا، شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا عبده ورسوله، وأنك رضيت بالله ربا، وبمحمد نبيا، وبالإسلام دينا، وبالقرآن إماما فإنه إذا فعل ذلك، أخذ منكر ونكير أحدهما بيد صاحبه، ثم يقول له: أخرج بنا من عند هذا ما نصنع به، فقد لقن حجته، ولكن الله لقنه حجته دونهما قال رجل: يا رسول الله! فإن لم أعرف أمه، قال: انسبه إلى حواء

(المعجم الكبير للطبراني جلد ۸ ص ۲۳۹)

ایسا ہی مجمع الزوائد، کنزالعمال فی سنن الأقوال والأفعال جلد ۱۵ میں ہے:

جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی فوت ہوجائے اور اسے قبر میں دفن کر چکو تو تم میں سے ایک آدمی اُس کے سرہانے کھڑا ہوجائے اور اسے مخاطب کر کے کہے: اے فلاں ابن فلانہ! بے شک وہ مدفون سنتا ہے لیکن جواب نہیں دیتا۔ پھر دوبارہ مردے کو مخاطب کرتے ہوئے کہو: اے فلاں ابن فلانہ! اس آواز پر وہ بیٹھ جاتا ہے۔ پھر کہو: اے فلاں ابن فلانہ! اس پر وہ مردہ کہتا ہے: اللہ تم پر رحم فرمائے، ہماری رہنمائی کرو۔ لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں ہوتا۔ پھر وہ کہے: اُس اَمر کو یاد کرو جس پر تم دنیا سے رُخصت ہوئے تھے اور وہ یہ کہ اِس اَمر کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور پیغمبر ہیں؛ اور یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغمبر ہونے، اسلام کے دین ہونے اور قرآن کے امام ہونے پر راضی تھا۔ جب یہ سارا عمل کیا جاتا ہے تو منکر نکیر میں سے کوئی ایک دوسرے فرشتے کا ہاتھ پکڑتا ہے اور کہتا ہے: مجھے اِس کے پاس سے لے چلو، ہم اس کے ساتھ کوئی عمل نہیں کریں گے کیونکہ اس کو اِس کی حجت تلقین کردی گئی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُس کو اُس کی حجت تلقین کی نہ کہ ان لوگوں نے۔ پھر ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ! اگر میں اس کی ماں کو نہ جانتا ہوں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر اُسے اماں حواء کی طرف منسوب کرو۔

اور خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

" قد روی عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم أنه أمر بالتلقين بعد الدفن، فيقول: يا فلان بن فلان! اذكر دينك الذی كنت عليه من شهادة أن لا إله الله وأن محمد رسول الله، وأن الجنة حق والنار حق، وأن البعث حق وأن الساعة آتية لا ريب فيها، وأن الله يبعث من فی القبور وأنك رضيت بالله ربا وبالاسلام دينا، وبمحمد صلی الله عليه وآله وسلم نبيا وبالقرآن إماما وبالكعبة قبلة، وبالمؤمنين إخوانا.

(ردالمحتار جلد۲ ص۱۹۱)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تدفین کے بعد مردے کو تلقین کرو، تلقین کرنے والا میت کو یہ کہے: اے فلاں کے بیٹے! یاد کر وہ دین جس پر تم دنیا میں تھے یعنی اِس اَمر کی گواہی کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، جنت اور دوزخ کے ہونے اور قیامت کے قائم ہونے پر جس میں

کوئی شک نہیں اور یہ کہ اللہ تعالی اہل قبور کو اٹھائے گا اور تم اللہ کو رب مانتے تھے، اسلام کو دین مانتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی اور رسول مانتے تھے، کعبہ کو قبلہ اور تمام مسلمانوں کو بھائی مانتے تھے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۱۷ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۲ اپریل ۲۰۲۰ء بروز اتوار

****

کفن پر یا اور کسی کپڑے پر کلمہ شریف لکھ کر قبر میں رکھنا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ میت کو قبر میں رکھ دینے کے بعد کلمہ شہادت "لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ ﷺ" ایک کپڑے پر لکھ کر سینے پر جو رکھا جاتا ہے تو ایسا کرنا عند الشرع کیسا ہے؟ بحوالہ اس سوال کا جواب عنایت فرمائیں۔ سائل حافظ محمد ذاکر رضا جاجپور اڑیسہ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

صورت مسئولہ میں "لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ ﷺ" لکھنا جائز ومستحسن ہے۔

فتاویٰ مرکز تربیت افتاء میں ہے:

میت کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھ دیا جائے دونوں جائز ہیں اور یوں ہی اس کے سینے پر *بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے میں کوئی قباحت نہیں۔ امید ہے کہ اللہ رب العزت اس کے ذریعے اسے بخش دے اور اس کے عذاب میں تخفیف فرمادے۔

درمختار میں ہے:

کتب علی جھۃ المیۃ او عمامتہ او کفنہ عھد نامہ یرجی ان یغفر اللہ للمیت اوصی بعدھم ان یکتب فی جبھۃ و صدرہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ففعل:

(ج ۲ ص ۲۴۶، فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد اول صفحہ ۳۴۴ کتاب الجنائز)

لہذا معلوم ہوا کہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ لکھنا افضل و اعلی ہے کہ اس میں محبوب علیک السلام کا بھی اسم گرامی ہے جو میرے پروردگار کو بہت پسند ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

محمد معصوم رضا نوری

۱ مئی بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہونے والی حدیث کا حکم اب منسوخ ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال جنازہ آتے دیکھ کر لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں؟ کیا یہ کھڑا ہونا کسی حدیث سے ثابت ہے۔ سائل ثقلین رضا پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــــالی

عام طور سے لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے ہو جانا یا اگر کسی سواری پر ہے اور سامنے جنازہ آرہا ہے تو سواری روک کر ایک طرف کھڑی کر دینی چاہیے اور جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو جانے کو حضور ﷺ کی سنت قرار دیتے ہیں ذی علم حضرات اس فعل کو سنت ثابت کرنے کے لئے چند احادیث کریمہ بطور ثبوت پیش کرتے ہیں۔ ہم ان میں سے چند احادیث کو یہاں نقل کرتے ہیں۔

حدیث:" عن ابی سعید الخدری عن النبی ﷺ قال اذا رایتموا الجنازۃ فقوموا۔

یعنی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔

حدیث:" عن عامر بن ربیعۃ سمعہ یحدث عن النبی ﷺ قال اذا رایتم الجنازۃ فقوموا لھا حتی تخلفکم او توضع۔

یعنی حضرت عامر بن ربیعہ کا بیان ہے کہ نبی کریم نے ارشاد فرمایا کہ تم جب جنازہ دیکھو تو

کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ تمہارے پاس سے گزر جائے یا کندھوں سے رکھ دیا جائے۔

حدیث: ۳ عن علی بن طالب قال قال قام رسول الله ﷺ لجنازة فقمنا حتی جلس فجلسنا۔

یعنی امیر المومنین سیدنا مولی علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ ایک جنازے کے لیے کھڑے ہوئے تو ہم بھی کھڑے ہو گئے پھر آپ جب بیٹھے تو ہم بھی بیٹھ گئے۔

مذکورہ تینوں احادیث کریمہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جنازہ دیکھ کر کھڑا ہو جانا حضور ﷺ کی سنت ہے بلکہ جنازے کو دیکھ کر بیٹھے رہنا ممنوع ہے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے ہو جانا واجب ہے۔

مذکورہ تینوں احادیث مقدسہ بے شک اور بلا شبہ صحیح ہیں اور انکی صحت میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کیونکہ تیں احادیث کے راوی ۱۔ حضرت ابو سعید خدری ۲۔ حضرت عامر بن ربیعہ اور ۳۔ حضرت مولی علی رضی اللہ تعالی عنہم اجلہ صحابہ کرام سے ہیں اور فن اسماء الرجال کے اعتبار سے مذکورہ تینوں حضرات ثقہ راوی میں شمار ہوتے ہیں۔

یعنی انکی روایت کردہ حدیث میں کسی کو کسی بھی قسم کا شک یا کلام نہیں محدثین کرام باتفاق رائے ان روایت کردہ حدیث کو صحیح جانتے اور مانتے ہیں اور اس کے صدق وصداقت پر اعتماد کرتے ہیں۔

لہذا مذکورہ تینوں احادیث یقینا صحیح ہیں مگر پھر بھی ان پر عمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان احادیث کا حکم منسوخ کر دیا گیا ہے۔

مذکورہ تینوں حدیث کا حکم منسوخ ہے اس کی کیا وجہ ہے اسے دیکھیں مذکورہ تینوں احادیث میں سے امیر المومنین سیدنا مولی علی رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت کردہ حدیث نمبر ۳ کی ضمن میں شارح مسلم شریف حضرت شیخ محی الدین ابو زکریا یحیٰ بن شرف نووی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

" قال القاضی اختلف الناس فی هذه المسئلة فقال مالك و ابو حنيفة والشافعي القيام منسوخ "

کہا قاضی نے کہ اس مسئلہ میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے اور امام مالک، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی نے فرمایا کہ قیام یعنی کھڑا ہونا منسوخ ہے۔

(حوالہ صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۲۱ پر درج حاشیہ کی عبارت)

مذکورہ تینوں احادیث میں سے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث ۲ کے ضمن میں ابوداؤد میں ہے۔

" هذاالحكم منسوخ بالاحاديث الصحيحة منها ماراهاابن حبان فی صحيحة كان يامرنا بالقيام فی الجنائز ثم جلس بعد ذالك وامر بالجلوس ومنها حديث علی ثم قعد بعد ای ترك القيام للجنازة۔

یعنی یہ حکم منسوخ ہے احادیث صحیحہ کہ وجہ سے ان میں سے وہ حدیث ہیں جس کو حضرت ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا کہ حضور اقدس ﷺ نے جنازے کے لیے کھڑے ہونے کا حکم فرمایا اور پھر بعد میں آپ جلوس فرمانے لگے اور بیٹھنے کا حکم صادر فرمایا ان احادیث میں سے وہ حدیث بھی ہے جس کو امیر المومنین سیدنا مولی علی رضی اللہ عنہ نے روایت فرمایا کہ پھر آپ یعنی حضور ﷺ بیٹھے رہتے اور جنازے کے لیے کھڑے ہونا ترک کرنے کا حکم فرمایا۔

(حوالہ ابوداؤد شریف ثانی صفحہ ۴۵۲ پر عبارت حاشیہ)

مذکورہ تینوں احادیث میں سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث ۱ کے ضمن میں علامہ ابوجعفر احمد بن محمد الازدی المصری المعروف بہ امام طحاوی حنفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"فقد ثبت بما ذكرنا ان القيام للجنازة قد كان ثم نسخ۔

یعنی پس بے شک ثابت ہوا کہ جنازے کے لیے کھڑے ہونے کا حکم پہلے تھا پھر بعد میں وہ منسوخ ہوگیا۔

(حوالہ شرح معانی الاثار المعروف ب طحاوی شریف)

جنازہ کے لیے کھڑے ہونے اور بعد میں بیٹھے رہنے کے ثبوت میں دو عظیم اور شہرہ آفاق مقتیان ذیشان کی معتبر معتمد مستند کتابوں کے دو حوالے ناظرین کرام کی خاطر طبع کی غرض سے پیش خدمت ہے۔

حوالہ مسلم شریف اور ابوداؤد شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ جنازے کے لیے کھڑے ہوتے تھے۔ اس کے بعد پھر بیٹھتے رہے یعنی جنازہ دیکھ کر کھڑے نہ ہوتے۔ ابن حبان کی صحیح میں ہے کہ حضرت علی نے فرمایا ہمیں جنازے کے لیے کھڑے ہونے کا حکم دیتے

تھے اس کے بعد بیٹھے رہتے اور بیٹھنے کا حکم دیا۔
حازمی نے کہا میرے پاس سے جنازہ گزرا تو میں کھڑا ہوگیا تو حضرت علی نے فرمایا تمہیں یہ فتوی کس نے دیا ہے؟ میں نے عرض کیا ابو موسی اشعری نے تو حضرت علی نے فرمایا صرف ایک بار حضور ﷺ جنازے کے لیے کھڑے ہوئے تھے جب حکم منسوخ ہوگیا تو منع فرمادئے۔
احناف شوافع اور حنابلہ کا مذہب یہی ہے کے جنازے کے لیے کھڑا ہونا ضروری نہیں۔
(حوالہ نزھۃ القاری)
اولا میت کے لیے کھڑے ہوجانے کا حکم تھا یا تو میت کی تعظیم کے لیے یا ساتھ والے فرشتوں کی یا موت کی گھبراہٹ کے اظہار کے لیے لیکن یہ حکم بعد میں منسوخ ہوگیا۔
پہلے حضور ﷺ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوجاتے تھے ہم بھی اس پر عامل تھے پھر بعد میں آپ نے عمل چھوڑ دیا ہم نے بھی چھوڑ دیا لہذا وہ کھڑا ہونا منسوخ ہے۔واللہ تعالی اعلم
(حوالہ مراۃ المناجیح،حوالہ مومن کی وفات صفحہ ۱۵۱ تا ۱۵۶)

کتبــــــــہ
محمد مشرف اعظم
۱۶ جولائی بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

مرنے کے بعد روحیں کہاں رہتی ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
امید ہے کہ آپ تمامی حضرات خیریت سے ہوں گے، گزارش ہیکہ مرنے کے بعد روحیں کہاں رہتی ہیں جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل محمد شمشاد رضوی
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الجــــــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــــالی
دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں۔
(پارہ ۱۸ / المؤمنون آیہ ۱۰۰ /)
مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام انس وجن کو حسبِ مراتب اس میں رہنا ہوتا ہے اور یہ

عالم اس دنیا سے بڑا ہے دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو برزخ میں کسی کو آرام ہے اور کسی کو تکلیف۔

مرنے کے بعد مسلمانوں کی روح حسب مرتبہ مختلف مقاموں میں رہتی ہے بعض کی قبر پر، بعض کی چاہ زمزم شریف ہیں اور بعض کی آسمانوں سے بھی بلند اور بعض کی روحیں زیر عرش قندیلوں میں اور بعض کی اعلیٰ علیین میں۔

اور کافروں کی خبیث روحیں بعض کی اُن کے مرگھٹ یا قبر میں رہتی ہے بعض کی چاہ برہوت میں کہ یمن میں ایک نالہ ہے بعض کی پہلی دوسری ساتویں زمین تک بعض کی اس کے بھی نیچے سجّین میں۔

(بہار شریعت حصہ اول عالم برزخ کا بیان)

عالم برزخ کی حیرت انگیز معلومات

۱۔ دنیاوی زندگی جس کا سلسلہ موت پر ختم ہو جاتا ہے اور اخروی و دائمی زندگی جو حشر سے شروع ہوگی ان دونوں زندگیوں کے درمیانی وقفے کو برزخی زندگی کہتے ہیں۔

۲۔ برزخ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر انسان کو خواہ وہ مومن یا کافر، ایک خاص قسم کی زندگی عطا فرمائی جاتی ہے یعنی جسم اور روح کا دور ہوتے ہوئے ایک گونہ تعلق باقی رکھا جاتا ہے، جس کے باعث یہ زندگی دنیاوی زندگی سے بڑی حد تک مختلف ہوتی ہے۔

۳۔ برزخی زندگی میں عام انسانوں کو چلنے پھرنے سے اگر چہ عاجز رکھا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود پروردگار عالم انہیں ادراک وشعور سے بہرہ ور رکھتا ہے، تا کہ منکر نکیر کے سوالوں اور دنیا والوں کے سلام وکلام کا جواب دے سکیں، اگر چہ ہم ان کا جواب نہیں سنتے لیکن وہ سننے اور بولنے سے مجبور نہیں ہوتے۔

۴۔ موتی کے بعد سماع وادراک کا انکار، قبر کے عذاب وثواب اور نکیرین کے سوالات وغیرہ امور کا انکار ہے جب کہ یہ باتیں نصوص قطعیہ سے ثابت ہیں اور ایک مسلمان اسے جھٹلانے کی جرأت نہیں کرسکتا ہے۔

۵۔ جسم کے اجزا جلنے، گلنے، سڑنے، جانوروں کے کھا جانے یا کسی بھی وجہ کے تحت ہزاروں جگہ منتشر کیوں نہ ہو جائیں لیکن روح کے ساتھ ان کا تعلق برابر قائم رہتا ہے اور اسی تعلق کے باعث روح کے ساتھ اجزائے جسم بھی برابر راحت یا تکلیف محسوس کرتے رہتے ہیں۔

۶۔ برزخی زندگی اگر چہ دنیاوی زندگی کے مقابلے میں کئی لحاظ سے نامکمل اور ایک مخصوص قسم

کی زندگی ہوکر رہ جاتی ہے لیکن قدرت ہر مردے میں ایک مخصوص طریقے پر علم وادراک اور سمع وبصر وغیرہ کی قوت باقی رکھتا ہے۔

۷۔ارواح مومنین کی رہائش گاہ علّیین وغیرہ میں ہوتی ہے، اور کفار ومنافقین کے جیل خانے کا نام سجّین ہے، جو زمین کے سب سے نچلے تہہ کے نیچے ہے۔

۸۔شہداء کی ارواح ان کے اجسام کے ساتھ اتنا مضبوط تعلق ہوتا اور ان کے اجسام کو وہ خصوصیت حاصل ہوتی ہے کہ برزخی زندگی پر حیات کا اطلاق کیا جانا زیادہ مناسب ہے اسی لئے قرآن کریم نے انہیں زندہ قرار دیا۔

۹۔اولیائے کرام کی برزخی زندگی بھی شہداء کی طرح علیٰ قدرِ مراتب بہت بلند وبالا ہوتی اور ان حضرات کے علوم واختیارات میں وفات کے بعد اور بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

۱۰۔انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام پر موت تو ضرور طاری ہوتی ہے لیکن ان حضرات کی برزخی اور دنیاوی زندگی میں اس کے سوا اور کوئی فرق نہیں ہوتا کہ دنیاوی زندگی کا سلسلہ ختم ہوتے ہی یہ بزرگ دنیاوی ضروریات اور بشری تقاضوں سے بے نیاز اور فریضۂ تبلیغ سے سبکدوش ہوجاتے ہیں۔ تلك عشرۃ کاملۃ۔ واللہ تعالی اعلم

(روحوں کی دنیا صفحہ ۳۰/ و۳۱/)

کتبـــــــہ
محمد شریف الحق رضوی کٹیہار، بہار، انڈیا
۳۰ ستمبر بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

کفن کے لئیے سفید رنگ کا کپڑا زیادہ احسن ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال کفن کا رنگ سفید کیوں ہوتا ہے جواب عنایت فرمائیں اور دوسرے رنگ کا کفن کیوں نہیں دیتے جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل تنویر احمد مجبیٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونــــــــــــہ تعـــــــــــالی

مردے کو سفید رنگ کے کپڑے میں کفن دینا زیادہ افضل ہے اور سفید رنگ کا کپڑا اللہ کے

رسول ﷺ نے پسند فرمایا ہے جیسا کہ کتب فقہ میں ہے کفن اچھا ہونا چاہیے یعنی مرد عیدین و جمعہ کے لئیے جیسے کپڑے پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اس قیمت کا ہونا چاہیے حدیث میں ہے کہ مردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ باہم ملاقات کرتے اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے یعنی خوش ہوتے ہیں سفید کفن بہتر نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے فرمایا اپنے مردے سفید کپڑے میں کفناو۔

کسم یا زعفران کا رنگا ہوا یا ریشم کا کفن مرد کے لئے ممنوع ہے اور عورت کے لئے جائز یعنی جو کپڑا زندگی میں پہن سکتا ہے اس کا کفن دیا جاسکتا ہے اور جو زندگی میں ناجائز اس کا کفن بھی ناجائز۔ واللہ تعالی اعلم

(ردالمحتار کتاب الصلوۃ باب الجنازہ مطلب فی الکفن ج۳ ص ۱۱۲،
فتاوی ھندیہ کتاب الصلوۃ الباب الحادی والعشرون فی الجنائز فصل الثالث ج۱ ص۱۶۰)

ایسا ہی بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۸۲۱ پر ہے۔

کتبــــــہ

محمد معصوم رضا نوری

۱۱ اکتوبر بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

میت کے پاس قرآن مجید کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے میت کے پاس غسل دینے سے پہلے قرآن شریف کی تلاوت کرنا کیسا ہے جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی محمد انس رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــواب بعونــــــہ تعــــــالی

میت کے پاس قرآن مجید کی تلاوت جائز ہے بشرطیکہ اعضاء بدن ستر میں ہوں جیسا کہ ردالمحتار میں علامہ ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ قدس سرہ فرماتے ہیں:

الْحَاصِلُ أَنَّ الْمَوْتَ إِنْ كَانَ حَدَثًا فَلَا كَرَاهَةَ فِي الْقِرَاءَةِ عِنْدَهُ، وَإِنْ كَانَ نَجَسًا كُرِهَتْ، وَعَلَى الْأَوَّلِ يُحْمَلُ مَا فِي النُّتَفِ وَعَلَى الثَّانِي مَا فِي الزَّيْلَعِيِّ وَغَيْرِهِ.

وَذَكَرَ ط أَنَّ مَحَلَّ الْكَرَاهَةِ إِذَا كَانَ قَرِيبًا مِنْهُ، أَمَّا إِذَا بَعُدَ عَنْهُ بِالْقِرَاءَةِ فَلَا كَرَاهَةَ.

قُلْتُ: وَالظَّاهِرُ أَنَّ هَذَا أَيْضًا إِذَا لَمْ يَكُنِ الْمَيِّتُ مُسَجًّى بِثَوْبٍ يَسْتُرُ جَمِيعَ بَدَنِهِ لِأَنَّهُ لَوْ صَلَّى فَوْقَ نَجَاسَةٍ عَلَى حَائِلٍ مِنْ ثَوْبٍ أَوْ حَصِيرٍ لَا يُكْرَهُ فِيمَا يَظْهَرُ

(فَكَذَا ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب فی القراءة عند الميت، ج۲،ص۹۸۔۱۹۴، وغیرہ۔ دار الكفر بيروت)

اورحضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

میّت کے پاس تلاوت قرآن مجید جائز ہے جبکہ اسکا تمام بدن کپڑے سے چھپا ہو اور تسبیح و دیگر اذ کار میں مطلقاً حرج نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۸۱۲ مکتبہ المدینہ)

کتبـــــہ

محمد منظر رضا نوری چھپرہ سارن بہار

۱۸ نومبر بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت و وفات ایک ہی دن ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے اسی دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات بھی پائی حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔سائل امیر الحسن

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

جمہور علماء، اہل سیر اور ارباب تواریخ کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک، عام الفیل، کے چالیس یا پچپن دن بعد ہوئی ہے یہ قول سب سے زیادہ صحیح ہے اور یہ بھی مشہور

ہے کہ ماہ ربیع الاول میں ولادت ہوئی ہے اور بعض علماء اسی کو اختیار کرتے ہیں اور بعض بارہ بھی کہتے ہیں اور بعض دو ربیع الاول اور بعض آٹھ ربیع الاول کی رات گزرنے کے بعد کہتے ہیں بہت سے علماء اسی کو اختیار کرتے ہیں اور بعض دس بھی کہتے ہیں لیکن پہلا قول یعنی بارہ ربیع الاول کا زیادہ مشہور و اکثر ہے اسی پر اہل مکہ کا عمل ہے ولادت شریف کے مقام کی زیارت اسی رات کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھتے ہیں۔

ولادت مبارکہ بارہویں ربیع الاول کی رات روز دوشنبہ (سوموار کے دن) ہوئی اور وحی کی ابتداء، ہجرت شریف، مدینہ منورہ پہچنا، فتح مکہ مکرمہ، اور وفات شریف بھی روز دوشنبہ (سوموار کے دن) ہوئی اور وقت ولادت مبارک صبح صادق میں طلوع آفتاب سے پہلے اور، غفر کے طلوع کے وقت ہوئی (بضم غین وسکون فاء) منازل فجر کے تین چھوٹے ستاروں کو کہتے ہیں۔

مواہب الدنیہ میں ہے کہ:

تمام انبیاء علیہم السلام کی ولادت کا وقت یہی ہے۔

(مدارج النبوت جلد دوم ص ۳۰)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات روز دوشنبہ (سوموار کے دن) ہوئی تھی روز سہ شنبہ پورا گزر گیا آپ کا تخت شریف آپ کے گھر میں رہا اور لوگ نماز پڑھتے رہے آپ کو شب چہارشنبہ (بروز بدھ) کی شب میں صحابہ کرام دفن شریف سے فارغ ہوئے۔

منقول ہے کہ اہل بیت نے نماز جنازہ پڑھ لی تو لوگوں کو معلوم نہ ہوا کہ کیا پڑھیں کیا دعا کریں پھر لوگوں نے حضرت ابن مسعود سے پوچھا تو انھوں نے حضرت علی کی جانب اشارہ فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا۔

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یأیھا الذین أمنو صلوا علیہ وسلموا تسلیما:

اللھم ربنا لبیک وسعدیک صلوتک اللہ البر الرحیم والملائکۃ المقربین والنبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وما سبح لک من شیء یا رب العالمین علی محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین وسید المرسلین وامام المتقین ورسول رب العالمین الشاھد البشیر الداعی باذنک السراج المنیر

وعلیہ السلام:
یہی دعا تمام صحابہ کرام نماز جنازہ میں پڑھے۔اس دعا کو شیخ زین الدین مراغی نے اپنی کتاب،النضرہ میں بیان فرمایا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم
(ماخوذ مدارج النبوت جلد دوم ص ۵۱۱ ۵۱۲ مصنف حضرت علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مکتبہ ادبی دنیا دہلی)

کتبــــــہ
محمد رضا امجدی ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار
۱۲جون بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ کا حکم؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
سوال کیا خودکشی کرنے والے مسلمان کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی یا نہیں جواب سے نوازیں مہربانی ہوگی۔سائل محمد شہر الدین قادری میواتی
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعــــــــــالی
خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اگر چہ قصداً خودکشی کی ہو فتاوی عالمگیری میں ہے:من قتل نفسه عمدا يصلى عليه عند ابي حنيفة ومحمد رحمهما الله وهو الاصح كذا في التبيين۔
(فتاوی عالمگیری، جلداول،الفصل الخامس فی الصلاۃ علی المیت،صفحہ ۱٦۳)
صدرالشریعہ بدرالطریقہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: جس نے خودکشی کی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے مگر اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اگر چہ قصداً خودکشی ہو جو شخص رجم کیا گیا یا قصاص میں مارا گیا اسے غسل دیں گے اور نماز پڑھیں گے۔
(بہار شریعت، جلداول،حصہ ٤،نماز جنازہ کا بیان،مسئلہ ۱۲،صفحہ ۸۲۷)
فتاوی فقیہ ملت میں ہے: جس نے خودکشی کر لی اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور تجہیز

وتکفین سب کی جائے گی۔

درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ٦٤٣ پر ہے: من قتل نفسه ولو عمدا يغسل ويصلى عليه به يفتي وان كان اعظم وزرا

(فتاوی فقیہ ملت، جلد اول، کتاب الجنائز، صفحہ ٢٦٦)

فتاوی مرکز تربیت افتاء میں ہے: خودکشی کرنے والا اگر مسلمان ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یہی صحیح ہے۔

درمختار باب صلوۃ الجنازۃ میں ہے: من قتل نفسه ولو عمدا يغسل ويصلى عليه به يفتي وان كان اعظم وزرأ من قاتل غيره

(جلد ۳، صفحہ ۱۰۸)

اور اعلی حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے یہی لکھا ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی مرکز تربیت افتاء، جلد اول، کتاب الجنائز، صفحہ ۳۳۷)

کتبـــــــہ

محمد فداء المصطفی رضوی صمدی انفاسی

۱۸ مارچ بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

کسی شخص کا ایسی جگہ انتقال ہوا جہاں پانی نہیں ملتا ہے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

سوال اگر کسی کا ایسی جگہ انتقال ہوا کہ وہاں پانی نہیں ملتا تو کیا حکم ہے؟ آپ کے جواب کا منتظر ہوں۔ المستفتی: محمد شہر الدین قادری میواتی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــــــالى

ایسی جگہ انتقال ہوا کہ پانی وہاں نہیں ملتا تو تیمم کرائیں اور نماز پڑھیں اور نماز کے بعد اگر قبل دفن پانی مل جائے تو نہلا کر نماز کا اعادہ کریں جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

واذا مات الرجل فی السفر ولیس هناك ماء طاهر ییتمم و یصلی علیه هكذا فی المحیط رجل مات لم یجدوا ماء فتیمموه و صلوا علیه ثم وجدوا ماء غسل و صلی علیه ثانیا فی قول ابی یوسف رحمه الله تعالی كذا فی فتاوی قاضی خان" اھ

یعنی جب کوئی شخص سفر میں فوت ہوجائے اور وہاں پانی نہ ہو تیمم کرائے اور اس پر نماز پڑھیں ایسا ہی محیط میں ہے کوئی آدمی فوت ہوا اور پانی نہ ملا تو تیمم کرادیں اور نماز پڑھیں پھر اگر پانی مل گیا تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول بموجب اس کو غسل دے کر دوبارہ نماز پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی عالمگیری ج 1 ص 176: کتاب الصلوۃ الباب الحادی والعشرون فی الجنائز)

کتبـــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۱۹ مارچ بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

نماز جنازہ میں تین تکبیر پر سلام پھیرنے کا حکم؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اگر نماز جنازہ میں امام نے تین تکبیر پر سلام پھیر دیا اور مقتدیوں نے ان کا ساتھ دیا سب جنازہ لیکر چلنے لگے تو کیا حکم ہے۔ سائل غلام مصطفی بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــــالی

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضور امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا کہ:

نماز جنازہ میں دو رکن ہیں۔

(۱) چار بار اللہ اکبر کہنا

(۲) اور قیام کرنا

لھٰذا اب صورت مذکورہ کے تحت امام کے تین بار تکبیر کہنے پر رکن کا فوت ہونا پایا گیا لھٰذا اب نماز کا اعادہ کیا جائے گا اور اگر جنازہ کو اٹھا کر چل دیئے ہیں اور امام کو غالب گمان ہے کہ تین ہی تکبیر پر

سلام پھیرا تھا تو اب جنازہ رکھکر نماز پڑھائی جائے ورنہ تمام لوگ گنہگار ہونگے اس لئے کہ نماز جنازہ کی چاروں تکبیر چار رکعت کے قائم مقام ہے۔

كما قال صاحب الهداية شيخ الاسلام آبوالحسن علی بن آبی بکر الفرغانی المرغينانی رحمة الله عليه:

ان کل تكبير قائمة مقام ركعة

اسلئے ہر تکبیر رکعت کے قائم مقام ہے۔

(بہار شریعت جلد اول، حصہ چہارم، صفحہ،۸۳۱، ہدایہ اولین شریف، کتاب الجنائز، صفحہ،۱۶۰ مجلس البرکات)

کتبـــــــــہ

محمد ندیم رضا حشمتی امجدی

۳۱ اکتوبر بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

کافر کا بچہ مسلمان نے گود لیا تو اس کی تجہیز و تکفین کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرا ایک سوال ہے زید بے اولاد تھا اس نے ایک غیر مسلم کے تین روزہ بچے کو اپنی پرورش میں لیا پھر وہ دو ماہ کے اندر بیمار پڑ گیا اور فوت ہوگیا تو اس کی نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا کیسا ہے؟ سائل محمد رضوان خان قادری لکھیم پوری

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــــــه تعـــــــــــالی

چھوٹے بچے اپنے والدین کے تابع ہوتے ہیں اس لئے مشرکین کے بچوں کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ بحر الرائق جلد 2 صفحہ 189 پر ہے:

' لايصلى عليه لانه تبع لهما للحديث كل مولود يولدعلى الفطرة فابواه يهودانه

زیر غور مسئلے میں بچے کا نسب ثابت ہے اس کے والدین کا غیر مسلم ہونا متحقق ہے نہ بچہ کادار

بدلا نہ اس کے والدین کی تبعیت سے مانع کوئی شئی پائی گئی تو وہ دنیوی احکام میں اپنے والدین ہی کے تابع ہے صرف گود لینے سے وہ مسلمان کے تابع نہ ہوا۔

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ رافضی وغیرہ بد مذہبوں کے بچے کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں: نابالغ سمجھدار ہے تو اس کا اسلام معتبر ہے اور نا سمجھ ہے تو خیر الابوین کا تابع ہے اس میں دیگر ورثاء کا اعتبار نہیں لہٰذا اگر اس کے والدین کفریہ عقائد رکھتے ہوں اور بچہ نا سمجھ ہو تو جنازہ میں شرکت جائز نہیں۔
(فتاوی امجدیہ ج؛اول؛ص 314)

اس عبارت سے یہ امر پورے طور پر واضح ہو گیا کہ تبعیت میں والدین ہی کا اعتبار ہے دیگر لوگوں کا کوئی اعتبار نہیں لہٰذا غیر مسلم کا وہ بچہ جس کو مسلمان نے گود لیا اور دو مہینے کے اندر فوت ہو گیا نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور نہ اسے مسلم قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔
(ماخذ فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد اول صفحہ 364)

اور بہار شریعت میں درمختار وغیرہ کے حوالہ سے ہے: چھوٹے بچے کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوں یا ایک تو وہ مسلمان ہے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور دونوں کافر ہیں تو نہیں۔
(جلد اول حصہ چہارم صفحہ 80 نماز جنازہ کا بیان)

لہٰذا اس بچے کو اس کے والدین کو یہ نہ ہوں تو عزیز و اقارب یا اس کے ہم مذہب کو واپس کر دیا جائے وہ جو چاہیں کریں یا اگر وہ نہ لے جائیں تو بوجہ مجبوری ایک کپڑے میں لپیٹ کر مسلمانوں کے مدفن سے باہر ایک گڑھے میں دبا دیں۔

نوٹ:۔وہ بچہ مسلمان ہے یا کافر جنتی ہے یا جہنمی اس کا حقیقی علم اللہ تبارک وتعالی کو ہے مگر چونکہ اس بچے کے والدین کافر ہیں اور بچے احوال و احکام دنیا میں والدین کے تابع ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا: "الولد یتبع خیر الابوین دینا"

اس لئے حکم ظاہر پر ہوگا یعنی کفن و دفن اور تمام رسم و رواج میں اس بچے کا وہی حکم ہوگا جو اس کے والدین کا ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
محمد اختر رضا قادری رضوی سرکھیت (نیپال)
۵ نومبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

مردوعورت کوریشم وزعفران کاکفن دینے کاحکم؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مردوعورت کے لئے کفن میں ریشم وزعفران کے کپڑے دینا کیسا ہے۔سائل حافظ توحید عالم

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعــــــــــــالی

کسم یا زعفران کا رنگا ہوا یا ریشم کا کفن مرد کے لیے ممنوع ہے اورعورت کے لیے جائز یعنی جو کپڑا زندگی میں پہن سکتا ہے، اُسکا کفن دیا جاسکتا ہے اور جو زندگی میں ناجائز، اُسکا کفن بھی ناجائز۔

عالمگیری میں ہے:

وفی حق النساء بالحریرو الا بریسم والمعصفر والمزعفر ویکرہ للرجال ذلك،وکل ما یباح للرجال لبسہ فی حال الحیاۃ یباح تکفینہ بعد الوفاۃ وما لأیباح لہ لبسہ حال الحیاۃ لأیباح تکفینہ بعد الوفاۃ.

(عالمگیری،ج:1،ص:222،کتاب الصلاۃ،الفصل الثالث فی التکفین)

لیکن سفید کفن بہتر ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا! اپنے مردے سفید کپڑوں میں کفناؤ۔واللہ تعالی اعلم

(ترمذی،کتاب الجنائز،باب ماجاء مایستحب من الاکفان،۲/۳۰۱،حدیث ۹۹۶)

کتبـــــــہ
محمدعبدالعلیم مصباحی۔
۱۲فروری بروز منگل ۲۰۱۹عیسوی

****

خنثی کوکونسا کفن دیا جائے گا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
سوال خنثی کوکونسا کفن دیں گے جونہ مرد نہ عورت علمائے کرام رہنمائی فرمائیں۔المستفتی عبداللہ مصطفائی فیضی کچھ گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــــالی

اگر وہ خنثی مشکل ہے تو عورت کی طرح پانچ کپڑے دیئے جائیں مگر کسم یا زعفران کا رنگا ہوا اور ریشمی کفن اسے ناجائز ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

و الخنثی یکفن کما تکفن المرأۃ احتیاطا و یجنب الحریر و المعصفر و المزعفر "

یعنی اور خنثی مشکل کو احتیاطا عورت کی طرح کا ہی کفن دیا جائے لیکن ریشمی، کسم کا اور زعفرانی رنگ کے کپڑے سے اجتناب کیا جائے ۔واللہ اعلم

(فتاوی عالمگیری ج 1 ص 176: کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، دار الکتب العلمیہ بیروت، اور ایسا ہی بہار شریعت ج 1 ص 819: کفن کا بیان)

کتبـــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی ۱۴

شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

جنازہ میں سلام پھیرنے سے پہلے ہاتھ چھوڑا جائے یا بعد میں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں جنازے کی نماز میں ہاتھ کب چھوڑا جائے سلام پھیرنے کے بعد یا ایک سلام میں ایک دوسرے میں دوسرا ہاتھ جواب عنایت فرمائیں سائل محمد مدثر حسین

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــــالی

نماز جنازہ میں ہاتھ کھولنے کا مقام یہ ہے کہ چوتھی تکبیر کہہ کر بغیر کچھ پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے جیسا کہ سیدی سرکار اعلی حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ اپنی مشہور ومعروف کتاب فتاوی رضویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

ہاتھ باندھنا سنت اس قیام کی ہے جس کے لئے قرأۃ ہو۔

كما في الدر المختار وغيرها من الاسفار

جیسا کہ درمختار وغیرہ کتابوں میں ہے: سلام وقت خروج ہے اس وقت ہاتھ باندھنے کی طرف کوئی داعی نہیں، تو ظاہر یہی ہے کہ تکبیرے چہارم کے بعد ہاتھ چھوڑ دیا جائے۔

(فتاوی رضویہ ج 9 ص 194، ماخوذ میت کے احکام ص 149)

صاحب بہار شریعت علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ اپنی مشہور و معروف کتاب بہار شریعت میں ارشاد فرماتے ہیں کہ چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کوئی دُعا پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے۔ واللہ اعلم

(بہار شریعت ح چہارم ص 840)

کتبــــــــہ

محمد انور رضا رضوی

* *

حضور ﷺ کی روح قبض کے بعد کس مقام پر روح مبارک کو رکھا گیا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض یہ کرنا ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ کی روح پاک ملک الموت نے کہاں رکھی قبض کے بعد حوالے کے ساتھ جواب عنایت کریں نوازش ہوگی۔ سائل غلام مرتضی رہتاس بہار

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــــواب بعونــــــــــــــــه تعـــــــــــــالی

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو موت ایک لمحے کے لئے آتی ہے حضور ﷺ پر ایک آن کے لئے موت وارد ہوئی اسے حضور نے مشرف فرمایا، ارشاد باری تعالیٰ:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ

اس آیت کی بھی تکمیل ہوگئی پھر دوبارہ روح مبارک جسم اطہر کی طرف کو منتقل ہوگئی۔

ایسا ہی جواھر البحار میں علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وردت إليه الروح بعد ما قبض ثم خير بين البقاء في الدنيا والرجوع إلى الله فاختار الرجوع۔ (جواهر البحار صفحه ۲۸)

مواھب اللدنیہ میں ہے :عن أنس: رسول الله ﷺ الأنبياءُ أحياءٌ في قُبورِهم يُصلُّونَ۔ واللہ اعلم

(المواھب اللدنیة ۳/۶۰۰)

کتبــــــــہ
محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی چھپرہ بہار
۹ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

****

نماز جنازہ کے ہر تکبیر میں اللہ اکبر کہنا فرض ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال نماز جنازہ کے ہر تکبیر میں مقتدی کو اللہ اکبر کہنا واجب ہے یا سنت ہے یا فرض ہے۔سائل محمد احترام الحق

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

نماز جنازہ کی ہر تکبیر میں مقتدی ہو یا امام اللہ اکبر کہنا فرض ہے جیسا کہ انوار شریعت ص:104/ میں ہے کہ نماز جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں (1) چار بار اللہ اکبر کہنا (2) قیام یعنی کھڑا ہونا۔

اور بہار شریعت میں ہے: نماز جنازہ میں دو رکن ہیں (1) چار بار اللہ اکبر کہنا (2) قیام۔
(ح:4/ص:828)

اور در مختار میں ہے:

وركنها شيئان التكبيرات الاربع والقيام۔ واللہ تعالی اعلم
(ج:3/ص:105/106/باب صلاۃ الجنازۃ)

کتبــــــــہ
محمد اسرار احمد نوری بریلوی ضلع نینی تال اترا کھنڈ
۲۰ اکتوبر ۲۰۱۹ عیسوی بروز اتوار

****

باب المقبرہ

(قبر کا بیان)

قبر کو بوسہ دینا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

سوال حضرت اگر زید اپنے مرحوم ماں باپ کی قبر کو پیروں کی طرف سے چوم سکتا ہے؟ برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا سائل عبد الکلام رضوی بریلی شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

قبر کو بوسہ دینا (چومنا) بعض علماء کرام نے جائز کہا ہے مگر صحیح اور راجح یہ کہ منع ہے۔ جیسا کہ مجدد اعظم سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی بوسۂ قبر کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ" بعض علماء اجازت دیتے ہیں اور بعض روایات بھی نقل کرتے ہیں" کشف الغطاء" میں ہے:

" درکفایۃ الشعبی اثرے درتجویز بوسہ دادن قبر والدین رانقل کردہ وگفتہ دریں صورت لا بأس است شیخ اجل ہم درشرح مشکوۃ بود آں دربعضے اشارت کردہ بے تعرض بجرح آں"

یعنی کفایۃ الشعبی میں قبر والدین کو بوسہ دینے کے بارے میں ایک اثر نقل کیا گیا ہے اور کہا ہے کہ اس صورت میں کوئی حرج نہیں اور شیخ بزرگ نے بھی مشکوۃ میں بعض آثار میں اسکے وارد ہونے کا اشارہ کیا اور اس پر کوئی جرح نہ کی۔

مگر جمہور علماء مکروہ جانتے ہیں تو اس سے احتراز ہی چاہیے۔" اشعۃ اللمعات" میں ہے" مسح نہ کند قبر را بدست و بوسہ نہ دہد آں را" یعنی قبر کو ہاتھ نہ لگائے نہ ہی بوسہ دے۔

مدارج النبوۃ میں ہے: در بوسہ دادن قبر والدین روایت بیہقی می کنند وصحیح آنست کہ لایجوز است

یعنی قبر والدین کو بوسہ دینے کے بارے میں ایک روایت بیہقی ذکر کرتے ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ ناجائز ہے۔

بعض علماء نے اجازت دی "مجمع البرکات" میں ہے:

"و یمکنہ ان یطوف حولہ ثلث مرات فعل ذالك"

یعنی گرد قبر تین بار طواف کر سکتا ہے" اھ مگر راجح یہ کہ ممنوع ہے ملا علی قاری" منسک متوسط" میں تحریر فرماتے ہیں:" الطواف من مختصات الکعبۃ المنیفۃ فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء"

یعنی طواف کعبہ کی خصوصیات سے ہے انبیاء و اولیاء کی قبروں کے گرد حرام ہوگا مگر اسے مطلقا شرک ٹھہرا دینا جیسا کہ طائفہ وہابیہ کا مزعوم ہے محض باطل وغلط اور شریعت مطہرہ پر افتراء ہے۔

(فتاوی رضویہ شریف جدید ج:9 /ص:527 / 528 /مکتبہ دعوت اسلامی)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے:" ولا یمسح القبر ولا یقبلہ فان ذالك من عادۃ النصاری ولا بأس بتقبیل قبر والدیہ کذا فی الغرائب"

(ج:5 /ص:351 / الباب السادس عشر فی زیارۃ القبور وقرأۃ القرآن فی المقابر/ بیروت)

اور بہار شریعت میں ہے:

قبر کو بوسہ دینا بعض علماء نے جائز کہا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ منع ہے۔ واللہ اعلم

(ح:4 /ص:850 / قبر و دفن کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

کتبــــــہ

اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

11 رجب المرجب 1443ھ بروز اتوار

****

کسی ہندو کو مسلمان کی قبر کھودنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کوئی ہندو آدمی مسلمان کا قبر کھود سکتا ہے؟ جواب

عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔المستفتی سجاد عالم بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ہندو سے قبر کھدوانا جائز ہے جبکہ کوئی دوسری وجہ مانع نہ ہو،بحر الرائق میں ہے کہ:

"وان کان الغاسل جنبا او حائضا او کافرا جاز"

یعنی اگر جنبی یا حائضہ یا کافر غسل دینے والا ہو تو جائز ہے۔

(ج2ص188)

جب کہ نہلانے والے کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ پرہیز گار اور امانت دار ہو۔

(بہار شریعت حصہ 4 صفحہ 133)

اس کے باوجود کافر غسل دے سکتا ہے تو کافر سے قبر کھدوانا بھی جائز ہے البتہ مسلمان سے کھدوانا افضل ہے کیونکہ یہ بھی کار خیر ہے چاہے اجرت ہی دے کر ہو۔واللہ اعلم

کتبہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۱۱نومبر بروز اتوار ۲۰۱۸

****

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی قبر انور میں کیا چیز بچھایا گیا تھا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں اربابِ علم وفن اس بارے میں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب قبر شریف میں لٹایا گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے کیا کچھ بچھایا گیا تھا؟ سائل عبد الکلام رضوی بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی ارشاد فرماتے ہیں کہ:

بحرین کی سرخ مخملی چادر جو خیبر کے روز حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچی تھی اور اسے آپ

اوڑھتے تھے اسے بچھایا گیا کہتے ہیں کہ اسکے بچھانے والے شقران رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے انہوں نے کہا میں نہیں پسند کرتا کہ آپ کے بعد اسے کوئی دوسرا اوڑھے امام نووی شافعی تمام اصحاب شوافع اور دیگر علماء رحمہم اللہ بطور اعزاز قبر میں میت کے نیچے کپڑا یا بچھونا بچھانے کے مکروہ ہونے پر تنصیص کرتے ہیں۔

امام بغوی شافعی فرماتے ہیں کہ: لا بأس به۔

اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

کیونکہ یہ اس حدیث سے ثابت ہے اور درست کراہت ہی ہے چنانچہ جمہور کا مذہب یہی ہے جواب دیتے ہیں کہ یہ فعل شقران کا تھا اور وہ اپنے فعل میں منفرد ہیں کوئی صحابی ان سے متفق نہ تھا وہ اس کام کے عالم نہ تھے شقران رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کام اپنی طرف سے کیا تھا اور انہوں نے اسکو مکروہ جانا کہ اسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی اور اوڑھے یا بچھائے۔

ابن عبد البر نے کہا کہ آخر میں اسے قبر شریف سے باہر نکالا اس روایت کو ابن زیانہ نے بیان کیا ہے جیسا کہ سیرت مغلطائی میں مذکور ہے اگر یہ بات ہو بھی تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے یہ دوسروں کے لئے مکروہ ہے کہ ایسا نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(مدارج النبوۃ مترجم ج:2/ص:513/تدفین کی کیفیت/شبیر برادرز اردو بازار لاہور)

کتبــــــــہ
اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اتراکھنڈ
1 مارچ 2021 بروز پیر

****

کافر و مرتد کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ مسلمان کے قبرستان میں کسی کافر و مشرک یا قادیانی عیسائی وغیرہ کو دفن کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ سائل محمد ابوزید پٹنہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

کسی مسلمان کے قبرستان میں بدمذہب ہندو وہابی دیوبندی قادیانی عیسائی وغیرہ کو دفن کرنا

جائز نہیں جیسا کہ حضور مفتئ اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد وقارالدین قادری رضوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

کافر ومرتد میں سے کسی مردے کو مسلمان کے قبرستان میں دفن کرنا ناجائز ہے۔

(وقارالفتاویٰ ج 2 ص 381 جنازہ کا بیان)

اسی طرح فتاوی علیمیہ ج 1 جنازہ کا بیان ص 315 پر ہے:

خیال رہے جہاں پر مسلم و مرتد سب کو دفن کرنے کا رواج زمانہ دراز سے چل رہا ہو تو وہاں روک تھام، ممانعت پر شدید فتنہ کا اندیشہ ہے ایسی جگہوں پر منع نہ کریں لیکن سنی صحیح العقیدہ مسلمان کے لیے لازم وضروری ہے کہ مرتد وکافر کے جنازے کفن، دفن میں ساتھ نہ دیں اور دل سے بُرا جانیں اندیشہ فتنہ کے سبب بیچارے مسلمان معذور ہیں ان پر کوئی مواخذہ نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

محمد ریحان رضا رضوی کشن گنج بہار انڈیا

۸ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

بزرگوں کی قبر پختہ بنانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرا ایک سوال ہے کہ مزار بنانا قرآن اور حدیث سے ثابت ہے یا نہیں جواب عنایت فرمائیں۔ سائل بندہ ناچیز محمد مشرف رضا رضوی پورنوی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونــــــــــہ تعـــــــــالی

قبر کا بیرونی حصہ پختہ کرنا قبر کے آس پاس یا قبر کے قریب کوئی عمارت بنانا خاص علماء ومشائخ کی قبروں پر جائز ہے اور عامۃ المسلمین کے لئے منع ہے

مشکوۃ شریف کتاب الجنائز باب الدفن میں بروایت ابو داؤد ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت عثمان ابن مظعون کو دفن فرمایا تو ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر نصب فرمایا اور فرمایا:

اعلم بھا قبر اخی و ادفن الیہ من مات من اھلی

کہ ہم اس سے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگائیں گے اور اسی جگہ اپنے اہل بیت کے مردوں کو دفن کریں گے۔

اور بخاری کتاب الجنائز باب الجرید علی القبر میں تعلیقاً ہے کہ:

حضرت خارجہ فرماتے ہیں کہ ہم زمانہ عثمان میں تھے:

ان اشدّنا وثبۃ الذی یثب قبر عثمان ابن مظعون حتی یجاوزہ

ہم میں بڑا کودنے والا وہ تھا جو کہ عثمان بن مظعون کی قبر کو پھلانگ جاتا

مشکوٰۃ شریف کی روایت سے معلوم ہوا کہ عثمان ابن مظعون کی قبر کے سرہانے پتھر تھا اور بخاری کی روایت سے معلوم ہوا کہ خود حضرت عثمان کا تعویذ اس پتھر کا تھا اور دونوں روایات اس طرح جمع ہو سکتی ہیں کہ مشکوٰۃ میں جو آیا کہ قبر کے سرہانے پر پتھر لگایا اس کے معنی یہ نہیں کہ قبر سے علیحدہ سر کے قریب کھڑا کر دیا تھا بلکہ مطلب یہ ہے کہ خود قبر میں ہی سر کی طرف اس کو لگا یا گیا یا مطلب یہ کہ ساری قبر اس پتھر کی تھی مگر سرہانے کا ذکر کیا گیا ان دونوں احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ اگر کسی خاص قبر کا نشان قائم رکھنے کے لئے قبر کچھ اونچی کر دی جائے یا پتھر وغیرہ سے پختہ کر دی جائے تو جائز ہے تا کہ معلوم ہو کہ یہ کسی بزرگ کی قبر ہے۔

(جاءالحق صفحہ 270 مزارات اولیاء کا بیان)

اور قبر اندر سے کچی ہو تو اوپر سے پختہ کرنا بلا شبہ جائز ہے۔

ردالمحتار جلد دوم صفحہ 236 میں ہے:

کرھوا الآجُرَّ والواحَ الخشب و قال الامام التمرتاشی ھذا اذا کان حول المیت فلو فوقہ لا یکرہ لانہ یکون عصمۃ من السبع و قال مشائخ بخارٰی لا یکرہ الآجر فی بلدتنا للحاجۃ الیہ لضعف الاراضی؛اھ

اور فتاوی قاضی خاں مع عالمگیری جلد اول صفحہ 194 پر ہے:

یکرہ الآجر فی اللحد اذا کان یلی المیت اما فیما وراء ذلک لا بأس بہ؛اھ

اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:

قبر پختہ بنانے میں حاصل ارشاد علماء امجاد رحمہم اللہ تعالی یہ ہے کہ اگر پکی اینٹ میت کے متصل

یعنی اس کے آس پاس کسی جہت میں نہیں کہ حقیقۃ قبر اسی کا نام ہے بلکہ کڑا کچا وار بالائے قبر پختہ ہے تو مطلقاً ممانعت نہیں۔

(فتاوی رضویہ جلد چہارم صفحہ 195)

اور بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ 162 پر بھی ہے:
لیکن وقفی قبرستان میں کسی کی قبر پختہ نہیں بنا سکتے خواہ وہ بزرگ ہوں یا عامۃ المسلمین میں سے ہو۔
شامی جلد دوم صفحہ 237 میں ہے:

فی الاحکام عن جامع الفتاوی : وقیل لا یکرہ البناء اذا کان المیت من المشائخ و العلماء و السادات قلت لکن ھذا فی غیر المقابر المسبلۃ کما لا یخفی ۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی فقیہ ملت جلد دوم صفحہ 183)

کتبـــــہ
محمد اختر رضا قادری رضوی سرکھیت (نیپال)
۱۶ صفر المظفر ۱۴۴۰ ہجری مطابق ۲۶ اکتوبر ۲۰۱۸ عیسوی بروز جمعہ

****

قبرستان میں جانوروں کو چھوڑنا اور میچ کھیلنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اہل علم حضرات کی بارگاہ میں چند سوال عرض ہیں کہ ایک بہت پرانا قبرستان ہے جس میں آج بھی تدفین کی جاتی ہے لیکن کچھ مسلمان جن کے گھر قبرستان سے جڑے ہوئے ہیں وہ لوگ اپنے پالتو جانور بکرا بکری کتا وغیرہ اسی قبرستان میں چھوڑ دیتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ جانور قبروں پر چڑھتے ہیں اور وہاں کی گھانس اور قبروں پر ڈالے پھولوں کو بھی کھا جاتے ہیں، اور کچھ لوگ عقیقہ کے جانور کی کھال بھی اسی قبرستان میں دفن کرتے ہیں، اور انہی گھر کے بچے وہاں میچ بھی کھیلتے ہیں، علماء کرام سے گزارش ہے کہ ان سوالات پر حکم شرع کیا ہے بیان فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔ المستفتی محمد شارق قادری دموہ ایم پی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

قبرستان میں جانوروں کا چرانا اور لڑکوں کا میچ کھیلنا حرام ہے اس سے قبور مسلمین کی بے حرمتی

ہے اور مذہب مہذب کی کھلی ہوئی توہین کے ساتھ مذہبی امور میں دست اندازی ہے مردوں کو تکلیف دینا انکی توہین و بے حرمتی سب کے سب حرام و ناجائز ہیں یہ سب کام اس کے ہو سکتے ہیں جس کے دل میں نہ اسلام کی قدر ہے نہ مسلمانوں کی عزت نہ خدا کا خوف اور نہ ہی موت کی ہیبت العیاذ باللہ!

حدیث شریف میں ہے:

لان أمشي على جمرة اوسيف احب إلى من أن امشي على قبر

یعنی انگارہ یا تلوار پر چلنا میں زیادہ پسند کرتا ہوں اس سے کہ کسی مسلمان کے قبر پر چلوں۔

(ابن ماجہ بحوالہ فتاویٰ رضویہ قدیم ج ٤ /ص ١٠٩)

یونہی مسلمان کو ایذا حیا ہو یا میتا ہر طرح حرام ہے چنانچہ دوسری حدیث شریف میں ہے:

قال صلى الله عليه وسلم انزل من هذا القبر لا توذى صاحب القبر ولا يوذيك وفى حديث عبدالله بن مسعود رضى الله تعالى عنه انى اكره أذى المسلم فى مماته كما اكره اذاه فى حياته

(فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ٤٩١)

لہذا اگر قبرستان کی گھاس سوکھ گئی ہے تو اسے کاٹ کر جانور وغیرہ کیلئے لے جا سکتے ہیں مگر ہری گھاس کاٹنا اس میں جانوروں کو چرانا اور کھونٹا گاڑنا لڑکوں کا کرکٹ میچ کھیلنا یہ سب حرام ہے اس لئے اس آبادی کے تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کو اس فعل مذموم سے روکیں اور اگر وہ اس سے باز نہ آئیں تو ان کا مکمل طور سے سخت سماجی بائیکاٹ کریں۔

خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وأما ينسينك الشيطن فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظلمين

(پارہ ٧ /سورۃ انعام/ آیت ٦٥)

عقیقہ کے کھال کو دفن کرنا درست نہیں ہے یہ مال کو ضائع کرنا ہے اور مال کا ضیاع درست نہیں ہے اس سے بچیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۲ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

سوالات قبر امت محمدیہ کے ساتھ خاص ہے یا نہیں اور جن سے سوالات قبر نہیں ہوتے ہیں وہ کون لوگ ہیں اور قبر میں حضور کی زیارت سے مشرف ہونے کے بارے میں توضیح۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۔سوالات قبر امت محمدیہ کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ پوسٹ میں ہے حالانکہ اس میں اختلاف ہے۔

۲۔جن سے سوالات قبر نہیں ہوتے وہ کون لوگ ہیں اور جب سوال ہی نہیں ہوتا تو نبی کا ان کی قبر میں تشریف لانا کیا معنیٰ؟

قبل اعلان نبوت اگر سوال ہوتا تھا جیسا کہ پوسٹ میں ہے کہ پوری امت محمدیہ کا ذکر ہے تو تیسرے سوال کا جواب کیا ہے؟ جب کہ تیسرا سوال نبی کے نبوت ورسالت کے تعلق سے ہے۔

۳۔اور وہ تین صورتیں کون سی ہیں نبی کی زیارت کی خلاصہ فرمائیں۔سائل وسیم فیضی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــالى

۱۔ قبر کے یہ تینوں سوالات امت محمدیہ کے ساتھ خاص ہیں۔جیسا کہ فتاوی حدیثیہ میں خاتمۃ الفقہا الشیخ احمد شہاب الدین بن حجر الھیتمی المکی المتوفی 973ھ تحریر فرماتے ہیں:

وَ جزم التِّرْمِذِيّ الْحَكِيم وابْن عبد الْبر أَيْضا بِأَن السُّؤَال من خَواص هَذِه الْأمة لحَدِيث مُسلم: (إِن هَذِه الْأمة تُبْتلى فِي قبورها) وَخَالَفَهُمَا جمَاعَة مِنْهُم ابْن الْقيم وَقَالَ: لَيْسَ فِي الْأَحَادِيث مَا يَنْفِي السُّؤَال عَمَّن تقدم من الْأُمَم ، وَإِنَّمَا أخبر النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أمته بكيفية امتحانهم فِي الْقُبُور ، لَا أَنه نفى ذَلِك عَن ذَلِك وَتوقّف آخَرُونَ وللتوقّف وَجه لِأَن قَوْله: (إِنَّ هَذِه الْأمة) فِيهِ تَخْصِيص ، فتعدية السُّؤَال لغَيرهم تحْتَاج إِلَى دَلِيل ، و عَلى تَسْلِيم اخْتِصَاصه بهم

(الفتاوى الحديثية الصفحه 11 بيروت لبنان)

اور ایسا ہی شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور میں سلطان المحدثین ممتاز الفقہاء الشیخ جلال

الدین السیوطی المتوفی 911ھ تحریر فرماتے ہیں:

" قَالَ الْحَكِيم التِّرْمِذِيّ سُؤال الْقُبُور خَاص بِهَٰذِهِ الْأمة لِأَن الْأُمَم قبلهَا كَانَت الرُّسُل تأتيهم بالرسالة

(شرح الصدور صفحہ 145)

۲۔ وعن عبد الله بن عمرو قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من مسلم يموت يوم الجمعة أو ليلة الجمعة إلاّ وقاه الله فتنة القبر

(سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ما جاء فيمن مات يوم الجمعة، الحديث: ۱۰۷۶، ج ۲، ص ۳۳۹،و"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۶۵۹۳، ج ۲، ص ۵۷۵،وفي "حاشية الطحطاوي على المراقي للفلاح"، ص ۵۲۴:

وإن مات ليلة الجمعة أو يوم الجمعة يكون له العذاب ساعة واحدة وضغطة ثم ينقطع عنه العذاب

وفي المعتقد المنتقد ص ۱۸۴:

والأصح أنّ الأنبياء لا يُسْئَلُون ، وقد ورد أنّ بعض صالحي الأمة كالشهيد والمرابط يوما وليلة في سبيل الله يأمن فتنة القبر ، فالأنبياء عليهم السلام أولى بذلك، و في "المعتمد المستند": (والميت يوم الجمعة أو ليلتها أو في رمضان وغيرهم ممّن وردت لهم الأحاديث

(الفتاوى الرضوية"، ج۹، ص۶۵۹)

جن حضرات کا ذکر اوپر مذکور ہے وہ قبر کے سوالات سے محفوظ ہیں۔

اب بات رہی یہ کہ یہ حضرات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے یا محروم رہے؟

پس یہ بھی قاعدہ یاد رکھیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اختیار دیا گیا ہے کہ جہاں چاہیں تصرف کر سکتے ہیں اب حضور جسے چاہیں اپنی زیارت سے سرفراز فرمائیں۔

أخبار الأخیار"، ص ۲۱۶ میں مندرجہ ذیل آیت مبارکہ سے تشریح کی ہے:

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا

(پ۱۶، مریم ۶۳)

أی نورث تلك الجنة محمداً صلی اللہ علیہ وسلم فیعطی من یشاء و یمنع عمن یشاء، و ہو السلطان فی الدنیا و الآخرۃ ، فلہ الدنیا ولہ الجنة ولہ المشاہدات صلی اللہ علیہ وسلم۔

۳۔اوراس کی شارحین حدیث تین توجیہیں جونقل کرتے ہیں وہ یہ ہیں:

1 مردے کی قبر سے حضور کے روضہ اقدس تک سارے حجابات اٹھادیئے جاتے ہیں پھراشارہ کرکے پوچھیں گے ان کے بارے میں تو کیا کہتا تھا۔

2 یافرشتوں کے پاس حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ مبارک جونکیرین کے پاس ہوگی اس کی طرف اشارہ کرکے پوچھیں گے اِس کے بارے میں تُو کیا کہتا تھا۔

3 یاحضوراقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم خودمردہ کی قبر میں تشریف لاتے ہیں۔

لیکن ان میں سے کوئی قطعی نہیں ہے مقررین اپنا بازار چمکانے کے لیے تیسرے احتمال کو زوروشور سے بیان کرتے ہیں گویالوگ اسی کوقطعی سمجھ لیے ہیں۔واللہ تعالی اعلم

(فتاوی شارح بخاری جلددوم)

کتبـــــہ

محمدمنظررضانوری اکرمی

۲۵مارچ بروزسوموار ۲۰۱۹عیسوی

****

قبرمیں حضوراکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کادیدارنصیب ہوگا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علماءکرام اس مسئلہ میں کہ نبی کریم ﷺ کے ظاہری زمانے میں جب کسی کا انتقال ہوجایاکرتاتھاتومردوں سے سوال جواب کے وقت نبی کریم ﷺ قبرمیں موجودہواکرتے تھے یانہیں بحوالہ جواب عنایت.بہت.بہت مہربانی ہوگی۔سائل تابش رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

مردوں سےسوال وجواب کےوقت نبیٔ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قبرمیں موجودہوا

کرتے تھے یہ غالبا حدیث شریف کے اس ٹکڑے: فَيَقُولانِ: ما كُنتَ تَقُولُ فی هذا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ ﷺ سے لیا گیا ہے۔

خیر یہ تو ثابت ہی ہے کہ حضور اکرم صلی ا للہ تعالی کی زیارت ہوتی ہے۔

اب سوال کا جواب یہ ہے کہ "سوال و جواب" امت محمدیہ کے ساتھ خاص ہے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے زمانے میں وفات پانے والے امتی ہیں۔ اب اسی سے واضح ہوگیا کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان کی قبروں میں موجود ہوا کرتے تھے، ورنہ بغیر مشار الیہ کے اسم اشارہ سے کلام لغو قرار پاتا ہے اور یہاں اسم اشارہ "هذا" ہے۔

پوری حدیث اس طرح ہے: عن أنس بن مالك: أنَّ رَسولَ اللَّهِ ﷺ قالَ: إنَّ العَبْدَ إذا وُضِعَ فی قَبْرِهِ وتَوَلَّى عنْه أصْحابُهُ، وإنَّه لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعالِهِمْ، أتاهُ مَلَكانِ فيُقْعِدانِهِ، فَيَقُولانِ: ما كُنْتَ تَقُولُفی هذا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ ﷺ، فأمَّا المُؤْمِنُ، فيَقولُ: أشْهَدُ أنَّه عبدُ اللَّهِ ورَسولُهُ، فيُقالُ له: انْظُرْ إلى مَقْعَدِكَ مِنَ النّارِ قدْ أبْدَلَكَ اللَّهُ به مَقْعَدًا مِنَ الجَنَّةِ، فَيَراهُما جَمِيعًا - قالَ قَتادَةُ: وذُكِرَ لَنا: أنَّه يُفْسَحُ له فی قَبْرِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إلى حَديثِ أنَسٍ- قالَ: وأَمّا المُنافِقُ والكافِرُ فيُقالُ له: ما كُنْتَ تَقُولُ فی هذا الرَّجُلِ؟ فيَقولُ: لا أدْرِی كُنْتُ أقُولُ ما يقولُ النّاسُ، فيُقالُ: لا دَرَيْتَ ولا تَلَيْتَ، ويُضْرَبُ بمَطارِقَ مِن حَدِيدٍ ضَرْبَةً، فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُها مَن يَلِيهِ غيرَ الثَّقَلَيْنِ.

(البخاری ٢٥٦ صحيح البخاری ١٣٧٤ • [صحيح] • شرح رواية أخرى)

نوٹ: یہ مسئلہ اس سے جدا ہے کہ جن سے سوال نہیں ہوتا ہے ان کی قبروں میں حضور کی تشریف آوری ہوتی ہے یا نہیں؟ بیشک ہوتی ہے۔ ولبیانہ مقام آخر۔

نیز یہ مسئلہ بھی اس سوال سے الگ ہے قبروں میں حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی حاضری کس طور پر ہوتی، اس میں تین اقوال ہیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد عدیل احمد قادری رضوی

۲۰ مارچ بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

* *

جمعہ یا شب جمعہ کو انتقال کرنے والے سے سوال قبر نہیں ہوتا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرا ایک سوال ہے کی جو شخص جمعہ کے دن مرگیا تو کیا اس سے سوال قبر ہوگا کہ نہیں مع حوالہ مہربانی ہوگی۔سائل محمد رضوان خان قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

یقینا جمعہ یا شب جمعہ کو انتقال کرنے والے سے سوال قبر نہیں ہوتا ہے چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

وعن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ما من مسلم یموت یوم الجمعۃ او لیلۃ الجمعۃ الا وقاہ اللہ فتنۃ القبر

یعنی جو مسلمان جمعہ یا شب جمعہ کو انتقال کرے گا اسے اللہ تعالیٰ سوالِ قبر سے محفوظ کردے گا اس حدیث کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی تحریر فرماتے ہیں کہ:

" جمعہ یا شب جمعہ کے مرنے والے مومن سے نہ حسابِ قبر ہو نہ عذابِ قبر، کیونکہ اس دن کی موت شہادت کی موت ہے اور شہید عذاب وحساب سے محفوظ ہے۔واللہ تعالی اعلم

(مراۃ المناجیح جلد دوم صفحہ ۳۲۰)

کتبــــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

16 اکتوبر بروز منگل 2018

****

کسی مسلمان کی قبر دب جائے تو مٹی ڈال کر درست کرنے میں کوئی حرج نہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان کرام مسئلے ذیل میں کہ دفن کرنے کے چھ مہینے یا سال بھر کے بعد قبر اگر نیچے دب جائے تو نشاندہی کے لیے اس پر مٹی ڈالنا کیسا ہے؟ سائل شہادت علی خان

برکاتی شیرانی خطیب وامام سنی جامع مسجد ڈیگانہ راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــالی

اگرکسی مسلمان کی قبر دب جائے تو مٹی ڈال کراسے درست کرنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ :" و اذا حربت القبور فلا باس بتطیینها کذا فی التتارخانیة وھو الاصح وعلیه الفتوی کذا فی الجواھر الاخلاطی۔

یعنی اور جب قبر خراب ہوجائے تو اس پر مٹی ڈالنے میں کوئی حرج نہیں۔

ایسا ہی فتاوی تاتارخانیہ میں ہے اور یہی اصح ہے اور اس پر فتوی ہے اور ایسا ہی جواہر الاخلاطی میں ہے۔واللہ تعالی اعلم

(فتاوی عالمگیری ج1 ص166)

کتبـــــه
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۱۲۲ اگست بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

خواب کی بنا پر قبر کھودنا جائز نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک لڑکا ہمارے گاؤں کا تھا جس کی مٹی ہوئے آج بارہ دن ہوگئے اس کا انتقال ممبئی میں ہوا پھر گھر پے مٹی ہوئی لیکن تین دن کے بعد میں لگاتار لوگ خواب میں دیکھتے ہیں لڑکے کو اور وہ لڑکا بولتا ہے میں زندہ ہوں مجھے باہر نکالو میں کو وامیں چلاگیا ہوں کئی لوگوں نے یہ خواب دیکھا ہے اور ایک حافظ قرآن بھی اس خواب کو دیکھا ہے تو کیا قبر کو کھود کر دیکھ سکتے ہیں اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ تمامی حضرات سے گزارش ہے جتنی جلدی ہوسکے جواب عنایت فرمادیں بہت مہربانی ہوگی۔المستفتی محمد طفیل قادری بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــالی

امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ اس طرح کے ایک سوال

کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

محض اس خواب کی بنا پر قبر کھودنی جائز نہیں ۔لا الا بدلیل جائز و الستر مصون و الرویا فنون فی السراجیة ثم الهندیة حامل ماتت علی حملها سبعة أشهر و كان الولد يتحرك في بطنها ماتت فدفنت ثم رويت في المنام انها قالت لا ينبش القبر۔

یعنی بغیر کسی واضح دلیل کے جائز نہیں اور خواب کا اعتبار نہیں کیونکہ خواب طرح طرح کے ہوتے ہیں سراجیہ پھر ہندیہ میں ہے ایک عورت کے حمل کو سات مہینے ہوئے بچہ اس کے پیٹ میں حرکت کرتا تھا وہ مرگئی اور دفن کر دیا گیا پھر کسی نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ کہتی ہے میں نے بچہ جنا ہے تو قبر نہ کھودی جائے گی ۔واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ ج 9 ص 405: رضا فاؤنڈیشن لاھور)

کتبــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

****

قبروں پر پھول/ سبزہ/ ہار وغیرہ ڈالنا سنت سے ثابت ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں عریضہ یہ ہے کہ کیا قبر پر اگر بتی جلانا یا پھول چڑھانا قرآن وحدیث سے ثابت ہے چڑھا سکتے ہیں یا نہیں اگر بتی جلا سکتے ہیں یا نہیں علمائے کرام رہنمائی فرمائیں مہربانی ہوگی ۔سائل عبداللہ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

ارشادات اعلی حضرت بحوالہ فتاویٰ افریقہ صفحہ ۷۰ / فتاویٰ رضویہ شریف جلد ٤ صفحہ ۱٤۱" پر ہے کہ: عود لوبان وغیرہ (مثلاً اگر بتی) کوئی چیز نفس قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز (بچنا) چاہئے اگرچہ کسی برتن میں ہو اور قریب سلگانا اگر نہ کسی تالی (تلاوت کرنے والا) یا ذاکر زائر حاضر خواہ عنقریب آنے والے کے واسطے ہو بلکہ یوں کہ صرف قبر کے لئے جلا کر چلا آئے تو ظاہر منع ہے کہ اسراف و اضاعت

مال ہے-میت صالح اس عرفے (کھڑکی) کے سبب جو اس کی قبر میں جنت سے کھولا جاتا ہے اور بہشتی پھولوں کی خوشبوئیں لاتی ہیں دنیا کے اگر بتی لوبان سے غنی ہے ۔

اور معاذ اللہ تعالیٰ! جو دوسری حالت میں ہو (یعنی عذاب کی حالت میں) اسے اس سے انتفاع نہیں معلوم ہوا کہ اگر وہاں کوئی رک کر تلاوت کرنے والا یا زیارت کے لئے آنے والا نہیں تو یوں ہی بلا وجہ اگر بتی جلانا ممنوع ہے اور اگر کوئی وہاں پر تلاوت قرآن کرنے والا یا زیارت کرنے والا ہو تو جلانا جائز ہے بشرطیکہ قبر پر نہ ہو بلکہ قبر سے دور ہٹ کر لگایا گیا ہو۔

اب رہ گیا قبر پر پھول ڈالنے کا مسئلہ تو اس کے متعلق عرض ہے کہ کون نہیں جانتا کہ پھول اللہ تعالیٰ کی کتنی اعلیٰ نعمت ہیں پھول کی خوشبو خود ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پسند فرمائی لیکن افسوس ! کچھ بدبو پسند/ بدبو دار لوگوں نے اسے اپنی کتابوں میں پھولوں سے نفرت و عداوت کا مظاہرہ کیا ہے تر پھول میں چونکہ زندگی ہے اس لئے وہ تسبیح وتہلیل کرتا ہے جس سے میت کے عذاب میں کمی ہو جاتی ہے زائرین کو خوشبو حاصل ہوئی ہے لہذا یہ مومن کے قبر پر ڈالنا چاہئے کہ اس تسبیح وتہلیل کی برکت سے میت کے عذاب میں کمی آئے گی۔

جیسا کہ مرات شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد اول صفحہ ۲۰۹ پر ہے کہ:

عن ابن عباس قال مر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بقبرین فقال انہما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر اما احدھما فکان لایستتر من البول و فی روایتہ لمسلم لا یستنزہ من البول و اما الاخر فکان یمشی بالنمیمتہ ثم اخذ جریدتہ رطبتہ فشقھا بنصفین ثم عرز فی کل قبر واحدتہ ۔ قالوا یارسول اللہ لم صنعت ھذا ۔ فقال لعلہ ان یخفف عنھما ما لم ییبسا متفق علیہ

یعنی روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرماتے ہیں کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دو قبر پر گزرے تو فرمایا کہ یہ دونوں پہ عذاب دئے جارہے ہیں اور کسی بڑی چیز میں عذاب نہیں دئے جارہے ان میں ایک تو پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا پھرتا تھا پھر ایک تر شاخ لی اور اسے چیر کر دو حصے فرمائے پھر ہر قبر میں ایک گاڑ دی لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو فرمایا کہ شاید جب تک یہ نہ سوکھیں تب تک ان کا عذاب ہلکا ہو۔ (بحوالہ بخاری ومسلم)

اس حدیث کے تحت مفسر قرآن حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: قبروں پر پھول/سبزہ/ہار وغیرہ ڈالنا سنت سے ثابت ہے کہ اس کی تسبیح سے میت کو راحت ہے۔

اشعتہ اللمعات نے جامع الاصول سے روایت ہے کہ:

صحابی رسول حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی تھی ،میری قبر میں دو ہری شاخیں ڈال دی جائیں! تاکہ نجات حاصل ہو۔

طحاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۳٦٤ پر ہے کہ:

ہمارے بعض متاخرین اصحاب نے اس حدیث کی وجہ سے فتویٰ دیا ہے کہ خوشبو اور پھول چڑھانے کی جو عادت ہے وہ سنت ہے۔

فتاویٰ عالمگیری کتاب الکراہت جلد ٥ باب زیارت القبور میں ہے کہ:

" قبروں پر پھول خوشبو رکھنا اچھا ہے

شامی جلد اول بحث زیارت القبور میں ہے کہ:

" اس سے بھی اور حدیث سے بھی قبر پر پھول رکھنے کا مستحب ہونا معلوم ہوتا ہے اگر چہ ہر خشک و تر چیز تسبیح پڑھتی ہے مگر سبزے (ہریالی) کی تسبیح سے مردے کو راحت نصیب ہوتی ہے نہ کہ خشک چیز کی تسبیح سے ایسے ہی بے دین کی تلاوت قرآن سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ اس میں کفر کی خشکی ہے-مومن کی تلاوت مفید ہے کہ اس میں ایمان کی ہریالی موجود ہوتی ہے اب اگر کوئی کہے کہ" قبر پر پھول ڈالنے سے کچھ نہیں ہوتا تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس کے اندر ایمان کی ہریالی نہیں- بلکہ کفر کی خشکی ہے اس لئے اس سے الجھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ اپنے باطل عقائد کے ہی پیش نظر سچ کہہ رہا ہے ایسے لوگوں کو جواب دینے کے بجائے یہ کہہ دینا کافی ہوگا کہ" تم پہلے سنی بن جاؤ! پھر تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ قبر پر پھول چڑھانے سے کتنا فائدہ حاصل ہوتا ہے قبر پھول ڈالنے سے میت کو بھی اور ڈالنے والے کو بھی فائدہ ہوتا ہے بشرطیکہ دونوں مومن ہوں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ:

"من القی الورد علی قبر مسلم غفر اللہ تعالیٰ بتسبیحہ للمیت و یکتب للملقی حسنہ"

یعنی جس شخص نے مسلمان کی قبر پر پھول ڈالے تو اللہ تعالیٰ اس پھول کی تسبیح کی برکت سے

اس میت کو بخش دے گا اور پھول ڈالنے والے کے لئے نیکی لکھتا ہے۔

(شرح برزخ/ذو الفقار حیدریہ/وسیلتہ النجاتہ)

مزید معلومات کے لئے جاء الحق حصہ اول کا مطالعہ مفید ثابت ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد صادق رضا پٹنہ بہار

****

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پہ مٹی ڈالتے وقت کیا پڑھا گیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

ایک سوال ہے علمائے کرام سے کہ عام لوگوں کی جب موت ہوتی ہے تو منھا خلقنٰکم پڑھتے ہیں قبر میں مٹی ڈالتے وقت تو جب میرے پیارے نبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصال مبارک ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ کے زبان مبارک پر کیا جاری تھا۔ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل محمد صدام حسین مراد آباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــہ تعـــــــالی

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو قبر اطہر شریف میں رکھتے وقت صحابہ کرام کی ایک عظیم جماعت موجود تھی اور قبر پر مٹی ڈالنے کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی حدیث شریف موجود ہے کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میت پر اپنے دونوں ہاتھوں سے تین لپ ڈالے۔

چنانچہ مشکواۃ شریف باب دفن المیت الفصل الثانی میں ہے:

وعن جعفر بن محمد عن ابیہ مرسلا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حثی علی المیت ثلث حثیات بیدیہ جمیعا وأنہ رش علی قبر ابنہ ابراھیم ووضع علیہ حسباء رواہ فی شرح السنۃ وروی الشافعی من قولہ رش"

ترجمہ روایت ہے حضرت جعفر ابن محمد سے وہ اپنے باپ سے مرسلا روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے میت پر اپنے دونوں ہاتھوں سے تین لپ مٹی ڈالے اور اپنے فرزند ابراہیم کی قبر پر چھڑکاؤ کیا اور اس پر کنکر بچھائے شرح سنت اور شافعی نے رش سے کیا ہے۔

اور مٹی کی امام احمد کی روایت میں ہے کہ آپ پہلے لپ پر پڑھتے" منها خلقنٰکم " اور دوسرے پر پڑھتے" وفیها نعیدکم "اور تیسرے میں پڑھتے" و منها نخرجکم تارۃ أخری "
چنانچہ میت کو تین لپ مٹی ڈالنا سنت ہے اور قرآن کی اس آیت کا پڑھنا بھی سنت ہے اور قبر پر پاک وٹھنڈا پانی چھڑکنا بھی سنت ہے۔

(بحوالہ مراۃ المناجیح جلد دوم ص ۴۸۸)

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی قبر پر مٹی ڈالتے وقت اگر صحابہ کرام درود شریف یا کوئی دوسری دعا پڑھتے تو یقینا کسی کتاب میں ذکر ہوتی مگر تلاش بسیار کے باوجود نہیں ملی بالخصوص مدارج النبوت میں تذکرہ ہوتا مگر نہیں ہے ۔
چنانچہ جس طرح نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے لے قبر شریف کھودی گئی۔کفن شریف دیا گیا قبر شریف پے مٹی پھاوڑا سے ڈالی گئی قبر شریف پر پانی کا چھڑکاؤ کیا گیا قبر شریف ایک بالشت اونچی کی گئی قبر پر سرخ وسفید سنگریزے جمائے گئے۔

(بحوالہ مدارج النبوت جلد دوم ص ۵۱۳)

اسی طرح اغلب گمان ہے کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے قبر اطہر پہ مٹی ڈالتے وقت قرآن مقدس کی اسی آیت کا ورد کیا ہوگا جس کا پڑھنا سنت ہے اگر کوئی دوسری دعا پڑھتے تو کتابوں میں ذکر ہوتا اور کتابوں میں ذکر نہ ہونا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ وہی آیت پڑھی گئی جو سنت سے ثابت ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ
محمد رضا امجدی ہرپور وا باچپٹی سیتامڑھی بہار
۲ ستمبر بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

قبرستان میں مٹی پاٹنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ برسات کے موسم میں قبرستان میں پانی بھر جاتا ہے تو قبرستان میں مٹی پٹوانا سکتے ہیں؟ سائل محمد مشتاق

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

قبرستان کی حفاظت کے لئے مٹی ڈال کر اونچا کرنا جائز ہے کہ اس میں مال وقف کی حفاظت کے ساتھ مسلمانوں کو حرج و دقت سے بچانا ہے جیسا کہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

حتی المقدور ہر جائز کوشش حفظ مال وقف میں کریں اس میں جتنا وقت یا مال ان کا خرچ ہوگا یا جو کچھ محنت کریں گے مستحق اجر ہوں گے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ قدیم ج6 ص350)

کتبہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۸ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۱۲ جمادی الاولی ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

****

انبیائے کرام علیہم السلام سے سوالات قبر ہوں گے یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل ہے مسئلہ کے بارے میں کہ آپ ﷺ جب قبر مبارک میں رکھے گئے تو سوال وجواب ہوا یا نہیں اگر ہاں تو سوال کیا ہوا ما تقول فی شأن ھذا الرجل کی جگہ کیا سوال ہوا؟ سائل ارمان رضا راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

انبیائے کرام علیہم السلام سے سوالات قبر نہیں ہوتے ہیں اور اسی طرح بعض امتیوں سے بھی سوالات قبر نہیں ہوں گے جیسے شہید، راہِ خدا میں مسلمانوں کی سرحد پر ایک دن رات پہرہ دینے والا ، مسلمانوں کے بچے، جو مسلمان شبِ جُمعہ یا روزِ جُمعہ یا رَمَضانُ المبارک میں فوت ہو جائے وہ سوالِ نکیرین سے محفوظ رہے گا۔ سونے سے قبل سورۃ سجدہ اور سورۃ ملک پڑھنے والا ۔ طاعون کے سبب مرنے والے (مسلمان) سے بھی سوالاتِ قبر نہیں ہوں گے۔

جیسا کہ درمختار میں ہے کہ:

" الأصح أن الأنبياء لا يسألون، ولا اطفال المؤمنين و توقف الامام في اطفال المشركين "

اور رد المحتار میں ہے کہ:

" ثم ذكر أن من لا يسأل ثمانية : الشهيد، و المرابط، و المطعون، و الميت في زمن الطاعون بغيره اذا كان صابرا و محتسبا، و الصديق، و الاطفال، و الميت يوم الجمعة و ليلتها، و القارىء كل ليلة تبارك الملك، و بعضهم ضم إليها السجدة و القارىء في مرض موته ـ و أشار الشارح إلى أنه يزاد الانبياء عليهم الصلوة و السلام لأنهم أولى من الصديقين "اه

(در مختار مع ردالمحتار ج3ص81 : كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب : ثمانية لا يسألون في قبورهم، دار الكتب العلميه بيروت)

اور المعتقد المنتقد ص184 میں ہے کہ:

" و الأصح أنّ الأنبياء لا يسألون، وقد ورد أنّ بعض صالحي الأمة كالشهيد و المرابط يوما و ليلة في سبيل الله يأمن فتنة القبر، فالأنبياء عليهم السلام أولى بذلك، وفي المعتمد المستند : (والميت يوم الجمعة أو ليلتها أو في رمضان وغيرهم ممّن وردت لهم الأحاديث) "اه

(فتاوی رضویہ ج9ص659)

اور تکمیل الایمان میں ہے کہ واصح آں است کہ انبیاء را سوال نبود، وآنکہ روز جمعہ یا شب وے مردہ وآنکہ ہر شب سورہ ملک خواند۔

(تکمیل الایمان ص73)

اور قانون شریعت میں ہے کہ:

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام سے نہ قبر میں سوال ہو، نہ انہیں قبر دبائے اور سوال تو بعض امتیوں سے بھی نہ ہوگا جیسے جمعہ اور رمضان میں مرنے والے مسلمان قبر میں آرام وتکلیف کا ہونا حق ہے۔

(قانون شریعت جدید ص47)

لہٰذا مذکورہ باتوں سے ثابت ہوا کہ انبیائے کرام سے سوالات قبر نہیں ہوں گے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی انبیائے کرام میں داخل ہیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی قبر میں سوال نکیرین نہیں ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۱۵ مارچ ۲۰۲۰ بمطابق ۱۹ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

****

جس شخص کو مار کر پھینک دیا گیا ہو اور قبر میں دفن نہ کیا گیا ہو تو اس سے سوالات کیسے ہونگے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کچھ شخص کو مار کر پھینک دیتے ہیں تو ان سے کیسے سوال وجواب ہوتا ہے۔ سائل ثناء اللہ بستوی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــوابـ بعونــــــــــــہ تعــــــــــــالی

اگر انکو قبر میں دفن نہ کیا گیا تو جہاں پڑے رہ گئے وہیں ان سے سوالات ہونگے اور وہیں ثواب یا عذاب پہونچے گا جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں پڑا رہ گیا یا پھینک دیا گیا غرض کہیں ہو اس سے وہیں سوالات ہونگے اور وہیں ثواب یا عذاب پہونچے گا یہاں تک کہ جسے شیر کھا گیا تو شیر کے پیٹ میں سوال وثواب وعذاب جو کچھ ہو پہونچے گا۔

(ح:1 /ص:113 / عالم برزخ کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ میں ہے کہ:

" (و عذاب القبر) قید القبر جری علی الغالب أو قبر کل انسان بحسبه و قال العلماء عذاب القبر هو عذاب البرزخ أضیف الی القبر لأنه الغالب و الا

فکل میت أراد الله تعالیٰ تعذیبه ناله ما أراد الله به قبر أو لم یقبر ولو صلب أو غرق فی بحر أو اکلته الدواب أو حرق حتی صار رمادا أو ذری فی الریح و محله الروح والبدن باتفاق اهل السنة و کذا القول فی النعیم قاله اللاقانی۔ والله تعالیٰ اعلم
(ج:1 /ص:266 /المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ الجامع البغدادی لاہور پاکستان)

کتبــــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

۱ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۵ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

****

قبر پر پانی چھڑکنا کیسا؟؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

سوال یہ عرض ہے: قبر پر پانی ڈالنا کیسا ہے؟ المستفتی: نعمان رضا جیپور راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

مردہ کو دفن کرنے کے بعد مٹی جمانے اور قبر کی حفاظت کی غرض سے پانی چھڑکنا مستحب ہے، سر کی جانب سے پانی چھڑکنا شروع کرے اور پائنتی تک چھڑک دے، اور اگر اس مقصد کے لیے بطورِ تبرک زم زم کا پانی بھی استعمال کرلے تو یہ بھی جائز ہے، نیز اگر بعد میں بھی قبر کی مٹی منتشر ہوگئی ہو تو قبر کو ٹھیک کرکے پانی چھڑکنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ:

وعن جعفربن محمد عن ابیه مرسلا ان النبی صلی الله تعالی علیه وسلم علی المیّت ثلٰث جثیات بیدیه جمیعا وّانّه رشّ علی قبر ابنه ابراهیم و وضع علیه حصبآء۔

یعنی حضرت جعفر ابن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے مرسلا روایت کرتے ہیں کہ تحقیق رسول اللہ نے قبر پر تین لپ دونوں ہاتھوں سے بھر کر ڈالے اور اپنے صاجزادہ حضرت ابراھیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر سنگریزے بھی رکھے۔

(أخرجه البغوی فی شرح السنه ج5ص 401 رقم حدیث 1515)

اور مشکوۃ المصابیح میں ہے کہ:

و عن جابر قال رشّ قبر النّبی صلی الله تعالی علیه وسلم و کان الذّی رشّ المآء علٰی قبرہٖ بلال بن رباح بقربة بداء من قبل راسه حتّٰی انتھٰی الٰی رِجلیهٖ رواہ البیهقی فی دلائل النبوۃ "اھ

یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک پر پانی چھڑکا گیا اور یہ کام حضرت بلال بن رباح نے مشک سے انجام دیا۔سرھانے سے پانی چھڑکنا شروع کیا اور قدموں تک آئے۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص148/149/مرقاۃ المفاتیح ج4ص168،رقم حدیث 1710)

اسی میں ہے کہ:

وعن ابی رافع قال سلّ رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم سعدًا ورشّ علٰی قبرہٖ مآء رواہ ابن ماجه۔

یعنی حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جناب سعد کو قبر میں سر کی جانب سے لٹایا اور ان کی قبر پر پانی چھڑکا۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص366)

اور در مختار میں ہے کہ:

" ولا بأس برش الماء علیه حفظا لترابه عن الاندراس "

(در مختار ج3ص169 : کتاب الصلاۃ،مطلب: فی دفن المیت)

اور حاشیۃ الطحطاوي علی مراقي الفلاح میں ہے کہ:

" قوله : " ولا بأس برش الماء " بل ینبغی أن یکون مندوباً لأن النبی صلی الله علیه وسلم فعله بقبر عید وقبر ولدہ إبراهیم وأمر به فی قبر عثمان بن مظعون "اھ

(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص611)

اور اسی میں ہے کہ:

" فائدة : يجوز الوضوء والغسل بماء زمزم عندنا من غير كراهة بل ثوابه أكبر، وفصل صاحب " لباب المناسك " آخر الكتاب فقال : يجوز الاغتسال والتوضؤ بماء زمزم إن كان على طهارة للتبرك "اه

(حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح ص 21)

فتاوی رضویہ میں ہے کہ:

بعد دفن قبر پر پانی چھڑکنا مسنون ہے اور نئی ڈال دی گئی یا منتشر ہو جانے کا احتمال ہو تو اب بھی پانی ڈالا جائے کہ نشانی باقی رہے اور قبر کی توہین نہ ہونے پائے۔

" به علل في الدر غيره أن لا يذهب الأثر فيمتهن "

یعنی درمختار وغیرہ میں علت بیان فرمائی ہے کہ نشان مٹ جانے کے سبب بے حرمتی نہ ہو" اس کے لئے کوئی دن معین نہیں ہوسکتا ہے جب حاجت ہو اور بے حاجت پانی کا ڈالنا ضائع کرنا ہے اور پانی ضائع کرنا جائز نہیں اور عاشورہ کی تخصیص محض بے اصل و بے معنی ہے" اھ

(فتاوی رضویہ ج 9 ص 372: رضا فاؤنڈیشن لاھور)

اور علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس (قبر) پر پانی چھڑکنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت ج 1 ص 846: قبر و دفن کا بیان)

کتبــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۱۶ مارچ ۲۰۲۰ء بمطابق ۲۰ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

****

قبرستان پر راستہ بنانا جائز وحرام؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفتیان کرام وضاحت فرمائیں گاؤں کی ایک پرانی قبرستان ہے اور پرانے لوگوں کا کہنا ہے کہ پورے قبرستان میں کوئی بھی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں کوئی قبر نہ ہو صورت مسئلہ یہ ہے کہ اب لوگ

چاہتے ہیں کہ قبرستان میں پختہ راستہ بنایا جائے تاکہ آسانی سے قبروں کے پاس جا کر فاتحہ پڑھا جاسکے بصورت دیگر قبر کے ہر چہار جانب بونے کا احتمال ہے اور اسی طرح چھوڑنے پر لوگ کسی بھی طرف سے داخل ہوتے ہیں اور بے ادبی زیادہ ہوتی ہے شریعت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں نوازش ہوگی۔سائل محمد ابوعبیدہ نظام بستی یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

لوگوں کا قبرستان میں پختہ راستہ بنانا اور لوگوں کا قبرستان میں چلنا پھرنا یہ سب ناجائز وحرام ہے اس سے مردوں کو تکلیف پہنچتی ہے اور اس میں اموات مسلمین کی توہین و بے حرمتی بھی ہے اور مردوں کو تکلیف دینا اور ان کی توہین و بے حرمتی سب کے سب حرام و ناجائز ہے۔

سنن ابن ماجہ میں ہے:

عن عقبة بن عامر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لان امشى على جمرة أو سيف أو اخصف نعلى برجلى احب الى من ان أمشى على قبر مسلم

ترجمہ نبی کریم صلی علیہ وسلم نے فرمایا مجھے آگ کے انگارے پر یا تلوار پر یا اپنے جوتے کو اپنے پاؤں کے ذریعے سی لوں اس پر چلنا زیادہ پسند ہے کہ میں کسی مسلمان کی قبر پر چلوں۔

(ج2 ماجاء فى النهى عن المشى على القبر و الجلوس عليها صفحه 780)

ردالمحتار میں ہے:

كره وطى القبر و القعود أو النوم أو قضاء الحاجة عليه:

ترجمہ قبر پر وطی اور بیٹھنا اور سونا اور قضائے حاجت کرنا اس پر مکروہ ہے۔

(ج3 مطلب فى اهداء ثواب القرأة للنبى صلى الله عليه وسلم صفحه 153)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

ويكره ان يبنى على القبر أو يقعد أو ينام عليه أو يوطأ عليه أو يقضى حاجة الانسان من بول أو غائط

(ج1 الفصل السادس فى القبر و الدفن صفحه 166)

فتاوی رضویہ میں ہے:

قبروں پر چلنے کی ممانعت ہے نہ کہ جوتا پہننا سخت توہین اموات مسلمین ہے ہاں جو قدیم راستہ قبرستان میں ہو جن میں قبر نہیں اس میں چلنا جائز ہے اگر چہ جوتا پہنے ہو قبروں پر گھوڑے باندھنا چارپائی بچھانا سونا بیٹھنا سب منع ہے۔

(جلد 9 صفحہ نمبر 407)

نوٹ:۔ بہتر یہ ہے کہ قبرستان کے باہر ہی فاتحہ وغیرہ دے دیں اندر نہ جائے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــــہ

محمد مظہر حسین سعدی رضوی اتر دیناجپور بنگال

۹ مئی بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

لڑکی قبر پر رونے کے متعلق فتوی؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال ایک لڑکی قبرستان میں کھڑی بہت رو رہی تھی کسی نے پوچھا: تم اتنا کیوں رو رہی ہو؟ یہ کس کی قبر ہے، لڑکی نے جواب دیا: یہ قبر میرے باپ کی ہے، اس میں دفن میرا بیٹا ہے، اگر یہ زندہ ہوتا تو میرا شوہر ہوتا، بتائیں؟ قبر میں کون دفن ہے؟ سائل شاہد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونــــــــــــہ تعـــــــــــالی

لڑکی کے باپ نے اپنی حیات میں اپنی قبر کھدوا رکھی تھی۔ اس نے لڑکی کی منگنی ایک لڑکے سے کی۔ اور کچھ دن کے بعد لڑکے کا انتقال ہو گیا اور اس کو لڑکی کے باپ کی قبر میں جو لڑکی کے باپ نے پہلے ہی سے کھدوا کر رکھی تھی اس کو اسی میں دفن کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس لڑکے کے باپ سے اس لڑکی کی شادی ہوگئی۔ تو مرا ہوا لڑکا اس کا سوتیلا بیٹا ہوا، جو اس کے باپ کی قبر میں دفن ہے۔ اگر زندہ ہوتا تو اس کا شوہر ہوتا۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۲۲ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ

****

بزرگوں کی قبر کو بوسہ لینا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ مزارات کو بوسہ دینا کیسا ہے۔ سائل شاداب رضا بہرائچ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

منع ہے جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:
"فی الواقع بوسہ قبر میں علماء کا اختلاف ہے۔ اور تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک امر ہے دو چیزوں داعی ومانع کے درمیان دائر، داعی محبت ہے اور مانع ادب، تو جسے غلبہ محبت ہو اس سے مواخذہ نہیں کہ اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے اور عوام کے لئے منع ہی احوط ہے۔
ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مزار اکابر سے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو پھر تقبیل کی کیا سبیل۔

(فتاوی رضویہ مترجم ج ٢٢)

اور دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ: قبروں کا بوسہ لینا نہ چاہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(فتاوی رضویہ مترجم ج ٩)

کتبـــــــــہ
محمد اشفاق احمد علیمی پوربندر گجرات
١١ اپریل بروز جمعرات ٢٠١٩ عیسوی

****

قبر پر جھک کر مٹی دینا کیسا نیز جنازہ کو قبرستان لے جاتے وقت منزل دینا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام کہ قبرستان پر مٹی کس طرح دینا چاہیے بیٹھ کر یا جھک کر نیز میت کو قبرستان پر لے جانے وقت منزل لینا چاہیے کہ نہیں؟ سائل محمد مصطفیٰ بلرام یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

قبر پر مٹی جھک کر ڈالنا چاہئے یا بیٹھ کر ایسی کوئی روایت صراحت کے ساتھ موجود نہیں ہے مٹی ڈالتے وقت بیٹھنے کی جگہ ہو یہ ضروری نہیں ہے؛ کیوں کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ قبر کے پاس زیادہ لوگ جمع ہو جاتے ہیں تو جگہ کی قلت ہوتی ہے جس طرح بھی سہولت ہو قبر پہ مٹی ڈال سکتے ہیں؛۔اورزیادہ لوگوں کا اکٹھا جمع ہونے میں یہ بھی خدشہ ہے کہ کسی قبر پر پیر پڑ جائے۔

حضور اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: قبور مسلمین پر پاؤں رکھنا چلنا بیٹھنا جائز نہیں۔

(فتاوی رضویہ جلد ۹ صفحہ ۴۸۱ مطبع رضا فاؤنڈیشن لاہور)

منزل کے تعلق سے حکم یہ ہے کہ میت کو قبرستان لے جاتے وقت جلدی کرنا چاہئے اور منزل دینا مکروہ ہے جیسا کہ فتاوی فقیہ ملت میں ہے:

جنازہ اٹھانے کے بعد قبرستان تک پہونچانے کے لئے بیچ میں ٹھہرنا مکروہ ہے۔

فتاوی عالمگیری مع خانیہ جلد اول صفحہ ۱۶۲ میں ہے:یکرہ منزل المیت ملخصا "

(فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۲۷۷ مطبع شبیر برادرز لاہور)

حدیث شریف میں ہے: عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اسرعوا بالجنازۃ فان تک صالحۃ فخیر تقدمونھا الیہ وان تک سوی ذلک فشر تصنعونہ عن رقابکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جنازہ کے لے جانے میں جلدی کرو" اس لئے کہ اگر وہ نیک آدمی کا جنازہ ہے تو اسے خیر کی (منزل) طرف جلد پہچانا چاہئے اور اگر بدکار کا جنازہ ہے تو برے کو اپنی گردنوں سے جلد اتار دینا چاہئے۔واللہ تعالی اعلم

(بخاری، مسلم بحوالہ انوار الحدیث صفحہ ۱۵۳/مطبع اویسی بک اسٹال گوجرانوالہ پاکستان)

کتبـــــــہ

محمد معصوم رضا نوری

۷ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۱ مئی ۲۰۲۰ء بروز جمعہ

****

پرانے قبرستان میں چلنا پھرنا راستہ وغیرہ بنانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ ہمارے یہاں کی قبرستان میں قبروں کی نشان دہی نہیں ہوتی ہیں اور کچھ سالوں کے بعد قبر کا نام ونشان ختم ہو جاتا ہے یہاں تک کہ زمین برابر ہو جاتی ہے اور یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہاں قبر ہے یا نہیں تو اس کے اوپر سے چلنا کیسا؟ المستفتی محمد ضیاء الدین سبحانی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــــــواب بعونــــــــــــــــــــه تعـــــــــــــــــالی

صورت مسؤلہ میں وہ قبرستان کے حکم میں ہے اگر چہ نشانات۔ وغیرہ مٹ گئے ہوں یا کئی عرصہ سے اس میں تدفین ہونا بند ہوجائے، ادب واحترام میں قبرستان ہی کی طرح بجالائیں، اس میں چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا راستہ مکان کھیت وغیرہ بنانا ناجائز ہے۔

فتاویٰ ھندیہ میں ہے:

وَيُكْرَهُ أَنْ يُبْنَى عَلَى الْقَبْرِ أَوْ يُقْعَدَ أَوْ يُنَامَ عَلَيْهِ أَوْ يُوطَأَ

اسی طرح ہے:

سُئِلَ الْقَاضِي الْإِمَامُ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ مَحْمُودٌ الْأُوزْجَنْدِيُّ عَنْ الْمَقْبَرَةِ فِي الْقُرَى إذَا انْدَرَسَتْ وَلَمْ يَبْقَ فِيهَا أَثَرُ الْمَوْتَى لَا الْعَظْمُ وَلَا غَيْرُهُ هَلْ يَجُوزُ زَرْعُهَا وَاسْتِغْلَالُهَا؟ قَالَ: لَا، وَلَهَا حُكْمُ الْمَقْبَرَةِ، كَذَا فِي الْمُحِيطِ۔ واللہ تعالی اعلم

(الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر۔إلخ، ج۲،ص۴۷۱۔۴۷۰۔دار الفكر بيروت)

کتبـــــــــــہ

محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی چھپرہ بہار

۲۸ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

****

قبر میں میت کو اتارنے کے لئے کتنے لوگ اتر سکتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

مفتیان اہل سنت کی بارگاہ میں عرض ہیکہ بکر کا انتقال ہوگیا اور اسکے تین بیٹے ہیں تینوں کی خواہش ہیکہ باپ کو قبر میں اتارے حضرت سے پوچھنا ہیکہ کیا میت کو قبر میں رکھنے کے لئے تین آدمی اتر سکتے ہیں اکثر دیکھا جاتا ہیکہ دو آدمی اترتے ہیں حضرت جواب عنایت کریں۔سائل رحمت شاہدی کٹیھار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبر کاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

قبر میں میت کو اتارنے والوں کی کوئی خاص تعداد متعین نہیں دو تین جو مناسب ہوں قبر میں اتر سکتے ہیں مگر عورت کا جنازہ اتارنے والے محارم ہوں۔جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں:

قبر میں اترنے والے دو تین جو مناسب ہوں کوئی تعداد اس میں خاص نہیں اور بہتر یہ کہ قوی و نیک و امین ہوں کہ کوئی بات نامناسب دیکھیں تو لوگوں پر ظاہر نہ کریں عورت کا جنازہ اتارنے والے محارم ہوں یہ نہ ہوں تو دیگر رشتہ والے یہ بھی نہ ہوں تو پرہیزگار اجنبی کے اتارنے میں مضائقہ نہیں۔

(ح:4/ص:843/844/ قبر و دفن کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے:" والشفع كالوتر فيمن دخل كذا فى الكافى و يستحب أن يكونوا أقوياء امناء و صلحاء كذا فى التتار خانية و ذو الرحم المحرم أولى بادخال المرأة من غيرهم كذا فى الجوهرة النيرة و كذا ذو الرحم غير المحرم أولى من الأجنبى فان لم يكن فلا بأس للاجانب وضعها كذا فى البحر الرائق

(ج:1/ص:166/ الفصل السادس فى القبر والدفن والنقل من مكان الى آخر /بيروت)

مذکورہ تصریحات سے واضح ہوگیا کہ تینوں بیٹے اپنے باپ کو قبر میں اتارنے کے خواہشمند ہیں تو اتار سکتے ہیں کچھ حرج نہیں۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

۱۶ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۸ جولائی ۲۰۲۰ء مطابق بروز بدھ

****

قبر میں تختیاں بچھانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفتیان کرام کی بارگاہ میں سوال عرض ہیکہ ندی کے کنارے ایک قبرستان ہے برسات کے موسم میں جب قبر کھودی جاتی ہے تو کبھی کبھی قبر کی نیچے سے پانی اوپر آتا ہے تو کیا حضرت اس پانی سے لاش کو محفوظ رکھنے کے مقصد سے قبر کے نیچے والے حصے میں لکڑی یا تختہ بچھایا جاسکتا ہے۔سائل محمد رحمت شاہدی کٹیہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــــه تعـــــــــــالی

قبر کے اندر چٹائی یا لکڑیاں یا تختیاں وغیرہ بچھانا فقہائے کرام نے ناجائز لکھا ہیکہ یہ مال ضیاع کرنا ہوا لیکن بصورت ضرورتاً جائز ہے جیسا کہ شیخ الاسلام والمسلمین الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

تابوت میں دفن کرنا خلاف سنت ہے مگر اس حالت میں کہ وہاں زمین بہت نرم ہو تو حفاظت کے لیے حرج نہیں کما فی الھندیہ وغیرھا۔

(فتاوی رضویہ، جلد۹، ص۲۶۶،رضا فاؤنڈیشن)

اور خلیفہ سرکار اعلی حضرت صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ تابوت کہ میت کو کسی لکڑی وغیرہ کے صندوق میں رکھ کر دفن کریں یہ مکروہ ہے مگر جب ضرورت ہو مثلا زمین بہت تر ہے تو حرج نہیں اور اس صورت میں تابوت کے مصارف اس میں سے لیے جائیں جو میت نے مال چھوڑا ہے۔ (بہار شریعت،ح،٤،قبر و دفن کا بیان مسئلہ نمبر٦)

صورت مسئولہ میں موسم برسات میں قبر میں پانی کی وجہ سے زمین تر ہے تو کسی بھی لکڑی کی تابوت یا تختہ بانیت تحفظ بچھا سکتے ہے لیکن تختہ و تابوت میں مٹی بچھادے ورنہ خلاف سنت ہوگا اور اگر قبر تھوڑی سی گیلی یا نرم ہے اور پانی نہ نکلنے کا قوی اندیشہ ہے تو دھول وغیرہ ڈال کر میت کو دفن کرے۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــــہ

محمد جابر القادری رضوی

۱۱ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ مطابق ۴ جون ۲۰۲۰ء بروز جمعرات

****

جمعہ اور ماہ رمضان المبارک میں انتقال کر جانے والے مسلمان سوال نکیرین وعذاب قبر سے محفوظ رہتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت کے بارگاہ میں عرض ہیکہ زید ماہ رمضان کے مقدس مہینے میں انتقال کرگیا بکر کا کہنا ہے کے جو مومن ماہ رمضان میں انتقال کرتے قبر کے سوالات سے محفوظ ہوتے ہیں کیا بکر کا کہنا درست ہے اگر ہاں تو کیا ماہ رمضان کے بعد زید سے قبر میں سوال ہوں گے یارب کریم اپنے شان رحیمی کے صدقے زید کو قبر کے سوالات سے محفوظ کر دیگا؟ سائل محمد رحمت شاہدی کٹیہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

بکر صحیح کہتا کہ جو مسلمان شب جمعہ اور رمضان المبارک میں کسی بھی دن انتقال کر جائے تو وہ سوال نکیرین اور عذاب قبر سے محفوظ رہے گا جیسا کہ سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی ارشاد فرماتے ہیں کہ:

شب جمعہ اور رمضان مبارک میں ہر روز کے واسطے یہ حکم ہے کہ جو مسلمان ان میں مرے گا سوال نکیرین وعذاب قبر سے محفوظ رہیگا۔

" واللہ اکرم ان یعفو من شیٔ ثم یعود فیہ "

یعنی اللہ اس سے زیادہ کریم ہے کہ ایک شیٔ کو معاف فرما کر پھر اس پر مواخذہ کرے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ ج:9/ص:661/ دعوت اسلامی)

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

۷ نومبر بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

ٹرالی وغیرہ کے ذریعے قبرستان میں مٹی ڈالنا کیسا ہے؟؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں کسی قبرستان میں ضرورت

کے تحت مٹی پاٹی جاسکتی ہے؟ جبکہ پورے قبرستان میں قبر ہے اور اگر بھر جائے تو سر پر اٹھا کر لے جائے یا قبرستان کے اندر ٹریکٹر سے قبر کو روندتے ہوئے ہم نے مفتی صاحبان سے رابطہ کر کے گاؤں کے ایک مربی آدمی کو مفتی صاحب سے مسئلہ کے متعلق بات بھی کرادیا تھا اور گاؤں کے جو صدر ہے انہیں بھی فون پر بتایا تو انہوں نے کہا ٹریکٹر اندر جائے گا ہم نے کلکتہ میں دیکھا ہے اور بہت ساری جگہوں پر بھی ہم نے کہا کلکتہ میں ہوا یہ کوئی شریعت نہیں ہے کوئی مفتی صاحب سے مسئلہ آپ بھی پوچھ لیں تو صدر صاحب نے ہمیں کہا ٹھیک ہے ہم کیا پوچھیں آپ غلط تھوڑی کہہ رہے ہیں لوگوں کا بیٹھک کراتے ہیں بیٹھک کرایا یا نہیں ہمیں کوئی خبر نہیں ہوئی جمعہ کے روز جب ہم قبرستان پر فاتحہ پڑھنے گئے تو دیکھا کہ قبرستان کا دروازہ جو بہت ہی مضبوط تھا اس کو توڑوا کر قبرستان کے اندر ٹریکٹر سے مٹی پاٹی جارہی ہے دیکھ کر مجھے بہت عجیب سا لگا پھر میں مسجد آیا مسجد میں جمعہ کے بعد کسی صاحب کا میلاد شریف ہو رہا تھا میلاد کے بعد ہم نے امام صاحب سے کہا قبرستان میں ایسا ایسا ہو رہا ہے شریعت کے مطابق اس قوم کو بتائیں امام صاحب نے کہا شریعت میں جائز اور درست ٹریکٹر سے نہیں ہے آپ لوگ مشورہ کرلیں لوگوں نے کہا مشورہ ضروری ہے پھر کیا ہوا مشورہ کیا یا نہیں ہمیں کوئی خبر نہیں ہوئی صدر اپنے محلہ کے کچھ لوگوں کے ساتھ ملکر جبرا ٹریکٹر سے قبرستان کے اندر قبر کو روندتے ہوئے مٹی پٹوار ہے ہیں یہ کہاں تک جائز اور درست ہے؟ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ سائل دانش القادری بھروکھراپاتے پوروپشالی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــه تعـــــالی

قبرستان میں بذریعہ ٹریکٹر مٹی بھروانا ناجائز وگناہ ہے کہ اس سے مردوں کو سخت تکلیف وتوہین اموات ہوگی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تقعدوا علی القبور

قبروں پر نہ بیٹھا کرو۔

ایک اور حدیث میں ہے:

لان یجلس احدکم علیٰ جمرۃ تحرقہ خیرلہ من ان یجلس علیٰ قبر ،

آگ پر بیٹھنا جس سے آدمی جل جائے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔

بہار شریعت حصہ ٤ ص ٨٤٧ مکتبۃ المدینہ پر ہے:

قبر پر بیٹھنا سونا چلنا پیشاب کرنا حرام ہے قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا اس سے گزرنا ناجائز ہے خواہ نیا ہونا اسے معلوم ہو یا اس کا گمان ہو، جب قبر کے اوپر بیٹھنا اتنا بڑا گناہ ہے تو قبروں پر ٹریکٹر، ٹرالی وغیرہ چلانا یا چلوانا یہ کتنا بڑا گناہ ہوگا (اللہ کی پناہ) اوران گاڑی وغیرہ سے اتنی بڑی تکلیف ہے نہ جانے کتنے مردوں کی ہڈیاں تک ٹوٹ جائیں گی۔

حدیث شریف میں ہے: کسر عظم المیت ککسرہ حیا

مردے کی ہڈیوں کو توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی کو توڑنا، اس حدیث شریف کے ذریعہ ہم کو یہ درس دیا جارہا ہے کہ جس طرح کسی چیز سے کسی زندہ کو اذیت پہنچتی ہے اسی طرح اس چیز سے مردے کو بھی تکلیف پہنچتی ہے۔

اور ایک اور حدیث میں ہے: المیت یتأذی بما یتأذی منه الحی '

جس چیز سے زندہ انسان کو تکلیف ہوتی ہے اس سے میت کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔

فتاویٰ مرکز تربیت افتاء ج۱ ص ۳۳۰ میں فتاویٰ عالمگیری کے حوالے سے ہے:

' ویکرہ ان یبنی علیٰ القبر اویقعد اوینام علیه اویوطأعلیه اویقضی حاجة الانسان من بول۔ (ج۱ص۱۶۶)

ودرمختار میں ہے:' اذالم یصل الی قبرہ الابوطأقبر ترکه۔ (ج۲ص۲۴۵)

اور ردالمحتار میں ہے: ان اباحنیفة کرہ وطأالقبر والقعود والنوم اوقضا الحاجة علیه۔ (ج۲ص۲۴۵)

لہذا جس نے قبرستان میں ٹریکٹر کے ذریعہ مٹی ڈالنے یا ڈلوانے کی اجازت دی اس نے بہت بڑا سنگین جرم کیا ہے اور اس کا یہ کہنا کہ فلاں جگہ ہوا فلاں جگہ ہوا کہیں پر بھی ایسا ہوگا اور کرنے والا کرانے والا یہ سب عنداللہ مجرم ہوں گے ساتھ ہی ساتھ حق العباد میں گرفتار ہو کر باعث موجب لعنت و عذاب جہنم ہوں گے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــــہ

عبیداللہ رضوی ضلع بریلی شریف یوپی

۴ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

****

بعد نماز جمعہ قبرستان جانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفتیان کرام کی بارگاہ میں عرض ہیکہ ہم نے اپنے خطیبوں سے سنا ہیکہ اولاد کو ماں باپ کی قبر پر جانا چاہیئے انکے لئے دعاء خیر کرنا چاہئے حضور سے پوچھنا ہیکہ جمعہ کی نماز کے بعد لوگ مسجد سے نکل کر پہلے قبرستان جاتے ہیں حضرت بتائیے کہ جمعہ کی نماز کے بعد قبرستان جانا فاتحہ پڑھنا دعاء خیر کرنا اسکی فضیلت کیا ہے حضرت ایک مکمل جواب عطا کریں۔سائل محمد رحمت شاہدی کٹیہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــــالی

اس کے متعلق حضرت محمد ابن نعمان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں کہ:من زار قبر ابویه او احدهما فی کل جمعة غفر له و کتب برا

یعنی جو شخص ہر جُمُعَہ کو اپنے والدین یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے، اُس کی مغفرت کر دی جائے گی اور اُسے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے والا لکھ دیا جائے گا۔

(بیہقی،شعب الایمان،)

اس حدیث کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ: یہاں جُمُعَہ سے مراد یا تو جُمُعَہ کا دن ہے یا پورا ہفتہ،بہتر ہے کہ ہر جُمُعَہ کے دن والدین کی قُبور کی زیارت کیا کرے،اگر وہاں حاضری میسر نہ ہو تو ہر جُمُعَہ کو ان کے لئے ایصالِ ثواب کیا کرے۔

اور اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ماں باپ کی قبروں کی زیارت کرنے والا گویا کہ اب بھی ان کی خدمت کر رہا ہے جو ثواب ان کی زندگی میں خدمت کرنے کا ہے وہی ثواب ان کی وفات کے بعد ان کی قبور کی زیارت کا ہے۔واللہ تعالی اعلم

(مرأة المناجيح، جلد دوم صفحه ۵۲۲ باب زيارة القبور الفصل الثالث مطبوعه اسلامك پبليكيشنز)

کتبــــــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

۵ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۹ مئی ۲۰۲۰ء بروز جمعہ

****

مسلمان کو کافر مٹی دے سکتا ہے یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علماے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کافر کسی بھی مسلمان کے جنازے میں شریک ہوکر مٹی دے سکتا ہے یا نہیں جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد ذوالفقار رضا دہلی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــه تعــــــــالی

کافر کا مٹی دینا یا نہ دینا یہ اس کا اپنا فعل ہے لیکن نہ دینے دینا بہتر ہے۔جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے: اس فرض کے ادا کرنے کو اتنا کافی ہے کہ اس میں جماعت شرط نہیں۔

(جلد 9 صفحہ 187)

اسی میں ہے: اور نصرانیوں کا معاذاللہ جنازہ کے ساتھ ہونا یا بعد دفن ٹوپی اتار کر سلامی دینا ان کا اپنا فعل تھا جس کے سبب مسلمان کو کافر نہیں ٹھہرا سکتے۔واللہ تعالی اعلم

(جلد 9 صفحہ 170 مکتبہ رضا اکیڈمی)

کتبــــــه

محمد مظہر حسین سعدی رضوی سونا پوری اتر دیناجپور بنگال

۲ ربیع الاول ۱۴۴۱ ابروز منگل

****

قبرستان کے درخت کا پھل کھانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قبرستان کے درخت کے پھل کھانا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔سائل عبدالحکیم رضوی مغربی بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــه تعــــــــالی

قبرستان میں جس نے درخت لگائے وہی درخت اور پھل کا مالک ہے اس کا کھانا جائز ہے اس کے علاوہ دوسروں کا اس میں کوئی حق نہیں ہے اور اگر اس کے مالک کا کچھ علم نہیں یا خود بخود اگا

ہوتو ایسی صورت میں قاضی شرع یا اس کے نہ رہنے کی حالت میں ضلع کے سب سے بڑے سنی صحیح العقیدہ مرجع فتوی عالم دین کی اجازت سے وہ پھل قیمتاً خرید کر کھا سکتے ہیں اور ان پھلوں کی جو قیمت حاصل ہوگی وہ قبرستان کے متعلقہ امور میں خرچ کی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

ان لم یعلم (لها غارس) فالحکم فی ذلك إلی القاضی إن رأی بیعها وصرف ثمنها إلی عمارۃ المقبرۃ فله ذلك كذا فی الواقعات الحسامیة۔

(فتاوی عالمگیری ج 2 ص 473 کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر)

اور فتاوی قاضی خان میں ہے کہ:

مقبرۃ فیها اشجار ان علم غارسها كانت للغارس

یعنی ایک قبرستان میں کچھ درخت ہیں اگر انکا لگانے والا معلوم ہے تو وہی ان کا مالک ہے۔

(فتاوی قاضی خان مع الھندیہ ج 3 ص 311)

اور فتاوی رضویہ میں ہے کہ: قبرستان اگر چہ وقف ہو مگر درخت جو اس میں لگائے جائیں لگانے والے ہی کی ملک میں رہیں گے اس کی اجازت کے بغیر دوسروں کو اس میں تصرف جائز نہیں ہے۔

(فتاوی رضویہ ج 6 ص 351)

اور بہار شریعت میں ہے کہ: قبرستان کے درخت کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ درخت قبرستان سے پہلے کا ہے یعنی زمین کو جب قبرستان بنایا گیا اس وقت وہ درخت وہاں موجود تھا، تو جس کی زمین ہے اسی کا درخت ہے وہ جو چاہے کرے اور اگر وہ زمین بنجر تھی کسی کی مِلک نہ تھی تو درخت اور زمین کا وہ حصہ جس میں درخت ہے اسی پہلی حالت پر ہے کہ کسی کی مِلک نہیں اور اگر قبرستان ہونے کے بعد کا درخت ہے اور معلوم ہے کہ فلاں شخص نے لگایا ہے تو جس نے لگایا ہے اس کا ہے مگر اسے یہ چاہیے کہ صدقہ کردے اور معلوم نہ ہو کہ کس نے لگایا ہے بلکہ وہ خود ہی وہاں جم گیا ہے تو قاضی کو اس کے متعلق اختیار ہے اگر قاضی کی یہ رائے ہو کہ درخت کٹوا کر (یا اس کا پھل بیچ کر) قبرستان پر خرچ کردے تو کرسکتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت ج 3 ص 641: زیارت قبور کا بیان، مکتبۃ المدینہ کراچی)

کتبــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۲۶ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۹ جون ۲۰۲۰ء بروز جمعہ

* *

کن لوگوں سے سوال قبر نہیں ہوگا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

قبر میں سوال کن لوگوں سے نہیں ہوگا؟ سائل فرمان نوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالی

سعید الحق فی تخریج جآء الحق میں بحوالہ فتاوی شامی جلد اول باب صلوٰۃ الجنائز میں ہے کہ:

آٹھ شخصوں سے سوال قبر نہیں ہوتا (1) شہید (2) جہاد کی تیاری کرنے والا (3) طاعون سے مرنے والا (4) زمانہ طاعون میں کسی بیماری سے مرنے والا (بشرطیکہ یہ دونوں صابر ہوں) (5) صدیق (6) نابالغ بچہ (7) جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرنے والا (8) ہر رات سورہ ملک پڑھنے والا یا مرض موت میں روزانہ سورہ اخلاص پڑھنے والا بعضوں نے فرمایا کہ نبی بھی "اھ

(ج:1/ص:710/ بحث اسقاط کا بیان)

اور المعتقد المنتقد میں ہے:

" والاصح ان الانبیاء لا یسألون و قد ورد ان بعض صالحی الامة کالشهید والمرابط یوما و لیلة فی سبیل الله یأمن فتنة القبر فالانبیاء علیهم السلام اولی بذالك"

(ص:184)

اور فتاوی رضویہ شریف میں ہے:

" جمعرات کے لئے کوئی حکم نہیں آیا شب جمعہ اور روز جمعہ اور رمضان مبارک میں ہر روز کے واسطے یہ حکم ہے کہ جو مسلمان ان میں مرے گا سوال نکیرین وعذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

" واللہ اکرم ان یعفو من شئ ثم یعود فیه

اللہ اس سے زیادہ کریم ہے کہ ایک شئ کو معاف فرما کر پھر اس پر مواخذہ کرے۔

(ج:9/ص:659)

اور بہار شریعت میں ہے:

ہاں یہ حدیث سے ثابت ہے جو مسلمان شب جمعہ یا روز جمعہ یا رمضان المبارک کے کسی دن

رات میں مرے گا سوال نکیرین وعذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

(ج:1 / ح:1 / ص:109)

اور قانون شریعت میں ہے:

حضرات انبیاء علیہم السلام سے نہ قبر میں سوال ہو نہ انہیں قبر دبائے، اور سوال تو بعض امتیوں سے بھی نہ ہوگا جیسے جمعہ اور رمضان میں مرنے والے مسلمان۔ واللہ تعالی اعلم

(ح:1 / ص:29)

کتبــــــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

۲۸ اگست بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

قبرستان میں جو درخت ہو اس کا مالک کون ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ ایک قبرستان ہے اس قبرستان میں ایک قبر ہے اس قبر کے پاس ایک درخت ہے اس درخت کا مالک کون ہوگا جبکہ وہ درخت قبر والا لگایا ہے اس درخت کے پھل کو بیچ کر قبر والوں کے نام سے ایصال ثواب کر سکتے ہیں یا نہیں حوالے کے ساتھ جواب دیں مہربانی ہوگی۔ سائل احمد ربانی سمنانی کشن گنج

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــــہ تعـــــــــالی

جب درخت لگانے والا معلوم ہے تو لگانے والے کی ملک ہے اور اس سے اس کے نام پر ایصال ثواب کریں فتاوی قاضیخان میں ہے:

مقبرة فيها اشجار ان علم غارسها كانت للغارس.

مختصراً۔ ایک قبرستان میں کچھ درخت ہیں اگر ان کا بونے والا معلوم ہے تو اسی کے ہیں۔

(ج 4 کتاب الوقف، فصل فی الاشجار، نولکشور لکھنؤ صفحہ 724)

بہار شریعت جلد دوم میں ہے:

قبرستان میں کسی نے درخت لگایا تو وہی شخص ان درختوں کا مالک ہے اور درخت خودرو ہیں یا معلوم نہیں کہ کس نے لگایا تو قبرستان کے قرار پائیں گے یعنی قاضی کے حکم سے بیچ کر اسی قبرستان کی درستی میں صَرف کیا جائے۔ واللہ تعالی اعلم

(حصہ 10 صفحہ 566 مکتبۃ المدینہ)

کتبـــــہ

محمد مظہر حسین سعدی سوناپوری اتر دیناجپور بنگال

۲۹ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

****

سوالات قبر اسی امت کے ساتھ خاص ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: قبر کے تین سوالات کیا صرف اس اُمت کے ساتھ خاص ہیں؟ یا سابقہ امت میں بھی یہ سوالات ہوتے تھے؟ بینواوتواجروا مستفتی: محمد اظہار عالم

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونــــــــــــه تعــــــــــالى

اگلی امتوں سے سوال قبر کے سلسلے میں صحیح وراجح قول یہی ہے کہ اگلی امتوں سے سوال قبر نہیں ہوتا تھا بلکہ یہ اسی امت محمدیہ کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ فتاوی حدیثیہ میں ہے کہ:

و كان اختصاصهم بالسوال في القبر من التخفيفات التي اختصوا بها عن غيرهم لما تقرر فتامل ذلك و مقتضى احاديث سوال الملكين ان المومن ولو فاسقا يجيبهما كالعدل و لكن بشارته تحتمل ان تكون بحسب حاله و يوافقه قول ابن يونس اسمهما على المذنب المنكر۔

(ص11)

اور اس کی ترجیح علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمائی ہے وہ فرماتے ہیں:

نقل العلقمي في شرحه على الجامع الصغير ان الراجح ايضا اختصاص السوال بهذه الامة خلافا لما استظهره ابن القيم و نقل ايضا عن الحافظ ابن

حجر العسقلانی ان الذی یظھر اختصاص السوال بالمکلف و قال و تبعہ علیہ شیخنا یعنی الحافظ السیوطی۔ واللہ تعالی اعلم

(ردالمحتار ج2 ص 192، فتاوی مرکز تربیت افتاء ج1 ص 340)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۱۵ اگست بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

قبر میں دونوں فرشتے سوال کرتے ہیں یا ایک؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مسئلے ذیل میں کہ مرنے کے بعد قبر میں تین سوال ہونگے اور فرشتے دو تو کیا ایک ہی فرشتہ تینوں سوال کریگا یا ایک فرشتہ دو سوال برائے مہربانی حوالہ کے ساتھ جواب دیں۔ المستفتی: شمشاد احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

قبر میں دو فرشتے سوال کرنے آتے ہیں جن میں سے ایک کو منکر اور دوسرے نکیر کہتے ہیں تو اگر مرنے والا مسلمان ہے تو اس سے تینوں سوال منکر کرتے ہیں اور اگر مرنے والا کافر ہے تو اس سے تینوں سوال نکیر کرتے ہیں جیسا کہ شرح عقائد کے حاشیہ میں ہے کہ :

فان ظھر عن المیت اثر الاسلام سأل عنہ المنکر و ان ظھر عنہ الکفر سالہ النکیر۔ واللہ تعالی اعلم

(شرح عقائد ص 77 حاشیہ نمبر 10 مطبوعہ: رضا اکیڈمی ممبئی)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۱۶ دسمبر بروز اتوار ۲۰۱۸

****

قبر میں بیر، کھجور، انار، یا ببول میں سے کس کی لکڑی رکھی جائے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

مفتیان کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ جب قبر میں میت کو رکھتے ہیں تو کسی کا کہنا ہے کی ببول کے ٹہنی کسی کا کہنا ہے کھجور کی ٹہنی کسی کا کہنا ہے بیر کی ٹہنی قبر کی دیوار میں رکھنا چاہئے حضرت سے دریافت ہے کہ کس کی ٹہنی رکھنی چاہئے اور کیا اس سے میت کو فائدہ ہوتا ہے؟؟ سائل محمد رحمت شاہدی کٹیہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

قبر میں کسی خاص قسم کی لکڑی رکھنے کا تو ذکر نہیں ملتا البتہ تر لکڑی رکھنا سبب تخفیف عذاب و انس میت ہے حدیث پاک میں ہے کہ:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو قبروں سے گزرے فرمایا انہیں عذاب ہو رہا تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

" لیعذبان وما یعذبان فی کبیر اما احدھما فکان لا یستتر من البول و فی روایۃ المسلم لا یستنزہ من البول و اما الآخر فکان یمشی بالنمیمۃ ثم اخذ جریدۃ رطبۃ فشقھا بنصفین ثم غرز فی کل قبر واحدۃ قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم صنعت ھذا فقال لعلہ ان یخفف عنھما مالم ییبسا "

یعنی ان پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات میں نہیں جس سے بچنا دشوار ہو ان میں ایک پیشاب کرتے وقت پردہ نہ کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ پیشاب سے نہ بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا اور اس کے بعد ایک شاخ منگا کر دو ٹکڑے کیا اور ہر ایک قبر پر ایک ٹکڑا رکھ دیا اور فرمایا امید ہے کہ جب تک خشک نہ ہوں ان پر عذاب میں تخفیف ہو۔

(مشکوۃ شریف ص:42)

اس حدیث سے قبروں پر پھول ڈالنا علماء نے مستحسن رکھا۔

(ایسا ہی فتاوی امجدیہ ج:1 /ص: 329/ پر ہے، ماخوذ از فتاوی مرکز تربیت افتاء ج:1 /ص:330/ کتاب الجنائز)

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ:
بالجملہ تر لکڑی رکھنے کی وجہ تو یہ ہے کہ سبب تخفیف عذاب ہے مگر یہ بیر کی کیوں رکھتے ہیں شاید سدرۃ المنتہی سے مناسبت کی وجہ سے اسکو اختیار کیا ہو اور ہمارے یہاں انار کی بھی رکھتے ہیں اس کی وجہ یہ ہوگی کہ انار جنت کا درخت ہے اگرچہ انار دنیا کو انار جنت سے مشارکت حقیقۃ نہیں مگر مشارکت اسمی تو ہے اور برکت وتفاول کے لئے اتنی مناسبت معتبر ہو سکتی ہے۔
(فتاوی امجدیہ ج:1/ص:329)
پتہ چلا کہ بیر، انار کھجور، اور ببول وغیرہ کسی بھی درخت کی تر شاخ رکھ سکتے ہیں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــــہ
محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ
۲ نومبر بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

قبر کی لمبائی چوڑائی اور گہرائی کتنی ہونا چاہیے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
حضرت میرا ایک سوال ہے کہ قبر میت کتنی حد تک کھودنا چاہیے۔ سائل توصیف چشتی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــہ تعــــــــــالی

قبر کی گہرائی کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں بحوالہ رد المحتار تحریر فرماتے ہیں کہ:
قبر کی لمبائی میت کے قد برابر ہو اور چوڑائی آدھے قد کی اور گہرائی کم سے کم نصف قد کی اور بہتر یہ کہ گہرائی بھی قد برابر ہو اور متوسط درجہ یہ کہ سینہ تک ہو۔ واللہ تعالی اعلم
(ج:1/ح:4/ص:843)

کتبــــــــہ
محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ
۴ ستمبر بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

قبرستان میں جوتا چپل پہن کر چلنا کیسا ہے ؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال جوتا چپل پہن کر قبرستان جانا کیسا ہے نیز میں نے بہت سارے علماء کو دیکھا ہے کہ وہ خود پہن کر جاتے ہیں تو علماء کے لیئے کیا حکم شرع ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت کریں۔سائل علاء المصطفیٰ علیمی سدھارتھ نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــــــــواب بعونـــــــــــــــــــه تعـــــــــــــــــــالی

قبرستان میں جوتا چپل پہن کر جانا اچھا نہیں جب کہ قبروں پر سے گزرنا نہ پڑے چہ جائیکہ قبروں پر گزرنے کی نوبت آئے تو یہ سخت گناہ ہے۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے سوال کیا گیا کہ قبرستان میں جوتا پہن کر جانے کا کیا حکم ہے؟ تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ تلوار کی دھار پر پاؤں رکھنا مجھے اس سے آسان ہے کہ مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں۔

دوسری حدیث میں فرمایا:

اگر میں ”انگارے“ پر پاؤں رکھوں یہاں تک کہ وہ جوتے کا تلا توڑ کر میرے تلوے تک پہنچ جائے تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں یہ وہ فرمارہے ہیں کہ اگر مسلمان کے سر اور سینے پر قدم اقدس رکھدیں تو اسے دونوں جہان کا چین بخش دیں۔

فتح القدیر اور طحطاوی اور رد المحتار میں ہے:

" المرور فی سکتہ حادثتہ فی المقابر حرام "

قبرستان میں جو نیا راستہ نکلا ہو اس میں چلنا حرام ہے کہ وہ ضرور قبروں پر ہوگا بخلاف راہ قدیم کے کہ قبریں اس سے چھوڑ کر بنائی جاتی ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک صاحب ”قبرستان“ میں جوتا پہنے نکلے فرمایا:

"يا صاحب السبتيتين الق سبتيتك لا توذ صاحب القبر ولا يوذيك "

اے بال صاف کئے ہوئے جوتے والے اپنے جوتے کو پھینک نہ تو صاحب قبر کو ستا نہ وہ تجھے ستائے۔

(الملفوظ حصہ دوم صفحہ نمبر 69 تا 73)

واضح رہے کہ جوتا چپل پہن کر جب قبرستان میں چلنا اچھا نہیں جبکہ قبروں پر سے چلنا نہ پڑے تو اگر کوئی قبروں پر جوتا چپل پہن کر چلے گا تو کتنا سخت گنہگار ہوگا حدیث کریمہ سے صاف ظاہر ہے تو اب چلنے والے عالم ہوں یا عوام حکم دونوں کے لئے یکساں ہے جو بھی چلے گا سخت گنہگار ہوگا لہذا عہد کرے اور آئندہ نہ چلے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری مہاراشٹر

۲۲ اکتوبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

عورتوں کو زیارت قبور وفاتحہ خوانی و درود خوانی کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ عورتیں مزار شریف کے ارد گرد فاتحہ وصلاۃ سلام پڑھ سکتی ہیں کہ نہیں بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی حافظ محمد محمود عالم دیوریاں

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

بعض علمائے کرام کے نزدیک کچھ شرائط کے ساتھ عورتوں کے لئے زیارتِ قبور جائز ہے مگر فی زمانہ حالات کو دیکھتے ہوئے عورتوں کو مزارات پر جانے سے منع کیا جائے۔ حضرت خلیل ملت مفتی خلیل احمد خان قادری مارہروی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

عورتوں کے لئے بعض علماء نے زیارتِ قبور کو جائز فرمایا ہے درمختار میں یہی قول اختیار کیا لیکن ضروری ہے کہ (1) بے پردگی نہ ہو (2) وہاں فاسقوں اور ناخدا ترسوں کا مجمع نہ ہو (3) مردوں سے خلط ملط نہ ہو (4) بیباک اور بدلحاظ عورتیں وہاں موجود نہ ہوں۔

اور حالات اگر ایسے ہوں جیسا کہ عموماً مشاہدہ میں یہی آیا ہے تو ایسی حالت میں عورتوں کا زیارتِ قبور کے لئے جانا کیسا؟

علماء فرماتے ہیں کہ: جب وہ ارادہ کرتی ہے اللہ اور اس کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں

اور جب وہ گھر سے نکلتی ہے سب طرف شیطان اسے گھیر لیتے ہیں اور جب قبر پر آتی ہے میت کی روح اس پر لعنت کرتی ہے اور جب پلٹتی ہے اللہ کی لعنت اس کے ساتھ پلٹتی ہے اس لئے عافیت وسلامتی کی راہ یہی ہے کہ عورتوں کو زیارت قبور سے روکا جائے اگر چہ مذکورہ بالا امور نہ پائے جائیں اور وجہ اس کی یہ کہ عزیزوں کی قبر پر جائیں گی رونا پیٹنا چاہیں گی اور صالحین کی قبور پر جائیں گی تو تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی یا بے ادبی کریں گی عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔

(حوالہ فتاویٰ رضویہ وتاتارخانیہ وغیرہ بحوالہ احسن الفتاوی المعروف بہ فتاویٰ خلیلیہ جلد دوم صفحہ 228)

رہا عورتوں کو فاتحہ خوانی ودرود خوانی کرنا تو عورت حالتِ پاکی میں فاتحہ خوانی و درودخوانی کرکے مرحومین ومرحومات وبزرگان دین کی ارواح کو ایصالِ ثواب کرسکتی ہیں جیسا کہ غلط فہمیاں اوران کی اصلاح میں ہے کہ:

فاتحہ وایصال ثواب جس طرح مردوں کے لئے جائز ہے اسی طرح بلا شک عورتوں کے لئے بھی جائز ہے دوسطر بعد ہے کہ کم ازکم الحمد شریف اور قل ھواللہ احد شریف اکثر عورتوں کو یاد ہوتی ہے اس کو پڑھ کر خدائے تعالیٰ سے دعا کریں کہ یااللہ اس کا ثواب اور جو کھانا یا شیرنی ہے اسکو کھلانے اور بانٹنے کا ثواب فلاں فلاں اور فلاں جس کو ثواب پہونچانا ہو اسکا نام لیکر کہیں اس کی روح کو عطا فرمادے یہ فاتحہ ہوگئی اور بالکل درست اور صحیح ہوگئی۔

(غلط فہمیاں اوران کی اصلاح حصہ دوم صفحہ 53)

صورت مسئولہ میں عورتوں کا مزار کے اردگرد فاتحہ دینا تو اگر اردگرد سے مراد مزارات کے اطراف بنے ہوئے مکانات میں بیٹھ کر فاتحہ خوانی ودرود خوانی کرنا تو بلا شبہ کرسکتی ہے ہاں مزار پر جاکر فاتحہ خوانی و درود خوانی کرنا سخت منع و باعث لعنت ہے جیسا کہ محولہ عبارت بالا سے عیاں ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــــــہ
محمد مشتاق احمد قادری مہاراشٹر
۱۶ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

****

قبر پر اناج یا مٹھائی ڈالنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام ومفتیان عظام کی بارگاہ میں سوال ہے کیا قبر پر 7 رنگ یا مختلف دال، چاول دانے مکس

کرکے ڈال سکتے ہیں یا نہیں ڈالنا ثواب ہے یا نہیں جواب عنایت فرمائیں سائل محمد شہباز پاکستان۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اناج قبر پر ڈالنا تضیع مال ہے یا چینی اس نیت سے ڈالنا کہ چیونٹیاں میت کو تکلیف نہ پہنچائیں یہ محض جہالت ہے اور اگر یہ نیت نہ ہو تو بھی قبر پر ڈالنے کے بجائے مساکین کو دے دیں۔

سرکار اعلی حضرت سے سوال ہوا کہ؛ مردے کے ساتھ مٹھائی قبرستان میں چیونٹیوں کو ڈالنے کے لئے لے جانا کیسا اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ ساتھ لے جانا روٹی کا جس طرح علمائے کرام نے منع فرمایا ہے ویسے ہی مٹھائی ہے اور چیونٹیوں کو اس نیت سے ڈالنا کہ میت کو تکلیف نہ پہنچائیں یہ محض جہالت ہے اور یہ نیت بھی نہ ہو تو بھی بجائے اس کے مساکین صالحین پر تقسیم کرنا بہتر ہے (پھر فرمایا) مکان پر جس قدر چاہیں خیرات کریں قبرستان میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ اناج تقسیم ہوتے وقت بچے اور عورتیں وغیرہ غل مچاتے اور مسلمانوں کی قبروں پر دوڑتے پھرتے ہیں۔ واللہ اعلم

(الملفوظ حصہ سوم صفحہ ۴۳۸ ناشر امام احمد رضا اکیڈمی صالح نگر بریلی شریف)

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی سرکھیت نیپال

۲۷ شوال المکرم ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

****

بوقت تدفین میت دم کی ہوئی مٹی قبر میں رکھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفتیان کرام کی بارگاہ میں عرض یہ ہے کہ جب مردے کو دفناتے ہیں تو بعض جگہوں پر دیکھا گیا ہے کہ کسی برتن میں مٹی لے کر دعا پڑھ کر اس برتن میں پھونک مارتے ہوئے قبر پر ڈالتے ہیں اس کے بارے میں کیا حکم ہے وضاحت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ سائل ادریس احمد رضوی رامبن جموں کشمیر۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

فتاویٰ مرکز تربیت افتاء میں ہے کہ قل وغیرہ پڑھ کر مٹی پر دم کرکے قبر میں بغرض تبرک رکھنے

میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے جبکہ قبر میں جگہ نہ گھیرے۔لعدم المنع وما لایمنع لایمنع
(فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد اول کتاب الجنائز صفحہ 339)

ایسا ہی فتاویٰ امجدیہ جلد اول صفحہ 330 / 331 اور فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ 161 میں بھی ہے اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ دم کی ہوئی مٹی جگہ نہ گھیرے یعنی مٹی میت کے دائیں بائیں بجانب رکھیں، نیز پڑھی ہوئی مٹی اوپر سے نہ ڈالیں، کہ بے ادبی کا اندیشہ ہے لکڑیاں لگانے کے بعد ان کے اوپر سے ڈالیں بہتر یہ ہے۔واللہ اعلم

کتبــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

****

عذاب قبر جسم پر ہوتا ہے یا روح پر؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ عذاب قبر جسم پر ہوتا ہے یا روح پر؟ مع حوالہ جواب مرحمت فرمائیں المستفتی: فرحان رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــــہ تعـــــــــــــالی

عذابِ قبر روح وجسم دونوں پر ہوتا ہے جیسا کہ امام اہل سنت سیدی اعلیحضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ انسان کبھی خاک نہیں ہوتا بدن خاک ہوجاتا ہے اور وہ بھی کل نہیں کچھ اجزائے اصلیہ دقیقہ جن کو عجب الذنب کہتے ہیں وہ نہ جلتے ہیں نہ گلتے ہیں ہمیشہ باقی رہتے ہیں انھیں پر روز قیامت ترکیب جسم ہوگی عذاب وثواب روح وجسم دونوں کے لئے ہے جو فقط روح کے لئے مانتے ہیں گمراہ ہیں روح بھی باقی جس کے اجزائے اصلی بھی باقی اور جو خاک ہوگئے وہ بھی فنائے مطلق نہ ہوئے بلکہ تفریق اتصال ہوا اور تغیر ہیئت پھر استحالہ کیا ہے حدیث میں روح وجسم دونوں معذب ہونے کی یہ مثال ارشاد فرمائی کہ ایک باغ ہے اس کے پھل کھانے کی ممانعت ہے ایک لنجھا سے کہ پاوں نہیں رکھتا اور آنکھیں ہیں وہ اس باغ کے باہر پڑا ہوا ہے پھلوں کو دیکھتا ہے مگر ان تک جا نہیں سکتا اتنے میں

ایک اندھا آیا اس لنجھے نے اس سے کہا تو مجھے اپنی گردن پر بٹھا کر لے چل میں تجھے رستہ بتاوں گا اس باغ کا میوہ ہم تم دونوں کھائیں گے یوں وہ اندھا اس لنجھے کو لے گیا اور میوے کھائے دونوں میں کون سزا کا مستحق ہے؟ دونوں ہی مستحق ہیں اندھا اسے نہ لے جاتا تو وہ نہ جا سکتا اور لنجھا اسے نہ بتاتا تو وہ نہ دیکھ سکتا وہ لنجھا روح ہے کہ ادراک رکھتی ہے اور افعال جو ارواح نہیں کر سکتی اور وہ اندھا بدن ہے کہ افعال کر سکتا ہے اور ادراک نہیں رکھتا دونوں اجتماع سے معصیت ہوئی دونوں ہی مستحق سزا ہیں۔

کتبــــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۳۰ جنوری بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

باب الطعام وایصال الثواب

(کھانے اور ایصال ثواب کا بیان)

چہلم وغیرہ کا کھانا اغنیاء کھاسکتے ہیں یا نہیں؟

کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ ایصال ثواب کا کھانا اغنیاء واحبا واقربا کو کھلا سکتے ہیں یا نہیں؟

(2) کیا صرف فقیروں محتاجوں کو ایصال ثواب کا کھانا کھلانے پر ہی ثواب ملتا ہے؟ اغنیاء کو کھلانے پر نہیں ملتا؟

(3) مجھ فقیر (سائل جو کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے عالم ہے) کے نزدیک ایصال ثواب کا کھانا اغنیاء کو کھلا سکتے ہیں اور اغنیا کو کھلانے پر بھی ثواب ملتا ہے البتہ فقیروں کو کھلانے پر زیادہ ثواب ملے گا تو کیا سائل کا قول درست ہے؟ بعد ازاں ضروری سوال یہ کہ میت کے لیے چہارم و دسواں و بیسواں و چالسواں بھی ایصال ثواب ہی ہے تو اس کا کھانا اغنیا واحبا واقربا کو کھلا سکتے ہیں یا نہیں؟ سائل عمر فاروق کشی نگر یوپی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــالى

کھانا پکانے و کھلانے کی چند صورتیں ہیں:

اول ایصال ثواب کی نیت سے پکایا گیا جیسے کہ تیجہ چالسواں وغیرھما غمی کے موقع پر یا خوشی کے موقع پر پکایا گیا۔

ثانی بطور دعوت ومہمان داری پکایا گیا غمی کے موقع پر۔

ثالث ریاو تفاخر و دکھاوا کے طور پر پکایا گیا غمی ہو یا خوشی۔

پہلا جائز بلکہ مستحسن ہے اور اسکو سب کھاسکتے ہیں چاہے فقیر ہوں یا غنی یہ الگ بات ہے کہ فقراء و مساکین کو کھلانا زیادہ ثواب ہے، اور یہ کھانا اگر چہ بنام دعوت ہی کیوں نا ہو جبکہ مقصود ایصال ثواب ہو جیسا کہ فقیہ اعظم ہند سدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ القدسی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں" عرف

عام پر نظر شاہد کہ چہلم وغیرہ کے کھانے پکانے سے لوگوں کا اصل مقصود میت کو ثواب پہنچانا ہوتا ہے اسی غرض سے یہ فعل کرتے ہیں ولہٰذا اسے فاتحہ کا کھانا چہلم کی فاتحہ وغیرہ کہتے ہیں اور شک نہیں کہ اس نیت سے جو کھانا پکایا جائے مستحسن ہے اور عند التحقیق صرف فقراء ہی پر تصدق میں ثواب نہیں بلکہ اغنیاء پر بھی مورث ثواب ہے۔

رد المحتار میں بحر الرائق سے ہے:

" صرح فی الذخیرہ بأن التصدق علی الغنی نوع قربة دون قربة الفقیر"

در مختار میں ھے " التصدق لا رجوع فیھا ولو علی الغنی لان المقصود فیھا الثواب "

اسی طرح ھدایہ وغیرہ میں ہے، مجمع بحار الانوار میں توسط شرح سنن ابی داوٗد سے ہے:

" التصدق ما تصدق به علی الفقراء ای غالب انواعھا کذلك فانھا علی الغنی جائزة عندنا یثاب به بلا خلاف

اور مدار کار نیت پر ہے:

" ان الاعمال بالنیات"

تو جو کھانا فاتحہ کے لیے پکایا گیا بلاتے وقت اسے بلفظ دعوت تعبیر کرنا اس نیت کو (یعنی ثواب کی نیت کو) باطل نہیں کریگا اگرچہ افضل وہی تھا کہ صرف فقراء پر تصدق کرتے کہ جب مقصود ایصال ثواب تو وہی کام مناسب تر جس میں ثواب اکثر و وافر پھر بھی اصل مقصود مفقود نہیں جبکہ نیت ثواب پہنچانا ہے۔(الفتاوی الرضویہ ج 4 ص ۲۲۹ رضا اکیڈمی ممبئی)

دوسرا یعنی بطور دعوت و مہمان داری کھانا پکائے غمی کے عالم میں جیسے کہ چہلم میں یہ بدعت شنیعہ وقبیحہ ہے۔(ایضا 230) کیونکہ دعوت خوشی میں مشروع ہے غمی میں نہیں۔

(کما فی فتح القدیر بحوالہ رضویہ ایضا 223)

" انھا بدعة مستقبحة لانھا شرعت فی السرور ولا فی الشرور "

اب رہا بطور تفاخر وریا یہ حرام ہے فرماتے ہیں "خصوصاً جب اسکے ساتھ ریا و تفاخر مقصود ہو تو جب تو اس فعل کی حرمت میں اصلا کلام نہیں آگے فرماتے ہیں مگر بے دلیل واضح کسی مسلمان کا یہ سمجھ لینا کہ یہ کام اس نے تفاخر و ناموری کے لیے کیا ہے جائز نہیں کہ قلب کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ھے اور مسلمان پر بد

گمانی حرام۔انتہیٰ (ایضا230)

بہر حال صورت مسئلہ میں آپ کا موقف صحیح و درست ہے کما سبق نیز: یہاں ہم نے ساری صورتیں واضح کر دی ہیں اس لیے جوصورت پائی جائے گی اسے کا حکم منطبق ہوگا۔واللہ اعلم بالصواب

کتبــــــہ
محمد مشاہد رضا حشمتی رام پورکیمری
۱۲ شوال المکرم ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

بدنی عبادت کا ثواب دوسرے کو بخشنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ عام طور پر قرآن خوانی قل خوانی کرکے میت کو ثواب بخشا جاتا ہے۔ہم لوگ باپ دادا کے زمانے سے ایسا ہی دیکھتے آرہے ہیں مگر چند دن ہوا ہمارے یہاں ایک امام صاحب آئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ نماز اور تسبیح وغیرہ عبادتوں کا ثواب بخش سکتے ہیں لہٰذا بتایا جائے کہ کیا اس امام صاحب کا کہنا عند الشرع صحیح ہے؟ قرآن وحدیث کے حوالے سے مزین فرمائیں۔سائل تسنیم رضوی مقام کولکا تابنگال

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

امام صاحب کا کہنا درست ہے کہ جس طرح مالی عبادت کا ثواب دوسرے مسلمان کو بخشنا جائز ہے اسی طرح بدنی عبادت کا ثواب بھی دوسرے مسلمان کو بخشنا جائز ہے البتہ اس میں نیابت جائز نہیں ہے یعنی کوئی شخص کسی کی طرف سے نماز پڑھ دے تو اسکی نماز ادا نہ ہوگی ہاں نماز کا ثواب بخشا جاسکتا ہے جیسا کہ مشکوۃ شریف کتاب الفتن باب الملاحم فصل دوم میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کسی سے فرمایا کہ:

من یضمن لی منکم ان یصلی فی مسجد العشار رکعتین ویقول ھذہ لابی ھریرۃ

یعنی تم میں سے کون اسکا ضامن بنتا ہے کہ مسجد عشار میں میرے لئے دو چار رکعتیں پڑھ دے

اور کہہ دے کہ یہ نماز ابو ہریرہ کی ہے۔
اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے کہ ایک یہ کہ عبادت بدنی یعنی نماز بھی کسی کے ایصال ثواب کی نیت سے ادا کرنا جائز ہے دوسرے یہ کہ زبان سے ایصال ثواب کرنا کہ یااللہ اسکا ثواب فلاں کو دے بہت بہتر ہے، تیسرا یہ کہ برکت کی نیت سے بزرگان دین کی مسجد میں نماز ادا کرنا باعثِ ثواب ہے اس سے پتہ چلا کہ بدنی عبادت کا ثواب بھی دوسرے مسلمان کو بخشنا جائز ہے۔
مزید تفصیل کے لئے جاء الحق صفحہ ۲۴۹ مطالعہ کریں۔واللہ تعالی اعلم
(مراۃ المناجیح جلد ہفتم صفحہ ۱۹۳، جاء الحق صفحہ ۲۴۹)

کتبــــــہ
محمد مظہر علی بریل دربھنگہ بہار
9 اکتوبر بروز منگل 2018

****

میت کے کام آنے والی چیز اس کا عمل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
میت کے ساتھ کتنی چیزیں جاتی ہیں اور کتنی چیزیں واپس آتی ہیں جواب عنایت فرمائیں۔سائل توصیف شیخ
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الجــــــواب بعونــــــــہ تعــــــالی
میت کے ساتھ تین چیزیں چلتی ہیں دو واپس ہوتی ہیں اور ایک ساتھ رہتی ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ، فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقَى وَاحِدٌ، يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ، وَمَالُهُ، وَعَمَلُهُ، فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ، وَيَبْقَى عَمَلُهُ ". (صحیح مسلم)
ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
میت کے ساتھ تین چیزیں چلتی ہیں دو تو واپس آجاتی ہیں صرف ایک کام اس کے ساتھ رہ

جاتا ہے،اس کے ساتھ اس کے گھر والے اس کا مال اور اس کا عمل چلتا ہے اس کے گھر والے اور مال تو واپس آجاتا ہے اور اس کا عمل اس کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے ۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ
محمد اشفاق احمد علیمی پور بندر گجرات
۵ مارچ بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

چالیسواں نہ ہونے کے باوجود عرفے کا فاتحہ دینا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اہل علم حضرات مفتیان عظام کی بارگاہ میں عریضہ ہے کہ زید کا انتقال ہوا" ابھی اس کے چالیس دن مکمل نہیں ہوئے ہیں لیکن شب براءت آنے کی وجہ سے شب براءت کے ایک دن پہلے جو عرفہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے" تو زید مرحوم کے گھر والے اس کے عرفہ کی فاتحہ دلا رہے ہیں ۔کیا یہ طریقہ سہی ہے اس میں شرعی کوئی غلطی تو نہیں؟ ایسا کرسکتے ہیں ۔کیا اس کا چالیسواں نہ ہونے کی وجہ سے اس کی عرفہ کی فاتحہ ہوسکتی ہے؟ اس کے بارے میں کچھ عرض کریں ۔آپکے جواب کا منتظر ۔سائل محمد شفیق رضا بہرائچ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونــــــــــہ تعـــــــالی

میت کو ایصال ثواب کے لئے شرع کی جانب سے کوئی خاص دن متعین نہیں ایصال ثواب کرنے والے کو سال یا ماہ میں جس دن سہولت نظر آئے وہ دن اس کے لئے خاص کرسکتا ہے لہذا میت کو ایصال ثواب کے لئے شعبان کی پندرہویں رات سے پہلے چودہویں رات کو خاص کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔

نیز اگر وہ فاتحہ سنت طریقہ پر کیا جاتا ہے اور اس میں کوئی امر خلاف شرع انجام نہیں پاتا تو یہ فاتحہ محمود و مستحسن ہے اور یہ خیال کہ جب تک اس سال کی میت کے لئے عرفہ کا مخصوص فاتحہ نہیں ہو جاتا شب براءت میں عام روحوں کو فاتحہ دلانا مناسب نہیں باطل خیال ہے کہ احادیث مبارک میں شب براءت کی عبادت وفاتحہ کی بہت فضیلت وارد ہے ۔

فتاوی رضویہ میں ہے کہ:

عرفہ تک یا بعد تک اگر الگ ہمیشہ فاتحہ دیں تو حرج نہیں شامل نہیں تو حرج نہیں یہ سمجھنا کہ عرفہ تک الگ کا حکم ہے پھر شامل کا یہ غلط و جہالت ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ ج4 ص213)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۱۰ اپریل بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

غیر مسلم (ہندو) کے گھر مرنی کا کھانا کھانے کا حکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کسی غیر مسلم کے مرنے کے بعد جب وہ لوگ اس دسواں یا تیرواں کرتے ہیں تو مسلمانوں کو اس کا کھانا کیسا ہے؟ اور جو کھائے اس کے بارے میں کیا حکم شرع ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ سائل محمد قمر الحسن چشتی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں حضور مفتی اختر حسین صاحب قبلہ تحریر فرماتے ہیں:

اگر ہندو کی مرنی کھانے جانے والوں کی نیت یہ ہو کہ اسے ثواب پہنچے تو یہ کفر ہے سید سرکار اعلی حضرت تحریر فرماتے ہیں: قبر کافر کی زیارت حرام اور اسے ایصال ثواب کا قصد کفر ہے۔

ایسی صورت میں جتنے مسلمان کھانا کھانے گئے اور نیت ایصال ثواب کی تو ان سب پر توبہ و استغفار تجدید ایمان ونکاح لازم ہے اور اگر بقصد ایصال ثواب نہیں کسی دنیاوی غرض سے چلے گئے تو توبہ واستغفار لازم اور آئندہ ایسی حرکت سے پرہیز ضروری ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی علیمیہ جلد اول صفحہ ٣٤٧)

کتبـــــہ

محمد امین قادری رضوی دیوان بازار مرادآباد یوپی

۳۱ دسمبر ۲۰۱۹ء مطابق ۴ جمادی الاولی ۱۴۴۱ھ بروز منگل

****

کیا میت کا کھانا امیر غریب سب کھا سکتے ہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

گستاخی کے لیے معافی چاہتا ہوں حضرت میت کسی صاحب نصاب کے گھر ھوئی ھے اب اسکے تعلقات سبھی سے ہے سبھی امیر غریب تشریف لاتے ہیں اب مدفون کے بعد جو جانتے ہیں وہ لوگ چلے جاتے ہیں جو مسئلہ نہیں جانتے کھانے کی جگہ موجود رھتے ھیں انکو منع نہیں کر سکتے کھانے کے لئے اس صورت میں کیا کریں بتادیجئے اور میت کے گھر والے صاحب نصاب ہے وہ اس کھانے کو کھا سکتے ہیں کہ نہیں جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد صابر قادری اندور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــالی

میت کا کھانا امیر غریب سب کے لئے جائز ہے یہ صدقہ نافلہ ہے واجبہ نہیں مگر اس کھانے کی دعوت دینا ناجائز ہے اور جس کے یہاں میت ہوا ہے وہ کسی کو کھانے کی دعوت تو نہیں دے رہا ہے بہار شریعت میں ہے کہ: میت کے گھر والے تیجہ وغیرہ کے دن دعوت کریں تو ناجائز اور بدعت قبیحہ ہے دعوت تو خوشی کے وقت مشروع ہے نہ کے غم کے وقت اور اعلیٰ حضرت فتاوی رضویہ میں جو تحریر فرمایا ہے وہ طعام کہ عوام ایام موت میں بطور دعوت کرتے ہیں یہ ناجائز وممنوع ہے اغنیاء کو اس کا کھانا جائز نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اغنیاء کو بطور دعوت کھانا جائز نہیں۔

(فتاوی فقیہ ملّت ص 284)

اب حاصل کلام یہ کہ طعام میت کے لئے دعوت ناجائز ہے اور میت کے نام پر بنا ہوا کھانا ناجائز نہیں لہذا زید اگر اپنے احباب و اقارب کو کھانا کھلانا چاہتے ہیں تو بلا دعوت بلا کر کھلا دے لہذا اغنیاء کو چاہیے کے ایسے کھانوں سے پرہیز کریں۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ علمیہ ص 284، فتاوی امجدیہ باب طعام المیت)

کتبـــــــه

محمد ابصار رضا مرکزی پورنیہ بہار

۱۷ اپریل بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

* *

جو ڈوب کر مرا شہید ہے اسے ایصال ثواب کرنا جائز ہے فرضی مزار بنانا وعرس کرنا جائز نہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ زید کے بھائی کا انتقال تالاب میں ڈوب جانے سے ہوا کچھ سال کے بعد زید کی بہن کو آسیبی معاملہ ہوا وہ کہنے لگی میں وہی ہوں جو پانی میں ڈوب کر مرا ہوں اور میں شہید بن گیا ہوں تم لوگ میرا مزار بنائے تو زید کے گھر والے ایک خالی جگہ پر قبر نما بنا دیا دھیرے دھیرے لوگ وہاں فاتحہ خوانی کرنے لگے سال میں عرس بھی ہوتا ہے جس میں مقامی کچھ علماء بھی شامل ہوتے ہیں اور نامی گرامی مقرر اور شعرا کو بھی بلاتے ہیں۔غور طلب یہ ہے کہ کیا زید کے مرحوم بھائی کو شہید مانا جائے گا؟ کیا وہاں فاتحہ عرس کر سکتے ہیں؟ مقامی علما کا جانتے ہوئے شریک ہونا اور مقرر شعرا کو عرس میں بلانا کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔سائل نور الھدیٰ نوری بلیا یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جو ڈوب کر مرا وہ شہید ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: شہادت صرف اسی کا نام نہیں کہ جہاد میں قتل کیا جائے بلکہ ایک حدیث میں فرمایا:

اس کے سوا سات شہادتیں اور ہیں۔

(1) جو طاعون سے مرا شہید ہے۔

(2) جو ڈوب کر مرا شہید ہے۔

(3) ذات الجنب میں مرا شہید ہے۔

(4) جو پیٹ کی بیماری میں مرا شہید ہے۔

(5) جو جل کر مرا شہید ہے۔

(6) جس کے اوپر دیوار وغیرہ ڈھے پڑے اور مر جائے شہید ہے۔

(7) عورت کہ بچہ پیدا ہونے یا کنوارے پن میں مر جائے شہید ہے۔

اس حدیث کو امام مالک و ابو داؤد اور نسائی نے جابر بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔
(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ نمبر 154)

مسلمان میت کے لئے فاتحہ خوانی اور ایصال ثواب اچھی چیز ہے سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ:

فاتحہ بیشک جائز ہے وہ مسلمان میت کو نفع پہنچانا ہے اور فرض کے بعد کوئی چیز مولی تبارک وتعالیٰ کو اس سے زیادہ پسند نہیں کہ مسلمان کو نفع پہنچایا جائے۔

حدیث میں ہے:

"من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعه"

دوسری حدیث میں ہے: احب الاعمال الی المولی تعالیٰ بعد الفرض ادخال السرور فی قلب المسلم

(فتاویٰ رضویہ جلد 7 باب کتاب الجنائز صفحہ نمبر 386 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

اور ایصال ثواب کی تعریف یہ ہے کہ ایصال ثواب کا معنی ہے ثواب پہنچانا ایک زندہ شخص دوسرے زندہ شخص کو کھانا کھلا سکتا ہے پانی پلا سکتا ہے کپڑا پہنا سکتا ہے ثواب ایصال کر سکتا ہے اور ہر قسم کا فائدہ پہنچا سکتا ہے اسی طرح مرنے کے بعد بھی ایک مسلمان نیکی کر کے اس کا ثواب اپنے مرحومین کو پہنچا سکتا ہے اگر مرحوم گنہ گار ہے تو یہ ثواب اس کے گناہوں کو مٹانے والا ہوگا اور اگر مرحوم نیک تھا تو یہ ثواب اس کے لئے درجات میں بلندی کا ذریعہ بنے گا۔

(صراط الابرار صفحہ نمبر 72)

رہ گئی یہ بات کہ زید کا بھائی جو ڈوب کر مرا وہ تو وہ شہید ہے سالانہ برسی کے طور پر ایصال ثواب کی غرض سے علمائے کرام کو مدعو کر کے تقریر و بیان اور فاتحہ خوانی کرانا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہاں اتنا ضرور ہے کہ خطباء و واعظین وشعراء حضرات غلو سے بچیں وہی بیان کریں جس سے شرعاً گرفت نہ ہو اس سلسلے میں اس کی آسیب زدہ بہن کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں، اور شہید بھائی کی قبر کے بغیر خالی جگہ مزار بنانا، اس پر عرس وغیرہ کرنا جائز نہیں کہ:

"الاتزار بدون المزار لایجوز"

نیز آسیب کا بیان شرعاً مقبول نہیں یونہی خواب دوسروں کے لئے حجت نہیں۔

پس جانتے ہوئے کہ وہاں واقعی شہید کا مزار نہیں بلکہ فرضی مزار بنایا گیا ہے جو لوگ عرس کرتے، کراتے ہیں اور جانتے ہوئے جو لوگ اس میں شرکت کرتے ہیں شرعاً مجرم اور گنہگار ہیں، ان پر لازم ہے کہ توبہ واستغفار کریں! اگر وہ توبہ واستغفار نہ کریں تو مسلمان ان کا شرعی بائیکاٹ کریں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی

۸ دسمبر بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

بداعمال مسلمان کیلئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کا حکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ زید ایک نہایت بدعمل انسان تھا اور زندگی بھر تعزیہ داری کرتا رہا یہاں تک کہ محلے کے لوگ اسے اہل تشیع کہنے لگے تھے اب زید کا انتقال ہو گیا ہے اور اسکے لیئے فاتحہ خوانی کرتا ہے اور دعا اس طرح کرتا ہے کہ تمام کارخیر کا ثواب زید کو پہونچے اب غور طلب امر یہ ہیکہ کیا بکر پر کیا حکم شرع عائد ہوگا۔ خلاصہ فرمائیں۔ سائل محمد صابر حسین مجتبیٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــــالی

تعزیہ داری اگرچہ حرام، بدکام، بدانجام اور سخت گناہ کا کام ہے مگر تعزیہ داری ودیگر بداعمالیوں سے زید ایمان واسلام سے خارج نہ ہوگا کہ اس کیلئے دعائے مغفرت حرام ہوگی اور اس کو ایصال ثواب منع ہوگا۔ بلکہ ہر مومن خواہ گنہگار و بداعمال ہی کیوں نہ ہو اس کیلئے دعائے مغفرت بھی ہوگی اور ایصال ثواب بھی۔

کما قال تعالی:

اللھم اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان۔

لہٰذا بکر پر کوئی شرعی حکم نہ ہوگا، بلکہ بکر کا یہ فعل مستحسن ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد عمر علی قادری سیتامڑھی بہار

۱۹ اپریل ۲۰۲۰ء مطابق ۱۴ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

****

فاتحہ میں پانی کیوں رکھا جاتا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ فاتحہ خوانی میں پانی کا اہتمام کرنا کیسا ہے آخر پانی کیوں رکھا جاتا ہے اس کا مطلب کیا ہے۔ سائل محمد شاہ جہاں اسمٰعیلی ٹھاکر گنج کشن گنج بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

فاتحہ میں پانی رکھنا جائز ہے اس میں ثواب ہے اور اس کی کئی وجوہات ہیں:

دنیا میں لوگوں کا دستور ہے کہ جب کھانا کھاتا ہے تو پانی بھی پیتا ہے اس لئے کھانا کے ساتھ پانی کا گلاس، یا بوتل، یا جگ رکھا جاتا ہے اور یہی دستور فاتحہ میں رکھا گیا کہ جسے کھانا کھلایا جائے، یا شیرنی کھلائی جائے اسے پانی بھی پلایا جائے اور وہ کھا کر پانی بھی پیتا ہے، جس فقیر کو کھانا کھلا کر پانی پلایا جائے اس کا دل خوش ہوتا ہے، اور اس سے پیاس بجھتی ہے۔

دوسری بات پیاسے کو پانی پلانا بہت ثواب اس سے فقیر پیاسا کا دل خوش ہوتا ہے، حدیث شریف میں ہے کہ:

" احب الاعمال الی المولی تعالیٰ بعد الفرائض ادخال السرور قلب المسلم "

یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فرائض کے بعد سب سے زیادہ پسندیدہ عمل یہ ہے کہ مسلمان کا دل خوش کرے۔

(مرقات المفاتیح عن ابن عباس بحوالہ الطبرانی، جلد 8 ص 753)

اور پانی پلانا ایک بہترین صدقہ اور ثواب ہے حدیث شریف میں ہے کہ:

افضل الصدقة سقي الماء

یعنی سب سے بہتر صدقہ پانی پلانا ہے۔

(الدر المقدور، جلد 3 ص 90)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جہاں پانی نہ ملتا ہو کسی کو پانی پلانا ایک جان کو زندہ کرنے کی مثل ہے اور جہاں پانی ملتا ہو وہاں پانی پلانا غلام کو آزاد کرنے کے مثل ہے۔

تیسری وجہ بالجملہ اج کل کے مروجہ فاتحہ کی اباحت و جواز میں شک نہیں کہ وہ مجموعہ امور مستحسنہ کا ہے اور مجموعہ امور مستحسنہ مستحسن ہوتا ہے اور اجتماع سے کوئی حکم منافی احاد کئے پیدا نہیں ہوتا بلکہ حسن اس کا حسن ہر واحد سے زیادہ ہوتا ہے،

لھذا اس مروجہ فاتحہ میں پانی، کھانا، تلاوت قرآن اول وآخر درود شریف و دعا کا ایک ساتھ جمع کر کے ایصال ثواب کرنا جائز اور باعث برکت اور زیادتی نیکیاں ہیں، جبکہ ہر ایک عمل یعنی پانی، کھانا، شیرنی، اور اول واخر درود شریف اور یہ دعا یہ سب ثواب سے خالی نہیں ہے اور جس قدر پاک حلال اشیاء پر فاتحہ ہوگا اس قدر مردے کو ثواب زیادہ ملے گا اسی لئے امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب الگ الگ افراد حرام نہیں تو مجموعہ کہاں سے حرام ہوگا اور جب مباحات کے افراد مجتمع ہوں تو مجموعہ بھی مباح ہوگا اس اصول پر دیکھا جائے تو فاتحہ مروجہ میں پانی ایک نیکی، کھانا، ایک نیکی، صدقہ ایک نیکی، درود وسلام ایک نیکی، تلاوت قران ایک نیکی اور دعا بھی ایک نیکی اور دعا میں ہاتھ اٹھانا آداب دعا اس لئے یہ بھی ایک نیکی اور جب سب نیکیاں ہی نیکیاں ہیں تو ان کا مجموعہ بھی خیر ہی خیر اور نیکیاں ہی نیکیاں ہوں گی لھذا اسی وجہ سے فاتحہ میں پانی رکھا جاتا ہے اور اس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

محمد ثناء اللہ خاں ثناء القادری سیتامڑھی

۱۹ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۱ جولائی ۲۰۲۰ء بروز سنیچر

****

نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا حدیث شریف سے ثابت ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام عرض ہیکہ بعد نماز جنازہ جو دعا مانگتے تو کیوں مانگتے ہیں باحوالہ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ سائل محمد شبیر عالم نیپالی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــہ تعـــــــــــالی

نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ حدیث شریف ہے:

" عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَقُولُ

إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھ چکو تو خلوص دل سے اس کے لیے دعا کرو۔“

(ابو داؤد و ابن ماجہ)

اس کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ:
اس حدیث کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ نماز جنازہ میں خالص دعا ہی کرو تلاوت قرآن نہ کرو حمد وثناء درود و دعا کے مقدمات میں سے ہے اس صورت میں یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ نماز جنازہ میں تلاوت قرآن ناجائز ہے۔
دوسرا یہ کہ جب تم نماز جنازہ پڑھ چکو تو میت کے لئے خلوص دل سے دعا مانگوں اس صورت میں دعا بعد نماز جنازہ کا ثبوت ہوگا۔
خیال رہے کہ دعا بعد نماز جنازہ سنت رسول بھی ہے اور سنت صحابہ بھی چنانچہ حضور نے شاہ حبشہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی اور بعد میں دعا مانگی اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن سلام ایک جنازہ پر پہونچے نماز جنازہ ہو چکی تھی آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ نماز پڑھ چکے اب میرے ساتھ دعا مانگوں۔
مزید معلومات کے لئے بدائع الصنائع جلد ۳ جاء الحق حصہ اول مطالعہ کریں۔اور ایک بات یہ کہ جن فقہاء نے اس دعا سے منع کیا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ سلام کے بعد یونہی کھڑے کھڑے دعا مانگی جائے جس سے آنے والے کو نماز کا دھوکہ ہو یا بہت لمبی دعائیں مانگی جائے جس سے بلا وجہ دفن میں دیر ہو جائے۔واللہ تعالی اعلم

(مراۃ المناجیح جلد دوم صفحہ ۴۷۳)

کتبــــــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار
۲۷ اپریل بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

ناپاکی میں فاتحہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
علماء کرام کی بارگاہ عالیہ ایک مسئلہ عرض کرتا ہوں جواب عنایت فرمائیں۔سوال کیا حالت نجس میں

فاتحہ اس طور پر کہ قرآن پاک کی آیتوں کی جگہ درود شریف اور شیرنی کے ساتھ فاتحہ پڑھ سکتے ہیں؟ حالت نجس میں فاتحہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر پڑھ سکتے ہیں تو اس کا آسان طریقہ کیا ہے؟ سائل محمد افسر علی نظامی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــہ تعــــــــــالی

اگر جنب پر غسل فرض ہے تو قرآن پاک کا ایک حرف بھی بہ نیت قرآن پڑھنا گناہ ہے جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: کسی آیت کا اتنا ٹکڑا کہ ایک چھوٹی آیت کے برابر ہو بہ نیت قرآن پڑھنا جنب وحائض کو بالاتفاق ممنوع ہے۔

صحیح یہ ہے کہ بہ نیت قرآن ایک حرف کی بھی جنب وحائض کو اجازت نہیں۔ اور اگر قرآن مجید کی آیات یا سورۃ جو کہ خالص دعا وثناء ہو پڑھے یا درود وسلام پڑھے جائز ہے۔

جیسا کہ آگے ہی تحریر میں آیا ہے، جو آیت بلکہ پوری سورت خالص دعا وثناء ہو جنب وحائض بے نیت قرآن صرف دعا وثناء کی نیت سے اسے پڑھ سکتے ہیں جیسے الحمد وآیۃ الکرسی۔

تنبیہ جنب کو وہ آیات ثناء بہ نیت ثناء بھی پڑھنا حرام ہے جن میں رب عزوجل نے اپنے لیے متکلم کی ضمیریں ذکر فرمائیں۔

جن آیات دعا وثناء کے اول میں قل ہے ان میں جنب یہ لفظ چھوڑ کر بہ نیت دعا پڑھے ورنہ جائز نہیں۔ اسے حروفِ مقطعات والی دعا کی اجازت نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۴) ص (۶۸۷) مکتبہ دعوت اسلامی)

لہٰذا بنیت ذکر ودعا جو آیت قرآنی پڑھنا جائز ہے انہیں پڑھ کر فاتحہ خوانی کرنا اور مرحومین کے نام سے ایصال ثواب کرنا جائز ہے۔

کتبــــــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۱۵ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

****

شب براءت میں حلوہ پر فاتحہ کی حقیقت کیا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک سوال ہیکہ شب برات میں جو فاتحہ کی جاتی ہے کس کے نام سے کی جاتی ہے اور حلوہ کے فاتحہ کی حقیقت کیا ہے بحوالہ جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔سائل محمد اشتیاق احمد متعلم الجامعتہ الغوثیہ غریب نواز اندور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعــــــــــــالی

شعبان یا غیر شعبان فاتحہ کبھی بھی کسی بھی بزرگان دین کے لئے اہتمام کر سکتے ہیں ہاں اگر کسی بزرگ کی تواریخ پر انہیں کے نام کے لئے اہتمام کرنا بہتر و افضل ہے لیکن شعبان کی پندرہویں تاریخ شبِ برات کے موقع پر عوام الناس میں جو رواج ہے حلوہ کا اور سرکار امام التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے نام دلاتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی محبت میں اپنے سب دانت توڑ دیئے تھے اس لئے حلوہ ہی کی فاتحہ دلائی جائے تو یہ بے اصل ہے کیونکہ دانت توڑنے کی نسبت جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی جانب جو کی جاتی ہے وہ بے اصل ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں جیسا کہ شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت بالکل جھوٹ اور افترا ہے کہ حضرت اویس قرنی نے یہ سنا کہ غزوۂ احد میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے تو انہوں نے اپنا سب دانت توڑ ڈالے اور انہیں کھانے کیلئے کسی نے حلوہ پیش کیا ایسی کوئی روایت نگاہ سے نہیں گزری ہے۔

(فتاوی شارح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۱٤)

ہاں اصل فاتحہ اور حلوہ ہی کی فاتحہ اس نیت کے ساتھ دلائی جائے کہ حلوہ ہمارے آقا حضور ﷺ کو بہت مرغوب و پسندیدہ غذا میں ہے اور عورتیں (باوضو ہوں تو بہتر ہے) حلوہ پکائیں اور آقائے دو جہاں حضور اکرم حضرت محمد مصطفی ﷺ خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت سیدنا حمزہ اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہما کی خصوصیت کے ساتھ نیز دیگر صالحین، اولیائے کاملین، سلاسل تصوف وطریقت کے بزرگان دین، اپنے آباؤ اجداد، اعزاوا قربا (جو حالتِ ایمان پر رحلت کر گئے ہوں) اور عام مومنین کی حلوے پر فاتحہ دلائیں اور ہمسایوں میں تقسیم کریں، خصوصاً محتاج و مستحقین امداد کو حلوے کے علاوہ کچھ خیرات بھی دیں۔مشائخ سے منقول ہے یہ ارواح اپنے عزیزوں کی جانب سے فاتحہ و نذور کے منتظر ہوتے ہیں۔ایصالِ ثواب کے تحفے وصول کرکے خوش ہوتے ہیں اور

بارگاہ الٰہی میں اپنے زندہ عزیزوں کے حسنِ خاتمہ وآخرت کے لیے سفارش بھی کرتے ہیں۔

بخاری شریف کی حدیث جلد دوم صفحہ ۸۱۷ کے مطابق حلوہ کھانا رسول اکرم ﷺ کی سنت متواتر اور سنتِ عادیہ دونوں پر عمل ہے۔ جبکہ حلوہ کھلانے سے متعلق اللہ کے پیارے حبیب ہمارے طبیب مصطفٰی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم فرماتے ہیں ''جس نے اپنے مسلمان بھائی کو میٹھا لقمہ کھلایا اس کو سبحانہ وتعالیٰ حشر کی تکلیف سے محفوظ رکھے گا۔

(شرح الصدور، للعلامہ امام سیوطی مجدد قرن نہم)

نوٹ شبِ براءت کے موقع پر بالخصوص کسی بھی بزرگان دین کے نام پر فاتحہ ہونی چاہیے یا کسی بزرگان دین کی تواریخ مبارک ہے تو ایسی ہمارے ناقص علم میں نہیں بلکہ کل امت محدیہ ﷺ پر فاتحہ کا اہتمام ہونی چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار
۱۱ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

****

چھینا اور رس گلا مٹھائی پر فاتحہ دینا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ چھینا یا رس گُلا پر فاتحہ دیا جا سکتا ہے جبکہ لوگوں کا کہنا ہے کہ چھینا اور رس گلا دودھ کو پھاڑ کر بنتا ہے اسی وجہ سے اس پر فاتحہ نہیں ہوسکتی ہے مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد تنویر احمد قادری اسمٰعیلی۔ بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

چھینا یا رس گُلا مٹھائی اگر پاک وصاف ہو اور جائز وحلال طریقے سے حاصل کی گئی ہو تو اس کو کھا بھی سکتے ہیں اور اس پر فاتحہ بھی دلا سکتے ہیں۔ رب قدیر وکریم جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

" یآیھا الناس کلوا مما فی الارض حللا طیبا ولاتتبعوا خطوات الشیطن انہ لکم عدو مبین "

(پارہ دوم سورہ بقرہ آیت نمبر 168)

ترجمہ:۔اے لوگو! کھاؤ جو زمین میں حلال پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

(کنزالایمان)

حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:
اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی حلال فرمائی ہوئی چیزوں کو حرام قرار دینا اس کی رزاقیت سے بغاوت ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان صفحہ نمبر 39)

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:
" قل ارائیتم ما انزل اللہ لکم من رزق فجعلتم منه حراما وحللا قل آللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون "

(پارہ 11 سورہ یونس آیت نمبر 59)

ترجمہ:۔تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے لئے رزق اتارا اس میں تم نے اپنی طرف سے حرام وحلال ٹھہرالیا تم فرماؤ کیا اللہ نے تمہیں اجازت دی یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔

(کنزالایمان)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضور صدرالافاضل علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:
اس آیت سے ثابت ہوا کہ کسی چیز کو اپنی طرف سے حلال یا حرام کرنا ممنوع اور خدا پر افتراء ہے (اللہ کی پناہ) آج کل بہت لوگ اس میں مبتلا ہیں ممنوعات کو حلال کہتے ہیں اور مباحات کو حرام بعض سود کو حلال کرنے پر مصر ہیں بعض تصویروں کو بعض کھیل تماشوں کو بعض عورتوں کی بے قیدیوں اور بیپردگیوں کو بعض بھوک ہڑتال کو جو خودکشی ہے مباح سمجھتے ہیں اور حلال ٹھہراتے ہیں اور بعض لوگ حلال چیزوں کو حرام ٹھہرانے پر مصر ہیں جیسے میلاد کو فاتحہ کو گیارہویں کو اور دیگر طریقہائے ایصال ثواب کو بعض میلاد شریف وفاتحہ وتوشہ کی شیرینی وتبرک کو جو سب حلال وطیب چیزیں ہیں ناجائز وممنوع بتاتے ہیں اسی کو قرآن پاک نے خدا پر افتراء کرنا بتایا ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان صفحہ نمبر 311)

اس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ جو بھی حلال وطیب کھانے والی چیز چاہے چھینا مٹھائی یا رس گُلا

وغیرہ ہو اس کو کھا بھی سکتے ہیں اور اس پر فاتحہ بھی دلا سکتے ہیں کسی کے ناجائز یا حرام کہہ دینے سے حرام نہیں ہو جائے گی جب تک کہ اس کی حرمت پر کوئی دلیل شرعی نہ ہو۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ
محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر
۴ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۹ جمادی الاخری ۱۴۴۱ھ بروز منگل

****

حرام مال سے فاتحہ دلانا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص حرام کے پیسے سے فاتحہ دلائے غوث اعظم کے نام بکرے اور لوگوں کو دعوت دے تو کیا اس کی دعوت میں شرکت کی جائے یا نہ کی جائے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ سائل محمد سراج القادری لکھیم پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

شخص مذکور کے اس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے مگر جب کہ اس نے مال بدل کر مجلس کی ہو اور یہ لوگ جب کوئی کار خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کے لیے کوئی شہادت کی حاجت نہیں اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے مال حرام سے ادا کیا ہے تو اس کا قول مقبول ہوگا کما نص علیہ فی الہندیۃ وغیرھا۔ بلکہ اگر شیرینی اپنے مال حرام ہی سے خریدی اور خریدنے میں اس پر عقد ونقد جمع نہ ہوئی یعنی حرام روپیہ دکھا کر اس کے بدلے خرید کر وہی حرام روپیہ دیا اگر ایسا نہ ہوا ہو تو مذہب مفتی بہ پر وہ شیرینی بھی حرام نہ ہوگی۔ واللہ تعالی اعلم

(احکام شریعت ص ۱۶۳)

کتبـــــــہ
امجد رضا سیتامڑھی بہار
۱۹ دسمبر بروز بدھ ۲۰۱۸ عیسوی

****

ایک قبر میں دو میت دفن کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے میں کہ مکہ اور مدینہ شریف میں ایک قبر میں دو مردے کو دفن کر دیتے ہیں تو مسئلہ یہ ہے کہ ایک قبر میں دو مرے دفن کرنا کیسا ہے؟ حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی: جمیل احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالی

ایک قبر میں دو مردے دفن کرنا بلا ضرورت نا جائز ہے اور اگر ضرورت ہو تو کر سکتے ہیں مگر دو میتوں کے درمیان مٹی وغیرہ سے آڑ کر دیں جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

لا یدفن اثنان او ثلاثة فی قبر واحد الا عند الحاجة فیوضع الرجل مما یلی القبلة ثم خلفه الغلام ثم خلفه الخنثی ثم خلفه المرأة و یجعل بین کل میتین حاجز من التراب

یعنی دو یا تین افراد ایک قبر میں دفن نہ کئے جائیں لیکن حاجت کے وقت جائز ہے ایسی صورت میں مرد کو قبلہ کی طرف رکھیں اس کے پیچھے لڑکے کو اس کے پیچھے خنثی اس کے پیچھے عورت کو اور ایک دوسرے کے بیچ میں مٹی سے آڑ کر دیں۔

(الفتاوی الهندیه، کتاب الصلوة، باب فی الجنائز ج1 ص 183)

اور ایسا ہی بہار شریعت میں ہے کہ:

”ایک قبر میں ایک سے زیادہ بلا ضرورت دفن کرنا جائز نہیں اور ضرورت ہو تو کر سکتے ہیں مگر دو میتوں کے درمیان مٹی وغیرہ سے آڑ کر دیں اور کون آگے ہو کون پیچھے ہو۔ واللہ تعالی علم

(بہار شریعت ج 1 ص 846)

کتبـــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۱۹ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

مچھلی پر فاتحہ کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
کیا مچھلی پر فاتحہ جائز ہے یا نہیں؟ ہم کو تو معلوم ہے لیکن کسی کو دیکھانہ ہے جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل محمد شبیر احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

فاتحہ دراصل تلاوت قرآن ودعائے خیر کا نام ہے سامنے کھانا ہونا فاتحہ کے لیے ضروری سمجھنا جہالت ہے ہاں یہ ایک رواج ہے جو عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے اور معمولات اہلسنت میں سے ہے اور یاد رکھیں ہر حلال کھانے پر فاتحہ جائز ہے جیسا حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ:

جو چیز حرام بعینہ ہو اس پر فاتحہ پڑھنا اور اسکا ثواب پہونچانا جائز نہیں ہے۔حدیث شریف ہے:

لا یقبل اللہ الا الطیب

یعنی حرام چیز کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔

اور اگر حرام بعینہ نہ ہو تو فاتحہ پڑھنے اور ایصال ثواب کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔

(ملخصا فتاویٰ امجدیہ جلد اول صفحہ ۳۶۴)

اور مچھلی بلا شبہ حلال ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہمارے لئے دو مردار حلال ہے اسمیں ایک مچھلی ہے۔اس لئے اس پر نیاز فاتحہ دلا سکتے ہیں کہ مچھلی کھلانے پر جو ثواب مرتب ہوگا وہ پہونچایا جاتا ہے نہ کہ اصلی لہذا مچھلی پر فاتحہ پڑھنا جائز و درست ہے۔واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ فقیہ ملت جلد دوم صفحہ ۳۰۸)

کتبہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار
24 اکتوبر بروز بدھ 2018

****

جمعرات کی شب کو مرحومین کے نام سے فاتحہ کیوں ہوتی ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ! اکثر لوگ انتقال شدہ لوگوں کے نام فاتحہ جمعرات کے دن کراتے ہیں، جبکہ کتابوں میں لکھا ہے کہ اس عمل کو کسی بھی دن کرے ثواب پائے گا۔لیکن پھر بھی جمعرات کو لوگ ترجیح دیتے ہیں، آخر ایسا کیوں کیا جمعرات کے دن کی کچھ فضیلت بیان ہوئی ہے قرآن و حدیث میں جیسے جمعہ کے فضائل بیان ہوئے ہیں۔سائل محمد خالد رضا نوری شاہجہاں پور یوپی الھند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

لوگوں کا معمول اس بنا پر ہے کہ شبِ جمعہ (جمعرات کا دن گزار کر آنے والی رات شبِ جمعہ کہلاتی ہے) کو مردے اپنے اپنے گھر آتے ہیں اور اہل خانہ سے فریاد کرتے ہیں کہ اے میری اولاد میرے نام سے کچھ صدقہ کر۔

جیسا کہ امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: شیخ الاسلام "کشف الغطاء عما لزم للموتی علی الاحیاء" فصل ہشتم میں فرماتے ہیں:

درغرائب وخزانہ نقل کردہ کہ ارواح مومنین می آیند خانہ ہائے خود راہر شب جمعہ روز عید وروز عاشورہ وشب برات، پس ایستادہ می شوند بیرون خانہائے خود وندا می کنند ہر یکے باآواز بلند اندوہ گین اے اہل واولاد من ونزدیکانِ من مہربانی کنید برما بصدقہ۔

غرائب اور خزانہ میں منقول ہے کہ مومنین کی روحیں ہر شب جمعہ، روز عید، روز عاشورہ، اور شب براءت کو اپنے گھر آ کر باہر کھڑی رہتی ہیں اور ہر روح غمناک بلند آواز سے ندا کرتی ہے کہ اے میرے گھروالو، اے میری اولاد، اے میرے قرابت دارو! صدقہ کر کے ہم پر مہربانی کرو۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۹) ص (٦٥٠) ناشر دعوت اسلامی)

کتبـــــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۱۲ ذی قعدہ ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

****

ماہ محرم میں مچھلی کھانا کیسا ہے نیز شہدائے کربلا کے علاوہ کسی اور کی فاتحہ ہوسکتی ہے یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا یوم عاشورہ کا چاند دیکھنے کے بعد مچھلی کا شکار کرکے کھانا صحیح ہے؟ نیز محرم الحرام میں شہدائے کربلا کے علاوہ کسی اور کی فاتحہ ہوسکتی ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع فراہم کریں سائل محمد رئیس ابن حامد شیخ بنکٹی یوپی الھند۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالیٰ

مچھلی یا کسی بھی حلال جانور کا شکار اگر کھانے یا دوا یا کسی اور نفع یا کسی نقصان کے دفع کی نیت سے ہو ہر مہینے میں جائز ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ شکار کہ محض شوقیہ بغرض تفریح ہو جسے ایک قسم کا کھیل سمجھا جاتا ہے ولہذا شکار کھیلنا کہتے ہیں بندوق کا خواہ مچھلی کا روزانہ ہو خواہ گاہ گاہ مطلقاً بالاتفاق حرام ہے حلال وہ ہے جو بغرض کھانے یا دوا یا کسی اور نفع یا کسی ضرر کے دفع کو ہو۔

(احکام شریعت حصہ اول صفحہ 44)

سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان اسی طرح ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ جہالت ہے ہر مہینہ میں ہر تاریخ ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہوسکتی ہے۔

(احکام شریعت ص ۱۴۱)

الحاصل ماہ محرم الحرام کا چاند نظر آجانے کے بعد مچھلی کا شکار کھانے کی نیت سے جائز ہے شرعاً ممانعت نہیں اور یہ بھی واضح رہے کہ عشرہ محرم الحرام یا کسی مہینے میں شکار کرنا فرض یا واجب نہیں اور جس طرح دیگر مہینوں میں کسی بھی بزرگ یا کسی اور کی فاتحہ دے سکتے ہیں اسی طرح ماہ محرم الحرام میں بھی دے سکتے ہیں۔

کتبـــــــہ

ابو الاحسان قادری رضوی مہاراشٹر

یکم محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

****

انڈے پر فاتحہ پڑھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معزز ومحترم علمائے اہلسنت کی بارگاہ میں عرض ہیکہ کیا انڈوں پر فاتحہ جائز ہے؟ سائل محمد سفیان رضاوارثی رائے بریلی یوپی۔

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــــــہ تعـــــــــــــالی

ہر حلال و پاکیزہ چیز جوکہ جائز طریقے سے حاصل کی گئی ہو اس کا کھانا بھی جائز ہے اور اس پر فاتحہ دلانا بھی جائز ہے۔

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید :یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ

(پارہ 2 سورۃ البقرہ آیت نمبر 178)

ترجمہ اے لوگو کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔(کنزالایمان)

حضرت مفتی خلیل احمد خان قادری مارہروی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں جولوگ یہ سمجھتے ہیں کہ گوشت یا سبزی یا انڈے مچھلی پر فاتحہ نہیں ہوسکتی تو یہ سب جاہلانہ خیالات اور خرافات میں جس کی شریعت میں کوئی سند نہیں ہے جیسے یہ خیال ہوکہ محرم میں شہدائے کربلا کے علاوہ کسی اور کی فاتحہ و نیاز نہیں ہوسکتی محض جاہلانہ خیال ہے۔

(فتاوی خلیلیہ جلد اول صفحہ 100)

الحاصل حلال جانور کا انڈا جوکہ حلال اور جائز طریقے سے حاصل کیا گیا اور وہ پاکیزہ ہے تو اس پر فاتحہ دینا اور دلانا بلا شبہ جائز ہے۔

کتبـــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۱ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ

* *

بارہ محرم کی فاتحہ کوشہدائے کربلا کا تیجہ کہنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں جیسا عوام اپنے مرحومین کا تیجہ کرتے ہیں اسی طرح محرم کی ۱۲ تاریخ کو امام حسین کا تیجہ کرتے ہیں کیا یہ درست ہے فقہ حنفی کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں سائل عبداللہ نعیمی مراد آباد یوپی۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

حضرت سید الشہداء سیدنا امام حسین علی جدہ وعلیہ السلام کی روح پاک ودیگر شہدائے کربلا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ارواح طیبات کے ایصال ثواب کے لئے بارہ محرم الحرام یا سال کے کسی بھی دن اور تاریخ کو فاتحہ دلانا شرعاً جائز ومستحسن ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ نیک اعمال کا مسلمان میت کو ثواب پہنچتا ہے اور یہ بھی حدیثوں میں آیا ہے کہ وہ ثواب پا کر خوش ہوتا ہے تو قرآن شریف وکلمہ طیبہ پڑھ کر ثواب پہنچانا اچھی بات ہے اور تیسرے دن کی خصوصیت بھی مصالح عرفیہ شرعیہ کی بنا پر ہے اس میں بھی حرج نہیں حدیث میں ہے:

صوم یوم السبت لا لك ولا علیك۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث الصماء بنت بسر رضی اللہ عنہا ج 6 ص 368 / حوالہ فتاویٰ رضویہ جلد 7 کتاب الجنائز صفحہ 386 مطبوعہ امام احمد اکیڈمی بریلی شریف)

صفحہ مذکور پر آگے تحریر فرماتے ہیں کہ فاتحہ بیشک جائز ہے وہ مسلمان میت کو نفع پہنچانا ہے اور فرض کے بعد کوئی چیز مولیٰ تعالیٰ کو اس سے زیادہ پسند نہیں کہ مسلمان کو نفع پہنچایا جائے حدیث میں ہے۔

من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ

(صحیح مسلم باب استحباب الرقیۃ من العین ج 2 ص 224 / حوالہ المرجع السابق صفحہ سابق)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: طعامی کہ ثواب ان نیاز حضرت امامین نمایند برآں فاتحہ وقل ودرود خواندن تبرک می شود خوردن او بسیار خوب ست۔

(فتاویٰ عزیزیہ صفحہ 75)

ترجمہ:۔وہ کھانا حضرت امامین حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی نیاز کے لئے پکایا جائے اور جس پر فاتحہ وقل شریف اور درود پاک پڑھا جائے وہ تبرک ہوجاتا ہے اور اس کا کھانا بہت ہی اچھا ہے۔
(بحوالہ شام کربلا صفحہ 283/284)

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ انوار ساطعہ صفحہ 145 اور حاشیہ خزانۃ الروایات میں ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کی شہادت کے تیسرے دن سے ان کے ایصال ثواب کے واسطے) کے لئے تیسرے اور ساتویں اور چالیسویں دن اور چھٹے ماہ اور سال بھر بعد صدقہ دیا یہ تیجہ ششماہی اور برسی کی اصل ہے۔
(جاء الحق حصہ اول صفحہ 262)

رہا یہ کہ ہر سال محرم الحرام کی بارہ تاریخ کو حضرت امام حسین علی جدہ وعلیہ السلام کی بارگاہ میں نذر ونیاز پیش کرنے کا اہتمام تو متذکرہ تاریخ میں ایصال ثواب کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں تاہم مذکورہ تاریخ میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر شہدائے کربلا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بارگاہ میں ایصال ثواب کرنے کو تیجہ کہنا ٹھیک معلوم نہیں ہوتا۔

کیونکہ عرف عام میں کسی کے انتقال کے تیسرے دن کی فاتحہ کو تیجہ کہتے ہیں اور شہدائے کربلا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شہادت کو سینکڑوں سال ہو گئے ہیں اس لئے تیجہ کے بجائے نیاز فاتحہ ہی کہیں بہتر ہے تاکہ کسی کو کسی قسم کی تشویش نہ ہو۔

ایک مسئلہ کی وضاحت عام مرحومین کے لئے جو ایصال ثواب کیا جاتا ہے اسے فاتحہ کہتے ہیں اور جو بزرگانِ دین کے لئے کیا جاتا ہے اسے تعظیما نیاز کہتے ہیں۔

(ملخصا احکام شریعت)

کتبـــــــہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۱۶ محرم الحرام ۱۴۴۳ھ بروز جمعرات

****

کتاب الزکوٰۃ

(زکاۃ کا بیان)

کیا مدرسہ کیلئے دی ہوئی رقم طالب علم اپنے مصرف میں خرچ کر سکتا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ! زید ایک طالبِ علم ہے اور ایک مسجد میں امامت بھی کرتا ہے، زید کے ایک مقتدی نے زید کو کچھ روپئے دیئے یہ کہہ کر کے اِن پیسوں سے مدرسے میں کچھ دینی کتابیں میری طرف سے ہدیہ دیدینا تاکہ طالبِ علم اُن کتابوں سے علم حاصل کر سکیں، لیکن زید بھی اُسی مدرسے کا ایک طالبِ علم ہے اور زید کو بھی کچھ دینی کتابوں کی ضرورت ہے تو کیا زید اُن پیسوں سے اپنے پڑھنے کے لئے کتابیں خرید سکتا ہے یا نہیں۔سائل محمد خالد رضا نوریشاہجہاں پور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــه تعــــــــــالی

جب ہدیہ دینے والے نے یہ صراحت کر دی کہ اس رقم سے کچھ دینی کتابیں فلاں مدرسہ میں دے دینا تو زید اس رقم کا وکیل ہوا اور وکیل کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ رقم خود لے لے ہاں اگر ہدیہ دینے والا یہ کہتا کہ تم جہاں چاہو کتاب خرید کر دے دو تو لے سکتا ہے جیسا کہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب بہار شریعت میں ہے ،،وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ خود لے لے ہاں اگر زکوۃ دینے والے نے یہ کہہ دیا ہو کہ جس جگہ چاہو خرچ کرو تو لے سکتا ہے۔(ص ۲۲ / ح ۵ /)

درمختار میں ہے: " و للوکیل ان یدفع لولدہ الفقیر وزوجته لا لنفسه الا اذا قال ربها ضعها حیث شئت"

(ج ۲/ص ۲۶۹ /بحوالہ فتاوی مرکز تربیت افتاء ج/ص ۴۱۵)

اس لئے اس رقم سے مذکورہ مدرسہ میں دینی کتابیں خرید کر دے دے زید خود اپنے لئے کتاب خرید نہیں سکتا ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبـــــه

محمد رضا امجدی ہرپوروا باچھپٹی سیتامڑھی

۹ ذی قعدہ ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

****

زکوٰۃ یافطرہ کافر کو دینا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیافرماتے ہیں مفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ ہمارے پڑوس میں غیر مسلم رہتے ہیں جو غریب ہیں کیاانکو فطرہ وزکاۃ دے سکتے ہیں معتبر کتاب کا حوالہ دیکرشکریہ کاموقع دیں۔سائل محمد ساجد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

کافر کو زکوۃ دیناحرام ہے جیسا کہ سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
کافر کو دیناحرام ہے اوران کو دئے زکوٰۃ ادانہ ہوگی۔
(فتاوی رضویہ جلد،۱۰،صفحہ،۲۹۰،رضافاؤنڈیشن،لاہور)
اور صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ذمّی کافر کو نہ زکاۃ دے سکتے ہیں، نہ کوئی صدقۂ واجبہ جیسے نذر وکفّارہ وصدقۂ فطراور حربی کوکسی قسم کا صدقہ دیناجائزنہیں نہ واجبہ نہ نفل، اگرچہ وہ دارالاسلام میں بادشاہِ اسلام سے امان لے کرآیا ہوہندوستان اگر چہ دارالاسلام ہے مگر یہاں کے کفّار ذمّی نہیں، انھیں صدقات نفل مثلاً ہدیہ وغیرہ دینا بھی ناجائز ہے۔واللہ تعالی اعلم
(بہار شریعت،حصہ،پنجم مالِ زکاۃ کن لوگوں پرصَرف کیاجائے کابیان)
(ھکذا فی فتاوی فیض الرسول،جلد،اول،صفحہ،۵۰۱،ھکذا فی فتاوی بحر العلوم،جلد،دوم،باب مصارف الزکات،صفحہ،۱۸۴)

کتبـــــــہ
محمد رضاامجدی ہرپوروا باچھپٹی سیتامڑھی بہار
۲۹ مئی بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

جس مدرسہ میں بچوں کے قیام وطعام کاانتظام نہ ہواس میں زکوۃ کاروپیہ لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیافرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے تعلق سے کہ ہمارے محلہ میں ایک مدرسہ گلشن مصطفٰی

نام سے چل رہا ہے جس میں محلہ وغیر محلہ کے بچے فقط قرآن شریف اور دینیات کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں مگر مدرسہ ھٰذا میں یتیم بچوں کے قیام وطعام کا انتظام نہیں ہے لہٰذا دریافت یہ ھیکہ مدرسہ ھٰذا میں زکوٰۃ صدقۂ فطر اور قربانی کی رقم دینا جائز ہے یا نہیں۔ سائل محمد عرفان رضا نوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

صورت مسئولہ میں زکوٰۃ وصدقۂ فطر صدقۂ واجبہ ہے جس کے اصل حقدار فقراء ومساکین ہیں قرآن شریف میں ہے:

"إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسٰكِينِ

(پارہ 10 سورۂ توبہ آیت 60)

اسلئے زکوٰۃ وصدقۂ فطرا نہیں کو دینے سے ادا ہوگی تو براہ راست مدرسہ میں صرف کرنا یعنی مدرسین کی تنخواہ میں دینا قیمت کتاب کی ادا کرنا یا تعمیر مدرسہ میں صرف کرنا جائز نہیں اور یہی اصل مسئلہ بھی ہے نیز فتاوی عالمگیری میں ہے:

"لایجوز ان یبنی بالزکاۃ المسجد وکذا القناطر والسقایات وکل مالا یملك فیه"

(فتاوی عالمگیری کتاب المصارف جلد اول صفحہ 188)

لھذا مدرسہ گلشن مصطفیٰ خالص دینی ہے اور دوسری طرح اس کے چلنے کی کوئی سبیل نہیں ہے تو حیلۂ شرعی کر کے زکوٰۃ وفطرہ کی رقم بھی اس مدرسہ میں صرف کی جاسکتی ہے اگر چہ مدرسہ گلشن مصطفیٰ میں یتیم بچوں کے قیام وطعام کا انتظام نہ ہو۔

فتاوی عالمگیری میں ہے:

"والحیلة فی ذالك ان یتصدق السلطان بذالك علی الفقراء ثم الفقراء یدفعون ذالك الی المتولی ثم المتولی یصرف ذالك الی الرباط"

(فتاوی عالمگیری کتاب الحیل الفصل الثالث فی مسائل الزکاۃ جلد 6 صفحہ 392)

اور حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ اپنے ایک فتوی میں تحریر فرماتے ہیں:

زکوٰۃ وصدقۂ فطر کی رقم حیلۂ شرعی کر کے دینی مدرسہ میں صرف کی جائے حیلۂ شرعی کے بعد یہ

رقوم مدرسہ کے ہر کام میں صرف کی جا سکتی ہے خواہ مدرسہ چھوٹا ہو یا بڑا اس میں یتیم و نادار بچے رہتے ہوں یا نہ رہتے ہوں۔

(ماہنامہ اشرفیہ شمارہ مئی 1995 صفحہ 6)

اور قربانی کے چمڑے کی رقم تو بغیر حیلۂ شرعی کے بھی مدرسہ کے اخراجات میں صرف کیا جا سکتا ہے۔

فتاوی رضویہ شریف میں ہے:

مدرسہ دینیہ کے عمارت میں خرچ کر سکتا ہے کہ قربت ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ کتاب الاضحی، جلد 8 صفحہ 487، فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد اول صفحہ 413)

کتبـــــــہ

محمد صادق رضا پٹنہ بہار الھند

۱۱ جولائی بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

زکاۃ یا فطرہ کی رقم مسجد میں دینا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام وعلماء ذوی الاحترام مسئلہ ذیل کے تعلق سے کہ زکوٰۃ یا فطرہ کی رقم مسجد میں دینا کیسا ہے؟ سائل محمد انید

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

زکوۃ اور فطرہ کی رقم مسجد میں دینا جائز نہیں؛ کہ زکوۃ وفطرہ صدقات واجبہ ہے اور اس کے اصل مستحقین فقراء اور مساکین ہیں جیسا کہ قرآن مقدس میں اللہ تعالی کا فرمان ہے:

انما الصدقٰت للفقراء والمسٰکین

اور صدقات واجبہ کی ادائیگی کیلئے تملیک شرط ہے اور مسجد میں دینے سے تملیک نہیں پائی گئی لہذا زکوۃ وفطرہ کی رقم مسجد میں دینے سے ادا نہیں ہوگی البتہ اگر وہاں کے لوگ اپنی جیب خاص سے امور مسجد یا تعمیر مسجد کیلئے عطیہ دینے کے اہل نہ ہوں تو بوجہ مجبوری زکوۃ یا فطرہ کی رقم بعد حیلہ شرعی امور مسجد

یا تعمیر مسجد میں لگائی جاسکتی ہے۔
جیسا کہ حضور سیدنا اعلیحضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان درمختار کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:
وحیلۃ التکفین بہا التصدق علی فقیر ثم ھو یکفن فیکون الثواب بہا و کذا فی تعمیر المسجد
(فتاوی رضویہ شریف جلد چہارم ص 469
اور خود سیدنا اعلیحضرت تحریر فرماتے ہیں:
اگر مذکی نے زرزکاۃ اسے (مصرف زکاۃ) دیا اور ماذون مطلق کیا کہ اس سے جس طور پر چاہو میری زکاۃ ادا کرو اس نے خود بنیت زکاۃ لے لیا اس کے بعد مسجد میں لگادیا تو یہ بھی صحیح وجائز ہے۔
(فتاوی رضویہ شریف جلد چہارم ص ۴۷۵)
پس معلوم ہوا کہ حیلہ شرعی کے ذریعہ زکاۃ کی رقم مسجد میں لگانا جائز ہے لیکن جہاں کے لوگ مسجد دوسری رقموں سے بنا سکتے ہوں وہ آج کے مروجہ حیلۂ شرعی زکاۃ کی رقم مسجد میں نہ لگائیں صرف مجبوری کی صورت میں لگائیں تاکہ غرباء ومساکین وغیرہ جو اس کے اصل مصارف میں ہیں اور ضرورت مند مدارس عربیہ کی حق تلفی نہ ہو۔ واللہ تعالی اعلم
(فتاوی فقیہ ملت جلد اول ص ۳۲۵)

کتبـــــہ
محمد صادق رضا پٹنہ بہار الھند
۱۰ مارچ بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

جو شخص روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو سکے لئے فدیہ کا کیا حکم ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس کے بارے میں کہ ایک ایسا بوڑھا شخص ہے جس میں روزہ رکھنے کی قوت نہیں ہے تو کیا وہ فدیہ ادا کرے اگر فدیہ ادا کرے گا تو ایک دن کا کتنا فدیہ ادا کرے گا برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد عامر حسین

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــــالی

اگر کمزوری عمر دراز کی وجہ سے ہے کہ عمر اتنی ہوگئی ہے جو حقیقتاً روزہ رکھنے کی قدرت نہ رکھتے ہوں، اور نہ ہی آئندہ طاقت کی امید ہوں تو ایسا شخص روزہ چھوڑ دے اور ہر روزہ کے بدلے فدیہ ادا کرے۔

ایک روزے کا فدیہ ہے:

دونوں وقت ایک مسکین کو پیٹ بھر کھانا کھلائے اس پر واجب ہے: یا تو پھر ہر روزہ کے بدلے صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دے۔

البحر الرائق فی شرح کنزالدقائق میں ہے:

الشیخ الفانی وھو یفدی

یعنی شیخ فانی کے لئے فدیہ ادا کرے۔

(جلد دوم صفحہ 70 کتاب الصوم)

قدوری میں ہے: والشیخ الفانی الذی لا یقدر علی الصیام یفطر و یطعم لکل یوم مسکینا کلما یطعم فی الکفارات

یعنی اور بہت بوڑھا شخص جو روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو وہ افطار کرے اور ہر دن ایک مسکین کو اتنا کھانا کھلائے جتنا کفارات میں کھلایا جایا کرتا ہے۔

(ماخوذ اشرف النوری شرح قدوری صفحہ 273 کتاب الصوم)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

فدیہ صرف شیخ فانی کے لئے رکھا ہے جو بہ سبب پرانہ سالی حقیقتاً روزہ کی قدرت نہ رکھتا ہو نہ آئندہ طاقت کی امید کہ عمر جتنی بڑھے گی ضعف بڑھے گا اس کے لئے فدیہ کا حکم ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ مخرجہ جلد 10، صفحہ 520 کتاب الصوم باب الفدیہ)

کتبـــــــہ

محمد شمیم القادری احمدی کشن گنج بہار

۲۹ اپریل ۲۰۲۰ء مطابق ۵ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

****

زکوٰۃ وفطرہ کے رقوم مدرسہ اور دینی کاموں میں تصرف کرنا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں کی مسجد کے وضو خانہ کے اوپر مسجد کمیٹی والے مدرسہ بنانے کا ارادہ کررہے ہیں۔اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا زکوۃ وفطرہ سے وضو خانہ کے اوپر مدرسہ بنا سکتے ہیں یا نہیں قرآن وحدیث کے روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔سائل امیر حمزہ عامر ابراہیم پورا اعظم گڑھ یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

زکوٰۃ کے مستحقین غرباء ومساکین ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْعٰمِلِیْنَ عَلَیْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِی الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِیْنَ وَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ۔

(پارہ 10 سورہ توبہ آیت 60)

صورت مسئولہ میں بغیر عذر شرعی حیلہ کرکے زکاۃ وفطرہ کے رقوم کو مدرسہ کی تعمیر میں لگانا جائز نہیں ہاں اگر عذر شرعی ہو تو حیلۂ شرعی کے بعد دینی مدارس کی تعمیر یا دینی کاموں میں تصرف جائز ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: إذا الأداء أن یکفن میتا عن زکاۃ مالہ لا یجوز والحیلة عن یتصدق بها علی فقیر من أهل المیت ثم هو یکفن به فیکون له ثواب التکفین وکذالك فی جمیع أبواب البر کعمارة المساجد الخ

(ج6 کتاب الحیلة، باب الزکاۃ صفحہ 392 بیروت)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

جبکہ اس نے فقیر مصرف زکوٰۃ کو بہ نیت زکوٰۃ دے کر مالک کردیا زکوٰۃ ادا ہوگئی اب وہ فقیر مسجد میں لگادے دونوں کے لیے اجرِ عظیم ہوگا۔

درمختار میں ہے:

وحیلة التکفین بها التصدّق علی فقیر ثم هو یکفن، الثواب لهما

و کذا فی تعمیر المسجد
کفن بنانے کے لیے یہ حیلہ ہے کہ صدقہ فقیر کو دیا جائے پھر وُہ فقیر کفن بنا دے تو ثواب دونوں کے لئے ہوگا، اسی طرح تعمیرِ مسجد میں حیلہ کیا جا سکتا ہے۔
بحرالرائق میں زیرِ قولِ متن:
لا الی بناء مسجد و تکفین میّت وقضاء دینه وشراء قن یعتق"
زکوٰۃ سے تعمیرِ مسجد، میّت کے لیے کفن اور اس کا اداءِ قرض اور ایسے غلام کا خریدنا جائز نہیں جسے آزاد کر دیا گیا ہو۔ فرمایا:
والحیلة فی الجواز فی هذه الاربعة ان یتصدق بمقدار زکوته علی فقیر ثم یأمره بعد ذلك الصرف فی هذه الوجوه فیکون لصاحب المال ثواب الزکوٰۃ و للفقیر ثواب هذه الصرف کذا فی المحیط۔
ان چاروں میں جواز کا حیلہ یہ ہے کہ آدمی زکوٰۃ فقیر کو دے پھر اسے کہے کہ ان چاروں پر خرچ کرے، صاحبِ مال کیلئے زکوٰۃ کا ثواب اور فقیر کے لیے خرچ کا ثواب ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(جلد 10 صفحہ 256 جدید)

کتبـــــــہ
محمد مظہر حسین سعدی رضوی سوناپوری اتر دیناجپور بنگال
۲۵ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۹ مئی ۲۰۲۰ء بروز منگل

****

زکوٰۃ وفطرہ کی رقم مکتب میں لگانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
عرض ہے کہ عشر، زکوٰۃ، فطرہ کی رقم مسجد اور مکتب میں جہاں بیرونی طلبہ وطالبات علم حاصل نہیں کرتے لگا سکتے ہیں؟ نیز اس عالم دین کے بارے میں کیا حکم ہے جو ایسا مشورہ دیتے ہیں؟ دلیل کے ساتھ جواب عنایت کریں کرم ہوگا۔ المستفتی محمد ملک الظفر گڑھوا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی
زکوٰۃ فطرہ اور صدقات واجبہ کی رقم مدرسین کی تنخواہ مدرسہ کی عمارت مسجد یا قبرستان وغیرہ کی تعمیر

میں صرف نہیں کی جاسکتی ہے ان میں صرف کریں گےتو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی اگر بچوں کا مدرسہ جو دینی تعلیم کا ہوجس میں امیر وغریب سب کے بچے پڑھتے ہوں اوران کے آمدنی کے دیگر ذرائع نہ ہوں؛ یعنی لوگ صدقات نافلہ کے ذریعے مدد نہیں کرتے ہوں یا صدقات نافلہ دینے کی استطاعت نہیں رکھتے ہوں اس صورت میں حضور بحرالعلوم فتاویٰ بحرالعلوم جلد دوم ص ۲۱۱ میں ذکر فرماتے ہیں:

اگر بچوں کا مدرسہ جو دینی تعلیم کا ہو اور ان کی آمدنی کے ذرائع نا کافی ہوں تو اس قسم کے مصارف میں صرف کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کسی ایسے مسلمان کو زکوٰۃ وفطرات کی رقم دے دی جائے جو مالک نصاب نہ ہوں یعنی خود زکوٰۃ قبول کرنے کے لائق اورغریب ہو پھر وہ اپنی طرف سے وہ رقم مدرسہ کو دے دے؛ تواس کو دیگر مذکورہ مصارف خیر میں صرف کرسکتے ہیں۔

مولانا صاحب نے جن لوگوں کو مشورہ دیا ہے وہ صدقات نافلہ ادا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہوں گے اس بنا پر مولانا صاحب نے شریعت کی روشنی میں صحیح مشورہ دیا ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــــہ

محمد رضا امجدی سیتامڑھیبہار

۴ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

منافع ستر فیصد یا تیس فیصد لینا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام رہنمائی فرمائیں اگرکسی شخص نے اس شرط پر کسی کو کچھ رقم دیا کہ جو بھی منافع ہوگا اسکا ستر فیصد تم رکھ لینا اور تیس فیصد مجھے دے دینا کیا یہ صورت درست ہے؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔سائل برکت علی سعودی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

صورت مسئولہ میں اس طرح کا شرط لگانا کہ جو کچھ منافع ہو اسکو بیان کردینا جائز ہے مثلاً ستر فیصد تم رکھ لینا اور تیس فیصد مجھے دے دینا۔فتاوی رضویہ میں ہے:

دس فیصدی یا آنہ روپیہ دینا اگر اس سے مراد ہے کہ جتنے روپیے اس کو تجارت کے لئے دے

ہیں ان پر فیصدی دس یا فی روپیہ ایک آنہ مانگتا ہے تو حرام قطعی اور سود ہے اور اگر یہ مراد کہ جو نفع ہو اس میں سے دسواں یا سولھواں حصہ دینا تو یہ حلال ہے۔

(جلد 19 صفحہ 151)

بہار شریعت جلد سوم میں ہے:
نفع دونوں کے مابین شائع ہو یعنی مثلاً نصف نصف یا دو تہائی ایک تہائی یا تین چوتھائی ایک چوتھائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(حصہ 14 صفحہ 2)

کتبـــــــہ
محمد مظہر حسین سعدی رضوی اتر دیناجپور بنگال
۸ فروری ۲۰۲۰ بمطابق ۱۳ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

****

مدرستہ البنات میں زکوٰۃ وفطرہ کی وصولی کے بعد بھی فیس لینا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید نے لڑکیوں کا مدرسہ کھولا اور لڑکیوں سے فیس وغیرہ اور دیگر اخراجات کے پیسے لیتا ہے رمضان اور غیر رمضان میں چندہ بھی کرتا ہے جیسے زکوٰۃ وصدقۂ فطر اور دیگر خیرات کو بھی قبول کرتا ہے تو زید کا لڑکیوں سے فیس اور دیگر اخراجات کے پیسے لینا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ المستفتی رئیس انور ازہری خطیب وامام قادری مسجد الولہ کلیان پور چمپارن

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــہ تعـــــــــالی

اگر زید کچھ فیس کی رقم لیتا ہے تو لینا درست ہے اگر وہ مدرسہ خالص دینی ہو اور دوسری طرح اس کے چلنے کی کوئی سبیل نہ ہو تو حیلہ شرعی کرکے زکوٰۃ وفطرہ کی رقم بھی صرف کر سکتے ہیں اگر چہ اس مدرسہ میں یتیم بچوں یا بچیوں کے قیام وطعام کا انتظام نہ ہو۔

چنانچہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

(والحیلة فی ذالك) ان یتصدق السلطان بذالك علی الفقراء ثم الفقراء یدفعون ذالك إلی المتولی ثم المتولی یصرف ذالك إلی الرباط

(کتاب الحیل الفصل الثالث فی مسائل الزکاۃ ج ۶/ص ۳۹۲)

اسی طرح کے ایک قسم کے ایک فتویٰ کے جواب میں حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: زکوٰۃ وفطرہ کی رقم میں حیلہ شرعی کرکے دینی مدرسہ میں صرف کی جائے حیلہ شرعیہ کے بعد یہ رقوم مدرسہ کی ہر مد میں صرف کی جاسکتی ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس میں یتیم نادر بچے رہتے ہوں یا نہ رہتے ہوں۔

(ماہنامہ اشرفیہ شمارہ مئی ۱۹۹۰ ص ۶، فتاویٰ مرکز تربیت وافتاء ج ۱/ص ۴۱۳)

لگتا ہے کہ زید جو فیس بچیوں سے لیتا ہے اس سے مدرسہ کے اخراجات نہیں پورے ہو رہے ہیں اس لئے مجبوراً زکوٰۃ وفطرہ کی رقم وصول رہے ہیں مگر زید صاحب کو چاہیے کہ کچھ ایسی مستحق بچیوں کا بھی داخلہ لیں جن سے فیس وغیرہ نہ لیکر پڑھائیں تاکہ شرعی تقاضے کی صحیح تکمیل ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــــہ

محمد رضا ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار

۸ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

****

زمین کاشت کاری کرنے کے لئے دوسرے کو دی تو اب زمین مالک کو جتنا غلہ ملا ہے اس میں عشر کس طرح نکالنا ہوگا؟؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی بارگاہ میں ایک سوال ہے حضرت اگر فصل یعنی کھیت میرا ہے اور دوسرا کوئی کھیتی کرتا ہے اور ہمیں ہر فصل میں ایک کنٹل گیہوں دیتا ہے ہمارا خرچ کچھ نہیں ہوتا تو اب ہمیں اس میں دسواں حصہ یا بیسواں حصہ نکالنا ہے جواب عنایت کریں۔ سائل سائل ابوبکر صدیقی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

صورت مسئولہ میں جو آپ کو ایک کنٹل گیہوں ملا ہے اور اس کی سیرابی چرسے؛ ڈول اور

پمپنگ سیٹ سے یاپانی خرید کرنہ کی ہویعنی بارش،نہر،نالے، چشمہ یادریا کے پانی سے کی ہے یابغیر آبپاشی کے قدرتی نمی سے فصل تیار ہوئی ہےتو آپ کواپنے حصے ایک کنٹل گیہوں میں سے عشر نکالناواجب ہےیعنی دسواں حصہ،اوراگرسیرابی چرسے ڈول اور پمپنگ سیٹ سے یاپانی خرید کرکیاہے تو نصف عشریعنی بیسوا حصہ واجب ہے،اوراگر دونوں طرح کے پانی سے مثلا کچھ دنوں بارش کے پانی سے اور کچھ دنوں ڈول وچرسے سے سیراب کر کے فصل تیار ہوئی ہےتو اگر زیادہ بارش کے پانی سے سیراب کیاہےتو عشرواجب ہےیعنی دسواں حصہ ورنہ نصف عشریعنی بارش کاپانی ڈول وغیرہ کے پانی سےکم رہاہویادونوں برابرتواس صورت میں بیسواں حصہ واجب ہوگا۔

جیساکہ فتاوی فقیہ ملت میں درمختار کے حوالے ہے:وفی المزارعة ان كان البذر من رب الارض فعليه ولومن العامل فعليهما بالحصة

اگراس (یعنی کھیتی کرنے والے) نے اس کی کاشت بارش؛نہر؛نالے؛ چشمہ اوردریا کے پانی سے کی ہے یابغیرآبپاشی کے قدرتی نمی سے پیدا ہواہے؛تواس میں عشریعنی دسواں حصہ واجب ہوگا اوراگراس کی سیرابی چرسے؛ڈول اور پمپنگ سیٹ سے یاپانی خرید کرکیاہےتواس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب ہوگا۔

درمختار صفحہ ۵۳ تا۵۵ میں ہے: تجب (العشر) فی مسقی سماء ای مطروسیح كنهرويجب نصفه فی مسقی غرب ای دلو كبيرودالية ای دولاب؛ملخصا

اوراگر کچھ دنوں بارش کے پانی سے اور کچھ دنوں ڈول وچرسے سے سیراب کیاہے؛تواگراکثر بارش کے پانی سے سیراب کیاہےتو عشرواجب ہوگاورنہ نصف عشریعنی جب کہ بارش کاپانی ڈول وغیرہ کے پانی سےکم رہاہویادونوں برابررہےتواس صورت میں بھی بیسواں حصہ واجب ہوگا۔

درمختار جلددوم صفحہ ۵۵ میں ہے :لوسقی سیحا وبآلة اعتبر الغالب الا استويافنصفه۔والله تعالى اعلم

(جلداول صفحہ ۳۰۰ کتاب الزکاۃ فقیہ ملت اکیڈمی)

کتبـــــہ
محمداختررضاقادری رضوی سرکھیت (نیپال)
۱۹شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۴اپریل ۲۰۲۰ء بروزمنگل

****

زمین کی پیداوار پر عشر کب واجب ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
علماء کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ دھان اور گیہوں کا کتنا عشر نکلتا تھا جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔سائل محمد مشرف رضا رضوی پورنوی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــــالی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جس زمین کو آسمان یا چشموں نے سیراب کیا یا زمین یا عشری ہو یعنی نہر کے پانی سے اسے سینچتے ہوں اس پر عشر ہے (پیداوار کا دسواں حصہ) اور جس زمین کو سیراب کرنے کے لئے جانور پر پانی لاد کرلاتے ہیں اس میں نصف عشر (یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ ہے)۔
(بخاری وغیرہ، قانون شریعت صفحہ نمبر ۲۱۰)
اور حضور صدر الشریعہ فرماتے ہیں جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے اس میں عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے اور جس کی آبپاشی چرسے یا ڈول سے ہو اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب اور پانی خرید کر آبپاشی ہو یعنی وہ پانی کسی کی ملک ہو اس سے خرید کر آبپاشی کی جب بھی نصف عشر واجب ہے اور اگر وہ کھیت کچھ دنوں مینہ کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور کچھ دنوں ڈول یا چرسے تو اگر مینہ کے پانی سے کام لیا جاتا ہے اور کبھی کبھی ڈول چرسے تو عشر واجب ہے ورنہ نصف عشر۔
(بہار شریعت جلد اول حصہ پنجم صفحہ نمبر ۴۳)
اور حضور فقیہ ملت فرماتے ہیں کہ: جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے اس میں عشر یعنی (دسواں حصہ واجب ہے) اور جس کی آب پاشی چرسے یا ڈول (مشین) سے ہو اس میں نصف عشر یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ واجب ہے اور اگر پانی خرید کر آب پاشی کی جب بھی بیسواں حصہ واجب ہے جس چیز میں عشر یا نصف عشر واجب ہوا اور اس میں کل پیداوار کا عشر یا نصف عشر دیا جائے گا کھیتی کے اخراجات یعنی ہل۔بیل۔حفاظت کرنے والے اور کام کرنے والوں کی اجرت یا بیج وغیرہ کی قیمت ان میں سے کوئی خرچ بھی عشر میں منہا نہیں کیا جائے گا۔

(انوار الحدیث ص 210 کتاب الزکاۃ)

لہذاان مسائل سے یہ ثابت ہوا کہ پیداوار میں دسواں حصہ یعنی ایک کوئٹل پر دس کلواور پیداوار کا بیسواں حصہ یعنی ایک کنٹل پر پانچ کلو عشر دینا واجب ہے۔

تنبیه:۔ دھان یا گیہوں کی تخصیص نہیں، فصل کوئی بھی ہو سب میں عشر کے یہی احکام ہیں۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ
محمدالطاف حسین قادری لکھیم پور کھیری یوپی
۱دسمبر بروز اتوار ۲۰۱۹عیسوی

****

مال زکوٰۃ کن مصارف میں خرچ کریں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں ایک تنظیم جوکہ مدارس چلاتی ہے اوراسی نام پر چندہ جمع کیا جاتا ہے اور چندہ جمع کرتے وقت یہی پیغام دیا جاتا ہے کہ لوگوں کے کئے گئے تعاون سے مدرسہ کے لیے جگہ اوراس میں دینی تعلیم کا اہتمام کیا جائے گا وہاں تعلیمِ حفظ القرآن، ناظرہ، درسِ نظامی، دارالافتاء، ریسرچ لائبریری، نشرواشاعت، مختلف دینی کورسز وغیرہ کا اہتمام کیا جائے گا اور مفت عصری تعلیم بھی دی جائے گی۔اور پھر وہ ادارہ چندے سے جمع کی گئی رقم سے ایک جگہ بھی اسی مد میں لیتا ہے جن معاملات کا تذکرہ پہلے کیا جا چکا اور پھر جگہ لینے کے بعد وہ جگہ ایک پرائیویٹ اسکول کو کرائے پر دے دیتا ہے جہاں سے انہیں کرایہ ملتا ہے جبکہ جگہ بنانے کا مقصد وہاں پر فی سبیل اللہ دینی تعلیم اور فلاحی کام تھا تو کیا اس طرح سے دینی تعلیم اور فلاحی کاموں کے لیے جگہ اور معاملات کے اخراجات کے لیے چندہ جمع کرکے اس مدرسے کی جگہ کو کرائے پر دیا جا سکتا ہے؟ کیا یہ شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں؟ برائے کرم اس مسئلے میں تفصیلی جواب عنایت فرما کر کرم فرمائیں۔جزاک اللہ، سائل: محمد شہزاد قادری ساکن گارڈن کراچی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــــالی

مال زکوٰۃ صرف انہیں مصارف میں خرچ کرنا چاہئے جن کو مال زکوٰۃ کیلئے اللہ تعالی نے مقرر فرمایا ہے،کسی دوسرے کام میں خواہ وہ جائز کام ہی کیوں نہ ہو زکوٰۃ کی رقم خرچ کرنا جائز نہیں چنانچہ قرآن عظیم نے جن لوگوں کو زکوٰۃ کا حقدار بتایا ہے ان میں ایک قسم فی سبیل اللہ بھی ہے اور فی سبیل اللہ سے مراد ائمہ اعلام کے نزدیک حاجی، غازی، اور طالب علم دینی ہے۔

درمختار اور شامی جلد دوم باب المصارف میں ہے:وفی سبیل اللہ منقطع العزاۃ وقیل الحاج و قیل طلبۃ العلم

اس کا خلاصہ بہار شریعت حصہ پنجم میں ہے طالب علم کہ علم دین پڑھتا ہے اسے دے سکتے ہیں کہ یہ راہ خدا میں دینا ہوا عصری علوم کیلئے زکوٰۃ وفطرات کی رقم صرف نہیں کی جا سکتی ہے' تعلیم حفظ، درس نظامی، ناظرہ، دارالافتاء، ریسرچ لائبریری، نشر واشاعت، مختلف دینی کورسیز، کی عمارتیں بنانے کیلئے زکوٰۃ وفطرات بدرجہ مجبوری حیلہ کرکے لگا سکتے ہیں دو شرطوں کے ساتھ ایک یہ کہ اسکی شدید ضرورت ہو آج کل دیکھا جاتا ہے دینی مشاغل کے نام پر حیلہ کرکے وسیع عمارت تعمیرات کی جاتیں ہیں اور سال بھر بلا استثناء اس میں کرایہ دار رکھے جاتے ہیں یہ دینی کام تو نہیں ہوا تجارت ہوئی دوسری شرط یہ کہ مجبوری ہو زکوٰۃ وفطرات کے علاوہ دوسری رقوم فراہم نہ ہوتی ہوں۔

(فتاوی بحرالعلوم جلد دوم ص ۱۸۶۱۸۲)

اس کے برخلاف کوئی دنیاوی کام ہو جیسے دنیاوی تعلیم کا کام یا کوئی اور دنیاوی ادارہ یا تفریحی تنظیم اس میں ہرگز حیلہ کرکے زکوٰۃ وغیرہ نہ لگائی جائے ورنہ سخت گناہ اور عذاب میں مبتلا ہونگے۔

(فتاوی بحرالعلوم جلد دوم ص ۲۰۸)

زکوٰۃ و دیگر صدقات واجبہ کو کسی تنظیم کو دیگر قوم کی ملکیت قرار دینا جائز نہیں اسلئے کہ ان کی ادائیگی میں تملیک یعنی مستحق زکوٰۃ کو مالک بنانا شرط ہے۔

درمختار میں ہے:یشترط ان یکون الصرف تملیکا

ناظم تنظیم کو مستحقین میں تقسیم زکوٰۃ کا وکیل بنانا جائز ہے مگر مصارف کے علاوہ میں خرچ کرنا ناجائز وحرام ہوگا۔ (فتاوی فیض الرسول جلد اول ص ۴۹۷)

اور اگر صدقات نافلہ ہیں تو بغیر حیلہ کئے ہر جائز کام میں صرف کر سکتے ہیں الحاصل تنظیم کا زکوٰۃ وفطرات کے رقوم سے زمین خرید کر کرایہ پر دینا ناجائز اس سے توبہ کریں اور زکوٰۃ کے جو مصارف ہیں انہیں پر خرچ کریں۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــــہ

محمد رضا امجدی ہرپورواباچپٹی سیتامڑھی بہار

۱ مئی بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

اگر کوئی شخص زکوٰۃ وعشر کی رقم نہ نکالے تو ڈرا، دھمکا کر لینا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ گاؤں کے اکثر لوگ زکوٰۃ وعشرہ کی رقم نہیں نکالتے ہیں تو کیا ڈرا۔ دھمکا کے زکواۃ وعشرہ کی رقم وصول کیا جا سکتا ہے۔ ایسا کیا گیا تو جو رقم وصول ہوگا اس سے مدرسہ کے بہت سارے کام ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ دو مدرس کی ضرورت ہے۔ بچو کی تعلیم کیلئے اور مدرسہ کے اور بھی کام ہو سکتے ہیں تو ایسا کرنا قرآن وسنت سے کیسا ہے۔ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محب اللہ

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــالی

اس طرح کرنا درست نہیں اور اگر کسی نے ڈرا، دھمکا کر اس سے مال لے لیا تو اس مال سے زکوۃ ادا نہ ہوگی۔ الاشباہ والنظائر میں ہے:

قال فی المحیط: ومن امتنع عن أداء الزکاۃ فالساعی لا یأخذ عنه الزکاۃ کرھا، ولو اخذ لا یقع عن الزکاۃ لکونھا بلا اختیار ولکن یجبرہ بالحبس لیؤدی بنفسه

محیط میں کہا جو زکوۃ کی ادائیگی سے رک گیا تو عامل اس سے زبردستی زکوۃ نہ لے اور اگر لے لی تو زکوۃ کی طرف سے واقع نہ ہوگا کیوں کہ یہ بلا اختیار ہے لیکن وہ اس کو قید کر کے مجبور کریگا تا کہ وہ خود بخود ادا کر دے۔ (الاشباہ والنظائر، صفحہ نمبر ۷۸)

اموال زکوٰۃ کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ اموال ظاہرہ گائے، بیل، مویشی کھیتی وغیرہ۔

۲۔ اموال باطنہ دراہم ودنانیر وغیرہ۔

اگر صاحب زکوۃ اموال باطنہ کی زکوۃ ادا نہ کرے تو ارباب حکومت زبردستی اس سے زکوۃ وصول نہیں کریں گے اگر زبردستی اموال باطنہ میں زکوۃ ارباب حکومت نے وصول کر لی تو اختیار نہ ہونے کی وجہ سے صاحب مال کی زکوۃ ادا نہ ہوگی، کیونکہ اموال باطنہ کی زکوۃ کی ادائیگی کی ذمہ داری خود صاحب مال پر ہے اور نیت نہ ہونے کی وجہ سے ادا نہ ہوگی بخلاف اموال ظاہرہ کے کہ ان کی وصولی کی ذمہ

داری ارباب حکومت پر ہے اگر بدون نیت مالک کی اجازت کی بغیر زکوۃ وصول کر کے اس کے مصرف میں دیدی تو زکوۃ ادا ہوجائے گی ۔لیکن اموال باطنہ کی زکوۃ ادا نہ کرنے کی صورت میں ارباب حکومت صاحب مال کو قید کرلیں گے تاکہ وہ خود ہی اموال باطنہ کی ادائیگی پر مجبور ہوجائے اور اس کے قصد واختیار کے پائے جانے کی وجہ سے اس کی زکوۃ بھی ادا ہوجائے ۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

محمد فداء المصطفی رضوی صمدی پٹنہ سیٹی، بہار

۱ جنوری بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

جو شخص اپنے بچو کے تعلیم کے لئے اور بچیوں کے شادی کے لئے پلاٹ رکھا ہو کیا ان پلاٹوں پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکی خدمت میں ایک سوال ہے کہ زید کے پاس چند پلاٹ ہے جو حاجت اصلیہ کے علاوہ ہے .اور وہ پلاٹ زید نے مستقبل میں اپنے بچوں کی تعلیم اور بچیوں کی شادی کیلئے رکھا ہوا ہے کیا ان پلاٹوں پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟ اگر ہوگی تو کیسے اور کتنی زکوٰۃ دینا ہوگا؟ اگر زید کے پاس اسکی زکوٰۃ کیلئے پیسہ نا ہو تو کیا کرے جواب عنایت فرما کر مہربانی کا موقع عنایت فرمائیں ۔سائل محمد عمر رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالی

اگر پلاٹ اس نیت سے خریدا گیا ہو کہ اس کا بھاو بڑھے گا تو بیچ دونگا رقم خواہ کسی بھی کام میں صرف کرنا ہو بایں صورت اس میں زکوۃ ادا کرنی ہوگی بازار بھاؤ نکال کر ایسے ہی خریدے گئے زیورات سے متعلق سرکار اعلی حضرت فاضل بریلوی نے جواب عنایت فرمایا ہے۔

(فتاوی رضویہ شریف کتاب الزکوۃ)

اور اگر اسے خرید کر اپنے نابالغ بچوں کو مالک بنادیا ہو یہ اور بات ہے کہ بعد میں اولاد کی مرضی سے انکی شادیوں میں خرچ کرے گا تو نہیں اس لئے کہ وہ اب مالک ہی نہیں رہا۔صورت اولی میں زکوۃ

کی ادائیگی دوسرے موجودہ رقم سے ادا کرے اور اگر وہی پلاٹ ہیں اسکے علاوہ دوسری ملکیت میں نہیں ہے تو اسے فروخت کرکے ادا کرے اگر دوسری صورت نہ بن سکے تو فروخت ہونے پر ایک ساتھ ہر سال کی زکوۃ ادا کرے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ
محمد منظور احمد یار علوی جوگیشوری ممبئی
۸ جولائی ۲۰۱۸ء

****

مقروض انسان پر زکوٰۃ واجب ہے کہ نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے پر رحیم اپنے دوست کریم سے 70 ہزار ادھار لیکر غیر ملک کمانے چلا گیا اور 70 ہزار اس جمع بھی کرلیا لیکن ابھی قرض ادا نہیں کیا ہے تو کیا اس کو 70 ہزار کا زکوۃ دینا ہے۔حوالے کے ساتھ حضرت جواب عنایت کریں۔سائل رحمت سعودی عرب

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــــالی

زکوٰۃ کے واجب ہونے کی ایک شرط مال کا قرض سے فارغ ومحفوظ ہونا ہے اگر کوئی شخص نصاب کا مالک ہو اس کے ذمے قرض ہو اور قرض میں ادا کی جانے والی رقم اس کے مال سے منہا کرنے کے بعد وہ نصاب کا مالک نہیں رہتا تو شریعت اسلامیہ اس پر زکواۃ کی ذمہ داری نہیں ڈالتی یہ ایسا ہی ہے جیسا پیاس کے وقت تھوڑا سا پانی کہ پیاسا اسے پی کر اپنی پیاس بجھاتا ہے پیاس کے وقت پانی کو کسی اور کام کے لئے استعمال نہیں کرتا اسی طرح قرض کی صورت میں قرض کی ادائیگی ملحوظ رکھی گئی اور زکوۃ کی ذمہ داری عائد نہیں کی گئی۔ہاں اگر وہ اس قدر مال کا مالک ہوں کہ اپنے مال سے قرض ادا کریں تب بھی صاحب نصاب رہتا ہے تو ایسی صورت میں اس شخص پر زکواۃ واجب ہوگی۔

بحرالرائق میں ہے:

وشرط فراغه عن الدين ,لأنه معه مشغول بحاجة الأ صلية فاعتبر معدوما كالماء المستحق بالعطش

(بحر الرائق,شرح کنز الدقائق, ج2, کتاب الزکواۃ,ص 357)
زکواۃ اللہ تعالی کا حق ہے اور قرض بندہ کا حق ہے اگر قرض کی ادائیگی سے نصاب کم ہوتا ہے تو اللہ تعالی اپنے حق پر بندہ کے حق کو مقدم رکھتا بندہ کے حق کی وجہ سے اپنے حق کے حکم زکوٰۃ کو ساقط کرتا ہے اس میں قرض دار اور قرض خواہ دونوں کے لئے خیر ہے قرض دار کو زکواۃ کے ذمہ داری نہیں دی جاتی بلکہ وہ سے پہلے قرض ادا کرنے کی ہدایت دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو جائے اعترض خواہ کو اپنی رقم حاصل کرنے کا موقع ہاتھ آئے لہذا جس کے ذمہ قرض ہو اسے چاہئے کہ وہ پہلے قرض کو ادا کرے اس کے بعد زکواۃ دے۔ واللہ تعالی اعلم

(مسائل زکواۃ ص,48)

کتبـــــــہ
محمد انور رضا بہرائچ شریف یو پی الھند
۱۶ مئی بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

کیا مال تجارت ومنافع تجارت پر زکوٰۃ واجب ہے ؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مفتیان کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ دکان کے مال میں بھی زکوٰۃ دی جائے گی یا اسکے منافع میں سے دی جائے گی یا دونوں سے دی جائے گی وضاحت فرمادیں۔سائل محمد شاھد رضا سھسوان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی
مال تجارت اور منافع تجارت مل کر اگر حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو کر بقدر نصاب پہنچتا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے، جیسا کہ حضور اعلی حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہُ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ:
زکوٰۃ صرف تین چیزوں پر ہے۔
(1)سونا چاندی کیسے ہی ہوں پہننے کے ہوں یا برتنے کے سکہ ہو یا پتّر یا ورق۔
(2)دوسرے چرائی پر چھوٹے جانور۔

(3) تیسرے تجارت کا مال۔ باقی کسی چیز پر نہیں۔
(فتاویٰ رضویہ جلد 8 کتاب الزکواۃ صفحہ 95 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)
زکوٰۃ کیا صرف مال تجارت یا منافع پر ہے؟ تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ:
تجارت کی نہ لاگت پر زکوٰۃ ہے نہ صرف منافع پر بلکہ سال تمام کے وقت" جو زرمنافع ہے" اور باقی مال تجارت کی جو قیمت اس وقت بازار بھاؤ سے ہے اس پر زکوٰۃ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(حوالہ سابق صفحہ 93/94)

کتبـــــــہ
ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر
۱ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۵ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

****

کسی شخص کے پاس روپیے چاندی سونا وغیرہ اتنی مقدار میں ہو کہ مجموعی طور پر نصاب کو پہونچ جائے تو زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان کرام مسئلے ذیل میں کہ ایسا شخص جس کے پاس روپیہ، سونا اور چاندی ہے لیکن ان میں سے کوئی نصاب کے بقدر نہیں تو اس شخص پہ زکاۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ المستفتی: محمد عمران رضا برکاتی گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

اگر کسی شخص کے پاس روپئے، سونا اور چاندی ہے مگر ان میں سے کوئی تنہا بقدر نصاب نہیں لیکن مجموعی طور پر نصاب کو پہونچ جاتا ہے تو وہ شخص مالک نصاب ہے اس پر زکاۃ واجب ہے جیسا کہ فتاوی مرکز تربیت افتاء میں ہے کہ:
جس شخص کے پاس روپے، چاندی اور سونا اتنی مقدار میں ہیں کہ مجموعی طور پر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہوں تو وہ شخص مالک نصاب ہے بعد حولان حول اس پر زکاۃ واجب ہوگی۔
ردالمحتار میں ہے کہ:

فان کانت فضة تخلص تجب فیھا الزکاۃ ان بلغت نصابا وحدھا او بالضم الی غیرھا ۔ واللہ تعالی اعلم

(ردالمحتار ج2 ص300: باب زکاۃ المال بحوالہ فتاوی مرکز تربیت افتاء ج1 ص408)

کتبــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۲۵ مارچ بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

کیا گروی میں رکھا ہوا مال کا زکوٰۃ نکالنا واجب ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں سوال عرض ہیکہ کیا زیور جو گروی رکھی ہے کیا اس مال پے بھی زکوۃ نکالنا ہے ۔سائل عرفان احمد نظامی سات بنگلہ اندھیری ویسٹ ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعــــــــــــالی

اگر یہ زیور جو گروی رکھی ہے نصاب تک پہنچتا ہو، یا اسکے علاوہ آپکے پاس سونا ہے اگر اسے ملایا جائے تو مجموعی سونا نصاب تک پہنچ جاتا ہے تو اس پر سال گزرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوتی ہے، اس سونے کا گروی ہونا وجوبِ زکوۃ کیلئے مانع نہیں ہے؛ کیونکہ آپ اُس کے مکمل مالک ہیں ۔

مفتی عبدالواجد قادری فتاوٰی یورپ میں تحریر فرماتے ہیں: زید کا زیور یا روپیہ جو بکر کے پاس گروی ہے اس کا مالک زید ہی ہے اس کی زکوٰۃ زید پر واجب ہوگی لیکن ادائے زکوٰۃ اس وقت واجب ہوگی جب کل یا بقدر نصاب یا بقدر خمس نصاب رقم واپس ملے گی۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوٰی یورپ ص 278)

کتبــــــہ
محمد ابصار رضا مرکزی پورنیہ بہار
۱۲ مئی بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

تحفہ کی شکل میں زکوۃ دینا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: میں جس کو زکوۃ کا پیسہ دینا چاہتا ہوں وہ بہت غریب ہے لیکن وہ زکوۃ پیسہ لینا نہیں چاہتا تو کیا میں اسے تحفہ کے طور پر دے دوں اور اسے نہ بتاؤں کہ یہ زکاۃ کا پیسہ ہے تو زکوۃ کیا ادا ہو جائے گی ؟ سائل ممتاز کشمیر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اگر کوئی شخص آٹے کے تھیلے یا مٹھائی کے ڈبے وغیرہ میں رقم رکھ کر بطور زکوۃ دی تو اگر دینے والے نے فقیر کو آٹے یا مٹھائی کے ڈبے اور رقم دونوں کا مالک کر دیا اور فقیر نے آٹے کی تھیلے پر قبضہ بھی کرلیا تو زکوۃ ادا ہو جائے گی ۔اگر چہ فقیر کو تھیلے یا ڈبے میں موجود رقم کا علم نہ ہو کیونکہ قبضہ کے لئے مقبوض (یعنی قبضے میں لی جانے والی) اشیاء کا علم ہونا شرط نہیں اور اسی طرح اگر کوئی شادی وغیرہ کے مواقع پر کپڑے یا تحفے دینے میں زکوۃ کی نیت کرنا اگر لینے والا مستحق زکوۃ ہے تو زکوۃ کی نیت سے دے سکتے ہیں زکوۃ ادا ہو جائے گی۔

جیسا کہ فتاوی امجدیہ میں ہے کہ: زکوۃ میں تملیک ضروری ہے اور تملیک اس میں بغیر قبضہ نہیں ہوتی۔ کذا فی ردالمحتار وغیرہ

مزکی نے فقیر کو اگر گیہوں اور نوٹ دونوں کا مالک کر دیا اور قبضہ دیدیا تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اگر چہ فقیر کو یہ معلوم نہ ہو کہ مٹکی میں کیا کیا چیز ہے قبضہ کے لئے یہ شرط نہیں کہ مقبوض کی تفصیل بھی معلوم ہو" اھ:

اور اسی میں ہے کہ: اگر وہ بنی ہاشم سے نہ ہو تو بہ نیت زکوۃ اسے دے سکتے ہیں کہ یہ ویسا ہی ہے جیسے عید بقرعید میں خدام وغیرہ کو عیدی دیتے ہیں جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

و کذا (یجوز) ما یدفعه الی الخدام من الرجال و النساء فی الاعیاء وغیرها بنیة الزکوة کذا فی معراج الدرایة ۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی عالمگیری ج 1 ص 209: کتاب الزکاۃ، باب المصارف، بحوالہ فتاوی امجدیہ ج 1 ص 374/387)

کتبہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۲۱ مارچ بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

رقومات زکوۃ کے عوض اناج وغیرہ دینے سے بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور کی بارگاہ میں ایک سوال ہے آج کل کے کانوں لوگڑون سے پیڑھی غریب لوگوں کے لئے ہم 50. پچاس لوگ مل کر پیسہ جمع کرکے غریب کو راشن سامان دینے کی انتظام کر رہے ہیں ۔ کیا میں اس پیسوں میں میرا زکوۃ کا پیسہ ڈالنا کیسا ۔؟ سائل اصغر علی بنگلور کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

ادائیگی زکوۃ کے لیے روپیہ پیسہ دینا ہی واجب نہیں بلکہ رقوماتِ زکوۃ سے اناج چاول کپڑا و دیگر ضروریات چیزیں مستحق زکوۃ کو دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی ۔ جیسا کہ سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

عوض زکوۃ کے محتاجوں کو کھانا پکا کر دے دینا یا اناج خرید کر دینا جائز ہے زکوۃ ادا ہو جائے گی ۔لیکن مستحق زکوۃ کھانا پکا کر اپنے گھر بلا کر کھانا کھلا دینے سے زکوۃ ادا نہ ہوگی کہ یہ صورت اباحت ہے تملیک نہیں ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۷۴ رضا فاؤنڈیشن)

صورت مسئولہ میں صاحب نصاب دورے حاضرہ میں اپنی رقومات زکوۃ سے مستحق زکوۃ کو اناج ،غلہ، روپیہ، کپڑا وغیرہ سے امداد کرنا چاہتا ہے تو کرے زکوۃ ادا ہو جائے گی اس شرط کے ساتھ کہ لینے والا مستحق زکوۃ ہو ورنہ زکوۃ ادا نہ ہوگی ۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــــہ

محمد جابر القادری رضوی

۱۰ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ مطابق ۵ اپریل ۲۰۲۰ء بروز اتوار

****

مقروض کو زکوٰۃ دیتے وقت قرض کے روپیے کو شامل کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے میں کہ زید سے بکر نے بطور قرض کے روپیہ لیا اور بکر

قرض ادا کرنے سے قاصر ہے اور وہ مالک نصاب بھی نہیں ہے اور وہ زکوۃ کا مستحق بھی ہے تو ایسی صورت میں کیا حکم ہے اگر بکر کے پاس جو روپیہ باقی ہے تو کیا وہ زکوۃ کی صورت میں اسے چھوڑا جاسکتا ہے جواب عنایت فرمائیں۔سائل حافظ محمد خلیل احمد ھرپوروی مدرسہ ضیاء الاسلام ٹیکیہ پارہ کلکتہ بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــه تعــــــــالی

مستحق زکاۃ کو قرض دینا پھر زکوٰۃ کی رقم اسے دئے بغیر قرض میں مجرا کرنا یہ جائز نہیں ہے جواز کی صورت یہ ہے کہ اسے زکاۃ کا مال دے جب وہ قبضہ کرلے تو اس سے اپنا قرض وصول کرے اگر وہ دینے سے انکار کرے تو ہاتھ پکڑ کر چھین بھی سکتا ہے

جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم ص ۱۳ پر ہے:

حیلۃ الجواز ان یعطی مدیونہ الفقیر زکاتہ ثم یاخذھا عند ینھولو امتنع المدیون مدیدھو اخذھا

لہذا قرض میں زکاۃ کو مجرا کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔واللہ تعالی اعلم

(بحوالہ فتاوی فیض الرسول جلد اول ص ۴۸۹)

کتبــــــــه
محمد رضا امجدی ہرپوروا باچپٹی سیتا مڑھی بہار
۳۱ مئی بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

****

وہابی زکوۃ دے تو لینا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں وہابی کی زکوۃ عقیدے کے اعتبار سے زکوۃ نہیں ہے تو کیا جسے وہ زکوۃ کہ رہے ہیں ایسی حالت میں ان سے زکوۃ لے سکتے ہیں باحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد توفیق صورت

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــه تعــــــــالی

بلا شبہ انکی زکوۃ شرعا زکوۃ نہیں لیکن لینے میں کوئی حرج نہیں جبکہ بعد میں کسی طرح کا فتنہ فساد کا

اندیشہ نہ ہو یا بعد کو کسی طرح کا احسان جتانے والا معاملہ نہ ہو، لیکن ان بدعقیدوں سے نہ لینا بہتر ہے رہی بات جواز وعدم جواز کی۔

فتاویٰ رضویہ میں ردالمحتار کے حوالے سے ہے:

لاینبغی ان یستعان بالکافر فی امور الدین"

دینی امور میں کافر سے مدد لینا مناسب نہیں"

(جلد ۱۴ ص ۵۵۸ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

تو خود کے ذاتی کام کے لیے لینا بدرجہ اولی جائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

ابوحنیفہ محمد اکبر انصاری مانخورد ممبئی

۱۴ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۸ مئی ۲۰۲۰ء بروز جمعہ

****

زکوٰۃ کی رقم عذر صحیح کی بنا پر اپنی ذات پر خرچ کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال زید نے زکوٰۃ کی رقم علیحدہ کر کے رکھا تھا کہ رمضان میں ادا کرینگے مگر موجودہ حالات میں زید تنگ دست ہوگیا تو کیا زید اس رقم کو اپنے خرچ میں استعمال کرسکتا ہے یا زکوٰۃ ادا کرے؟ سائل محمد عارف جلالی پورہ وارانسی یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــــالی

صورت مسئولہ میں عذر شرعی کے باعث اپنی ذات پر اس رقم کو خرچ کرسکتا ہے اگر مال پر سال پورا ہو چکا ہے تو اس کی قضا اس پر لازم ہوگی اور اس کی صورت یہ ہے دوسرا سال پورا ہونے سے قبل اس کو ادا کردے یا اس رقم کو حیلۂ شرعی کر کے استعمال کرے تو اس صورت میں زکواۃ بھی ادا ہوجائے گی اس کا طریقہ یہ ہے کہ زکواۃ کی رقم کا کسی فقیر کو مالک بنادے پھر وہ اپنی مرضی سے لوٹا دے اس کے بعد وہ اس رقم کو اپنی ذات پر خرچ کرلے: ورنہ پہلی صورت میں اس کا ادا کرنا واجب رہے گا:

درمختار میں ہے:

(قوله:فيأثم بتأخيرها) ظاهره الإ ثم بالتأخير ولو قل كيوم أو

یومین؛لأنهم فسروا الفور بأول أوقات الامکان.وقد یقال: المراد أن لایؤخر إلی العام القابل؛ لمافی البدائع عن المنتقی بالنون:إذالم یؤد حتی مضی حولان فقدأساء وأثم فتأمل

(الدر المختار مع الردالمحتار ج2/272 کتاب الزکواۃ)

فتاوی ھندیہ میں ہے:

وتجب علی الفورعند تمام الحول حتی یأثم بتأخیره من غیر عذرو فی روایة الر ازی علی التراخی حتی یأثم عند الموت ، والاول أصح کذا فی التهذیب"

(الفتاوی الهندیة ج5/14 کتاب الزکواۃ)

بدائع الصناء میں ہے:

وذکرالجصاص أنهاعلی التراخي واستدلّ بمن علیه الزکاة اذا هلك نصابه بعد تمام الحول والتمکن من الأداء أنه لایضمن، ولو کانت واجبة علی الفور لضمن، کمن أخر صوم شهر رمضان عن وقته أنه یجب علیه القضاء

(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ج2/3 کتاب الزکوۃ)

عنایہ شرح ھدایہ میں ہے:

عن أبي یوسف أنه لا یأثم بتأخیر الزکاة ویأثم بتأُخیرالحج لان الزکاة غیر مؤقتة. أما الحج فهو مؤقت کالصلاة. فربما لایدرك الوقت فی المستقبل، وموضعه أصول الفقه

(العنایةشرح الهدایة ج2/156 کتاب الزکوۃ)

درمختار میں ہے:واجب علی الفور وعلیه الفتوی کما فی شرح الوهبانیة

(الدرالمختار ج2/271 کتاب الزکوۃ)

راجح واصح قول کی بنیاد پر سال پورا ہوجانے کے بعد فورا زکواۃ واجب ہوجاتا ہے بلاعذر شرعی زکواۃ ادا کرنے میں تاخیر کرنا گناہ اور ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے البتہ عذر شرعی کی بنیاد تاخیر کرنا بلا کراہت جائز ہے مسئلہ مذکورہ مستفسرہ میں تنگ حالی عذر ہے اس لئے اس رقم کو اپنی ذات پر

بلا کراہت خرچ کرسکتا ہے لیکن اسکی قضا لازم ہوگی، حالت مجبوری میں حیلۂ اسقاط بھی جائز ہے لیکن وہ عذر عذرِ شرعی ہو۔

المبسوط میں ہے: فان الحیل فی الاحکام المخرجة عن الاٰثام جائزة عند جمهور العلما

(المبسوط للسرخسی: کتاب الحیل، الجزء 30، 209)

الدر المختار میں ہے: لومات و علیه صلوات فائتة واوصیٰ بالکفارة یعطی لکل صلوة نصف صاع من بر کالفطرة و کذا حکم الوتر و الصوم، وانما یعطی من ثلث ماله، ولو لم یترك مالا یستقرض وارثه نصف صاع مثلاً و یدفعه، الفقیر ثم یدفعه الفقیر للوارث ثم و ثم حتی یتم (قال فی الشامیه) ثم ینبغی بعد تمام ذالك کله ان یتصدق علی الفقراء بشیٔ من ذالك المال او بما اوصیٰ به المیت ان کان اوصیٰ

(ردالمحتار مع الدر المختار: ج2/94 ط سعید)

فتاوی ھندیہ میں ہے: اذا اراد ان یؤدی الفدیة عن صوم ابیه اوعن صلوٰته وهو فقیر فانه یعطی منوین من الحنطة فقیر اثم یستوهبه ثم یعطیه هٰکذا الی ان یتم: کذا فی الفتاویٰ السراجیة

(الفتاوی الهندیة ج7/660)

بحر الرائق میں ہے: وإن لم یترك مالاتستقرض ورثته نصف صاع ویدفع إلی المسکین ثم یتصدق المسکین علی بعض ورثته ثم یتصدق ثم وثم حتی یتم لکل صلاة ماذکرناولو قضاها ورثته بأمره لایجوز و فی الحج یجوز

(البحر الرائق کتاب الصلوٰة باب قضاء الفوائت/ 33)

واضح ہوا کہ تنگ حالی میں حیلۂ شرعی کرکے اپنے لئے خرچ کرنا شرعاً جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــــــہ

محمد مقصود عالم فرحت ضیائی کرنا ٹک الھند

۲۰ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۴ مئی ۲۰۲۰ء بروز جمعرات

****

دیوبندی وہابی اور غیر مقلد کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا کوئی شخص زکوۃ وفطرہ نہ ایسے شخص کو دے سکتا ہے جو دیوبندی ہو ہو حالانکہ وہ جانتا نہیں ہے کہ کیا دیوبندی ہے کیا سنی ہے اور غریب ہو تو کیا اس کو زکوۃ وفطرہ دے سکتے ہیں؟ سائل محمد سلیم رضا راجستھان

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــــالى

وہابی، دیوبندی، غیر مقلد، شیعہ ضروریات دین کے منکر ہیں جس کی بنا پر عرب وعجم کے سیکڑوں علمائے کرام ومفتیان عظام نے انہیں کافر ومرتد قرار دیا اور بالاتفاق فرمایا۔

من شك في كفره وعذابه فقد كفر۔

یعنی جو ان کے عقائد پر مطلع ہوتے ہوئے ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

صورت مسئولہ میں ان لوگوں کو زکوٰۃ وصدقۂ فطر دینے سے زکوٰۃ صدقۂ فطر ادا بھی نہیں ہوگی۔

کیونکہ زکاۃ کا مصرف مسلمان فقیر ہے۔

درمختار میں ہے:

أما الحربي ولو مستأمنا فجميع الصدقات لا تجوز له اتفاقا۔

ترجمہ: اور حربی کافر اگرچہ امان لے کر دارالاسلام میں رہ رہا ہو اسے کوئی بھی صدقہ دینا بالاتفاق جائز نہیں۔

(ج 3 کتاب الزکاۃ، باب المصرف صفحہ 301)

تنویر الابصار میں ہے:

تمليك جزء مال عينه الشارع من مسلم فقير

(ج 3 کتاب الزکاۃ صفحہ 71/172)

بہار شریعت جلد اول میں ہے:

ذمّی کافر کو نہ زکاۃ دے سکتے ہیں، نہ کوئی صدقۂ واجبہ جیسے نذر وکفّارہ وصدقۂ فطر اور حربی کو کسی قسم کا صدقہ دینا جائز نہیں نہ واجبہ نہ نفل، اگرچہ وہ دارالاسلام میں بادشاہِ اسلام سے امان لے کر آیا ہو۔ ہندوستان

اگر چہ دار الاسلام ہے مگر یہاں کے کفار ذمی نہیں، انھیں صدقات نفل مثلاً ہدیہ وغیرہ دینا بھی ناجائز ہے۔

فائدہ: جن لوگوں کو زکاۃ دینا ناجائز ہے انھیں اور بھی کوئی صدقہ واجبہ نذر وکفارہ وفطرہ دینا جائز نہیں، اگر بے سوچے سمجھے دے دی یعنی یہ خیال بھی نہ آیا کہ اُسے دے سکتے ہیں یا نہیں اور بعد میں معلوم ہوا کہ اُسے نہیں دے سکتے تھے تو ادا نہ ہوئی، ورنہ ہوگئی اور اگر دیتے وقت شک تھا اور تحری نہ کی یا کی مگر کسی طرف دل نہ جما یا تحری کی اور غالب گمان یہ ہوا کہ یہ زکاۃ کا مصرف نہیں اور دے دیا تو ان سب صورتوں میں ادا نہ ہوئی مگر جبکہ دینے کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ واقعی وہ مصرفِ زکاۃ تھا تو ہوگئی۔ واللہ تعالی اعلم

(حصہ 5 صفحہ 936/34)

کتبـــــہ

محمد مظہر حسین سعدی رضوی اتر دیناجپور بنگال

۲۱ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۵ مئی ۲۰۲۰ء بروز جمعہ

****

کیا ایک تولہ سونے پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کے پاس ایک تولہ سونا ہے جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو رہی ہے لیکن زید کے پاس ایک تولہ سونا ہے علاوہ نہ تو چاندی ہے نہ اور کوئی رقم صورت مسئولہ میں حولان حول گزر جانے پر آیا زید پر زکاۃ واجب ہوگی یا نہیں برائے کرم جلد از جلد جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد علی سورت

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــالی

صورت مسئولہ میں زکوٰۃ فرض نہیں اس لیے کہ سونے پر جو زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شرط ہے وہ ساڑھے سات تولہ ہے اس سے کم مقدار میں ہے تو چاندی سے اسکا نصاب لگا کر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

جیسا کہ در المختار میں ہے:

نصاب الذهب عشرين مثقالاً و الفضة مائتا درهم۔

یعنی سونے کے نصاب میں واجب زکوٰۃ بیس مثقال ہے۔

اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے: ما دون ذلك لا زكوٰة فيه
یعنی جو مذکورہ نصاب سے کم ہو اس میں کوئی زکوٰۃ نہیں۔ واللہ تعالی اعلم
(باب زکوٰۃ المال ج دوم ص ۲۹۰ بحوالہ فتاوی مرکز تربیت افتاء ج اول ص ۴۴۳)

کتبـــــــہ
محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور کیمری
۳۱ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۵ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز منگل

****

اپنی بہن وغیرہ کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ ایک لڑکی کی شادی ہوئی اس کے بعد شوہر کا انتقال ہو گیا اب اس کے گھر کوئی کمانے والا نہیں ہے تو وہ اپنے والدین اور بھائی سے زکوۃ صدقات خیرات لے سکتی ہے۔ سائل محمد قمر الحسن

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی
زکوٰۃ میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ کسی ایسے آدمی کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا اسکی مالیت کا مالک ہو اور پونجی اس کی ضرویات زندگی سے زائد ہو، ضرویات زندگی میں پہننے کا کپڑا رہنے کا واجبی مکان اور کھانے پینے بھر سامان بتایا ہے کسی کے پاس سال بھر کا مذکورہ بالا مالیت بھی ضروریات زندگی سے زائد ہو تو اس پر زکوۃ ہے اور رشتہ داروں میں اپنی اصل یعنی باپ، دادا، پردادا، وغیرہ نانا، پرنانا، فرع میں بیٹے، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، اور ان سب کی اولاد کو اور میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے کو زکوۃ کی رقم نہیں دے سکتے ہیں۔
(فتاوی بحر العلوم جلد دوم ص ۲۰۱)
الحاصل اصول وفروع میں بھائی داخل نہیں ہے اس لئے بھائی بہن کو زکوۃ دے سکتا ہے اب اگر بہن مستحق زکاۃ ہے تو بہن کو بتائے بغیر بھی بھائی اپنی کمائی سے زکوۃ دینا چاہئے تو دینا افضل ہے اس لئے کہ قریبی رشتہ دار کو زکوۃ دینا بہتر وانسب ہے۔

(بحوالہ بہار شریعت حصہ پنجم، فتاوی بحر العلوم جلد دوم کتاب الزکوٰۃ)

باپ اپنی بیٹی کو زکوۃ نہیں دے سکتا، بھائی اپنی بہن کو دے سکتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

محمد رضا امجدی ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار

۲۵ مئی بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

جس پر فقط ساڑھے پانچ تولہ سونا ہو تو اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس بارے میں کہ اگر کسی کے پاس فقط ساڑھے 5 تولہ سونا ہو اور چاندی کچھ بھی نا ہو تو کیا اس پر زکاۃ فرض ہے مع دلائل جواب عنایت فرمائیں۔

سائل۔محمد قمر الحسن چشتی علیمی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

اگر واقعی کسی کے پاس صرف اور صرف ساڑھے پانچ تولے سونا ہے اور اس کے علاوہ اس کی ملک میں اور کچھ مثلاً چاندی اور روپئے نہیں ہیں تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے جیسا کہ فتاوی مرکز تربیت افتاء میں بحوالہ درمختار ہے:

" نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مئاتا درهم "

اور اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے:

" فما دون ذالك لا زكوة فيه ۔ والله تعالى اعلم

(ج:1/ ص:443)

کتبـــــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اتراکھنڈ

۱۴ اگست بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

حرام مال پرزکاۃ ہے یانہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال زید جھوٹ وچوری (حرام) کی کمائی ہوئی رقم سے مالک نصاب ہے اور مال پر سال گزرگیا ہے تو زید کے لئے زکوٰۃ کے بارے میں کیا حکم ہے؟ سائل نورالھدی نوری بلیا یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جس کا کل مال حرام ہے اس پر زکاۃ واجب نہیں کہ حقیقتاً اسکا مالک ہی نہیں ہے اس پر لازم ہے کہ وہ مال جس سے لیا ہے اس کو اور وہ نہ ہو تو اس کے ورثہ کو لوٹا دے اور اگر معلوم نہ ہو کہ وہ مال کس سے لیا تھا تو کل غرباء پر صدقہ کرے۔

(درمختار مع شامی جلد دوم ص 28 پر ہے)

لازکاۃ لو کان الکل خبیثاً کما فی النہر من الحواشی السعدیۃ اہ

اور اسی کے تحت علامہ شامی قدس سرہ السامی تحریر فرماتے ہیں:

فی القنیۃ لو کان الخبیث نصاباًلاتلزمہ الزکاۃ لان الکل واجب التصدق علیہ فلایفید ایجاب التصدق ببعضہ اہ ومثلہ فی البزازیۃ ومن ملک اموالاغیر طیبۃ او غصب اموالاوان لم یکن لہ سواھا نصاب فلازکاۃ علیہ فیھا اہ ملخصاً

اور اسی میں چند سطر بعد تحریر فرماتے ہیں:

" عن القنیۃ والبزازیۃ ان ماوجب التصدق بکلہ لایفید التصدق ببعضہ لان المغصوب ان علمت اصحابہ او ورثتھم وجب ردہ علیھم والا وجب التصدق بہ "

اور اعلی حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

سود رشوت اور اسی قسم کے حرام وخبیث مال پر زکاۃ نہیں کہ جن جن سے لیا ہے اگر وہ لوگ معلوم ہیں تو انھیں واپس دینا واجب ہے اور اگر معلوم نہیں تو کل کا تصدق کرنا واجب ہے چالیسواں حصہ

دینے سے وہ مال کیا پاک ہوسکتا ہے جس کے باقی انتالیس حصے بھی ناپاک ہیں۔واللہ تعالی اعلم
(فتاوی رضویہ جلد ہشتم ص 236،فتاوی فقیہ ملت جلد اول ص 314)

کتبــــــہ
محمد اسماعیل خان امجدی گونڈہ یوپی الھند
۱۱ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۵ مئی ۲۰۲۰ء بروز منگل

****

زکوٰۃ میں سونے کی کونسی قیمت معتبر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ اس شخص نے دوسال پہلے سونا خریدا جس سونا کی رقم دس گرام یعنی ایک تولہ پر پچیس ہزار روپیہ 25000 تھی لیکن حاضر وقت میں سونا کی قیمت 45000 پنتالیس ہزار روپیہ ہے تو کیا یہ شخص حاضر وقت جو سونے کی قیمت ہے اس اعتبار سے زکوۃ نکالے یا پھر دوسال پہلے خریدی ہوئی رقم کے مطابق زکوۃ نکالے مدلل جواب عنایت فرمائیں عین کرم ہوگی۔سائل محمد عمران رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ
الجــــــــــواب بعونــــــــــــہ تعـــــــــالی
جس وقت سونے کی زکوۃ ادا کرے گا اسی وقت کی قیمت کا اعتبار ہوگا،اور اسی قیمت کے حساب سے زکوۃ نکالنا لازم ہوگا لہذا اگر امسال رمضان المبارک میں زکوۃ ادا کرنی ہے تو اس وقت جو سونے کی قیمت ہوگی اسی اعتبار سے زکوۃ ادا کی جائے گی۔
جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے:
وإنما له ولاية النقل إلى القيمة يوم الأداء فيعتبر قيمتها يوم الأداء، والصحيح أن هذا مذهب جميع أصحابنا
(بدائع الصنائع ج2/22 فصل اما صفة هذا النصاب کتاب الزکوة)
درمختار میں ہے:
" وتعتبر القيمة يوم الوجوب، وقالا: يوم الأداء.وفي السوائم يوم

الأداء إجماعاً، وهو الأصح، ويقوم في البلد الذي المال فيه، ولو في مفازة ففي أقرب الأمصار إليه فتح ۔ واللہ تعالی اعلم

(الدر المختار مع رد المحتار ج2/286)

کتبــــــہ

محمد مقصود عالم فرحت ضیائی کرنا ٹک الھند

۱۸ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۲ مئی ۲۰۲۰ بروز منگل

****

شیخ فانی خود مستحق زکوۃ ہو تو اسکے فدیہ کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

بعد سلام عرض یہ ہے کہ شیخ فانی اگر صاحب نصاب نہ ہو اور زکوٰۃ لینے کا مستحق ہو تو کیا اس پر روزہ نہ رکھنے کا کفارہ ہوگا یا نہیں؟ براہِ کرم جواب عنایت فرمائیں، عین نوازش ہوگی ۔ سائل محمد علی سورت گجرات

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجــــــواب بعونــــــہ تعــــــالی

کفارہ نہیں، اسے فدیہ کہتے ہیں کفارہ الگ ہوتا ہے، یہ شیخ فانی جو کہ خود فطرہ، زکاۃ لینے کے مستحق ہیں، اگر واقعی میں روزے کا فدیہ ادا کرنے پر قدرت نہیں رکھتے ہیں، مجبور ہیں، تو دل میں نیت رکھے اور اللہ کی ذات سے امید رکھے کہ اللہ عزوجل اس لائق بنائے کہ فدیہ ادا کر سکے تو ضرور کرینگے، نہیں تو اللہ عزوجل معاف فرمائے گا دلوں کا حال بیشک اللہ بہتر جانتا ہے ۔

قال اللہ تعالی فی القرآن المجید:

لا يكلف الله نفسا الا وسعها

(القرآن)

مفہوم: ۔ اللہ عزوجل کسی بھی نفس کو اسکی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں عطا فرماتا ہے، کہ جس بات پر قادر نہ ہو وہ کرنا ہی پڑے ۔

وقال: لا اکراہ فی الدین

(القرآن)

مفھوم:۔دین اسلام میں زور زبردستی نہیں دین اسلام بوجھ نہیں ہے۔

شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا/بوڑھی جس کی عمر ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتے جائینگے، جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتے ہیں نہ آئندہ اس میں اتنی طاقت آنے کی امید ہے کہ روزہ رکھ سکیں گے،تو اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو بھر پیٹ کھانا کھلانا اس پر واجب ہے یا ہر روزہ کے بدلے میں صدقۃ فطر کی مقدار رقم مسکین کو دیدے۔

(بحوالہ:الدر المختار کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج ۳ ص ۴۷۱،وغیرہ،حوالہ بہار شریعت،حصہ پنجم)

فدیہ دینے کے بعد اتنی طاقت آگئی کہ روزہ رکھ سکے،تو فدیہ صدقۂ نفل ہو کر رہ گیا اب ان روزوں کی قضا کرے۔واللہ تعالی اعلم

(بحوالہ؛ الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التي تبیح الافطار، ج ۱، ص ۲۰۷،حوالہ بہار شریعت،حصہ پنجم)

کتبــــــہ

ابو حنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی مانخورد ممبئی

۱۷ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۱ مئی ۲۰۲۰ء بروز سوموار

****

بیٹے پر زکوۃ فرض ہے اور والد مقروض ہے تو بیٹے کو زکوۃ کی ادائیگی ضروری ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت سوال یہ ہے کہ باپ پر قرض ہے اور بیٹے پر قرض نہیں ہے بیٹے کے پاس مال بھی ہو، مال اتنا ہیکہ زکاۃ نکال سکے تو زکاۃ کا کیا حکم ہوگا؟ سائل محمد فرمان نوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــــالی

اگر مال حاجت اصلیہ سے فارغ ہو کر نصاب کو پہنچ چکا ہے اور اس مال پر سال بھی گزر چکا ہے تو اب بیٹے پر فرض ہے کہ زکوۃ ادا کرے باپ کے مقروض ہونے سے بیٹا زکوۃ کی ادائیگی سے بری نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اگر زکوۃ فرض ہوگئی بعد میں خود مقروض ہوگیا تو بھی زکوۃ کی ادائیگی فرض ہے اور یہ

قرض زکوۃ کی ادائیگی سے مانع نہیں ہے۔

بہار شریعت میں ہے:

دین اس وقت مانع زکوۃ ہے جب واجب ہونے سے پہلے کا ہو اور اگر نصاب پر سال گزرنے کے بعد ہوا تو زکوۃ پر اس دین کا کچھ اثر نہیں۔

(ردالمحتار وغیرہ، جلد اول حصہ پنجم صفحہ ۹ ناشر فرید بکڈ پو مٹیا محل جامع مسجد دھلی)

پس صورت مسؤلہ میں اگر بیٹے پر زکوۃ فرض ہو چکی ہے تو زکوۃ ادا کرے ورنہ گنہگار ہوگا یاد رہے کہ باپ کو بھی زکوۃ وصدقہ واجبہ نہیں دے سکتا۔ واللہ تعالی اعلم

(کتب عامہ)

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی سرکھیت (نیپال)

۷ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۳۱ اپریل ۲۰۲۰ء بروز جمعہ

****

یتیم زکوۃ کے پیسے سے اگر صاحب نصاب ہو جائے تو ان پر زکوۃ فرض ہے یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور ہمارے گاؤں میں ایک لڑکی ہے جو یتیم ہے اس کو گاؤں والوں نے زکوۃ دیا اور اب وہ لڑکی صاحب نصاب ہوگئی اب اس لڑکی کو ملے ہوئے پیسے سے زکوۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ سائل فیاض احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

زکوۃ فرض ہونے کے لیے کچھ شرائط ہیں جن میں ایک نصاب پر ایک سال گزرنا ہے جس تاریخ اور وقت میں وہ لڑکی صاحب نصاب ہوئی اسی تاریخ اور وقت پر جب اس پر سال گزریگا بقدر نصاب تمام حاجت اصلیہ سے فارغ اس کے پاس فارغ ہوگا تب اس پر زکوۃ فرض ہوگی۔

(ماخوذ از العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ، جلد دہم ص ۱۹۰ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

سال گزرنے میں قمری (یعنی چاند کے) مہینوں کا اعتبار ہوگا۔ شمسی مہینوں کا اعتبار حرام ہے۔

(فتاویٰ اہلسنت وغیرھا)

مزید جانیے زکوۃ دینا ہر اس عاقل، بالغ اور آزاد مسلمان پر فرض ہے جس میں یہ شرائط پائی جائیں:

(1) نصاب کا مالک ہو۔

(2) یہ نصاب نامی ہو۔

(3) نصاب اس کے قبضے میں ہو۔

(4) نصاب اس کی حاجت اصلیہ (یعنی ضروریات زندگی) سے زائد ہو۔

(5) نصاب دین سے فارغ ہو (یعنی اس پر ایسا قرض نہ ہو جس کا مطالبہ بندوں کی جانب سے ہو، کہ اگر وہ قرض ادا کرے تو اس کا نصاب باقی نہ رہے۔)

(6) اس نصاب پر ایک سال گزر جائے۔ واللہ تعالی اعلم

(ملخصا، بہار شریعت، جلد اول حصہ پنجم)

کتبـــــــہ

ابوحنیفہ محمد اکبر انصاری ماخورد ممبئی

۱۴ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۸ مئی ۲۰۲۰ء بروز جمعہ

****

حیلۂ شرعی کا حکم وانکے مصارف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان ذوی الاحترام کہ حیلۂ شرعی کسے کہتے ہیں؟ حیلۂ شرعی جس غریب سے کرائیں اس کے لئے بالغ ہونا شرط ہے؟ حوالہ سے مزین جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل ثاقب رضا مالدہ بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

حیلۂ شرعی جو مال زکوٰۃ کا ہو اسے کسی فقیر کو دے دیا جائے اب وہ فقیر اپنی طرف سے اس پیسے کو خرچ کرنے کی اجازت دے دے تو مال پاک ہو جائے گا اب اس مال کو جہاں چاہے لگا سکتے ہیں شرع میں اسی کو حیلۂ شرعی کہا جاتا ہے۔

جیسا کہ میرے امام اہلسنت امام احمد رضا خان قدس سرہ , ذخیرہ ہندیہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

ذا أراد أن یکفن میتا عن زکوۃ مالہ لا یجوز والحیلة أن یتصدق بها علی فقیر من أهل المیت ثم هو یکفن به فیکون له ثواب الصدقة ولأهل المیت ثواب التکفین و کذلك فی جمیع ابواب البر کعمارة المسجد و بناء القناطیر و الحیلة أن یتصدق بمقدار زکوته علی فقیر ثم یامره بالصرف إلی هذه الوجود فیکون للتصدق ثواب الصدقة والفقیر ثواب بناء المسجد والقنطرة اھ مخلصا

اگر کوئی شخص زکوٰۃ سے میت کا کفن تیار کرنا چاہے تو جائز نہیں ہاں یہ حیلہ کرسکتا ہے کہ خاندان میت کے کسی فقیر پر صدقہ کردے اور وہ میت کا کفن تیار کردے تو اب مالک کے لئے صدقے کا اور اہل میت کے لئے تکفین کا ثواب ہوگا اسی طرح کا حیلہ تمام امور خیر مثلاً تعمیر مسجد اور پلوں کے بنانے میں جائز ہے کہ مالک مقدار زکوٰۃ کے برابر کسی فقیر کو دے دے اور اسے کہے کہ تو ان امور پر خرچ کردے تو اب صدقہ کرنے والے کے لیے صدقہ کا اور بناء مسجد و پل کا ثواب فقیر کو ہوگا اور اس دینے والے کو بھی۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید ج (۱۰) ص (۱۱۰) مکتبہ دعوت اسلامی)

حیلۂ شرعی کے لئے بالغ کا ہونا شرط۔ واللہ تعالی اعلم (فیض الرسول جلد اول، ۲۵۲)

کتبــــــہ

محمد راشد مکی

۲ مئی بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

جس مال کی زکوٰۃ نکل چکی اس پر دوبارہ زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس چیز کی زکوٰۃ نکل گئی ہے کیا آنے والے سال پھر اسی کی زکوٰۃ نکالنی ہوگی۔ سائل فرید ظہر گریڈیہ

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

مال تجارت جب تک خود یا دوسرے مال زکوٰۃ سے مل کر قدر نصاب اور حاجت اصلیہ مثل دین، زکوٰۃ وغیرہ سے فاضل رہے گا، ہر سال اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ واللہ تعالی اعلم
(بحوالہ۔ منتخب مسائل فتاوی رضویہ صفحہ ۲۹۷ مطبع آل انڈیا جماعت رضا مصطفیٰ ناگپور)

کتبــــــہ
محمد مشرف اعظم
۲ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۶ مئی ۲۰۲۰ء مطابق بروز منگل

****

ایک غریب آدمی نے اپنے بیٹے یا بیٹی کی شادی کے لئے پچاس ہزار 50000 / روپئے جمع کئے تو کیا اس پر ان روپیوں کی زکوۃ واجب ہوگی؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں ایک مسئلہ ہے کہ ایک شخص ایسا ہے کہ جسکا نا ذاتی مکان ہے اور نا اچھا کاروبار. وہ مزدوری کرتا ہے اور 6 لوگوں کی ذمہ داری اس شخص پر ہے اور اسکے اخراجات بھی زیادہ ہے لیکن وہ اپنی پیسوں سے کچھ رقم نکال لیتا ہے کہ جس کو جمع کرکے وہ اپنے بیٹے یا بیٹی کی شادی کرے اور اسی طرح جمع کرکے وہ رقم 50 ہزار کے قریب ہوگئی ہو تو کیا اس رقم پر بھی زکوۃ واجب ہے؟ براے کرم اس مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں۔ سائل مزمل رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونـــــــــہ تعــــــــالی

صورت مذکورہ میں پچاس ہزار 50000 / کی جو رقم بیٹے یا بیٹی کی شادی کے لئے جمع کی گئی ہے اگر اس رقم پر سال گزر گیا اور وہ رقم شادی وغیرہ میں خرچ نہیں کی گئی تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر سال تمام پر فوراً شادی وغیرہ میں خرچ کردیئے گئے تو زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

حاجت اصلیہ میں خرچ کرنے کی روپئے رکھے ہیں تو سال میں جو کچھ خرچ کیا اور جو باقی رہے اگر بقدر نصاب ہیں تو انکی زکوٰۃ واجب ہے اگرچہ اسی نیت سے رکھے ہیں کی آئندہ حاجت اصلیہ ہی میں صرف ہونگے اور اگر سال تمام کے وقت حاجت اصلیہ میں خرچ کرنے کی ضرورت ہے تو زکوٰۃ واجب نہیں۔

(ج:5/ص:881 / زکوٰۃ کابیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اوررد المحتار میں ہے کہ: اذا امسکه لینفق منه کل ما یحتاجه فحال الحول و قد بقی معه منه نصاب فانه یزکی ذالك الباقی و ان کان قصده الانفاق منه ایضا فی المستقبل لعدم استحقاق صرفه الی حوائجه الاصلیة وقت حولان الحول۔

(ج:3/ص:179/ کتاب الزکوۃ/ دار عالم الکتب)

اور مذکورہ رقم اگر نابالغ لڑکا یا لڑکی کی ملک ہوتو اس رقم کی زکوٰۃ انکے بلوغ تک کسی پر واجب نہیں والدین پر اس لئے نہیں کہ اب وہ رقم انکی ملکیت میں نہ رہی اور لڑکا لڑکی پر اس لئے نہیں کہ وہ نابالغ ہیں اور وجوب زکوٰۃ کے شرائط میں سے ایک شرط عاقل و بالغ ہونا ہے اور ایک دوسری شرط مال کا پورے طور پر ملک میں ہونا بھی ہے اور لڑکا یا لڑکی کے بالغ ہونے کے بعد اگر وہ جمع شدہ مال باقی رہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

جیسا کہ فتاوی ھندیہ میں ہے کہ: و اما شروط وجوبها فمنها العقل والبلوغ و منها الملك التام

(ج:1/ص:172)

اور درمختار میں ہے کہ: و شرط افتراضها عقل و بلوغ

اور اسکے تحت ردالمحتار میں ہے کہ: فلا تجب علی مجنون و صبی لانها عبادة محتصة و لیسا مخاطبین بها

(ج:2/ص:285 کتاب الزکوۃ)

اور اعلی حضرت محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ: ہر نابالغہ کا حصہ جدا کر کے یہ کہہ دے کہ میں نے اسکا مالک کیا اسکی زکوٰۃ انکے بلوغ تک کسی پر واجب نہیں ۔واللہ تعالی اعلم

(بحوالہ فتاوی مرکز تربیت افتاء ج:1 /ص:396 /کتاب الزکوۃ/فقیہ ملت اکیڈمی اوجھاگنج)

کتبـــــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

۲۹ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ ۲۳ مئی ۲۰۲۰ء مطابق بروز سنیچر

****

بیمار بھائی پر زکوۃ کی رقم سال بھر خرچ کرنے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک سوال حاضر خدمت ہے علماء اہلسنت کی بارگاہ میں جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں
زید مالک نصاب ہے اور زید کا بھائی مالک نصاب نہیں جو کہ پاگل مزاج کا ہے اور زید اس کے پیچھے سال بھر میں کم سے کم پچاس سے ساٹھ ہزار روپئے خرچ کرتا ہے اور جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو وہ پورے روپئے کو زکوۃ میں جوڑ دیتا ہے تو کیا ایسا کرنے سے زید کی زکاۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں جواب حوالے کے ساتھ۔سائل محمد دلشاد عالم بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــــــہ تعــــــــــــالی

زید اپنے بھائی کی اس طرح زکاۃ دے کر کفالت کر سکتا ہے جب کہ اس کا بھائی صاحب نصاب نہ ہو۔ یہ بہتر ہے کہ زید اپنے زکاۃ کی رقم کو تھوڑا تھوڑا کر کے اپنے بھائی کو دیتا رہے پھر سال بھر کی رقم ایک ساتھ مجرا کر کے اکٹھا کرے پھر دیکھیں کہ جو رقم زکاۃ کی نکلتی ہے پورا ہوا یا نہیں۔ اگر پورا ہو جائے تو ٹھیک ہے۔ اگر زکاۃ کی رقم کم ہو رہا ہو تو اسے پورا کریں۔ اس طرح دینے سے بھی زکاۃ ادا ہو جائے گی۔اور اس طرح اپنے قریبی رشتہ داروں کو زکاۃ دینا بہترین اجر ہے۔

جیسا کہ حدیث نبوی ہے: عن ابی هريرة وحكيم بن حزام قالا قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم خير الصدقة ما كان عن ظهر غنىً وّ ابدا بمن تعول ۔
(رواه البخاری ورواه المسلم عن حكيم وحده)

حضرات ابو ہریرہ و حکیم بن حزام رضی اللہ تعالی عنہم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا بہترین صدقہ وہ ہے جو بے نیازی کے ساتھ ہو اور ان لوگوں پر خرچ کرنا ہے جو تیرے زیر کفالت ہیں۔

(بخاری شریف)

اور امام مسلم نے صرف حکیم بن حزام سے روایت کیا ہے،اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: زکاۃ وغیرہ صدقات میں افضل یہ ہے کہ اولاً اپنے بھائیوں بہنوں کو دے پھر ان کی اولادوں کو پھر چچا اور پھوپھیوں کو پھر ان کی اولادوں کو

پھر ماموں اور خالہ کو پھر ان کی اولادوں کو پھر ذوی الارحام یعنی رشتہ داروں کو پھر پڑسیوں کو پھر اپنے پیشہ والوں کو پھر اپنے شہر یا گاؤں کے رہنے والوں کو۔

(بحوالہ جوھرہ وفتاوی عالمگیری والفتاوی الھندی، کتاب الزکاۃ الباب السابع فی المصاف جلد اول صفحہ ١٩٠)

حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: اے امت محمد قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا اللہ تعالی اس شخص کے صدقہ کو قبول نہیں فرماتا جس کے رشتہ دار اس کے سلوک کرنے کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے قسم ہے اس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالی اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہ فرمائے گا۔

(المعظم الاوسط جلد ششم صفحہ ٢٩٦ بحوالہ ردالمحتار کتاب الزکاۃ باب المصرف مطلب فی حوائج الاصلیۃ جلد سوم صفحہ ٣٥٥، بہار شریعت جلد اول حصہ پنجم صفحہ ٦٤)

لہذا معلوم ہوا کہ سال میں ہر روز اپنی زکاۃ کی رقم نکال کر اپنے قریبی رشتہ داروں کو دے سکتا ہے اور ان کی مدد بھی زکوٰۃ کی رقم سے کرسکتا ہے۔ جب کہ اس کے رشتہ دار مصارف زکاۃ ہوں۔ اور کوئی ممانعت ادائیگی زکاۃ نہ ہو جیسے ہاشمی علوی فاطمی سادات میں سے نہ ہوں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی سدھارتھنگر یوپی

١٩ رمضان المبارک ١٤٤١ھ مطابق ١٣ مئی ٢٠٢٠ء بروز بدھ

****

سیدہ کو زکوۃ دینا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں ایک خاتون سیدانی ہے جسکی شادی بکر سے ہوگی کیا اس سیدانی یعنی بکر کی زوجہ کو زکوۃ اور صدقہ فطر دے سکتے ہے یا نہیں مدلل جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ سائل محمد عمران رضا مقبولی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

صدقات واجبہ (جیسے زکوٰۃ، صدقۂ فطر وغیرہ) ساداتِ کرام کو نہیں دے سکتے، اور دینے سے

گنہگار بھی ہونگے اور یہ چیز ادا بھی نہ ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ان الصدقة لاتنبغي لاٰل محمد، انما هي اوساخ الناس"

یعنی صدقہ (واجبہ) اٰل محمد کے لئے جائز نہیں کیوں کہ یہ لوگوں (کے مال) کا میل ہے۔

(صحیح المسلم)

رسول اللہ ﷺ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: ان اٰل محمد لاتحل لهم الصدقة

یعنی بے شک اٰل محمد کے لیے صدقہ حلال نہیں۔

(شرح معانی الآثار ج۲)

اور امام اہل سنت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بنی ہاشم کو زکوٰۃ وصدقات واجبات دینا زنہار (ہرگز) جائز نہیں، نہ انہیں لینا حلال۔

(فتاویٰ رضویہ شریف ج۱۰)

اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بنی ہاشم کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ نہ غیر انہیں دے سکے نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو۔

(بہار شریعت ج۱ حصہ پنجم)

ہر سید ہاشمی ضرور ہے مگر ہر ہاشمی سید نہیں آگے فرماتے ہیں:" جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں انہیں اور بھی کوئی صدقہ واجبہ نذر وکفارہ وفطرہ دینا جائز نہیں۔

(بہار شریعت ج۱ حصہ پنجم)

لہٰذا اگر سید غریب ومحتاج اور کمزور ہے تو مال داروں پر لازم ہے کہ وہ سادات کی اِمداد زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ کے علاوہ رقم سے کریں اور ان کو مصیبت اور تکلیف سے نجات دلائیں۔ اور اگر آپ کے بس میں ہو تو زکاۃ کے علاوہ دیگر نفلی عطیات اور ہدایا کی رقم سے مستحق سادات حضرات کی مدد کریں، اور یہ بڑا اجر وثواب کا کام ہے اور حضور اکرم ﷺ کے ساتھ محبت کی دلیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ

محمد اظہر الدین علیمیؔ جموں کشمیر

۱۷ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۱ مئی ۲۰۲۰ء بروز سوموار

****

ساڑھے سات تولہ سونا کا اور ساڑھے باون تولہ چاندی کا گرام کے اعتبار سے کتنا وزن ہوا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ ساڑھے سات تولہ سونا اور ساڑھے باون تولہ چاندی گرام کے اعتبار سے کتنا گرام ہوتا ہے جواب عنایت فرمائیں کرم نوازش ہوگی۔سائل محمد انور رضا قادری مدھوبنی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــالی

جدید تحقیق کے اعتبار سے جو کہ سراج الفقہاء مفتی نظام الدین صاحب قبلہ نے کی ہے تو ساڑھے سات تولہ سونے کا وزن 93 گرام 312 ملی گرام ہے اور ساڑھے باون تولہ چاندی کا وزن 653 گرام 184 ملی گرام ہے۔ماخوذ فتاوی مرکز تربیت افتاء ج اول ص ۴۴۴ پر ذکر ہے۔

کتبـــــــہ

محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور کیمری

۲۵ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۹ مئی ۲۰۲۰ء بروز منگل

****

جس کے پاس 50:8 گرام چاندی یا تقریباً 25 ہزار روپئے ہو اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل کے حوالے سے کہ زید کے بیوی کے پاس 50:8 گرام چاندی یا تقریبا 25 ہزار روپیہ ایک سال سے ہیں تو کیا زید کی بیوی مالک نصاب ہوئی۔اور وہ زکوۃ کے فرضیت کو ادا کرے۔اور نہیں کرتی ہے تو کیا وہ گنہگار ہوتی ہے جواب ارسال فرمائیں۔سائل نور محمد واحدی گونڈہ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــــالی

حاجت اصلیہ سے زائد ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی ہے تو مالک نصاب ہے اگر چاندی کا نصاب کم ہے لیکن دیگر اموال زکوٰۃ مثلاً تجارت، رقم وغیرہ تو ایسے میں دونوں کی قیمت کو ملا کر دیکھا جائے گا بیان کی گئی صورت میں چاندی اور رقم کے علاوہ اموال زکوٰۃ میں سے کچھ اور بھی نہ ہو تو نقدی روپئے کو چاندی کی قیمت کے ساتھ ملائیں اگر یہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو اس کا چالیسویں حصہ زکوٰۃ میں دینا ہوگا چونکہ زید کے بیوی کے پاس 50:8 گرام چاندی یا تقریبا 25 ہزار روپئے موجود ہیں تو چاندی کی نصاب بن جائے گی لہذا اگر ان پر سال گزر چکا ہے تو اس پر زکوٰۃ دینی واجب ہے ورنہ نہیں اگر وہ زکوٰۃ ادا نہیں کی تو گنہگار رہو گی۔

ہدایہ میں ہے:

تضم قیمۃ العروض الی الذھب و الفضۃ حتی یتم النصاب و یضم الذھب الی الفضۃ للمجانسۃ من حیث الثمنیۃ ومن ھذا الوجہ صار سببا ثم یضم بالقیمۃ عند ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ۔

یعنی سامان کی قیمت کو سونے اور چاندی کی قیمت کے ساتھ ملایا جائے گا تاکہ نصاب مکمل ہو جائے اور ثمن کی بنا پر ہم جنس ہونے کی وجہ سے سونے کو چاندی کے ساتھ ملایا جائے گا اور اسی وجہ سے یہ سبب وجوب ہوگا پھر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے نزدیک قیمت کے لحاظ سے ملایا جائے گا۔

(ج 1 کتاب الزکوٰۃ، فصل فی العروض صفحہ 174)

فتح القدیر میں ہے:

النقدان یضم احدھما الی الأخر فی تکمیل النصاب عندنا۔

ترجمہ: ہمارے نزدیک تکمیل نصاب کے لیے دونوں نقود (سونے و چاندی) کو ایک دوسرے کے ساتھ ملایا جائے گا۔

(ج 2 فتح القدیر فصل فی العروض صفحہ 169)

تبیین الحقائق میں ہے:

یضم الذھب الی الفضۃ بالقیمۃ فیکمل بہ النصاب لان الکل جنس

واحد۔

ترجمہ: سونے کو چاندی کے ساتھ قیمت کے اعتبار سے ملایا جائیگا تا کہ نصاب مکمل ہو جائے کیونکہ یہ آپس میں ہم جنس ہیں ۔واللہ تعالی اعلم

(ج 1 باب زکوٰۃ المال صفحہ 281)

کتبـــــــہ

محمد مظہر حسین سعدی رضوی اتر دیناجپور بنگال

۲۳ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۷ مئی ۲۰۲۰ء بروز اتوار

****

مرحومین کے نام سے فدیہ دینا کیسا اور اس کی مقدار کیا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ زید کا انتقال 60 سال کی عمر میں ہوا اور زید کے ذمہ نمازوں اور روزوں کی قضا باقی ہے لیکن زید نے کوئی وصیت نہیں کیا ہے اب زید کے گھر والے نمازوں اور روزوں کا فدیہ ادا کرنا چاہتے ہیں تو کیا کر سکتے ہیں؟ اور فدیہ کتنا ہوتا ہے یہ بھی واضح فرمادیں۔ جزاك الله خيرا ۔سائل صابر حسین مجبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

اگر مرحوم یا مرحومہ نے اپنے اوپر باقی قضا شدہ نماز وروزہ کی فدیہ کی وصیت نہ کی ہو اور اہل خانہ اپنی طرف سے ادا کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں اور اس کا اجر بھی مرحوم یا مرحومہ کو ملے گا جہاں تک فدیہ کی مقدار کی بات ہے تو اس کے متعلق میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

زیادہ احتیاط یہ ہے کہ صدقہ فطر و فدیہ روزہ نماز وکفارہ قسم وغیرہ میں نیم صاع گیہوں جَو کے پیمانے سے دیے جائیں یعنی جس برتن میں ایک سو چوالیس روپے بھر جو ٹھیک ہموار سطح سے آجائیں کہ نہ اُونچے رہیں نہ نیچے اس برتن بھر کر گیہوں کو ایک صدقہ سمجھا جائے ہم نے تجربہ کیا پیمانہ نیم صاع جَو میں بریلی کے سیر سے کہ سَو روپے بھر کا ہے اٹھنی بھر اوپر پونے دو سیر گیہوں آتے ہیں فی کس اتنے دیے

جائیں ۔واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۴) ص (۴۳۳) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبــــــــہ

محمد راشد مکی پورکٹیہار بہار

۲۳ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۶ جون ۲۰۲۰ء بروز منگل

****

کسی مدرسہ کے لئے زکوۃ کی رقم بینک میں جمع کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیافرماتے ہیں علمائے کرام کچھ لوگ اپنی زکوٰۃ کے رقوم دارالعلوم کے بینک اکاؤنٹ میں ہی ڈال دیتے ہیں پھر ارکان کو فون کردیتے ہیں کہ میں نے دارالعلوم کے اکاؤنٹ میں میں نے اپنی زکوٰۃ کی اتنی رقم ڈالی ہے اسکو صرف میں لے لیں بعدہ ارکان اتنے ہی رقم بینک سے نکال کر حیلۂ شرعی کرکے خرچ کرتے ہیں اس طرح سے زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں براہ مہربانی جواب ارسال فرمائیں ۔سائل ابوالکلام خان نظامی گووا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

صورت مسئولہ میں زکوۃ ادا ہوجائے گی؛ مگر حیلۂ شرعی کرنے کے بعد بینک میں زکوۃ کی رقم جمع کریں تاکہ زکوۃ دینے والوں کی ادائیگی زکوۃ میں تاخیر نہ ہو جیسا کہ فتاوی علیمیہ میں ہے:

حیلۂ شرعی کرنے کے بعد بینک میں جمع کی جائے تاکہ زکوۃ دینے والوں کی ادائیگی زکوۃ میں تاخیر نہ ہو۔واللہ تعالیٰ اعلم

(جلد اول صفحہ ۳۷۷)

کتبــــــــہ

محمد اختر رضا قادری رضوی سرکھیت (نیپال)

۱۵ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

****

فیصد پر چندہ کرنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
ایک سوال ہے کہ زید مسجد کا چندہ کرتا ہے تو اس سے وہ اپنی کتنی مزدوری لے سکتا ہے جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ سائل محمد دلکش رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

فیصد پر چندہ کرنا جائز و درست ہے جیسا کہ حضور فقیہ ملت بحوالہ فتاوی رضویہ ارشاد فرماتے ہیں:
" استاجرہ لیصید لہ اولیحطب جاز ان وقت بان قال ھذا الیوم او ھذا الشھر ویجب المسمی لان ھذا اجیر وحد وشرط صحتہ بیان الوقت وقد وجد اہ اور آدھا تہائی یا پانچ فی صد پر چندہ کرنے والا اجیر مشترک قرار پائیگا کہ اس کی اجرت کام پر موقوف رہتی ہے کہ جتنا کرے گا اسی کے حساب سے مزدوری کا حقدار ہوگا۔
حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:
کام میں جب تک قید نہ ہوا گر چہ وہ ایک ہی شخص کا کام کرے یہ بھی اجیر مشترک ہے مثلاً درزی کو اپنے گھر میں کپڑا سینے کے لئے رکھا اور یہ پابندی نہ ہو کہ فلاں وقت سے فلاں وقت تک سیئے گا اور روزانہ یا ماہانہ یہ اجرت دی جائے گی بلکہ جتنا کام کرے گا اسی حساب سے اجرت ملے گی یہ تو اجیر مشترک ہے۔
(بہار شریعت۔ حصہ 14۔ صفحہ نمبر۔ 144، فتاوی فقیہ ملت۔ جلد دوم۔ صفحہ نمبر 225)
تو یہ ثابت ہوا کہ جتنا مرضی ہو اتنا چندہ کریں اور اس میں سے۔ ایک فیصد۔ دو فیصد۔ تین فیصد چار فیصد۔ پانچ فیصد بھی لے سکتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ
محمد الطاف حسین قادری لکھیم پور کھیری یو پی
۱۶ ستمبر بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

زکوٰۃ کی رقم سے راشن وغیرہ خرید کرفقراء کوتقسیم کرنے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے میں کہ زید اپنی زکوۃ کی رقم سے راشن خرید کر غریبوں میں تقسیم کرتا ہے کیا زید کی زکوۃ ادا ہوجائے گی؟ سائل عبدالغفار خان قادری پونہ

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــواب بعونـــــــه تعـــــالى

زکوٰۃ کی رقم سے راشن وغیرہ خرید کر بہ نیت زکوٰۃ مستحقین زکوٰۃ کو مالک بنادینے سے زکوٰۃ ادا ہوجائے گی جیسا کہ مجدد اعظم سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ میں روپئے وغیرہ کے عوض بازار کے بھاؤ سے اس قیمت کا غلہ مکاّ وغیرہ محتاج کو دیکر بہ نیت زکوٰۃ مالک کردینا جائز وکافی ہے زکوٰۃ ادا ہوجائے گی جس قدر چیز محتاج کی ملک میں گئی بازار کے بھاؤ سے جو قیمت اسکی ہے وہی مجرا ہوگی بالائی خرچ محسوب نہ ہونگے مثلاً

لأن ركنها التمليك من فقير مسلم لوجه الله تعالىٰ من دون عوض

یعنی کیونکہ اسکا رکن یہ ہے کہ کسی مسلم فقیر کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اسکا مالک بنایا بطور معاوضہ نہ ہو۔

درمختار میں ہے کہ: لو أطعم يتيما ناويا الزكوٰة لا يجزيه الا اذا دفع اليه المطعوم كما لو كساه

یعنی جب کسی نے یتیم کو نیت زکوۃ سے کھانا کھلایا زکوٰۃ ادا نہ ہوگی جب تک کھانا اسکے حوالے نہ کردے ایسے ہی لباس کا معاملہ ہے۔

عالمگیری میں ہے کہ: ما سواه من الحبوب لا يجوز الا بالقيمة

یعنی یہ دانوں کے علاوہ میں ہے کیونکہ وہاں قیمت ہی ضروری ہے۔

اوراسی میں ہے کہ: الخبز لا يجوز الا باعتبار القيمة۔

یعنی روٹی کا اعتبار قیمت کے بغیر جائز نہیں۔

(فتاوی رضویہ شریف ج:10 /ص:73 / 74 /کتاب الزکوٰۃ/مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــہ

اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اتراکھنڈ

3-اگست-2021-بروز منگل

****

فی زمانہ ایک درھم کتنے وزن کا ہوتا نیز اس کی قیمت کیا ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک درہم کتنے روپئے کا ہوتا ہے فی زمانا ایک درھم کا وزن کتنا ہے نیز اس کی قیمت؟ اس کے بارے میں مفصل جواب وضاحت فرمائیں۔سائل ادریس احمد رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبر کاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

درھم چاندی کے سکّے کو کہتے ہیں فی زمانا ایک درھم کا وزن تقریبا3.061 گرام ہے جس کی قیمت اس وقت تقریبا96.111 روپیہ ہوا اس اعتبار سے دس درھم تقریبا30.618 گرام کا ہوا جس کی قیمت فی الوقت تقریبا 96.1101 روپیہ ہوا عالمی ریٹ کے اعتبار سے۔اور شہریت کے ریٹ (سونار) کے اعتبار سے تقریبا4.1224 روپیہ ہوا لہذا ثابت ہوا کہ فی زمانا مھر کی اقل مقدار 1150 (ساڑھے گیارہ سو) سے 1250 (ساڑھے بارہ سو) روپیہ ہونا چاہیے احتیاطاً عصر حاضر میں سکہ رائج الوقت کے مطابق ،خلاصہ نکاح کے وقت اتنی چاندی بازار میں جتنی قیمت کی ہو کم سے کم اتنے روپئے کے مہر کا اعتبار ہوگا کیونکہ چاندی کی قیمت میں کمی زیادتی سے مہر کی کم سے کم مقدار میں روپئے کے اعتبار سے کمی وبیشی ہوتی رہتی ہے۔واللہ تعالی اعلم

(ماخوذ فتاوی فقیہ ملت ج۱ ص۴۲۱ / فتاوی مرکز تربیت افتاء ج۱ ص۵٦٤)

کتبـــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری

****

ســـسرال کی طرف سے جو زیور بہو کو چڑھتا ہے اسکا مالک کون اور وہ زیور بقدر نصاب ہو تو قربانی کس پر واجب ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ بہو کو ســـسرال کی طرف سے جو زیور دیا جاتا ہے وہ کس کی ملکیت ہے؟ اور وہ نصاب کو پہنچ جائے تو اس کی قربانی کس پر واجب ہوگی بہو پر یا ســـسرال

والوں پر؟ عورت کے مالک ہونے کی صورت میں اگر عورت کے پاس الگ سے کوئی کاروبار یا پیسہ یا پیشہ نہ ہو تو وہ قربانی کیسے کریگی زیورات کو بیچ کر یا کوئی اور صورت ہے؟ المستفتی حافظ ممتاز احمد لوہتہ بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــه تعــــــــــالی

اگر وہ زیور بہو کو سسرال کی طرف سے عاریۃ یعنی صرف استعمال کے لئے دیا گیا ہے جیسا کہ ہندوستان کا عام رواج ہے تو بہو کا اس میں کچھ حق نہیں بلکہ سسرال والوں میں شوہر کے والدین یا شوہر میں سے جس نے دیا ہے وہ اسکا مالک ہوگا اور جو مالک ہوگا اسی پر قربانی واجب ہوگی جبکہ زیور بقدر نصاب ہو۔

جیسا کہ مجدد اعظم سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ زیور وغیرہ کہ والدین زوج اپنی بہو کو پہننے برتنے کو بناتے ہیں جس میں نصا یا یا عرفا کسی طرح مالک کر دینا مقصود نہیں ہوتا وہ بدستور ملک والدین پر ہے بہو کا اس میں کچھ حق نہیں۔

(ج:12/ص:209/210/مکتبہ دعوت اسلامی)

اب رہی یہ بات کہ عورت کے مالک ہونے کی صورت میں اگر عورت کے پاس الگ سے کوئی کاروبار یا پیسہ یا پیشہ نہ ہو تو وہ قربانی کیسے کریگی تو اسکے متعلق سیدی سرکار اعلی حضرت محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی ارشاد فرماتے ہیں کہ جس پر قربانی ہے اور اس وقت نقد اسکے پاس نہیں وہ چاہے قرض لیکر کرے یا اپنا کچھ مال بیچے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ شریف ج:20/ص:370/مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبــــــــه

اسرار احمد نوری نینی تال اترا کھنڈ

5 جولائی-2021-بروز پیر

* *

گاڑی پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام ومفتیان عظام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ ایک گاڑی جسے ہم نے تیس لاکھ

روپیے میں خریدی تین سال پہلے تو اس کی زکوۃ کیسے نکالیں ؟ برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں سائل محمد منہاج الدینکوڈرماجھارکھنڈ

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــواب بعونـــــــه تعـــــــالی

قوانین شرعیہ کی رو سے دریافت کی گئی صورت میں گاڑی پر زکوۃ نہیں کیونکہ یہ حاجت اصلیہ سے ہے اور حاجت اصلیہ سے مراد وہ چیزیں ہیں جو انسان کی ضرورت ہیں چنانچہ حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ حاجت اصلیہ کی تعریف ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں کہ حاجت اصلیہ یعنی جس کی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے اس میں زکوۃ واجب نہیں، جیسے رہنے کا مکان، جاڑے گرمیوں میں پہننے کے کپڑے، خانہ داری کے سامان، سواری کے جانور، خدمت کے لئے لونڈی غلام، آلات حرب، پیشہ وروں کے اوزار، اہلِ علم کے لئے حاجت کی کتابیں، کھانے کے لئے غلّہ۔

(بہارشریعت ج1 ص880: زکاۃ کا بیان)

اور زکوۃ واجب ہونے کی شرائط کے تحت فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

و منها فراغ المال عن حاجته الاصلية فليس فی دور السكنی و ثياب البدن و اثاث المنزل و دواب الركوب و عبيد الخدمة و سلاح الاستعمال زكاة

یعنی اور مال کا حاجت اصلیہ سے فارغ ہونا شرط ہے پس زکوۃ نہیں ہے رہنے کے گھروں پر اور بدن کے کپڑوں پر اور گھر کے اثاثوں پر اور سواری کے جانوروں پر اور خدمت کرنے والے غلام پر اور استعمال آنے والے اوزاروں پر۔

(فتاوی عالمگیری ج1 ص172: دارالفکر بیروت)

اور ھدایہ میں ہے کہ:

(و ليس فی دور السكنی و ثياب البدن و اثاث المنازل و دواب الركوب و عبيد الخدمة و سلاح الاستعمال زكاة) لانها مشغولة بحاجته الأصلية و ليست بنامية أيضا وعلى هذا كتب العلم لاهلها۔

یعنی اور زکوۃ نہیں ہے رہنے کے گھروں پر اور بدن کے کپڑوں پر اور گھر کے اثاثوں پر اور

سواری کے جانوروں پر اور خدمت کرنے والے غلام پر اور استعمال آنے والے اوزاروں پر کیونکہ یہ حاجت اصلیہ میں مشغول ہیں اور اسی طرح یہ مال نامی بھی نہیں ہیں اور اسی طرح علمی کتب پر اس کے اہل کے لئے۔

(ھدایہ ج 1 ص 202: مطبوعہ لاھور)

مذکورہ باتوں سے ثابت ہوا کہ گاڑیوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے کیونکہ یہ نہ مال نامی سے ہیں اور نہ ہی تجارت کی نیت سے خریدی گئی ہیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

****

مقروض پر جو قرضہ کی رقم ہے اس کو معاف کرنے سے زکوۃ کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو بطور قرض ہزار پانچ سو روپئے دئے دو چار مہینے گزرنے کے بعد کسی نے کہا تم اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو تو اب وہ شخص پہلے جو کسی کو ہزار پانچ سو روپئے قرض دیا تھا اب قرض دار سے کہتا ہے کہ تم قرض واپس مت دینا بطور زکوٰۃ رکھ لو تو کیا اس طرح زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟ یا اس شخص سے قرض واپس لے کر پھر سے بنیت زکوٰۃ رقم دینی ہوگی؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔ سائل محمد رضا برکاتی مہندو پارسنت کبیر نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

صورت مسئولہ میں اس طرح قرض کو بری کر دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی اس میں ادا کرنے کا حیلہ یہ ہے کہ مُزکّی (زکوٰۃ ادا کرنے والا) پہلے زکوٰۃ کی رقم فقیر مقروض کو دے پھر جتنا قرضہ اس مزکی کا اس مقروض فقیر پر ہے وہ طلب کرے اگر اب بھی مقروض نہ دے تو اسکے ہاتھ سے چھین سکتا ہے۔

جیسا کہ مراقی الفلاح میں ہے:

ولا یجزء عن الزکوٰۃ دین ابرء عنه فقیر بنیتها

پھر حاشیۃ الطحطاوی میں ہے:

و اعلم ان اداء الدین عن المال الذی عندہ لا یصح و الحیلة ان یعطی المدیون زکوٰته ثم یأخذها عن دینه ولو امتنع المدیون مد یدہ و اخذها لکونه لا ظفر بجنس حقه فان مانعه رفعه للقاضی۔ واللہ تعالی اعلم

(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص 717 و 718 کتاب الزکوٰۃ المکتبة الفیصل)

کتبـــــــہ
مشاہد رضا حشمتی رام پور کمیری
۵ شوال المکرم ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

چندہ کر کے خود کھالینا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ صدقہ، زکوٰۃ، فطرہ کا پیسہ مدرسہ، مسجد کے نام پر لیتا ہے مگر خود کھالیتا ہے شریعت میں اس کا کیا حکم ہے جواب عنایت فرمائیں، بہت مہربانی ہوگی۔ محمد شاکر رضا بھیونڈی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاته

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

زکوٰۃ کے اصل مستحقین غرباء و مساکین ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْعٰمِلِیْنَ عَلَیْهَا الخ۔

(پارہ 10 سورہ توبہ آیت 60)

صورت مسئولہ میں صدقۂ واجبہ، زکوٰۃ، فطرہ کا پیسہ حیلۂ شرعی کے بغیر مسجد و مدرسہ میں لگانا حرام و گناہ ہے، یا خود پیسہ کو کھالینا جائز نہیں، اور صدقۂ واجبہ، زکوٰۃ، فطرہ دینے والوں کی زکوٰۃ و فطرہ بھی ادا نہیں ہوگی، اس پر لازم ہے کہ ان تمام روپیوں کا تاوان دے ورنہ سخت گنہگار ہوگا۔ اگر وہ شخص حیلۂ شرعی کے یا حیلۂ شرعی کے بغیر اس پیسے کو خود کھالیتا ہے تو یہ بھی امانت میں خیانت ہے جو اشد حرام ہے۔ قرآن

پاک میں ہے:اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا

ترجمہ:اللہ(عزوجل)حکم فرماتا ہے کہ امانت جس کی ہو اُسے دے دو۔

(سورہ نساء آیت 58)

دوسری جگہ ہے:يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ:اے ایمان والو اللہ و رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں جان بوجھ کر خیانت کرو۔

(سورہ اَنفال آیت 27)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:کسی کی امانت اپنے صرف میں لانا اگرچہ قرض سمجھ کر ہو حرام و خیانت ہے توبہ و استغفار فرض ہے اور تاوان لازم پھر دے دینے سے تاوان ادا ہو گیا،وہ گناہ نہ مٹا جب تک توبہ نہ کرے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(جلد 16 صفحہ 489/488)

کتبـــــــہ

محمد مظہر حسین سعدی رضوی،اتر دیناجپور،بنگال

۱۴ رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ

****

اقساط پر خریدے گئے سامان کے قسطوں پر زکواۃ کا حکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ مندرجہ ذیل میں کہ کسی شخص نے قسط پر گاڑی یا کوئی سامان لیا جس کی متعینہ قسط ہر ماہ بھرتا ہے تو کیا وہ قرض میں شمار ہوگا اور زکواۃ ادا کرتے وقت اس رقم کو قرض میں شمار کر کے اسے کم کر سکتے ہیں یا نہیں جواب عنایت کریں کرم ہوگا سائل محمد نصیب رضا چنتاون پور ضلع مشرقی چمپارن بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــہ تعـــــــالی

قسطوار گاڑی اور سامان خریدنے والے اشخاص،پر اس قرض کی ادائیگی فی الفور ضروری نہیں

ہوتی ہے بلکہ ایک متعینہ مدت تک اس قرض کو قسطوار ادا کرنا ہوتا ہے، اس درمیان نہ تو قرض خواہ فورا ادائیگی کا مطالبہ کرتا ہے اور نہ ہی مقروض فرد فوری طور پر قرض سے سبکدوش ہونا چاہتا ہے اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ وہ. اپنی ملکیت میں رقم ہونے کے باوجود مقررہ قسطوں سے زیادہ ادا نہیں کرتا ایسے قرضوں کے بارے میں فقہاء احناف نے لکھا ہے کہ: یہ دین میعادی کی طرح ہے یعنی (مہر موجل کے مثل) شوہر بیوی کے مہر کا مقروض ہونے کے بعد بھی ادائیگی زکواۃ میں اس قرض کو شامل نہیں کرسکتا ہے (جیسا کہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب بہار شریعت ج ا / ح ۵ /ص ۱۲ / ارشاد فرماتے ہیں) جو دین میعادی ہو وہ مذہب صحیح میں وجوب زکواۃ کا مانع نہیں۔

(بحوالہ رد المحتار)

چونکہ دین مہر کا مطالبہ نہیں ہوتا لہذا اگر چہ شوہر کے ذمہ کتنا ہی دین مہر ہو جب وہ مالک نصاب ہے زکواۃ واجب ہے اسی طرح قسطوار قرض ہے وہ کتنا بھی ہوا گر وہ شخص صاحب نصاب ہے تو اس پر زکواۃ.واجب ہے۔

جیسا کہ تفصیل کے ساتھ صاحب تفہیم المسائل ج ۲ /ص ۱۶۹ / پر لکھتے ہیں: ایسے قرضوں کے بارے میں ہمارے فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ یہ وجوب زکواۃ اور ادائیگی میں مانع نہیں ہیں اس کی مثال فقہاء نے بیوی کے مہر مؤجل کی دی ہے کہ بیوی مطالبہ نہیں کرتی اور شوہر کا عمل اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ سر دست ادا نہیں کرنا چاہتا لہذا شوہر تشخیص زکواۃ کے وقت ایسے دین مہر کو اپنی کل مالیت سے منہا نہ کرے. میعادی قرضوں کی نوعیت بھی اس سے مختلف نہیں ہے اس لئے طویل المدتی قرضوں کو منہا کئے بغیر اپنی پوری مالیت پر زکواۃ ادا کرنی چاہئے تا کہ آپ کا مال صاف وشفاف رہے اور کل قیامت کے دن اپنے جمع کردہ مال کی وجہ سے سزا کے مستحق نہ ہوں اور اس مال سے داغے نہ جائیں۔ واللہ اعلم

کتبـــــہ
محمد رضا امجدی سیتامڑھی بہار
۲۶ رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

بلا اجازت شرعی بھیک مانگنا حرام ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام رہنمائی فرمائیں مارکیٹوں میں جو فقیر بھیگ مانگتے ہیں ان کو پیسے دے سکتے ہے یا

نہیں اور اگر مانگنے والی عورت ہو اس کو دے سکتے ہیں یا نہیں اس پر ثواب ملے گا یا نہیں؟ سائل علی رضا کراچی پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــه تعـــــــالی

شرعی فقیر ہے تو دے سکتے ہیں اور ثواب بھی ملیگا، مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لئے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور اسے سوال حلال ہے، فقیر کو سوال ناجائز ہے جس کے پاس کھانے اور بدن چھپانے کو ہو اُسے بغیر ضرورت ومجبوری سوال حرام ہے۔

(بحوالہ "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع في المصارف، ج۱، ص۱۸۷ حوالہ: بہار شریعت حصہ پنجم)

آج کل بھیک مانگنا پیشہ بن گیا ہے جو کہ سخت حرام ہے جو بلا اجازتِ شرعی مختلف انداز میں بھیک مانگ کر دوزخ کے انگارے جمع کر رہے ہوتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص مال بڑھانے کے لئے بھیک مانگے تو وہ انگارہ مانگتا ہے اب چاہے کم کرے یا زیادہ۔

(بحوالہ: مسلم ص 401، حدیث: 2399، حوالہ: ماہنامہ فیضان مدینہ، دعوت اسلامی، شوال المکرم ۱۴۳۸)

یعنی بلا سخت ضرورت بھیک مانگے، بقدرِ حاجت مال رکھتا ہو، زیادتی کے لئے مانگتا پھرے وہ گویا دوزخ کے انگارے جمع کر رہا ہے، چونکہ یہ مال دوزخ میں جانے کا سبب ہے اسی لئے اسے انگارہ فرمایا۔

(بحوالہ مرآۃ المناجیح، ج 3، ص 55، حوالہ: ماہنامہ فیضان مدینہ، دعوت اسلامی، شوال المکرم ۱۴۳۸)

بلا اجازت شرعی بھیک مانگنا بھی حرام، دینا بھی حرام ہے امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: قَوِی، تندرست، قابل کسب (یعنی کمانے کے قابل) جو بھیک مانگتے پھرتے ہیں ان کو دینا گناہ ہے ان کا بھیک مانگنا حرام ہے اور ان کو دینے میں اس حرام پر مدد ہے، اگر لوگ نہ دیں تو جَھک ماریں اور کوئی پیشہ حلال اختیار کریں۔

دُرِّمختار میں ہے: یہ حلال نہیں کہ آدمی کسی سے روزی وغیرہ کا سوال کرے جبکہ اس کے پاس

ایک دن کی روزی موجود ہو یا اس میں اس کے کمانے کی طاقت موجود ہو، جیسے تندرست کمائی کرنے والا اور اسے دینے والا گنہگار ہوتا ہے اگر اس کے حال کو جانتا ہے کیونکہ اس نے حرام پر اس کی مدد کی ہے۔

(بحوالہ: درمختار مع ردالمحتار، ج 3 ص 357، فتاویٰ رضویہ، ج 23 ص 464،،، حوالہ: ماہنامہ فیضان مدینہ، دعوت اسلامی، شوال المکرم ۱۴۳۸)

یعنی معمولی سے معمولی کام کرنا اور تھوڑے پیسوں کے لئے بہت سی مشقت کرنا بہتر ہے، اس سے عزت نہیں جاتی، مگر بھیک مانگنا بُرا، جس سے عزت جاتی رہتی ہے، برکت ہوتی نہیں۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ بھکاری بھیک مانگنے میں بڑی محنتیں کرتے ہیں اگر مزدوری کریں یا چھابڑی فروخت کریں تو ان پر محنت بھی کم پڑے اور آبرو (عزت) سے بھی کھائیں۔

(بحوالہ مراۃ المناجیح، ج 3 ص 56 ملخصاً، حوالہ: ماہنامہ فیضان مدینہ، دعوت اسلامی، شوال المکرم ۱۴۳۸)

بھیک مانگنے والا دنیا میں تو ذلیل ورسوا ہوتا ہی ہے، بروزِ قیامت بھی اسے رسوائی کا سامنا ہوگا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی لوگوں سے مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت نہ ہوگا۔

(بحوالہ: بخاری، ج 1 ص 497، حدیث: 1474، حوالہ: ماہنامہ فیضان مدینہ، دعوت اسلامی، شوال المکرم ۱۴۳۸)

مراۃ المناجیح میں ہے: یعنی پیشہ ور بھکاری اور بلا ضرورت لوگوں سے مانگنے کا عادی قیامت میں اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے میں صرف ہڈی اور کھال ہوگی گوشت کا نام نہ ہوگا۔ جس سے محشر والے پہچان لیں گے کہ یہ بھکاری تھا، یا یہ مطلب ہے کہ اس کے چہرے پر ذِلّت وخواری کے آثار ہوں گے، جیسے دنیا میں بھی بھکاری کا منہ چھپا نہیں رہتا، لوگ دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں کہ یہ سائل ہے۔ واللہ تعالی اعلم (بحوالہ مراۃ المناجیح، ج 3 ص 56 حوالہ ماہنامہ فیضان مدینہ، دعوت اسلامی، شوال المکرم ۱۴۳۸)

کتبــــــہ
ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی، مانخورد ممبئی
۱۰ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

****

غیر مذہب آدمی کو بھیک دینا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسلہ کے بارے میں کے کیا غیر مذہب کے لوگوں کو بھیک دینا جائز ہے یا نہیں جواب عنایت فرمائیں کرم نوازش ہوگی۔سائل محمد یوسف رضا ڈنک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

بغیر ضرورت شرعیہ کسی کافر کے ساتھ داعیہ حسن سلوک منع ہے اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں حضرت تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا قادری از ہری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:حرام ہے کہ کافر کے ساتھ بے ضرورت شرعیہ داعیہ حسن سلوک ممنوع ہے۔

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید یآیہا الذین آمنوا لا تتخذوا آبآء کم واخوانکم اولیآء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم منکم فأولئك ھم الظالمون۔

(پارہ 10 سورۃ التوبہ 23)(دعوت شریعت صفحہ 235)

لہذا بغیر ضرورت شرعیہ کے کسی غیر مذہب کو بھیک دینا جائز نہیں۔واللہ اعلم

کتبہ

ابو الاحسان محمد مشتاق احمد قادری ۸

رجب المرجب ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

کیا حیلہ شرعی کے لئے طالب علم کا بالغ ہونا ضروری ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

سوال۔کیا حیلہ شرعی کے لیے طالب علم کا نابالغ ہونا ضروری ہے۔ایسے طالب علم سے حیلہ شرعی کرانا کیسا ہے جو مالک نصاب ہو۔حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔عین نوازش ہوگی۔سائل۔محمد تحسین رضا نوری پیلی بھیت

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

نابالغ اور مالک نصاب طالب علم سے حیلہ شرعی کرانا جائز نہیں کیونکہ اس میں تملیک فقیر ہونا ضروری ہے ورنہ زکوۃ ہی ادا نہ ہوگی جیسا کہ فتاوی فیض الرسول میں ہے کہ نادار بالغ طلبہ کو مال زکوۃ دیدیا جائے اور وہ لوگ اس پر قبضہ کرلیں پھر بخوشی مدرسہ میں دیدیں اگر طلبہ نابالغ ہوں گے تو ان کا مدرسہ میں دینا شرعا صحیح نہیں اگر دیں گے تو اس مال کا مدرسہ میں خرچ کرنا جائز نہیں۔

فتاوی عالمگیری میں ہے کہ اذا دفع الزکاۃ الی الفقیر لا یتم الدفع ما لم یقبضھا۔

(ج1 ص178)

اور درمختار مع شامی ج4 ص 531 میں ہے کہ:

لا تصح ھبۃ صغیر۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی فیض الرسول ج1 ص390)

کتبــــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

****

جہیز کے سامان پر زکوۃ کا کیا حکم؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جہیز پر زکوۃ ہوتی ہے؟ کیونکہ وہ سامان جہیز بھی تو استعمال میں نہیں ہوتا اور حاجت اصلیہ سے زائد ہوتا ہے؟ تو کیا اس پر زکوۃ ہوگی؟ یعنی جہیز میں وہ تمام برتن سامان جو استعمال میں نہ ہو؟ سائل: ابومحمد نعمان اعجاز پنجاب پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

شریعت کی جانب سے تین طرح کے اموال پر زکوۃ فرض ہوتی ہے ثمن یعنی سونا چاندی، مال تجارت اور چرائی کے جانور۔ ان کے علاوہ اگر کوئی مال ہو تو اس پر زکوۃ فرض نہیں ہوگی۔

لہذا صورتِ مسئولہ میں جہیز کے سامان میں خواہ وہ غیر مستعمل کیوں نہ ہو یہ تینوں باتیں نہیں پائی جاتی ،لہذا اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے ۔البتہ اگر عورت کے پاس سونے چاندی کے زیورات ہوں اور وہ نصاب کی مقدار کو پہنچ گئے ہوں اور اس پر سال گزر گیا ہو تو ان زیورات پر زکوٰۃ واجب ہوگی جیسا کہ جہیز کے سامان پر زکوۃ کو بیان کرتے ہوئے علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

ان ما كان من اثاث المنزل و ثياب البدن و اواني الاستعمال مما لا بد لا مثالها منه فهو من الحاجة الاصلية و ما زاد على ذالك من الحلي و الاواني و الامتعة التي يقصد بها الزينة إذا بلغ نصابا تصير به غنية

یعنی (جہیز کا سامان) اگر خانہ داری کے سامان ، پہننے کے کپڑے اور استعمال کے برتن اور اس کی مثل دوسری اشیاء پر مشتمل ہے تو وہ حاجت اصلیہ میں داخل ہیں اور اگر اس کے علاوہ بھی ہو جو کہ حاجت اصلیہ سے زائد ہوتی ہیں مثل زیور، حاجت کے علاوہ برتن اور آنے جانے کے بیش قیمت بھاری جوڑے جو کہ ان سے زینت کا قصد کیا جاتا ہے تو جب یہ نصاب کو پہونچ جائیں تو عورت غنیہ کہلائے گی ۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار ج 3 ص 345: دارالمعرفۃ بیروت)

اور ھدایہ شرح بدایہ میں ہے کہ: و ليس في دور السكنى و ثياب البدن و أثاث المنازل و دواب الركوب و عبيد الخدمة و سلاح الاستعمال زكاة لأنها مشغولة بحاجته الأصلية و ليست بناميه

(ھدایہ شرح بدایہ ج 1 ص 96)

اور السنن الکبری للبیہقی میں ہے کہ: عن ابن عمر قال : ليس في العروض زكاة، إلا ما كان للتجارة

(السنن الكبرىٰ للبيهقي رقم 7698 : كتاب الزكاة، باب زكاة التجارة)

اور امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ برتن وغیرہ اسباب خانہ داری میں زکوۃ نہیں اگر چہ لاکھوں روپے کے ہوں زکوۃ صرف تین چیزوں پر ہے سونا چاندی کیسے ہی ہوں، پہننے کے ہوں یا برتنے کے ،سکہ ہو یا ورق ۔ دوسرے چرائی پر چھوٹے جانور ۔ تیسرے تجارت کا مال ۔ باقی کسی چیز پر نہیں ۔

(فتاوی رضویہ ج 10 ص 161: رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اور بہار شریعت میں ہے کہ: سونے چاندی میں مطلقاً زکاۃ واجب ہے، جب کہ بقدر نصاب ہوں اگر چہ دفن کر کے رکھے ہوں، تجارت کرے یا نہ کرے اور ان کے علاوہ باقی چیزوں پر زکاۃ اس وقت واجب ہے کہ تجارت کی نیت ہو یا چرائی پر چھوٹے جانور وبس، خلاصہ یہ کہ زکاۃ تین قسم کے مال پر ہے (1) ثمن یعنی سونا چاندی۔ (2) مال تجارت۔ (3) سائمہ یعنی چرائی پر چھوٹے جانور۔

(بہار شریعت ج 1 ص 882: زکاۃ کا بیان)

مذکورہ بیان سے واضح ہوا کہ سونا چاندی جو جہیز میں دیئے گئے ہوں ان پر زکوۃ ہوگی جب کہ جس کی ملکیت میں ہوں اس کے پاس تنہا نصاب کو پہنچتے ہوں یا دیگر اموال زکوۃ سے مل کر نصاب کو پہنچ جائیں اس کے علاوہ سامان جہیز پر زکوۃ واجب نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

****

حولان حول کا کیا مطلب؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا مال کے ہر حصہ پر سال کا گزرنا ضروری ہے؟ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حولان حول کا کیا مطلب ہوتا ہے کیا مال کے ہر حصہ پر سال گزرنے کے بعد زکواۃ ہے واضح فرما کر شکریہ کا موقع دیں سائل محمد حسان رضا موتیہاری مشرقی چمپارن بہار

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

زکواۃ واجب ہونے کیلئے ضروری ہے کہ مال پر قمری ایک سال گزرے اس کو اصطلاح فقہ میں فقہاء کرام حولان حول کہتے ہیں جس قمری تاریخ کو کوئی مسلمان عاقل و بالغ مرد یا عورت نصاب شرعی یعنی (٦٥٣) گرام اور (١٨٤) ملی گرام چاندی کا مالک ہو یا (٩٣) گرام اور (٣١٢) ملی گرام سونا یا اتنی رقم کا مالک ہو تو وہ مالک نصاب ہے (فتاوی علیمیہ ج ١/ص ٣٧٠/) وہ مرد وعورت اسی اسلامی تاریخ سے صاحب نصاب ہے مگر اس پر اسی دن زکواۃ واجب نہیں ہوتی ہے جب تک اس نصاب پر اس کی ملکیت میں پورا ایک قمری سال گزر نہ جائے اور مذکورہ شخص سالوں بھر صاحب نصاب

رہا ہو یہ ضروری ہے مگر مال کے ہر حصے. پر سال گزرنا ضروری نہیں ہے ۔

جیسا کہ تفہیم المسائل ج ۲/ص ۱۶۸/ میں لکھتے ہیں تاہم یہ امر پیش نظر رہے کہ سال بھر کے دوران صاحب نصاب کی ملکیت میں کم از کم نصاب کا رہنا ضروری ہے ہر مال پر خواہ وہ نقد رقم سونا چاندی کی صورت میں ہو یا صنعت وتجارت کا مال ہو) سال گزرنا زکواۃ واجب ہونے کے لئے لازمی نہیں، اگر مال کے ہر جز پر سال گزرنے کی شرط کو لازمی قرار دیا جائے تو تاجر حضرات کیلئے زکواۃ کا حساب نکالنا تقریباً ناممکن العمل ہو جائے کیونکہ مال کی آمد وخرچ کا سلسلہ روز جاری رہتا ہے بلکہ تنخواہ دار آدمی بھی ہر ماہ کی تنخواہ سے کچھ پس انداز کرتا ہے لہذا مال کے ہر حصے کی مدت الگ ہوتی ہے ۔

اس لئے مذکورہ حوالہ کی روشنی میں زکواۃ نکالنے کی تاریخ سے چند دن یا چند گھنٹہ قبل اگر مال صاحب نصاب کی ملکیت میں آجائے تو اس مال کو پہلے سے موجود مال میں شامل کر کے کل مال پر زکواۃ کی ادائیگی لازم وضروری ہوگی ۔

جیسا کہ بہار شریعت ج ۱/ ح ۵/ص ۱۷/ پر رقم طراز ہیں جو شخص مالک نصاب ہے اگر درمیان سال میں کچھ اور مال اسی جنس کا حاصل کیا تو اس نئے مال کا جدا سال نہیں بلکہ پہلے مال کا ختم سال اس کے لئے بھی سال تمام ہے اگر چہ سال تمام سے ایک ہی منٹ پہلے حاصل کیا ہو خواہ وہ مال اس کے پہلے مال سے حاصل ہو یا میراث وہبہ اور کسی جائز ذریعہ سے ملا ہو اس لئے مال کے ہر حصہ پر سال گزرنا ضروری نہیں ہے ۔

کتبـــــــہ

محمد رضا امجدی مقام ہرپور وابا چپٹی سیتامڑھی بہار

****

زکوۃ وفطرہ کی رقم مکتب میں لگانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں میں جولائی، 2020 میں ایک مدرسہ قائم کیا گیا اس مدرسہ میں بغدادی قاعدہ تا حفظ قرآن کریم تک کی تعلیم دی جاتی ہے طلباء وطالبات کی تعداد دو سو سے زائد ہے مدرسین پانچ ہیں اور مدرسہ کے پاس کوئی ذرائع آمدنی نہیں ہے جب سے مدرسہ قائم ہوا اور اب تک کسی بھی مدرس کو کچھ بھی تنخواہ نہیں دیا گیا مدرسہ میں زیر تعلیم کچھ طلباء

صاحب ثروت کے ہیں باقی طلباء وطالبات غرباء کے ہیں صاحب ثروت طلباء سے 100 روپئے ماہانہ فیس لیا جاتا ہے باقی طلباء فری ہیں فیس والے طلباء کی تعداد بہت ہی کم ہیں ایسی صورت میں مدرسہ کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے عشر۔ وصدقۂ فطر وزکوات کی رقم وصول سکتے ہیں یا نہیں ۔حیلہ شرعی کے بعد مدرسہ میں خرچ کرسکتے ہیں حکم شرع سے آگاہ فرمائیں ۔المستفتی محمد ضیاء الحق قادری مظفر پو بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبر کاتہ

الجــــواب بعونــــه تعــــالی

جس مسلم آبادی کی حالت اس طرح کی ہو جیسا کہ آپ نے سوال میں ذکر کیا ہے تو وہاں دین کی بقاء وتحفظ کیلئے مجبوری کی حالت میں زکوۃ وفطرہ عشرہ کی رقم کو حیلہ شرعی کر کے اس طرح کے دینی ادارہ میں صرف کرسکتے ہیں ۔

جیسا کہ فتاوی علیمیہ جلد اول ص ۳۷۶ / میں ارشاد فرماتے ہیں: جس مسلم آبادی کی حالت ایسی ہو کہ وہاں کے لوگ عطیات وصدقات نافلہ سے دینی ادارہ چلانے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں تو وہاں دین کی بقا کیلیے بوجہ مجبوری زکوۃ کی رقم حیلہ شرعی کے بعد ایسے دینی ادارہ کے لئے بھی صرف کی جاسکتی ہے جہاں باہری طلبہ کی رہائش اوران کے خورد ونوش کا انتظام نہ ہو۔

فتاوی عالمگیری میں ہے:

و کذالك فی جمیع ابواب البر کعمارۃ المساجد و بناء القناطیر والحیلة ان یتصدق بمقدار زکواته علی فقیر ثم یا مره بالصرف الی هذا الوجوه فیکون المتصدق ثواب الصدقة وللفقیر ثواب بناء المسجد والقنطرۃ۔ واللہ اعلم

(فتاوي عالمگیری کتاب الحیل ج ٦ /ص ۳۹۲ /بحوالہ فتاوی علیمیہ)

کتبـــــه

محمد رضا امجدی مقام ہرپورواباچپٹی سیتامڑھی بہار

۷ رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

والدین کی جانب سے شادی کے موقعہ پر دئے ہوئے زیورات پر زکوۃ کا حکم؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام ومفتیان شرع متین کچھ سوالات کے جوابات دے کر شکریہ کا موقع دیں ایک لڑکی کو

اس کے والدین نے شادی میں زیورات بطور تحفہ دئے ہیں جن کا وزن قریب 200 گرام ہے سونا چاندی وزن ایک کلو ہے جس سال دیا اسی سال لڑکی نے اس کی زکوۃ ادا کردی ہے اب زیورات صرف استعمال میں ہی لائے جاتے ہیں کیا اس کی زکوۃ ہر سال دینی ہوگی اور کتنی ہوگی 2 زیورات پر نصاب سے زیادہ پر زکوۃ ہوگی یا کل زیورات پر نمبر 3 زیورات کی زکوۃ کس طرح طے کی جائے گی سائل محمد اکبر علی اجمیر شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــــه تعــــــــــالی

(۱) سونا و چاندی جب تک نصاب شرعی کے مقدار میں رہے گی اس وقت تک ہر سال زکواۃ ادا کرنی ہوگی یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی کا جدید وزن چھ سو ترپن (۶۵۳) گرام اور ایک سو چوراسی ۱۸۴ ملی گرام ہوتا ہے اور ساڑھے سات تولہ سونا کا جدید وزن ترانوے (۹۳) گرام تین سو بارہ (۳۱۲) ملی گرام ہوتا ہے۔

بحوالہ فتاوی علیمیہ ج ۱/ص ۳۷۰ جب تک مذکورہ مقدار میں سونا و چاندی اس لڑکی کے پاس رہے گا زکواۃ ادا کرنی ہوگی. اگر چہ وہ صرف استعمال کرتی ہو۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے امام احمد باسناد حسن اسماء بنت یزید سے روایت کرتی ہیں میں اور میری خالہ حاضر خدمت اقدس ہوئیں اور ہم سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھیں ارشاد فرمایا کہ اس کی زکواۃ دیتی ہو عرض کی نہیں فرمایا کیا ڈرتی نہیں ہو کہ اللہ تعالی تمہیں آگ کے کنگن پہنائے اس کی زکواۃ ادا کرو۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ پنجم)

اس لئے پہننے والے زیورات اگر نصاب شرعی کو پہنچ رہے ہیں تو زکواۃ ادا کرنی ہوگی سونا چاندی اگر بقدر نصاب ہو تو اس کا چالیسواں حصہ ہے. یعنی اگر ساڑھے سات تولہ سونا ہے تو دو ماشہ زکواۃ واجب ہے اور اگر ساڑھے باون تولہ چاندی ہے تو ایک تولہ تین ماشہ چھ رتی زکواۃ ہے۔

(بہار شریعت ج ۱/ح ۵/ص ۳۱)

(۲) زیورات کے کل مال پر زکواۃ ہوگی نہ کہ نصاب سے فاضل پر جیسا کہ بہار شریعت میں ارشاد ہے سونا چاندی جب بقدر نصاب ہوں تو اس کا چالیسواں حصہ ہے۔

(۳) زیورات کی زکواۃ زیورات سے ادا کریں اگر زیورات سے نہیں ادا کرتے ہیں تو روپیہ

سے ادا کریں روپیہ سے ادا کرنے کی صورت میں موجودہ قیمت کا لحاظ کریں چالیسواں حصہ ادا کریں۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد رضا امجدی مقام ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار

۷ رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

فقیر شرعی کسے کہتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے کہ اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ اسکے پاس رہنے کے لیئے گھر بھی ہے اور وہ نوکری کرتا ہو.اور مہینے میں 12 سے 13 ہزار روپئے حاصل کرتا ہے.اور گھر میں اسکی بیوی بھی کچھ سلائی یا کوئی کام کرتی ہو.مگر وہ لوگ ایسے ہوں کہ کوئی بڑی بیماری یا پرائیویٹ اسکول کا خرچہ نا اٹھا سکتے ہوں تو کیا ایسے شخص کی زکوۃ کے پیسوں سے مدد کر سکتے ہے بیماری کوئی بڑا اوپریشن یا بچوں کی اسکول کا خرچ علمائے کرام کی بارگاہ میں بڑی مؤدبانہ گزارش ہے کہ ہو سکے تو اس سوال کا جواب جلد از جلد عنایت فرمائیں۔سائلہ شبنم برکاتی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــواب بعونــــــہ تعــــــالی

صورت مسئولہ میں یہ ہے کہ زکوۃ اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے اللہ تعالی نے مصارف زکوۃ قرآن مجید کی سورہ توبہ آیت ۶۰ میں متعین فرمادیا ہے:اور وہ آٹھ مدات یہ ہیں: (۱) فقراء (۲) مساکین (۳) عاملین زکوۃ (۴) مؤلفۃ القلوب (۵) غارمین جن کی گردن کسی بڑے مالی بوجھ تلے دبی ہوئی ہو (۶) فی الرقاب جن پر کوئی بھاری تاوان آگیا ہو جس سے گلو خلاصی کی کوئی سبیل نہ ہو (۷) فی سبیل اللہ جو اپنے آپ کو ہمہ وقت اللہ تعالی کے دین کے لئے وقف کر چکے ہوں اور معاشی تگ و دو کے ئے انہیں وقت میسر نہ ہو جیسے دین کا طالب علم مجاہد فی سبیل اللہ (۸) ابن السبیل جو مسافر کسی ایسے مقام پر گھر گئے ہوں کہ قوت لایموت زندگی کی بنیادی ضروریات دستیاب نہ ہوں اور گھر سے رابطہ اور مالی معاونت کا حصول ممکن نہ ہو۔

(بحوالہ تفہیم المسائل جلد ششم ص ۱۸۳)

آپ نے جو حالت بیان فرمایا ہے اگر واقعتہ وہی ہے اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی دوسرا مال نہیں ہے جس سے نصاب شرعی کے مقدار کو پہنچ رہا ہو تو اصطلاح شرع کی روشنی میں وہ فقیر شرعی ہے جیسا کہ بہار شریعت حصہ پنجم ص ۳۹ پر ہے: فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کی قدر ہو تو حاجت اصلیہ میں مستغرق ہو مثلا رہنے کا مکان پہننے کے کپڑے، خدمت کے لئے لونڈی، غلام، علمی شغل رکھنے والے کو دینی کتابیں جو اسکی ضرورت سے زیادہ نہ ہوں جس کا بیان گزرا یونہی اگر مدیون ہے اور دین نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے تو فقیر ہے اگر چہ اس کے پاس ایک تو کیا کئی نصابیں ہوں۔

(بحوالہ ردالمحتار)

الحاصل آپ نے جو ذکر کیا ہے اگر اسکی وہی حالت ہے تو بلا شبہ وہ شخص زکوۃ کا مستحق ہے اسے زکوۃ کی رقم دی جائے اور شخص مذکور کو بھی زکوۃ کی رقم لینے میں کوئی عار نہیں محسوس کرنی چاہئے اسلئے کہ شریعت نے اس کا حق متعین فرمایا ہے۔

کتبـــــــہ

محمد رضا امجدی ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار

۱۰ اپریل بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

باب الصدقة الفطر

(صدقۂ فطر کا بیان)

صدقۂ نافلہ کا روپیہ کہاں کہاں خرچ کر سکتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے ہمارے گاؤں کے سبھی نوجوانوں نے مل کر ایک فاؤنڈیشن بنایا ہے اس کا نام" فیضانِ آل رسول فاؤنڈیشن" رکھا ہے اس میں جن لوگوں سے جتنا ہوتا ہے اپنے جان اور مال کا صدقہ نفلی نکالتے ہیں. ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس فاؤنڈیشن سے غریب۔یتیم، بیوہ عورت، مجبور، لاچار، غریب بیٹی کی شادی اور اس کی پڑھائی کرانا، اس فاؤنڈیشن کے بارے میں کبھی کبھی علمائے کرام کے ذریعے صدقہ کی فضیلت بتاتے ہیں اور میلادِ مصطفیٰ ﷺ بھی کرواتے ہیں کیا یہ سب کام صدقہ نفلی کے روپیے سے کر سکتے ہیں؟ صدقہ نفلی کے روپیے کہاں کہاں خرچ کر سکتے ہیں؟ علمائے کرام جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔سائل محمد اظہر الدین عظیمی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

مذکورہ چیزیں جو آپ نے ذکر کی ہیں اگر وہ چندہ واقعی نفلی صدقات کا ہے تو مذکورہ بالا کاموں میں خرچ کر سکتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَ اٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِۙ-وَ السَّآىٕلِیْنَ وَ فِی الرِّقَابِۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَی الزَّكٰوةَ

"ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھوڑانے میں اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے۔

(سورۂ بقرہ آیت ۱۷۷)

نفلی جو کچھ بھی دیا جاتا ہے اس کا دارومدار دینے والے کے اوپر ہوتا وہ جن جن کاموں کی اجازت دے رہے ہیں ان سب میں استعمال کر سکتے ہیں۔ان کے علاوہ میں استعمال کرنا جائز نہیں۔

اگر دئے گئے روپئے مقصد کے علاوہ کے خرچ کرے گا تو گنہگار ہوگا اور اس حوالے سے سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ جو نوجوان نفلی چندہ دے رہے ہیں وہ اس طور پر دیں۔آپ اس سے ہر جائز کام کر سکتے ہیں پھر لینے والے آزمائش میں مبتلا نہیں ہونگے۔اور وہ کھل کر نیک کام کر سکتا ہے۔لیکن اس میں بھی اس بات کا خیال رکھے کہ اسے نیک کاموں ہی میں خرچ کرے نہ کہ اس رقم سے ذاتی کام کرے ورنہ امانت میں خیانت کا مرتکب ہونے کے سبب گنہگار ہوگا۔

ہاں! صدقاتِ واجبہ مثلاً زکوٰۃ وصدقہ یا عشر یا پھر نذر شرعی معین کی رقوم صرف اور صرف مصارفِ زکوٰۃ پر ہی بطورِ تملیک خرچ کرنا لازم ہے! کیوں کہ ان کی ادا میں تملیکِ فقیر شرعی شرط ہے۔

اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: چندہ کا روپیہ چندہ دینے والوں کا ملک رہتا ہے جس کام کے لئے وہ دیں جب اُس میں صَرف نہ ہو تو فرض ہے کہ انہیں کو واپس دیا جائے یا کسی دوسرے کام کے لئے وہ اجازت دیں اُن میں جو نہ رہا ہو ان کے وارثوں کو دیا جائے یا ان کے عاقل بالغ جس کام میں اجازت دیں، ہاں جو اُن میں نہ رہا اور اُن کے وارث بھی نہ رہے یا پتا نہیں چلتا یا معلوم نہیں ہوسکتا کہ کس کس سے لیا تھا، کیا کیا تھا، وہ مثل مالِ لقطہ ہے، مصارفِ خیر مثل مسجد اور مدرسہ اہل سنت و مطبع اہل سنت وغیرہ میں صَرف ہوسکتا ہے۔واللہ اعلم

(فتاوی رضویہ شریف ج ۲۳ ص ۵۶۶ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

محمد اشفاق عطاری

2022/01/08

****

نفلی صدقہ کا پیسہ مسجد میں صرف کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفتیان کرام کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے کہ کیا نفلی صدقات کا روپیہ پیسہ مسجد میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب دیکر شکریہ کا موقعہ عنایت فرمائیں۔سائل محمد شاہد رضا قادری کرنا ٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــه تعـــــــالی

نفلی صدقہ کی رقم کو مسجد کی تعمیر وغیرہ میں صرف کر سکتے ہیں اور یہ جائز ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ

اس میں تملیک شرط نہیں فلہٰذا کسی بھی دینی کام میں مصرف کا حق رکھتی ہے جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

رواہ ابو داؤد عن نبشۃ الھذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ایں سوم خود جمیع میراث ومثوبات را شامل ست، تعمیر مسجد نیز از ان ست، پس بالیقین رواست۔

ابوداؤد نے حضرت نبشہ الہذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کھاؤ، ذخیرہ کرو اور اجر کماؤ، یہ تین کام کرنے کا حکم فرمایا جبکہ تیسرا حکم تمام نیکیوں اور ثواب والے مقامات کو شامل ہے اور مسجد کی تعمیر بھی نیکی کا کام ہے لہٰذا اس کا مصرف تعمیر مسجد کے لئے بالیقین جائز ہے۔

مکمل تفصیلات کیلئے فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۲۰) ص (۴۸۷ / ۴۸۸) مکتبہ دعوت اسلامی کا مطالعہ کیجیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار ہند
۱۸ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ

****

فلاحی اداروں کمیٹیوں اور تنظیموں کو زکوٰۃ وصدقات واجبہ دینا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کسی ادارے یا کمیٹی کو زکوۃ کی رقم دینا کیسا وہ ادارہ یا کمیٹی کا یہ کہنا کہ غریب ومسکین تک زکوۃ کی رقم پہنچانے کی بات کو ماننا کیسا کیا ہمیں ان کی بات کو مان کر ان کو زکوۃ کی رقم دے سکتے یا ہمیں حیلۂ شرعی کر کے زکوۃ کی رقم دینا ہوگا۔ جزاک اللہ۔ سائل اصغر علی منگلور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــــالی

انقلاب زمانہ کی بدولت آج مسلمانوں کی بعض تنظیمیں اپنے اپنے طور پر رفاہی فنڈ قائم کر کے مسلمانوں کی رقوم جمع کرتی ہیں اور بلا جھجک جہاں دل میں آیا خرچ کرتی ہیں جبکہ زکوٰۃ اور صدقات

واجبہ کے مصارف کہ فہرست خود کلام ربانی نے پیش کر دی ہے اور کلمہ "انما" سے انہیں مصارف میں منحصر کر دیا ہے البتہ صدقات واجبہ کو قرآن میں مذکور و متعین مصارف کے علاوہ کسی اور جگہ پر صرف کرنے کے لئے ائمہ اسلام نے تین بنیادی امور کا لحاظ لازم قرار دیا ہے۔

(1) یہ کہ جس مصرف میں رقم لگائی جائے اسکا از قبیل قربت ہونا ضروری ہے۔

(2) یہ کہ حیلہ شرعی کر کے ہی لگائی جائے۔

(3) یہ کہ اس مصرف میں خرچ کرنے کے لئے حیلہ شرعیہ کی حاجت وضرورت بھی متحقق ہو۔

متعدد کتب فقہ میں ان امور کی صراحت موجود ہے چنانچہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

" فی جمیع ابواب الخیر کعمارۃ المساجد و بناء القناطیر الحیلۃ ان یتصدق بمقدار زکاتہ علی فقیر "

(ج:1/ص:188)

فتاوی رضویہ میں ایک مقام پر حیلہ شرعیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اعلی حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ رقمطراز ہیں کہ:

" جو شخص شرعا مصرف زکوٰۃ ہے اسے بہ نیت زکوٰۃ دیکر اسکو اسکا قبضہ کرا دے پھر وہ اپنی طرف سے اپنے آپ خواہ اسے دیکر خریدار یتیم خانہ خواہ کسی دینی مقدمہ وغیرہ امور خیر میں لگا دے" اھ

(ج:4/ص:473)

اور فتاوی امجدیہ میں ہے کہ:

اس قسم کے امور خیر کے لئے حیلہ کرنے میں کسی قسم کی کراہت یا قباحت نہیں۔

(ج:1/ص:376، ماخوذ از فتاوی علیمیہ ج:1/ص:389/390/ شبیر برادرز اردو بازار لاہور)

خلاصہ کلام یہ کہ جو ادارے، کمیٹی اور تنظیم وغیرہ حیلہ شرعیہ کے بعد اگر واقعی فقیر و مسکین مستحق زکوٰۃ مسلمانوں کی مدد کرتے ہیں تو انکو زکوٰۃ و صدقات واجبہ دینا جائز ہے ورنہ نہیں اب رہی یہ بات کہ ان ادارے اور کمیٹی والوں کی بات ماننا کیسا ہے؟ تو جن اداروں کمیٹیوں اور تنظیموں کے متعلق مشہور و معروف ہو کہ یہ زکوٰۃ و صدقات واجبہ کو مستحقین تک پہنچاتے ہیں انہیں کو دیں اور جنکے متعلق شک و شبہ ہو یا یقینی معلوم ہو کہ یہ زکوٰۃ و صدقات واجبہ کو مستحقین تک نہیں پہونچاتے یا مستحق و غیر مستحق میں فرق نہیں کرتے

توانکو زکوٰۃ وصدقات واجبہ نہ دیا جائے اور نہ ایسوں کو زکوٰۃ دینے سے ادا ہوگی بلکہ ایسی صورت میں خود ہی کسی مسلمان مستحق زکوٰۃ کو تلاش کرکے ادا کردے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

۷ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ ۱۳۱ اپریل ۲۰۲۰ء مطابق بروز جمعہ

****

صدقات فقراء ومساکین کے لئے ہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک بیوہ عورت ہے اور اس کے دولڑکیاں ہیں جو چل پھر نہیں سکتی تو کیا اسے ہم زکواۃ فطرہ صدقہ وغیرہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ برائے مہربانی اس کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ سائل محمد زبیر عالم قادری لاتیہار (جھارکھنڈ)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــہ تعـــــالی

اگر وہ بیوہ یا انکی بیٹیاں صاحب نصاب نہ ہوا اگر ہو بھی تو اسکی حاجت اصلیہ میں مستغرق ہو تو اسے زکوۃ فطرہ دے سکتے ہیں، اگر مالک نصاب ہو اور اسکی حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو تو نہیں دے سکتے۔

قال اللہ تعالی فی القرآن المجید:

"اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْعٰمِلِیْنَ عَلَیْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِی الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِیْنَ وَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ"

(پ۱۰، التوبۃ: ۶۰)

ترجمہ: ۔صدقات فقرا و مساکین کے لیے ہیں اور انکے لیے جو اس کام پر مقرر ہیں اور وہ جن کے قلوب کی تالیف مقصود ہے اور گردن چھڑانے میں اور تاوان والے کے لیے اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کے لیے، یہ اللہ کی طرف سے مقرر کرنا ہے اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کی قدر ہو تو اُس کی حاجتِ اصلیہ میں مستغرق ہو، مثلاً رہنے کا مکان پہننے کے کپڑے خدمت کے لیے لونڈی غلام علمی شغل رکھنے والے کو دینی کتابیں جو اس کی ضرورت سے زیادہ نہ ہو۔
(بحوالہ: الدر المختار کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج ۳ ص ۳۳۳ ۳۴۰-حوالہ بہار شریعت جلد اول حصہ پنجم)

جو شخص مالک نصاب ہو (جبکہ وہ چیز حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو یعنی مکان، سامان خانہ داری، پہننے کے کپڑے، خادم، سواری کا جانور، ہتھیار، اہلِ علم کے لیے کتابیں جو اس کے کام میں ہوں کہ یہ سب حاجتِ اصلیہ سے ہیں اور وہ چیز جو ان کے علاوہ ہو، اگرچہ اس پر سال نہ گزرا ہو اگرچہ وہ مال نامی نہ ہو) ایسے کو زکاۃ دینا جائز نہیں۔
(بحوالہ: رد المحتار کتاب الزکاۃ، باب المصرف، مطلب في حوائج الأصلية، ج ۳ ص ۳۴۶ حوالہ: ایضا)

جس بچہ کی ماں مالک نصاب ہے، اگرچہ اس کا باپ زندہ نہ ہو اُسے زکاۃ دے سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(بحوالہ: الدر المختار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج ۳، حوالہ بہار شریعت جلد اول حصہ پنجم)

کتبـــــــہ
ابو حنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی مانخورد ممبئی
۲۰ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۴ مئی ۲۰۲۰ء بروز جمعرات

****

صدقہ فطر کا وزن کیا ہے اور کون سا اناج دیا جا سکتا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
حضرت صدقہ فطر کی ادائیگی کے لئے کون کون سا اناج دے سکتے ہیں؟ اور وزن بھی بیان فرما دیجئے نوازش ہوگی۔ سائل نور الھدی نوری بلیا یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونــــــــــہ تعـــــــــالی

گیہوں، جو، کھجوریں، منقی ان چار چیزوں کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے مثلاً چاول جوار؛ باجرہ یا اور کوئی غلہ یا اور کوئی چیز دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا یعنی وہ چیز آدھے صاع

گیہوں یا ایک صاع جو کی قیمت ہو یہاں تک کہ روٹی دیں تو اس میں بھی قیمت کا لحاظ کیا جائے گا اگر چہ گیہوں یا جو کی ہو۔

(درمختار عالمگیری وغیرہا)

صدقۂ فطر کی مقدار یہ ہے گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو نصف صاع کھجور یا منقی یا جو اس کا آٹا یا ستو ایک صاع۔

(درمختار عالمگیری)

(ماخذ بہار شریعت جلد اول حصہ پنجم ص ۳۶ ناشر فرید بکڈ پو مٹیا محل جامع مسجد دھلی)

فتاوی فقیہ ملت جلد اول ص ۳۲۸ پر ہے:

اعلی تحقیق یہی ہے کہ صاع کا وزن ۳۵۱؛ رو پیہ بھر ہے یعنی انگریزی سیر سے چار سیر چھ چھٹانک ایک رو پیہ اور نصف صاع ایک سو ساڑھے پچھتر رو پیہ بھر ہے یعنی دو سیر تین چھٹانک آٹھ آنا بھر؛ اور نئے پیمانے سے نصف صاع گیہوں کا وزن ۲/کلو تقریبا ۴۷ گرام ہوتا ہے۔ تفصیل کے لئے فتاوی فیض الرسول جلد اول ص ۵۰۸ ملاحظہ کریں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــــــہ

محمد اختر رضا قادری رضوی سرکھیت (نیپال)

۱۵ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۹ مئی ۲۰۲۰ء بروز سنیچر

****

کیا ہر مسلمان پر صدقۂ فطر واجب ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک سوال ہے کہ صدقۂ فطر ادا کرنا ہر شخص پر واجب ہے ہر امیر وغریب؟ علمائے کرام کی بارگاہ میں گزارش ہے کہ اسکا جواب عنایت فرمائیں اللہ عز وجل آپ تمام کی عمر رزق اور عمل میں برکتیں عطا فرمائے۔ سائلہ شبنم برکاتی کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــہ تعــــــــــالی

صدقۂ فطر ہر مسلمان پر واجب نہیں بلکہ جو آزاد مالک نصاب ہیں ان پر صدقۂ فطر واجب ہے جو نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو، اس میں عاقل بالغ ہونے کی شرط نہیں ہے۔

درمختار میں ہے:

" علی کل حر مسلم ولو صغیرا مجنونا حتی لو لم یخرجها ولیهما وجب الاداء بعد البلوغ ذی نصاب فاضل عن حاجته الاصلية كدينه وحوائج عیاله

(ج 3 کتاب الزکاۃ باب صدقۃ الفطر صفحہ 313/312)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

" وهی واجبة علی الحر المسلم المالك لمقدار النصاب فاضلا عن حوائجه الاصلية

(ج 1 الباب الثامن فی صدقة الفطر صفحہ 191)

بہار شریعت جلد اول میں ہے:

صدقۂ فطر ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر جس کی نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو واجب ہے، اس میں عاقل بالغ اور مال نامی ہونے کی شرط نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(حصہ 5 صدقۂ فطر کا بیان صفحہ 935)

کتبـــــــہ

محمد مظہر حسین سعدی رضوی اتر دیناجپور بنگال

۳ جون بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

کتاب الصوم

(روزہ کا بیان)

قصداً روزہ چھوڑنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل میں زید نے چار سال میں بلا عذر شرعی کبھی روزے رکھے کبھی چھوڑے اب اسے یہ معلوم نہیں کتنے روزے اس نے رکھے اور کتنے چھوڑے اس صورت میں وہ کس حساب سے روزوں کی قضا کرے گا، جواب دلائل سے مزین فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمادیں المستفتی عرفان علی، کشمیری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

زید نے چار سال میں کچھ ایام روزے رکھے اور کچھ چھوڑ دیئے اب یاد نہ ہونے کی وجہ سے تحری کا حکم دیا جائے گا یعنی اس کا دل جتنے روزوں کی طرف مطمئن ہوا انھیں مان لے اور باقی کی قضاء کرے اور جتنے روزے بلا عذر شرعی ترک کئے ہیں ان کے بدلے اتنے روزے رکھنے کے ساتھ ساتھ توبہ واستغفار بھی کرے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے حدیث شریف میں ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں:

" ابن خزیمۃ فی صحیحہ والبخاری تعلیقا عن ابی هریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال من افطر یوما من رمضان من غیر رخصۃ ولا مرض لم یقض عنہ صوم الدھر کلہ وان صامہ.

ابن خزیمہ نے صحیح میں اور بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تعلیقاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے بغیر رخصت اور مرض کے ایک دن رمضان کا

روزہ چھوڑ دیا اب اگر سارا زمانہ روزہ رکھتا رہے تو اس کا ازالہ نہیں ہوسکتا۔
(صحیح بخاری باب اذا جامع فی رمضان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۵۹،جامع الترمذی ابواب الصیام امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/ ۹۰)

اور امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: اور بلاعذر شرعی تارک صوم رمضان فاسق اور اُن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنا گناہ اور پھیرنا واجب جبکہ اُن کا فسق ظاہر وآشکارا ہو۔ واللہ اعلم (ملخصا)
(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۶) ص (۶۰۶) مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

کتبــــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۲۹ صفر المظفر ۱۴۴۳ھ بروز جمعرات

****

سال میں کتنے دن روزہ رکھنا حرام ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے ایام تشریق میں روزہ رکھنا حرام ہے تو کیا، دس اور گیارہ اور بارہ سے پہلے روزہ رکھ سکتے ہیں کہ نہیں تفصیلی جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل حافظ سعید احمد رضا نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

صورت مستفسرہ میں عید الاضحیٰ، سے پہلے روزہ رکھنا مستحب ہے) یعنی یکم ذی الحجہ سے نویں ذی الحجہ تک روزہ رکھ سکتے ہیں، سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:
عید کے دن کا روزہ حرام ہے، ہاں پہلی سے نویں تک کے روزے بہت افضل ہیں اس پر قربانی ہو یا نہ ہو، اور سب نفلی روزوں میں بہتر روزہ عرفہ کے دن کا ہے۔ ہاں قربانی والے کے لئے مستحب یہ ہے کہ عید کے دن قربانی سے پہلے کچھ نہ کھائے قربانی ہی کے گوشت میں سے پہلے کھائے،

مگر یہ روزہ نہیں، نہ اس میں روزہ کی نیت جائز، کہ اس (عید الاضحی کے) دن اور اس کے (بعد) تین دن روزہ حرام ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ جلد 20 /صفحہ 444 / رضافاؤنڈیشن لاہور)

کتبــــــہ

محمد معصوم رضا نوری

۹ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۳۱ جولائی ۲۰۲۰ء بروز جمعہ

****

دوشنبہ و جمعہ کے دن روزہ رکھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ زید کہتا ہے کہ ہر پیر اور جمعرات کا روزہ رکھنا سنت ہے اور بکر کا کہنا ہے کہ صرف پیر کا روزہ رکھنا سنت ہے علماء بیان فرمائیں کہ زید و بکر میں کون صحیح ہے کیا جمعرات کا روزہ بھی سنت ہے؟ سائل جابر رضا رامپوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــہ تعــــــــالی

صورت مسئولہ میں زید کا قول صحیح و درست ہے جمعرات اور پیر کو روزہ رکھنا مسنون و مستحب ہے جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے:

عن عائشة رضی الله عنها قالت كان النبی صلى الله عليه وسلم يتحری صوم الاثنين والخميس

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کا روزہ رکھنے کیلئے اس دن کو تلاش کرتے تھے۔

اور آگے اسی صفحہ میں ہے:

عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم تعرض الاعمال يوم الاثنين والخميس فاحب ان يعرض عملی وانا صائم

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

کہ پیر اور جمعرات کو اعمال پیش کئے جاتے ہیں میں پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال پیش کئے جائیں تو میں روزے کی حالت میں رہوں۔ واللہ تعالی اعلم

(جلد اول ص ۱۵۷ قدیمی کتب خانہ کراچی)

کتبہ
امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار
۸ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

****

محرم الحرام کی پہلی تاریخ سے دسویں تاریخ تک روزہ رکھنے کا ثبوت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ پر ایک محرم سے دس محرم تک روزہ رکھنا کیسا ہے اور اگر رکھنا چاہئے تو کہاں سے ثابت ہے اور اس میں منت کا روزہ رکھنا کیسا ہے تفصیلی جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔ سائل حافظ ارباز عالم نظامی کشی نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من صام ایام العشر الی عاشورآء اورث الفردوس الاعلی"

(نزہۃ المجالس ج اول ص 177)

ترجمہ:۔ جو محرم کے پہلے دس دنوں کے روزے رکھے وہ فردوس اعلیٰ کا وارث ہوجاتا ہے۔

(بحوالہ شام کربلا صفحہ 288 مصنف علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ)

اس روایت سے محرم الحرام کی پہلی تاریخ سے دسویں تاریخ تک کے روزے کا ثبوت اور عظیم الشان فائدہ معلوم ہوا۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ
محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر
۳ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

****

حالت روزہ میں ”اڑارنی“ دوا استعمال کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے متعلق کہ اڑارنی ایک دوا ہے جو معدے کی گرمی دور کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے اور اس کو پیروں سے کچلتے ہیں جس کی وجہ سے پورا منہ اور حلق کڑوا ہو جاتا ہے تو کیا روزہ کی حالت میں اس کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ سائل محمد شہرون از میوات ہریانہ ہند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

صورت مذکورہ میں اڑارنی دوا کے استعمال سے روزہ نہیں ٹوٹیگا اگر چہ اس سے پورا موبنھ اور حلق کڑوا ہو جائے اس لئے کہ فقہ حنفی کا ضابطۂ کلیہ ہے کہ ہر وہ دوا یا غذا جو جسم میں مسامات کے ذریعے داخل ہو اس روزہ نہیں ٹوٹتا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے کہ:

" والضابط وصول ما فیہ صلاح بدنہ لجوفہ "

اور ردالمحتار میں ہے کہ: والذی ذکرہ المحققون ان معنی المفطر وصول ما فیہ صلاح البدن الی الجوف اعم من کونہ غذاء او دواء۔ واللہ اعلم

(ج:3/ص:386/ کتاب الصوم / باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ/ دار عالم الکتب)

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اتراکھنڈ

۲۳ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ ۱۷ مئی ۲۰۲۰ء بمطابق بروز اتوار

****

دکھاوے کے لیے روزہ رکھنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں آقا کریم صلی اللہ تعالی

علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں کیا فرمایا ہے جس نے دکھاوے کے لیے روزہ رکھا۔سائل محمد سلیم رضا راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

بہت ساری باتیں اس تعلق سے لکھی جاسکتی ہیں لیکن مختصر ہی ملاحظہ فرمائیں: اعمال کا دارومدار نیت پر ہے جوشخص دکھاوے کے لئے روزہ رکھے دراصل اللہ عزوجل کے لئے اسکا روزہ ہوا ہی نہیں، اس نے دنیا کے لئے یعنی لوگوں کو دکھانے کے لیے روزہ رکھا۔

صحیح بخاری شریف میں ہے:

عن أمير المؤمنين أبي حفص عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: "إنما الأعمال بالنيات، وإنما لكل امرء ما نوى، فمن كانت هجرته إلى الله ورسوله فهجرته إلى الله ورسوله، ومن كانت هجرته لدنيا يصيبها أو امرأة ينكحها فهجرته إلى ما هاجر إليه"

(المجلد الاول، كتاب بدء الوحي، الباب كيف كان بدء الوحي الخ، رقم الحديث ١، ص ٥، للطباعة المكتبة المدينة)

جوکوئی عبادات لوگوں کے دکھلاوے سنانے کے لیے کرے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا میں یا آخرت میں اس کے عمل لوگوں میں مشہور کردے گا مگر عزت کے ساتھ نہیں بلکہ ذلت کے ساتھ کہ لوگ اس کے عمل سن کر اس پر پھٹکار ہی کریں گے۔

وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللّٰهُ بِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (صحیح مسلم شریف)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو سنانا چاہے گا اللہ اسے سنادے گا اور جو دکھانا چاہے گا اللہ اسے دکھادے گا۔ واللہ تعالی اعلم

(مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۷، ص ۱۰۳ مطبوعہ المکتبۃ المدینۃ)

کتبـــــہ

ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی مانخورد ممبئی

۱۸ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۲ مئی ۲۰۲۰ء بروز منگل

* *

آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ کا کیا حکم؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آنکھ میں دوا ڈالنا مفسد صوم ہے یا نہیں؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد سہیل اختر رضا قادری ثمری میواتی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

روزے کی حالت میں آنکھ میں دوا ڈالنے میں حرج نہیں، کیوں کہ اس کے بارے میں ضابطۂ کلیہ یہ ہے کہ جماع اور اسکے ملحقات کے علاوہ روزہ توڑنے والی صرف وہ دوا اور غذا ہے جو مسامات اور رگوں کے علاوہ کسی منفذ سے صرف دماغ یا پیٹ میں پہنچے۔

درمختار میں ہے:

"الضابطة وصول ما فيه صلاح بدنه لجوف و فی رد المحتار الذی ذکره المحققون ان معنی المفطر وصول ما فيه صلاح البدن الی الجوف اعم من كونه غذاء او دواء"

(درمختار جلد دوم ص ۴۰۱)

اور ظاہر ہے کہ وہ دوا جو آنکھ میں ڈالی جائے گی اس کا اثر مسام ہی کے ذریعہ ہوگا اس لیے کہ آنکھ سے پیٹ یا دماغ تک کوئی دوسرا منفذ نہیں اور یہ مفسد صوم نہیں۔

تبیین الحقائق میں ہے:

و الداخل من المسام لا ينافيه علی ما ذكرنا و لانه ما يجده فی حلقه اثر الكحل لا عينه فلا يضره كمن ذاق الدواء و وجد طعمه فی حلقه و لا يمكن الامتناع عنه فصار كالغبار و الدخان و فی فتاوی الهنديه فی الجزء الاول وما يدخل من مسام البدن من الدهن لا يفطر هكذا فی شرح المجمع '

(تبيين الحقائق جلد اول ص ۳۲۳)

اب اس سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ روزے کی حالت میں آنکھ میں دوا ڈالنے سے حرج نہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

ولو اقطر شیاء من الدواء فی عینه لا یفطر صومه عندنا و ان وجد طعمه فی حلقه و اذا بزق فرأی اثر الکحل و لونه فی بزاقه. عامة المشائخ علی انه لا یفسد صومه کذا فی الذخیرة و هو الاصح هکذا فی التبین'

(فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص ۲۰۳)

درمختار میں ہے:"لو ادهن او اکتحل او احتجم و ان وجد طعمه فی حلقه"

اور اسی کے تحت فتاویٰ شامی ہے کہ:

ای طعم الکحل او الدهن کذا فی السراج و کذا لو بزق فوجد لونه فی الاصح بحر قال فی النهر لان الموجود فی حلقه اثر داخل من المسام الذی هو خلل البدن، المفطر انما هو الداخل من المنافذ

(بحوالہ فتاویٰ بریلی شریف ص ۳۸۱ تا ۳۷۲)

لھذا اوپر کی تمام عبارات سے معلوم ہوا کہ روزے کی حالت میں آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــــہ

سلطان رضا شمسی بلہاوی خادم التدریس مدرسہ حنفیۃ البرکات پرکوٹ ضلع تنہو نیپال

۱۶ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۰ مئی ۲۰۲۰ء مطابق بروز اتوار

****

حالت روزہ میں گل کرنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس بابت کہ حالت روزہ میں گل منجن کرنا درست ہے یا نہیں؟ المستفتی وصی اللہ فیضی ساکن رموا پور پوسٹ بیروا ایس نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــــالی

حالت روزہ میں گل منجن استعمال کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ جیسا کہ فتاوی بحر العلوم جلد

دوم ص ۲۷۶ مکتبہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف میں ارشاد فرماتے ہیں:

فتاوی رضویہ جلد چہارم ص ۵۷۸ پر تمباکو کو جسے کھینی کہا جاتا ہے، منھ میں رکھنے کو روزہ توڑنے والا بتایا ہے گل بھی اسی قسم کی ہے کھینی کی طرح اس کا بھی لوگ استعمال کرتے ہیں اس لئے اس کا استعمال بھی مفسد صوم ہے۔

لہذا کچھ علماء، وحفاظ حالت روزہ میں گل منجن کا استعمال کرتے ہیں وہ اس جواب کو بغور پڑھکر عبرت پکڑیں اور حالت روزہ میں گل منجن کے استعمال کو مفسد صوم سمجھتے ہوئے قطعی قطعی استعمال نہ کریں۔

ایک فتوی مرکز تربیت افتاء جلد اول ص ۴۷۰ پر ایک صورت میں گل منجن کے استعمال میں تخفیف کا حکم ہے جس کو دلیل بنا کر غیر شرعی اعتبار سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

علمائے محتاطین کے نزدیک حضور بحر العلوم علیہ الرحمۃ والرضوان کا حالت روزہ میں گل منجن کے استعمال میں احتیاط سے بھرپور فتوی ہے اور یہی مناسب بھی ہے اسلئے کہ عذر کی بنا پر حالت روزہ میں گل منجن کے حکم میں تخفیف ہے تو پھر بیڑی، کھینی، گٹکھا، کا استعمال کرنے والے بھی قبل فراغ ضرور استعمال کرتے ہیں تو کیا حالت روزہ میں اس کا استعمال بھی جائز قرار دیا جائے گا۔

اگر بغیر گل منجن کے فراغ نہیں ہوتا تو سحری کے وقت فارغ ہو جائیں یا بعد افطار رفع حاجت کریں ویسے بھی اگر دس، بارہ گھنٹے پاخانہ سے فارغ نہیں ہوئے تو، مر، نہیں جائینگے کہ حالت روزہ میں گل منجن کے استعمال کی رخصت دے دی جائے۔

حالت روزہ میں گل منجن کے استعمال میں جن قیود کا ذکر ہے اس کا لحاظ علماء، حفاظ عوام نہیں کرتے ہیں وہ صرف جواز کا حکم دیکھتے ہیں اسلئے اس حکم میں روزہ کا تحفظ نہیں ہے، نئے فتنہ کا دروازہ کھولنا ہے، روزہ کا تحفظ فتوی بحر العلوم میں ہے:

اسلئے عوام کے درمیان اس فتوی کو بیان کریں تا کہ عوام مفسد صوم جیسے جرم کے ارتکاب سے محفوظ و مامون رہے۔

اکثر دیکھا گیا ہے کچھ علماء و حفاظ و عوام حالت روزہ میں گل منجن استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں جائز ہے اسلئے جس میں اندیشۂ فتنہ، مفسد صوم، کا ظن غالب ہو اس سے بچنا ہی بہتر ہے ورنہ عوام جری ہو جائے گی۔

بہ پنج بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد
زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ

اسلئے حضور بحر العلوم کے فتوی پر عمل کرنا زیادہ انسب ہے ویسے مفکر ملت حضرت علامہ مفتی محمد شمشاد احمد رضوی شیخ الحدیث شمس العلوم گھنٹہ گھر بدایوں شریف ماہر رضویات حضرت علامہ مفتی امجد رضا امجد ادارہ شرعیہ بہار سے گل منجن حالت روزہ میں استعمال کے تعلق سے رائے لیا تو ان کا جواب یہی تھا کہ بحر العلوم کے فتوی پر عمل کریں اس میں روزہ کا تحفظ ہے اور فساد روزہ سے اجتناب بھی لازم وضروری ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــــہ
محمد رضا امجدی ہرپورواباچپٹی سیتامڑھی بہار
۲۷ اپریل بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

اگر کسی نے یہ سمجھتے ہوئے گل منجن کیا کہ روزہ نہیں ٹوٹتا تو کیا حکم؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
ایک شخص نے یہ سوچتے ہوئے منجن کرلیا کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا تو کیا اس کا روزہ باقی رہا۔سائل محمد کامران

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعـــــــــــــــالی

امام اہلسنت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ روزے میں منجن جو بادام،کوئلہ،سپاری وگل وغیرہ کا بنتا ہے اُس کا استعمال کرنا کیسا ہے؟
جواباًارشاد فرماتے ہیں:
منجن ناجائز وحرام نہیں بلکہ اطمینان کافی ہو کہ اس کا کوئی جز وحلق میں نہ جائے گا،مگر بے ضرورتِ صحیحہ کراہت ضرور ہے۔
درمختار میں ہے:
" کرہ لہ ذوق شئی"

روزہ دار کو شے کا چکھنا مکروہ ہے۔
(الدر المختار باب مایفسد الصوم مجتبائی دھلی ۱/۱۵۲)
(العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ، جلد دھم ص ۵۵۸ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)
مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ گل کو مفسد صوم قرار دیتے ہیں گل بھی تو منجن ہی ہے۔
(فتاویٰ بحر العلوم جلد دوم)
البتہ گل ،منجن سے اسکا روز فاسد ہوگیا اسکی قضا کریں اگرچہ یہ سوچ کر کیا کہ "روزہ نہیں ٹوٹیگا" ہاں اگر بھول کر کیا یعنی روزہ ہونا یاد نہیں تھا تو روزہ فاسد نہیں ہوا۔واللہ تعالی اعلم
کتبـــــہ
ابوحنیفہ محمد اکبر انصاری مانخورد ممبئی
۱۶ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۰ مئی ۲۰۲۰ء بروز اتوار
****

حالت روزہ میں دانتوں سے خون نکلا تو روزہ کا کیا حکم؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
حالت روزہ میں مسواک یا اور خون نکل آیا خون حلق سے نیچے اتر گیا تو کیا روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟ سائل محمد سجاد رضا
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الجـــــواب بعونـــــہ تعـــــالی
دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اترا اور خون تھوک سے زیادہ تھا یا کم تھا مگر اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ ٹوٹ گیا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی محسوس نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا یہی حکم پائریا کی بیماری میں مسوڑوں سے نکلنے والے خون اور پیپ کا ہے۔واللہ تعالی اعلم
(درمختار ج 2 ص 367 کتاب الصوم،روزہ کے ضروری مسائل ص 46)
کتبـــــہ
محمد انور رضا بہرائچ شریف یوپی الھند
۱۶ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۰ مئی ۲۰۲۰ء بروز اتوار
****

روزہ کی حالت میں بلغم نگلنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ یہ ہے کہ روزہ میں جو بلغم آتا اس کو نگلا جا سکتا ہے یا نہیں حوالے کے ساتھ جواب عطا فرما کر شکریہ کا موقع دیں جزاک اللہ خیرا۔ سائل سید محسین رفاقتی چشتی بھساول مہاراشٹرا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــہ تعــــــــــالی

تھوک اور بلغم جب تک منہ میں ہے ان کو نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا ہاں منہ سے باہر مثلاً ہتھیلی پر تھوک کر پھر منہ میں دوبارہ ڈالا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور ایسا عام طور پر کوئی نہیں کرتا۔ واللہ تعالی اعلم
(بہار شریعت جلد 1 حصہ 5 روزہ کا بیان)

کتبــــــــہ
الفاظ قریشی نجمی کرناٹک الہند
۶ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۹ اپریل ۲۰۲۰ء بروز جمعرات

****

حالت ناپاکی میں میاں بیوی روزہ رہے تو روزہ ہوا کہ نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام عرض ہے کہ زید نے رمضان کے مہینے میں رات کو بیوی سے ہمبستری کی لیکن غسل دن میں کیا تو روزہ ہو جائے گا یا نہیں جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔ سائل محمد تبریز عالم

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــہ تعــــــــــالی

حالت ناپاکی میں روزہ ہو جائے گا البتہ نماز نہ پڑھنے کے سبب گنہگار ہوگا جیسا کہ حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

حالت ناپاکی میں بھی میاں بیوی دونوں کا روزہ ہو گیا البتہ نماز نہ پڑھنے کے سبب دونوں سخت گنہگار ہوئے۔

بحر الرائق جلد 2 صفحہ 273 میں ہے:

"لو اصبح جنبا لا یضرہ کذا فی المحیط "

اور فتاویٰ عالمگیری جلد 1 مصری صفحہ 187 میں ہے:

"من اصبح جنبا او احتلم فی النھار لم یضرہ کذا فی المحیط السرخی "

(ماخوذ بحوالہ فتاویٰ فیض الرسول جلد 1 صفحہ 514")

ایسا ہی فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد اول روزہ کا بیان صفحہ 468 پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــــہ

محمد ریحان رضا رضوی کشن گنج بہار انڈیا

۶ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۳۰ اپریل ۲۰۲۰ء بروز جمعرات

****

حالت روزہ میں خون ٹیسٹ کروانے سے روزے کا کیا حکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں حالت روزہ میں خون ٹیسٹ کرانے سے روزہ باطل ہوجاتا ہے یا نہیں بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد ذوالنورین برہان پور

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

ضرورت شرعی کے وقت خون ٹیسٹ کرانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے کیونکہ اصل قاعدہ یہ ہے کھانے، پینے اور جماع کے علاوہ روزہ کو توڑنے والی صرف وہ دوا یا غذا ہے جو مسامات اور رگوں کے علاوہ کسی اور منفذ سے پیٹ یا دماغ میں پہنچے۔اور اس پر بھی قیاس کرتے ہوئے کہ جس طرح فصد کھلوانے، پچھنے لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

صحیح البخاري میں ہے: وقال ابن عباس، وعکرمة: الصوم مما دخل ولیس مما خرج۔

ترجمہ: اور ابن عباس اور عکرمہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ روزہ ٹوٹتا ہے ان چیزوں سے جو اندر جاتی

ہیں ان سے نہیں جو باہر آتی ہیں۔

(ج 1 كِتَاب الصَّوْمِ ،بَابُ الْحِجَامَةِ وَالْقَيْءِ لِلصَّائِمِ صفحه 332 المكتبة العصرية،بيروت)

ترمذی شریف میں ہے: عن ابی سعید الخدری، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ثلاث لا يفطرن: الصائم ،الحجامة، والقيء، والاحتلام

ترجمہ: ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں روزہ نہیں توڑتیں، پچھنا اور قے اور احتلام۔

(ج2 ابواب الصوم، باب ما جاء في الصائم يذرعه القيئ، صفحه 172 بيروت)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: ولا بأس بالحجامة أن أمن على نفسه الضعف أما إذا خاف فانه يكره وينبغي له أن يؤخر الى وقت الغروب۔

(ج 1 كتاب الصوم، الباب الثالث فيما يكره للصائم وما لا يكره صفحه 199/200 بيروت)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: فصد سے روزہ نہ جائے گا، ہاں ضعف کے خیال سے بچے تو مناسب۔

(جلد 10 صفحہ 487 جدید رضا اکیڈمی)

لہٰذا مذکورہ بالا حوالہ سے واضح ہوا کہ خون ٹیسٹ کرانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ لیکن حالت روزہ میں بچیں تو بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد مظہر حسین سعدی رضوی سونا پوری اتر دیناجپور بنگال

۵ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۹ اپریل ۲۰۲۰ء بروز بدھ

****

اذان کے درمیان افطار کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ اذان کے درمیان افطار کرنا عندالشرع کیسا ہے؟ سائل زبیر چھپروی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــالى

افطار میں تعجیل مستحب ہے حدیث شریف میں ہے: مجھے میرے بندوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو افطار میں جلدی کرتا ہے۔

(ترمذی شریف جلد اول صفحہ 150)

لہٰذا جب سورج ڈوبنے کا یقین ہو جائے تو فوراً افطار کرلے تاخیر نہ کرے اور جو لوگ اذان کی آواز سن کر افطار پر مطلع ہوتے ہیں انہیں بھی چاہیئے کہ اذان شروع ہوتے ہی فوراً افطار کرلیں ختم اذان تک انتظار نہ کریں مگر افطار کر کے اذان مکمل ہونے تک کھانا پینا موقوف رکھیں اور کلمات اذان کا جواب دیں زبان سے آذان کا جواب دینا واجب نہیں بلکہ صرف مستحب ہے ہاں اجابت بالقدم واجب ہے۔

جیسا کہ درمختار کتاب الاذان میں ہے: ویجیب وجوبا وقال الحوانی ندبا والواجب الاجابۃ بالقدم

(الدر المختار فوق ردالمحتار جلد اول صفحہ 396)

افطار کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ قبل اذان ہی افطار کرلے اور اگر اذان شروع ہونے پر افطار کرے تو تھوڑا کھا پی کر ٹھہر جائے کہ اذان کے وقت حکم ہے کہ جب اذان ہو تو اتنی دیر کیلئے سلام کلام تمام اشغال موقوف کردے یہاں تک کہ قرآن مجید کی تلاوت میں اذان کی آواز آئے تو روک دے اور اذان کا خاموشی سے جواب دے۔

جیسا کہ فتاوی عالمگیری کتاب الاذان میں ہے:

" ولاینبغی ان یتکلم السامع فی خلال الاذان والاقامۃ ولا یشتغل بقراءۃ القرآن ولا بشئ من الاعمال سوی الاجابۃ ولو کان فی القراءۃ ینبغی ان یقطع ویشتغل بالاستماع والاجابۃ کذافی البدائع"

(فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ 57، ماخوذ فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد اول صفحہ 471 روزہ کا بیان")

ایسا ہی فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ 513 / فتاویٰ اکرمی صفحہ 197 پر ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد ریحان رضا رضوی کشن گنج بہار انڈیا

۳ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۸ اپریل ۲۰۲۰ء بروز سوموار

****

غیر روزہ دار کو مسجد کی افطاری کھانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ غیر روزہ دار کو مسجد کی افطاری کھانا کیسا ہے؟ تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں آپ کی بہت مہربانی ہوگی۔سائل محمد سلیم رضا راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــــــہ تعــــــــــالی

غیر روزہ دار کو مسجد کی افطاری کھانا ناجائز وحرام ہے اس لئے کہ افطاری بھیجنے والے نے روزہ دار کے لئے وقف کیا ہے اور مال وقف غیر محل استعمال کرنا حرام ہے لیکن جہاں اس بات کی صراحت ہوجائے کہ افطاری بھیجنے والے نے روزہ دار وغیر روزہ دار سبھی کے لئے بھیجی ہے جیسا کہ آجکل گرام پردھان و نیتا لوگ کرتے ہیں تو اسکا کھانا جائز ہے مگر اس میں بھی روزہ دار کے ساتھ افطاری میں شریک ہوکر ثواب کی امید رکھنا سراسر غلط اور بے اصل و بے بنیاد ہے۔

مجدد اعظم سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

اور افطاری غیر روزہ دار اگر روزہ دار بن کر شریک ہوتے ہیں متولیوں پر الزام نہیں بہتیرے غنی فقیر بنکر بھیک مانگتے اور زکوٰۃ لیتے ہیں دینے والے کی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی کہ ظاہر پر حکم ہے اور لینے والے کو حرام قطعی ہے یونہی یہاں ان غیر روزہ داروں کو اسکا کھانا حرام ہے وقف کا مال مثل مال یتیم ہے جسے ناحق کھانے پر فرمایا:

انما یاکلون فی بطونھم نارا و سیصلون سعیرا "

یعنی اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں اور عنقریب جہنم میں جائیں گے۔

ہاں متولی دانستہ غیر روزہ دار کو شریک کریں تو وہ بھی عاصی و مجرم وخائن و مستحق عزل ہیں رہا اکثر یا کل مرفہ الحال ہونا اس میں کوئی حرج نہیں افطاری مطلق روزہ دار کے لئے ہے اگر چہ غنی ہو جیسے سقایہ مسجد کا پانی ہر نمازی کے غسل و وضو کو ہے اگر چہ بادشاہ ہو" اھ

(ج:16/ص:488/ دعوت اسلامی)

اور فتاوی مرکز تربیت افتاء میں ہے کہ:

”غیر روزہ دار کا افطاری میں شامل ہو جانا اور ثواب کی امید رکھنا سراسر غلط اور بے اصل ہے اسے افطار کا کچھ ثواب حاصل نہیں کہ جب اس نے روزہ ہی نہ رکھا تو اسے ثواب کس چیز کا ملے گا“ اھ
(ج:2/ص:388/فقیہ ملت اکیڈمی اوجھا گنج ضلع بستی)
حاصل کلام یہ کہ اگر روزہ داروں کے لئے افطاری خاص ہوتی ہو تو غیر روزہ دار کے لئے جائز نہیں اور اگر وہ افطاری حاضرین افطار پارٹی کی غرض سے ہو تو روزہ دار اور غیر روزہ دار سب کے لئے جائز و درست ہے اور فی زمانناعموما شق ثانی یعنی روزہ دار و غیر روزہ دار سب حاضرین مسجد و نماز کے لئے ہوتی ہے پس کوئی مضائقہ نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
محمد اسرار احمد نوری بریلوی ضلع نینی تال اترا کھنڈ
۲رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ ۲۶ اپریل ۲۰۲۰ء مطابق بروز اتوار

****

حالت مرض میں روزہ نہ رکھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
سوال زید کو مرض ہے یعنی جب سانس لیتے ہیں تو کھینچ کر لیتے ہیں حالت روزہ میں اسکو دشواری ہوتی ہے اب تک تو زید نے روزہ رکھا شریعت میں اس کا کیا حل ہے براہ کرم جواب عنایت فرمائیں اس حالت میں کیا زید روزہ ترک کرسکتا ہے۔ سائل محمد مبارک

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــہ تعـــــــالی

زید بیمار ہے جب وہ سانس لیتا ہے سانس لینے میں بہت دشواری ہے اگر وہ حقیقتاً مرض میں ہے تو شریعت کی طرف سے اسے رخصت ہے کہ وہ قضاء کرے تو زید اگر گرمیوں میں روزے نہیں رکھ سکتے ہیں تو سردیوں میں رکھ لیں اور اگر اکٹھے نہیں رکھ سکتے ہیں تو علیحدہ علیحدہ رکھ لیں اور اگر بالکل ہی کبھی بھی روزہ نہ رکھنے کی امید ہو کہ جان کی حالت وکیفیت ایسی ہو چکی ہے کہ ضعف میں دن بدن اضافہ ہی ہوگا اور نہ تو اب روزہ رکھنے کی طاقت ہے اور نہ آئندہ اس کی کوئی امید تو اب کفارے کی اجازت ہے پھر اگر فدیہ دینے کے بعد زید کی صحت روزہ رکھنے کے قابل ہو جائے تو فدیہ کا حکم ختم ہو جائے گا اور زید کو ان روزوں کی قضا کرنا ہوگا ایک روزے کا فدیہ ایک فقیر کو دو وقت پیٹ بھر کھانا کھلانا یا ایک صدقہ فطر کی

مقدار رقم فقیر شرعی کو دینا ہے۔

قرآن مجید میں ہے:" فَمَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ مَّرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَرَ وَعَلَى الَّذِيۡنَ يُطِيۡقُوۡنَهٗ فِدۡيَةٌ طَعَامُ مِسۡكِيۡنٍ "

ترجمہ:۔تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا۔

اس آیت کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس سے مراد وہ شخص ہے جس میں اب بھی روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو اور آئندہ آنے کی امید نہ ہو جیسے بہت ضعیف بوڑھا یا مرض موت میں مبتلا اور اگر کفارہ دینے کے بعد طاقت آ گئی تو پھر روزہ قضاء کرنا ہوگا۔

(کنز العمال مع تفسیر نور العرفان پارہ 2 سورہ بقرہ آیت 184)

فتاوی رضویہ میں ہے: غرض یہ ھے کہ کفارہ اس وقت ہے کہ روزہ نہ گرمی رکھ سکیں نہ جاڑ میں، نہ لگا تار نہ متفرق اور جس عذر کے سبب طاقت نہ ہو اس عذر کے جانے کی امید نہ ہو۔

(جلد 10 صفحہ 547)

ہدایہ مع بنایہ میں ہے:" ولو قدر علی الصوم بعد ما ادی الفدیۃ یبطل حکم الفداء و یجب علیہ القضاء

ترجمہ:۔اور اگر فدیہ دینے کے بعد روزہ رکھنے پر قادر ہو گیا تو فدیہ کا حکم باطل ہو جائے گا اور اس پر روزوں کی قضاء فرض۔

(ج 4 کتاب الصوم ومن کان مریضا فی رمضان صفحہ 84)

بہار شریعت جلد اول میں ہے:

ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو بھر پیٹ کھانا کھلانا اس پر واجب ہے یا ہر روزہ کے بدلے میں صدقہ فطر کی مقدار ایک مسکین کو دیدے۔واللہ تعالی اعلم

(صفحہ 1006)

کتبــــــہ

محمد مظہر حسین سعدی رضوی پوراتر دینا جپور بنگال

۹ مئی بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

* *

حالت روزہ میں بیوی کا بوسہ لینا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل عرض یہ ہے کہ اگر شوہر اپنی بیوی کو بوسہ دے تو کیا اس صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں جواب عنایت فرمادیں مہربانی ہوگئی۔سائل محمد عرفان رضا رامپور مسواسی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبر کاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

روزہ کی حالت میں بیوی کا بوسہ لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جبکہ انزال نہ ہو۔واللہ تعالی اعلم

(درمختار جلد 3 ص 367 کتاب الصوم،ماخوذ روزہ کے ضروری مسائل ص 36)

کتبـــــــہ

محمد انور رضا بہرائچ شریف یوپی الھند

۲۹ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۴ اپریل ۲۰۲۰ء بروز جمعہ

****

حالت روزہ میں تیل لگانا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیافرماتے ہیں علماء کرام اس بارے میں کہ حالت روزہ میں بال و داڑھی میں تیل لگانا کیسا ہے۔؟ سائل محمد تنویر احمد قادری اسمٰعیلی۔بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبر کاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

حالت روزہ میں تیل لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا جیسا کہ حضور فقیہ اعظم ہند سرکار صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمہ بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں: بھری سنگی لگوائی یا تیل یا سرمہ لگایا تو روزہ نہ گیا اگر چہ تیل یا سرمہ کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو بلکہ تھوک۔میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو جب بھی نہیں ٹوٹا۔(ماخوذ بہار شریعت جلد اول حصہ پنجم روزہ کا بیان صفحہ 982 مکتبہ دعوت اسلامی)

ایسا ہی فتاویٰ بریلی شریف روزہ کا بیان صفحہ 359 پر ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

محمد ریحان رضا رضوی کشن گنج بہار انڈیا
۴ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۹ اپریل ۲۰۲۰ء بروز منگل

****

کیا روزے کی حالت میں بچے کو دودھ پلانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد از سلام عرض یہ ہے کہ ایک عورت جو کہ بچے والی ہے اور وہ روزے کی حالت میں ہے اس نے اپنے بچے کو دودھ پلایا یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ روزہ دار ہے تو کیا روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟ جزاک اللہ۔ سائل: مشتاق احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اگر بچے کو دودھ پلانے والی عورت رمضان کا روزہ رکھتی ہے اور بچے کو دودھ بھی پلاتی ہے تو اس کے روزے پر کوئی اثر نہیں پڑے گا جیسا کہ احادیث وآثار میں فقہی اصول بیان کیا گیا ہے کہ:

" و قال ابن عباس و عکرمة رضی الله عنهما " الصوم مما دخل و لیس مما خرج"

یعنی حضرت ابن عباس اور عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ روزہ دار کے معدہ میں کسی چیز کے داخل ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، خارج ہونے سے نہیں ٹوٹتا" اھ

(صحیح بخاری : باب الحجامة والقئ للصّائم ، ج 2 ص 576 ، مکتبۂ عصریه، بیروت)

اور ماں کا دودھ اس کے وجود سے خارج ہوتا ہے لہذا روزے میں دودھ پلانے سے کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(تفہیم المسائل ج6 ص204)

کتبہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۱ مئی بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

شب معراج کے روزے چھوٹ جائے تو؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام کی بارگاہ میں سوال ذیل ہے کہ جو شب معراج شریف کا روزہ رکھتے ہیں اس کا کیا حکم ہے، اور اگر وہ روزہ رکھنا اس دن کا بھول گئے تو بعد میں روزہ رکھ سکتا ہے؟ سائل دانش رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ اپنی کتاب بنام تین مبارک راتیں میں (ماثبت من السنتہ) کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ:

امام بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے کہ ماہ رجب میں ایک دن اور ایک رات بہت ہی افضل اور برتر ہے جس نے اس دن روزہ رکھا اور اس رات عبادت کی تو گویا اس نے سو سال کے روزے رکھے اور سو سال تک عبادت کی یہ افضل رات رجب کی ستائیسویں شب ہے۔

(ماثبت من السنتہ ص 171، ماخوذ تین مبارک راتیں ص 10)

حاصل کلام یہ ہے کہ رجب المرجب ہو یا شعبان کے روزے یہ روزے نوافل ہیں اگر کسی سے اس مبارک تاریخ میں چھوٹ جائے تو بعد میں بھی رکھ سکتا ہے لیکن قضا کی نیت نہ کرے بلکہ اس دن کی نوافل روزے کی نیت کرے کہ نوافل کی قضا نہیں ہوتی۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

محمد انور رضا پور بہرائچ شریف یوپی الھند

۱۴ اپریل بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

کفارہ کا روزہ ترک ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں اگر کوئی اپنے ایک روزے کا کفارہ ادا کر رہا ہے (60 روزے مسلسل رکھ رہا ہے) اور اچانک اس کی طبیعت خراب ہو جائے

تو کیا وہ ٹھیک ہونے کے بعد روزے مسلسل رکھ سکتا ہے یا اس کو دوبارہ سے پہلے روزے سے شروع کرنا ہوگا اور اگر اسی درمیان ماہ رمضان آجائے تو کیا حکم ہے۔سائل محمد یونس رضوی جوگیشوری ایسٹ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعــــــــالی

صورتِ مذکورہ بالا میں بیماری کے سبب اگر کفارے کے روزوں میں ناغہ مرد سے یا غیر حائضہ ونفساء عورت سے واقع ہوگا تو پھر سے از سرِ نو ساٹھ روزے رکھنے لازم ہونگے پہلے کے بیکار گئے، یونہی درمیان میں رمضان کے روزوں کے آنے سے بھی پچھلے محسوب نہ ہونگے جیسا کہ روزہ توڑنے کے کفارہ کے تعلق سے حضور صدرالشریعہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ممکن ہو تو ایک رقبہ یعنی باندی یا غلام آزاد کرے اور یہ نہ کر سکے مثلاً اس کے پاس نہیں لونڈی نہ غلام ہے نہ اتنا مال کہ خرید لے یا مال تو ہے مگر رقبہ میسر نہیں جیسے آج کل یہاں ہندوستان میں۔تو پے در پے ساٹھ روزے رکھے، یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ مساکین کو بھر پیٹ دونوں وقت کھانا کھلائے،اور روزے کی صورت میں اگر درمیان میں ایک دن کا بھی چھوٹ گیا تو اب سے ساٹھ روزے رکھے، پہلے کے روزے محسوب نہ ہونگے اگرانسٹھ رکھ چکا تھا اگر چہ بیماری وغیرہ کسی عذر کے سبب چھوٹا ہو مگر عورت کو حیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے یہ ناغے نہیں شمار کئے جائیں گے یعنی پہلے کے روزے اور حیض کے بعد والے دونوں ملکر ساتھ ہو جانے سے کفارہ ادا ہو جائے گا۔واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت جلد پنجم صفحہ نمبر 103 فاروقیہ بکڈ پو 422 / مٹیامحل جامع مسجد دہلی 6)

کتبـــــــہ

الطاف حسین قادری لکھیم پور کھیری یوپی

۶ مارچ ۲۰۲۰؁ء مطابق ۱۰ رجب المرجب ۱۴۴۱؁ھ بروز جمعہ

****

کیا روزہ کی حالت میں لعاب پی جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ اگر کسی نے روزے کی حالت میں لعاب پی لیا تو کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل سجاد اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

تھوک یہ قدرتی چیز ہے اور ہمارے لئے خدائے تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے ہماری صحت کے لئے اسے بار بار پیدا ہوتے رہنا ضروری ہے روزہ کی حالت میں کچھ لوگ بار بار تھوکتے رہتے ہیں ان کا گمان ہوتا ہے کہ تھوک اندر چلے جانے سے روزہ جاتا رہتا ہے یہ ان کی غلط فہمی ہے تھوک گلے سے اندر چلے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

ہمارے فقہائے احناف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک اس کے متعلق یہ مسئلہ یوں ہے کہ:

اگر تھوک منھ سے نکل جائے وہ روزہ دار اسے واپس لے کر نگل جائے تو اگر منھ سے اس کا تعلق برقرار ہے ٹوٹا ہوا نہیں ہے جیسے بات کرنے میں کبھی تار بن جاتی ہے اور اسے دوبارہ کھینچ (سرک) لیتا ہے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(فتح القدیر جلد دوم صفحہ ۳۳۲، مجمع الانہر جلد اول صفحہ ۳۶۵، الجوہرۃ النیرۃ جلد اول صفحہ ۱۴۰)

اسی طرح فقہ حنفی کی مشہور اردو کتاب:

بہار شریعت جلد اول، حصہ پنجم، صفحہ ۱۱۳ مطبوعہ قدیم بحوالہ فتاوی عالمگیری، درمختار، ردالمحتار" میں ہے کہ: بات کرنے میں تھوک سے ہونٹ تر ہو گئے اور اسے پی گیا، یا منھ سے رال ٹپکی مگر تار ٹوٹا نہ تھا کہ اسے چڑھا کر پی گیا، یا ناک میں رینٹھ آ گئی بلکہ ناک سے باہر آ گئی مگر منقطع نہ ہوئی تھی کہ اسے چڑھا کر نگل گیا، یا کھنکار منھ میں آیا اور کھا گیا اگر چہ کتنا ہی ہو روزہ نہ جائے گا مگر ان باتوں سے احتیاط چاہیے اسی طرح یہ مسئلہ۔ واللہ تعالی اعلم

(فتح القدیر جلد دوم صفحہ ۳۳۲، مجمع الانہر جلد اول صفحہ ۳۶۵، الجوہرۃ النیرۃ جلد اول صفحہ ۱۴۰)

کتبـــــــہ

محمد جعفر علی صدیقی

۱۳ مئی بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

نماز فجر میں روزہ رکھنے کی نیت کی تو روزہ ہوگا یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ فجر کی نماز میں روزہ رکھنے کی نیت کی تو روزہ ہوگا یا نہیں۔سائل نظام اختر پیلی بھیت

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــــــــہ تعــــــــــــالی

ادائے رمضان کا روزہ اور نذر معین ونفلی روزہ کی نیت رات سے کرنا ضروری نہیں اگر ضحوۂ کبریٰ یعنی دو پہر سے پہلے نیت کرلی تب بھی یہ روزے ہو جائینگے اور ان تین روزوں کے علاوہ قضاء رمضان ,نذر غیر معین اور نفل کی قضاء وغیرہ کے روزوں کی نیت عین اجالا شروع ہونے کے وقت یا رات میں کرنا ضروری ہے ان میں کسی روزہ کی نیت اگر فجر کی نماز میں کی تو وہ روزہ نہ ہوا۔

فتاوی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ 138 / میں ہے کہ:

" جاز صوم رمضان ولنذر المعين والنفل بنية ذالك اليوم او بنية مطلق الصوم او بنية النفل من الليل الى ما قبل نصف النهار وهو المذكور في الجامع الصغير و شرط القضاء والكفارات ان يبيت و يعين كذا في النقاية و كذا النذر المطلق هكذا في السراج الوهاج "اه

اور در مختار میں ہے کہ:

" يصح اداء صوم رمضان والنذر المعين والنفل بنية من الليل الى الضحوة الكبرىٰ والشرط للباقي من الصيام قران النية للفجر ولوحكما وهو تبيت النية "اه تلخيصا

(فتاویٰ فیض الرسول ج:1 /ص:512 /کتاب الصوم/شبیر برادرز اردو بازار لاہور)

اور اسی طرح نور الایضاح ص:152 / 153 / كتاب الصوم /فصل فيما يشترط تبيت النية و تعينتها فيه وما لا يشترط / مجلس البركات/ میں ہے۔

اور ایسا ہی بہار شریعت ح:5 /ص:967 / روزہ کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی/ میں ہے۔

رہی یہ بات کہ حالت نماز میں روزے کی نیت کرنے سے نماز ہوگی یا نہیں تو اسکے متعلق حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ" نماز پڑھتے میں روزہ کی نیت کی تو نیت صحیح ہے۔

(ح:5/ص:971/روزہ کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور در مختار میں ہے کہ:

" کالصلاۃ فی الأصح "اھ

(ج:3/ص:385/کتاب الصوم/باب مایفسد الصوم ومالا یفسدہ/دار عالم الکتب)

معلوم ہوا کہ نماز ہو جائے گی ورنہ فقہاء کرام فساد نماز کا حکم ضرور بیان فرماتے۔واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

۱۲ اپریل ۲۰۲۰ء مطابق ۱۷ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

****

کیا صرف ستائیس رجب المرجب کا روزہ رکھ سکتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال حضور ۲۶۔ ۲۷ رجب المرجب کے روزہ کی کیا فضیلت ہے۔اس کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں کرم ہوگا۔اور یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ دونوں دن کا روزہ رکھنا ضروری ہے یا ایک دن کا بھی رکھ سکتے ہیں۔سائل محمد تنویر احمد قادری اسمٰعیلی بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جو کوئی ستائیس رجب کو روزہ رکھے اس کو جنت کی ایک نہر سے پانی پلایا جائے گا جو شہد سے زیادہ میٹھا برف سے زیادہ ٹھنڈا اور دودھ سے زیادہ سفید ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس (روزہ دار) کو دوزخ سے بچالے گا اور جنت سے سرفراز فرمائے گا تفصیل کے لئے۔

مسائل نماز مصنف حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی اور حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی کی کتاب موسم رحمت ملاحظہ فرمائیں:

امام بیہقی نے شعب الایمان میں لکھا ہے کہ ماہ رجب میں ایک دن اور ایک رات بہت ہی

افضل اور برتر ہے جس نے اس دن روزہ رکھا اور اس رات عبادت کی تو گویا سو سال کے روزے رکھے اور سو سال تک عبادت کی یہ افضل رات رجب شریف کی ستائیسویں شب ہے۔

(صراط الابرار صفحہ 127)

اب سوال یہ ہے کہ صرف ستائیس کے دن روزہ رکھنا تو علمائے کرام فرماتے ہیں کہ نفل روزہ ایک رکھنا مکروہ ہے بلکہ دو رکھے یعنی چھبیس اور ستائیس رجب کو یا ستائیس اور اٹھائیس رجب واضح رہے کہ یہاں مکروہ سے مراد تحریمی" نہیں" ہے بلکہ تنزیہی ہے یعنی اگر کسی سبب ایک ہی رکھے گا تو گنہ گار نہیں ہوگا۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ پنجم نفلی روزے کا بیان)

نوٹ:۔ یہ سب نفلی روزے ہیں فرض نہیں جو رکھے گا ثواب پائے گا اگر کوئی کسی سبب نہ رکھ سکے تو کوئی مواخذہ نہیں۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۲ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۲۶ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

****

حالت روزہ میں فاتحہ کا کیا حکم ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا حالت روزہ میں فاتحہ کروانا اور فاتحہ دلوانا درست ہے یا نہیں اگر ہے تو مع حوالہ تحریر کردیں بہت مہربانی ہوگی۔سائل محمد شمس قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

صورت مسئولہ میں فاتحہ کروانا یا فاتحہ دلوانا یا میلاد شریف پڑھنا اور پڑھوانا امر مستحسن ہے تو روزے کی حالت میں فاتحہ یا میلاد شریف پڑھنا اور پڑھوانا بدرجہ اولی امر مستحسن ہوگا کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے اور جس محفل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو وہ مجلس خیر ہے جو اور مستحسنہ میں سے ہے ایسے مجلس خیر کے انعقاد کے لیے کسی دن کی قید

نہیں روزہ غیر روزہ ہر دن جائز ہے یونہی قبل ماہ رمضان اور بعد ماہ رمضان بھی جائز ہے۔واللہ اعلم

کتبـــــــہ
محمد مظہر حسین سعدی رضوی اتر دیناجپور بنگال
۱۶ مئی بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

کسی عذر شرعی کی بناء پر روزہ نہیں رکھ سکتا ہے تو کیا حکم ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض یہ کہ کوئی شخص بہت بوڑھا ہو تو وہ روزے نہیں رکھ سکے گا یا کوئی اور وجہ سے کوئی شخص روزے نہیں رکھ سکے گا تو اس شخص کو کتنے مسکینوں کو کھانا کھلانا پڑے گا؟ یا کتنے روپیہ صدقہ کرنا پڑے گا تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔سائل محمد شمس الدین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

اگر کوئی شخص کسی عذر شرعی کی بنا پر روزہ نہیں رکھ سکتا تو اس پر کفارہ نہیں ہے بلکہ قضا ہے جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر کہ تم میں اگر کوئی مریض ہے یا کسی سفر میں ہے تو وہ اور دنوں میں پورے کرے اب اگر کوئی شخص اتنا بوڑھا ہو گیا کہ روزہ نہیں رکھ سکتا تو اسکے لئے ہر روزے کے لئے فدیہ ہے جس کی مقدار وہی ہے جو صدقہ فطر کی ہے اب وہ مریض کہ جن کی بیماری صحیح نہ ہونے کا غالب گمان ہے تو ایسے مریضوں کے لئے بعض علماء نے شیخ فانی پر قیاس کرتے ہوئے فدیہ کا حکم دیا ہے کہ وہ بھی فدیہ دے سکتے ہیں مگر بفضل الٰہی کبھی یہ بیماری ختم ہو جائے تو قضا کرنا لازم ہے وہ فدیہ کافی نہ ہوگا۔

(رسالہ/ پیغام شریعت دہلی) ص/ ۱۰)

اور کفارے کی صورت تو وہ روزہ جان بوجھ کر بغیر عذر شرعی کے توڑنے پہ ہے اس کے لئے بھی کچھ قیدیں ہیں، ملاحظہ فرمائیں بہار شریعت وغیرہ میں۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ
محمد قمر الرضوی پیلی بھیت شریف
۲۷ اپریل بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

روزے کے متعلق چند سوالات اور اسکے جوابات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرت کچھ ضروری مسائل ہیں ان کے جوابات مع حوالہ ارسال فرمائیں۔

۱۔کیا انجیکشن لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۲۔کیا ڈرپ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۳۔زخم ہوجانے یا پٹی بینڈیج چڑھانے سے کیا روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۴۔کیا خون نکلوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۵۔انسولین کا انجیکشن عام طور سے گوشت میں لگتا ہے کیا اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

۶۔کیا آکسیجن لگانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

۷۔کیا آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

۸۔کیا انہیلر لینے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

۹۔کیا کان میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور کیا یہ درست ہے کہ بعض علماء کان میں دوا ڈالنے پر روزہ ٹوٹنے کے قائل ہیں۔

۱۰۔ بواسیر والے کو پیچھے کے مقام سے بسا اوقات دوا لینا پڑتی ہے کیا اس سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔

۱۱۔حمل والی عورت کا اندورنی چیک اپ ہوتا ہے کیا اس سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔

سائل توصیف شیخ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــہ تعـــــالی

روزہ کے متعلق آپ نے چند سوالات کئے ہیں ہر ایک کے جوابات نمبر وار دیئے جارہے ہیں:

۱۔شہزادۂ اعلیٰ حضور مفتیِ اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فی الواقع انجکشن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ انجکشن سے دوا جوف میں نہیں جاتی، انجکشن ایسا ہی ہے جیسے سانپ کاٹے بچھو کاٹے، جیسے ان کے دانت یا ڈنک جوف میں نہیں جاتے اور روزہ فاسد نہیں ہوتا یوں ہی انجکشن۔

(فتاوی مفتی اعظم، کتاب الصوم، ۳/ ۳۰۲.)

۲۔ڈرپ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

علامہ شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

قَالَ فِي النَّهْرِ، لِأَنَّ الْمَوْجُودَ فِي حَلْقِهِ أَثَرٌ دَاخِلٌ مِنَ الْمَسَامِّ الَّذِي هُوَ خَلَلُ الْبَدَنِ وَالْمُفْطِرُ إِنَّمَا هُوَ الدَّاخِلُ مِنَ الْمَنَافِذِ لِلِاتِّفَاقِ عَلَى أَنَّ مَنْ اغْتَسَلَ فِي مَاءٍ فَوَجَدَ بَرْدَهُ فِي بَاطِنِهِ أَنَّهُ لَا يُفْطِرُ

حاشية ابن عابدين (رد المحتار) (2/395)

البتہ اگر کان میں دوا ڈالا اور دماغ تک اس کے پہنچنے کا احساس ہوا تو بالاتفاق چاروں مذہب میں روزہ ٹوٹ جائے گا۔(مجلس شرعی کے فیصلہ ص 283)

۳۔روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

۴۔روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

۵۔انسولن کے انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(حوالہ اوپر گزرا)

۶۔اکسیز ن لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا کہ اس سے کوئی چیز پیٹ میں یا دماغ میں نہیں جاتی ہے بس سانس لینے میں آسانی ہوتی ہے۔

۷۔آنکھ میں دوا ڈالنے سے بالاتفاق روزہ نہیں ٹوٹتا۔(مجلس شرعی کے فیصلہ ص 283)

۸۔ناک میں انہیلر کا استعمال روزہ توڑنے کا باعث ہے۔

۹۔کان میں دوا ڈالا یا تیل ڈالا جس کی وجہ سے دماغ تک اس کے پہنچنے کا احساس ہوا تو بالاتفاق روزہ ٹوٹ جائے گا اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔(مجلس شرعی کے فیصلہ ص 283)

۱۰۔اندر کی طرف دوا لگانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

۱۱۔حمل والی کا اندرونی چیکپ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

الفاظ قریشی عجمی کرناٹک الہند

۱۴ فروری بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

* *

عورت کے شرمگاہ کی طرف نظر کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علماء کرام اس بارے میں کہ زید اور بکر روزے کی حالت میں ٹیوی دیکھ رہے تھے کہ اس میں گندے مناظر آئے اور زید کا انزال ہوگیا تو کیا اس کا روزہ ٹوٹ گیا؟ اور بکر کا انزال نہیں ہوا لیکن اس نے بھی وہ مناظر دیکھے تو کیا اسکا روزہ بھی جاتا رہا؟ اور اگر وہ لوگ بغیر اسکرین کے براہ راست ایسے مناظر دیکھتے تب کیا حکم لگتا؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد ایوب رضا قادری (کولکاتہ)

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالی

صرف دیکھنے کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا جیسا کہ امام اہلسنت فقیہ بے مثال امام احمد رضا خان قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: نہ اگر چہ بار بار، بتکرار دیکھے، یہاں تک کہ دیکھنے ہی کی حالت میں بے چھوئے انزال ہو جائے، ہاں اس صورت میں کراہت ضرور ہے۔

فی الدر مختار انزل بنظر ولو الی فرجھا مرارا لم یفطر

درمختار میں ہے: اگر انزال ہو جائے نظر کرنے سے اگر چہ عورت کی شرمگاہ کی طرف نظر مکرر ہو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید ج (۱۰) ص (۵۶۰) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــــہ
محمد راشد مکی گٹیہار بہار
۹ جون بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

شہوت کے ساتھ منی نکلنے سے روزہ ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کا مسئلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شہوت کے ساتھ منی نکلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟* جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔سائل محمد توصیف چشتی. مہاراشٹر

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــــــالى

مجرد خیال باندھنے سے تو روزہ اصلاً نہیں جاتا اگر چہ اسی حالت تصوّر ہی میں شہوت کے ساتھ انزال ہوجائے، ہاں لپٹانے یا بوسہ لینے یا ہاتھ لگانے کی حالت میں اگر انزال ہوا تو روزہ فاسد ہوکر قضا لازم آئے گی* اور ان افعال کے ختم کے بعد شہوت ہنوز باقی رہی اور اس حالت میں کہ یہ عورت کے جسم سے جدا ہے منی اُتری اور بشہوت نکل گئی تو اگر چہ غسل واجب ہوگا مگر روزہ نہ جائے گا کہ یہ انزال اُن افعال سے نہ ہوا بلکہ مجرد تصوّر سے ہوا۔

فی الدر المختار:

" انزل بفكر وان طال او نزع المجامع حال كونه ناسيا فى الحال عند ذكره و كذا عند طلوع الفجر وان امنى بعد النزع لانه كالاحتلام لم يفطر ملتقطا

درمختار میں ہے کہ:

اگر سوچنے سے انزال ہوگیا اگر چہ وُہ سوچ طویل تھی یا نسیاناً جماع شروع کیا تھا، روزہ یاد آنے پر فوراً چھوڑ دیا، اسی طرح حکم ہے اگر اس نے طلوعِ فجر ہوتے ہی جماع چھوڑ دیا، اگر چھوڑنے کے بعد منی کا خروج ہوا اس سے روزہ فاسد نہ ہوگا کیونکہ یہ احتلام کی طرح ہے اھ مختصراً۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ مترجم ج۱۰)

کتبـــــــہ

محمد اشفاق احمد علیمی پور بندر گجرات

۱۵ مئی بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

عاشورہ کے دو روزے کا حکم؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور والا اگر کوئی عاشورہ کا روزہ رکھ لے اور گیارہ کو چھوڑ کر بارہ کو رکھ لے تو کوئی حرج ہے یا نہیں یعنی ۱۰ کو رکھے اور گیارہ کو چھوڑ کر بارہ کو رکھے تو کیا حکم ہے۔ سائل جعفرالدین بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

یوم عاشورہ بڑی فضیلت و بزرگی اور شرف وفضل والی تاریخ ہے ۔صاحب نزہۃ المجالس تحریر فرماتے ہیں:

اسی روز آسمان وزمین اور قلم کی تخلیق ہوئی حضرت آدم وحوا کی تخلیق حضرت ۔آدم کی توبہ حضرت نوح کی کشتی حضرت ابراہیم کا مرتبہ خلت حضرت یعقوب کی حضرت یوسف سے ملاقات حضرت ادریس کا آسمان پر جانا حضرت ایوب کی صحت یابی حضرت یونس کا مچھلی کے شکم سے باہر آنا حضرت داوٗد کے توبہ کی قبولیت حضرت سلیمان کو سلطنت کی عطا حضرت عیسی کا آسمان پر تشریف لے جانا ہمارے نبینا وارواحنا کا خدیجہ سے نکاح (علیہم السلام) روز قیامت یہ سب یوم عاشورہ کو وقوع پذیر ہوا۔

اس لئے ثابت ہوا کہ محرم کی دسویں تاریخ بڑی عظمت وفضیلت والی ہے اور اسی تاریخ میں پیارے حبیب احمد مجتبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے محبوب نواسے کی شہادت ہوئی۔

اسی فضیلت و برکت کی بنا پر عاشورہ کے دن روزہ رکھنا سنت ہے اور اسکی بڑی افادیت و اہمیت ہے اس روزہ کی اساس وہ حدیث ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے جس میں رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے خود روزہ رکھا اور رکھنے کا حکم فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یہ وہ دن ہے جس کی تعظیم یہود وعیسائی کرتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

"لئن بقیت الی قابل لاصوم من تاسع"

اگر میں آئندہ سال دنیا میں رہا تو نویں محرم کا بھی روزہ رکھوں گا اسی لئے فقہاء نے نویں و دسویں کے روزے کو سنت قرار دیا ہے دوروزہ رکھنے کی اصل وجہ یہود ونصاری کی مخالفت ہے جب دسویں تاریخ کو روزہ رکھا تو دسویں کی فضیلت سے سرفراز ہوگیا لیکن سنت دو روزہ یکے بعد دیگرے رکھنا ہے نہ کہ ایک دن چھوڑ کر کے اس لئے سنت جس کا حکم فقہاء نے دیا ہے وہ ادا نہیں ہوا۔ واللہ اعلم

کتبـــــــہ

محمد رضا امجدی ہرپوروا باچھٹی سیتامڑھی بہار

۱۱ ستمبر بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

کتے کے کاٹنے سے روزہ کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین مندرجہ مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کیا روزہ دار شخص کو کتا کاٹنے سے کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ بحوالہ جواب عنایت کر دیں عین کرم ہوگا۔ سائلہ: کنیز فاطمہ نگر ڈھبلی بنگلور سٹی کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــــہ تعـــــــــــــــالی

کتا کاٹنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے کیونکہ کسی چیز کے کاٹنے یا کچھ نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے بلکہ معدہ میں کسی چیز کے داخل ہونے سے ٹوٹتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ:

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"الفطر مما دخل لیس مما خرج"

یعنی بدن میں کوئی چیز جانے سے روزہ ٹوٹتا ہے نہ کہ خارج ہونے سے۔

(تفہیم المسائل ج 2 ص 195)

اور امام اہلسنت سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

روزہ تین باتوں سے جاتا ہے جماع اگرچہ انزال نہ ہو اور مس جبکہ انزال ہو اور باہر سے کوئی چیز جوف میں اس طرح داخل ہو کہ باہر اس کا علاقہ نہ رہے مثلاً ڈورے میں بوٹی باندھ کر نگل لی اور ڈور باہر ہے تو اگر اسے نکال لے گا روزہ نہ جائے گا اور اگر ڈور باہر نہ رہی یا نکالنے میں بوٹی یا اس کا کچھ حصہ جوف میں رہ گیا تو روزہ جاتا رہا۔

کل ذلک منصوص علیه فی الدر المختار وغیرہ من الاسفار۔ واللہ اعلم

(فتاوی رضویہ ج 4 ص 587: رضا اکیڈمی ممبئی)

کتبـــــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۱۵ مئی بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

کیاافطار کے لئے اذان ہوناضروری ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
علماء کرام کی بارگاہ میں سوال عرض ہے کہ کچھ جگہوں پر افطار اس طرح کرتے ہیں کہ افطار کا وقت ہوا تو افطار کر لیتے ہیں اذان سے پہلے کیا ہے ٹھیک ہے، اور اس کا حکم کیا ہے؟ سائل دانش رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

افطار کے لئے اذان ہونا کوئی ضروری نہیں بلکہ افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے مگر افطار اس وقت کرے جبکہ غروب آفتاب کا غالب گمان ہو جب تک گمان غالب نہ ہو افطار نہ کرے اگر چہ مؤذن نے آذان کہہ دی ہے اور ابر کے دنوں میں افطار میں جلدی نہ چاہئے۔ واللہ تعالی اعلم
(بہار شریعت صفحہ 999)

کتبــــــہ
محمد ابصار رضا مرکزی پورنیہ بہار
۱۰ مئی بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

****

رمضان کے بعد کس روزہ کی زیادہ فضیلت ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
سوال رمضان کے روزے کے علاوہ کس روزے کی فضیلت زیادہ ہے، حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل عبداللطیف قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم رسول محتشم شافع امم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: رمضان کے بعد محرم کا روزہ افضل ہے اور فرض کے بعد افضل نماز صلوۃ اللیل (یعنی رات کے نوافل ہے)۔
(صحیح مسلم ص 591 حدیث 1163)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہُ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں نے سلطان دو جہاں شہنشاہ کون ومکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی دن کے روزے کو اور دن پر فضیلت دیکر جستجو فرماتے نہ دیکھا مگر یہ کہ عاشورہ کا دن اور یہ کہ رمضان کا مہینہ۔

(صحیح بخاری ج اول ص 657 حدیث 2006)

نبی رحمت شفیع امت شہنشاہ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یوم عاشورہ کا روزہ رکھو اوراس میں یہودیوں کی مخالفت کرو اس پہلے یا بعد میں بھی ایک روزہ رکھو۔

(مسند امام احمد ج اول ص 518 حدیث 2154)

یعنی عاشورہ کا روزہ جب بھی رکھیں تو ساتھ ہی نویں یا گیارہویں محرم الحرام کا روزہ بھی رکھ لینا بہتر ہے حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہُ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ پر گمان ہے کہ عاشورہ کا روزہ ایک سال قبل کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(صحیح مسلم ص 590 حدیث 1162)

کتبـــــــــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

****

حالت روزہ میں انجکشن لگوانے سے روزہ کا کیا حکم ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا حالت روزہ میں انجکشن لینے سے روزہ ٹوٹ جائے گا حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد توحید رضا کوڈرما جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

روزہ کی حالت میں انجکشن لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے چاہے انجکشن گوشت میں لگے یا رگ میں کیونکہ اس سلسلہ میں حکم شرعی یہ ہے کہ قصداً کھانے پینے یا جماع کے علاوہ ایسی دوا یا غذا سے روزہ ٹوٹتا ہے جو پیٹ یا دماغ میں کسی منفذ (سوراخ) کے ذریعے داخل ہو دوا تر ہو یا خشک ہو اور انجکشن گوشت میں یا رگ میں لگنے سے دوا پیٹ یا دماغ میں کسی منفذ سے داخل نہیں ہوتی ہے اور مسامات

کے ذریعہ کسی چیز کے داخل ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔
(فتاوی فقیہ ملت ج ا ص 344،فتاوی فیض الرسول ج 1,ص 517،فتاوی نوریہ ج 2 ص 217،کتاب الصیام شرح صحیح مسلم شریف ج3 ص 107)
البتہ بلا ضرورت شدیدہ اورطاقت کے انجکشن ہرگز نہ لیں ۔واللہ تعالی اعلم
(فتاوی خلیلیہ ج 1 ص 506،روزہ کے ضروری مسائل ص 41)

کتبـــــہ
محمدانور رضا بہرائچ شریف
۲۳ مئی بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

روزہ دار استنجا کرنے کے وقت احتیاط برتیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
علماء کرام کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ ذیل میں کہ اگر پاخانے کے وقت پانی یوز کرتے وقت اس مقام سے پانی اندر جائے تو کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے مدلل قرآن وحدیث کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔سائل ضیاء صدیقی قادری سہرسہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــــالی

اگر پانی اندر چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا بہار شریعت میں ہے کہ:
پاخانہ کا مقام باہر نکل پڑا تو حکم ہے کہ کپڑے سے خوب پونچھ کر اٹھے کہ تری بالکل باقی نہ رہے اور اگر کچھ پانی اُس پر باقی تھا اور کھڑا ہوگیا کہ پانی اندر چلا گیا تو روزہ فاسد ہوگیا اسی وجہ سے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ روزہ دار استنجا کرنے میں سانس نہ لے۔واللہ تعالی اعلم
(بہار شریعت حصہ پنجم صفحہ ۹۸ /بحوالہ عالمگیری جلد نمبر ا /صفحہ ۲۰۴ /)

کتبـــــہ
محمد شریف الحق رضوی کٹیہار، بہار، انڈیا
۲۴ ستمبر بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

افطاری کی دعا کب پڑھنا چاہئے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ
علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے کہ افطاری کی دعا افطاری کرنے کے بعد پڑھنا چاہیے یا افطاری سے پہلے حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد اظہرالدین عظیمی بہار کھگڑیا پھلتوڑا
وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته
الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالى
دعائے افطار افطاری کرنے کے بعد پڑھنا چاہیے اس لئے کہ اسکا محل بعد افطار ہی ہے جیسا کہ مجدد اعظم سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ فی الواقع اسکا محل بعد افطار ہے۔

ابو داؤد عن معاذ بن زهرة انه بلغه ان النبی صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان اذا افطر اللهم لك صمت و على رزقك فحمل افطر على معنى ارادة الافطار و صرف عن الحقيقة من دون حاجة اليه و ذا لا يجوز و هكذا في افطرت
یعنی ابو داؤد میں حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے اے اللہ میں نے تیری رضا کی خاطر روزہ رکھا تیرے رزق پر افطار کیا تو یہاں افطر سے مراد ارادہ افطار لینا اور حقیقی معنی سے بے ضرورت اعراض کرنا ہے حالانکہ یہ جائز نہیں اور اسی طرح کا معاملہ "افطرت" میں ہے۔
مولانا ملا علی قاری علیہ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ: (كان اذا افطر قال) اى دعا و قال ابن الملك اى قرأ بعد الافطار الخ
جب افطار کرتے تو کہتے یعنی دعا کرتے ابن الملک نے کہا کہ افطار کے بعد دعا پڑھتے تھے۔
(فتاوی رضویہ ج:10 /ص:636 / 637 /مکتبہ دعوت اسلامی)
اگر مزید تحقیق و تفصیل کی ضرورت ہو تو سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمان کا رسالہ مبارکہ "العروس المعطار فی زمن دعوة الافطار" کا مطالعہ فرمائیں۔

کتبـــــــہ
اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ
11.اپریل.2021.بروز اتوار

****

اگرکوئی شخص پان،سپاری کھا کرسو جائے صبح اٹھ کرکلی کرکے روزہ کی نیت کرلے تو کیا حکم؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

سوال رات میں پان یاسپاری کھاکرکوئی شخص سو جائے اور صبح اٹھے تو کلی کرکے نیت کرلے تو روزہ ہوگایانہیں؟المستفتی : ریاض احمد صدیقی سہرسہ بہار

وعلیکم السلام ورحمةاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالی

اگرکوئی شخص رات میں پان،سپاری یا تمباکو منہ میں رکھ کرصبح تک سوتارہااگرسونے میں ان کے ذرات منہ کے اندرحلق کے نیچے جاناغالب گمان ہوتو روزہ نہیں ہوگااوراگرغالب گمان ہوکہ ذرات حلق کے نیچےنہیں گیاتوروزہ ہوجائے۔جیساکہ امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت امام احمدرضاخان بریلوی قدس سرہ تحریرفرماتے ہیں کہ اگررات میں پان کھالیااورصبح تک اگال منہ میں تھا جس کاجرم خواہ عرق لعاب کے ساتھ ساتھ حلق میں جانامظنون(غالب گمان)ہے توروزہ نہ ہوگا۔واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ قدیم ج4 ص586:رضااکیڈمی ممبئی)

کتبـــــه

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۷ رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ بروزمنگل

****

حالت روزہ میں خون کاذائقہ حلق میں محسوس ہواتو کیاحکم ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ چوٹ لگنے سے میرے ناک سے خون گرااور تھوکنے کی وجہ سے منہ سے بھی گرالیکن خون کانمکینی منہ میں معلوم نہ ہواتو ایسی صورت میں روزہ ٹوٹیگا یانہیں مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی سائل:محمدنظرِ عالم کانٹی مظفرپور بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اگرخون کا ذائقہ حلق میں محسوس نہیں ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر خون کا ذائقہ حلق میں محسوس ہوا تو روزہ ٹوٹ گیا جیسا کہ فقہ حنفی کی مشہور ومعروف کتاب بہار شریعت ج ۱ / ح ۵ /ص ۹۴ / پر سیدی حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اترا اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر تھا یا کم تھا مگر اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی محسوس نہ ہوا تو نہیں اس لئے صورت مذکورہ میں روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۲۶ رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ

****

لوگ بھلائی میں رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے حدیث کا مطلب کیا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ھیکہ برائے کرم مجھ ناچیز کو اس حدیث کا مفہوم سمجھا دیجیے ,
*حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں اس وقت تک خیر باقی رہیگی جب تک وہ افطار میں جلدی کرتے رہینگے (صحیح بخاری 1957) برام کرم مدلل ومفصل جواب سے نوازیں۔سائل جابر رضا رامپوری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

عن سھل قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر

یعنی حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ بھلائی میں رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہینگے۔

اس حدیث نبوی کی تشریح کرتے ہوئے حکیم الامت مفسر شہیر حضرت علامہ مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ افطار جلدی کرنیکی دوصورتیں ہیں ایک یہ کہ افطار نماز مغرب سے پہلے کیا جائے نماز پہلے پڑھ لینا بعد میں افطار کرنا اس حدیث کے خلاف ہے دوسرے یہ کہ آفتاب ڈوبنے کا یقین ہو جانے پر افطار کرلیا جائے پھر دیر نہ لگائی جائے۔

خیال رہے کہ افطار کے وقت بھی تین ہیں (1) وقت مستحب (2) وقت مباح (3) وقت مکروہ

وقت مستحب: تو وہ ہے جو ابھی عرض کیا گیا کہ سورج کا آخری کنارہ چھپتے ہی روزہ افطار کیا جائے۔

وقت مباح: تارے گھتنے سے کچھ پہلے تک دیر لگانا اور تارے گھتے جانے پر افطار کرنا مکروہ اس کراہت کی وجہ یہ ہیکہ اس وقت یہودی روزہ افطار کرتے ہیں اس میں ان سے مشابہت ہے اور جلدی افطار کرنے میں اپنے عجز بندگی کا اظہار بھی ہے اور اللہ کی دی ہوئی اجازت کا جلدی قبول کرنا بھی۔

مرقات میں ہے بعض علماء نے فرمایا نفس پر مشقت ڈالنے اور مغرب وعشاء کو ملانے کے لئے دیر سے افطار کرنا بہتر ہے مگر یہ غلط ہے کیونکہ سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدھا راستہ ہے اور اسکی مخالفت گمراہی ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام افطار میں جلدی اور سحری میں دیر کرتے تھے۔ نفس کشی کے لئے سنت مخالفت نہ کروکہ یہ نفس کشی نہیں بلکہ رہبانیت ہے ہماری نفس کشی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح ج:3 /ص:163 /کتاب الصوم/ مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی)

کتبـــــــہ

اسرار احمد نوری نینی تال اتراکھنڈ

25 اپریل 2021 بروز اتوار

****

کیا محرم الحرام کا ہر روزہ ایک مہینے کے روزے کے برابر ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کہتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ محرم کے مہینے میں ہر دِن کا روزہ، ایک مہینے کے روزہ رکھنے کے برابر ہے اور بکر اس بات کا انکار کرتا

ہے،علماء دین رہنمائی فرمائیں۔زید و بکر میں کون صحیح ہے سائل جابر رضا رامپوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

بکر اپنے قول سے رجوع کرے اور توبہ و استغفار بھی کرے بلا علم بحث ومباحثہ کرنا ہرگز ہرگز روا نہیں حدیث شریف میں یہ قول واقع ہے کہ محرم الحرام کا ہر روزہ ایک مہینے کے روزے کے برابر ہے۔

جیسا کہ امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: محرم کے ہر دن کا روزہ ایک مہینہ کے روزوں کے برابر ہے۔

الطبرانی فی الکبیر الصغیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند لا باس بہ عن النبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من صام یوما من المحرم فلہ بکل یوم ثلثون حسنۃ

طبرانی نے معجم الکبیر اور صغیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسے سند کے ساتھ روایت کیا ہے جس میں کوئی حرج نہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے محرم کا ایک روزہ رکھا اس کے لیے ہر دن میں تیس ۳۰ نیکیاں ہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۱۰) ص (۶۵۲) مطبوعہ دعوت اسلامی)

کتبـــــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۳ محرم الحرام ۱۴۴۳ھ بروز جمعہ

****

کس صورت میں ماہ رمضان کا تیس روزہ پورا ہونے کے باوجود اکتیسواں روزہ بھی رکھنا فرض ہے؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ اگر بیرون ملک سے کوئی 30 روزہ رکھ کر یہاں آ گیا یا

پھر ملک کے کسی حصے میں 30 ہوئے، اور یہاں ایک روزہ باقی ہے تو اب آخری روزہ جو اس کا 31 واں ہوگا یہ نفل کی نیت سے رکھنا ضروری ہے؟ اگر نہ رکھے تو گنہگار ہوگا؟ المستفتی غلام یسین عطاری گجرات

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته

الجواب بعونه تعالی

شخص مذکور اگر بیرون ملک تیس روزہ رکھ کر اپنے یہاں آ گیا یا ایسی جگہ چلا گیا جہاں ایک روزہ باقی ہے تو شخص مذکور کو مسلمانوں کے ساتھ روزہ رکھنا ضروری ہے۔

اگر چہ بیرون ملک کے اعتبار سے یہ اس کا اکتیسواں (31) روزہ ہی کیوں نہ ہو اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں فتاوی خلیلیہ میں ہے کہ شخص مذکور کو پاکستانی مسلمانوں کے ساتھ روزہ رکھنا ضروری ہے خواہ سعودی عرب کے اعتبار سے یہ اس کا اکتیسواں (31) روزہ ہی کیوں نہ ہو۔

قرآن کریم میں ہے: فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

ترجمہ تم سے جو شخص اس مہینہ رمضان کو پالے تو اس میں روزہ رکھے۔

لہذا بحکم الہٰی اس پر روزہ فرض ہوا حدیث شریف میں ہے:

اذا رائیتموہ فصوموا واذا رائیتموہ فافطروا فان غم علیکم فاقدروا له

(بخاری جلد اول صفحہ 255)

ترجمہ یعنی جب تم رمضان کا چاند دیکھ لو تو روزہ رکھو اور جب (عید) کے چاند کو دیکھو تو افطار کرو اور اگر تم پر چاند مشتبہ ہو اس کا اندازہ کرو اور دوسری روایت میں ہے:

فان غم علیکم فاکملوا العدة ثلاثین

(بخاری جلد اول صفحہ 256)

ترجمہ: پس اگر تم پر مشتبہ ہو جائے تو تعداد تیس دن کی پوری کرو معلوم ہوا کہ روزہ رکھنے اور افطار کرنے کے لئے رویت ہلال کا شرعی ثبوت ضروری ہے اور تیس دن کی گنتی کا پورا کرنا صرف اس صورت میں ہے جبکہ چاند کا معاملہ مشتبہ ہو جائے مگر مسئلہ زیر بحث میں اشتباہ نہیں ہے لہذا جب تک شہر رمضان رہے گا یہ شخص روزہ رکھے گا اور جب شوال کا چاند نظر آجائے تو عید کرے۔

(احسن الفتاوی المعروف بہ فتاویٰ خلیلیہ جلد اول صفحہ 508/509)

اورفتاویٰ یورپ میں ہے کہ جب شخص مذکوراپنے وطن اصلی میں پہنچ گیااورابتداءروزہ کاوقت پالیاتواس پراس دن کاروزہ رکھنافرض ہوگیاکیونکہ ایسی صورت میں عامۃ المسلمین کی موافقت ضروری ہےترمذی شریف میں ہے:

الصوم یوم تصومون والفطر یوم تفطرون والاضحی یوم تضحون

یعنی روزہ کادن وہی ہے جس دن عام مسلمان روزہ رکھتے ہیں اورعیدالفطراورقربانی کادن بھی وہی ہے جس دن عام مسلمان عیدوقربانی کرتے ہیں۔(اسی مضمون کی حدیثیں سنن بیہقی ج4ص 252 سنن ابی داؤدج 1ص318اورابن ماجہ شریف ص120وغیرھم)

کتب احادیث میں بھی ہیں اوران تمام حدیثوں کامفادیہی ہے کہ منفردشخص اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجدالگ نہ بنائے بلکہ اپنے آپ کواجتماعیت میں ضم کردےاسی فتاویٰ کے دوسرے صفحہ پرہے کہ جب ماہ رمضان موجودہےتوروزہ رکھنافرض ہے۔

(فتاویٰ یورپ صفحہ 315/316)

صورت مسئولہ میں شخص مذکورروزے میں ماہ رمضان کےفرض روزہ کی نیت کرےگااوراگر بلاعذرشرعی روزہ قضاکرےگاتوسخت گنہگارہوگااس پرکفارہ دینالازم ہوگا۔واللہ تعالی اعلم

ابوالاحسان محمدمشتاق احمدقادری رضوی مہاراشٹرا

شوال المکرم ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

****

تین رمضان المبارک کے تین روزےقصداًچھوڑنےپرکیاحکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتےہیں علمائےدین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کےبارےمیں کہ زیدنےایک رمضان میں ایک روزہ قصداًافطارکیاپھردوسرارمضان میں بھی اسطرح ایک روزہ قصداافطارکیا۔پھرتیسرا رمضان میں بھی ایک قصداافطارکیا!توزیدپرکتناکفارہ لازم ہے۔ایک یادویاتین؟مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں سائل طاہرحسین پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

زید تینوں سال کے رمضان کے روزے میں سے جو ایک ایک روزہ قصداً چھوڑا ہے اس پر ہر روزہ کے عوض کفارہ لازم ہے اور کفارہ ایک روزے کا یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے یا ساٹھ روزے پے در پے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو دو وقت بھر پیٹ کھانا کھلائے۔

جیسا کہ امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: کسی نے بلا عذر شرعی رمضان المبارک کا ادا روزہ جس کی نیت رات سے کی تھی بالقصد کسی غذا یا دوا یا نفع رساں شئ سے توڑ ڈالا اور شام تک کوئی ایسا عارضہ لاحق نہ ہوا جس کے باعث شرعاً آج روزہ رکھنا ضرورت نہ ہوتا تو اُس جُرم کے جرمانہ میں ساٹھ روزے پے در پے رکھنے ہوتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد(۱۰) ص(۵۲۱) ناشر دعوت اسلامی)

محمد راشد مکی

۱۷ ذی قعدہ ۱۴۴۲ھ بروز منگل

****

باب الاعتکاف

(اعتکاف کا بیان)

معتکف کو مسجد میں غسل کی حاجت ہو تو وہ کیا کرے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
سوال معتکف کو اگر غسل کی حاجت ہو جائے تو مسجد سے باہر کیسے نکلے؟ سائل دانش رضا پر نیوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

معتکف ہو یا غیر معتکف مسجد میں سویا اور (احتلام) غسل واجب کی حاجت ہوگی تو فوراً تیمم کرنا واجب ہے جنبی کو مسجد میں بحالت جنب ایک پل بھی ٹھہرنا یا چلنا حرام ہے جیسا کہ شیخ الاسلام والمسلمین سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

معتکف مسجد میں سویا تھا کہ اسے نہانے کی حاجت ہوئی فورا تیمم کرے اگرچہ مسجد کی زمین یا دیوار سے اور معاً باہر چلے جائیں اگر جا سکتے ہوں اور اگر باہر جانے میں بدن یا مال پر صحیح اندیشہ ہو تو تیمم کے ساتھ بیٹھے رہیں بیٹھنے کی صورت میں تیمم ضرور واجب ہے ادنی تاخیر بھی ناجائز ہے اور تیمم کرلیا اور نکلنا چاہے اگر مسجد میں چند دروازے ہیں تو وہ دروازہ اختیار کرے جو قریب تر ہے۔ اور جو تیمم مسجد میں ٹھہرنے کے لئے کیا اس سے نماز اور اس سے تلاوت قرآن پاک نہیں کر سکتا نماز وتلاوت کے لئے دوسرا تیمم کرنا ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ، ج۳، ص ۴۷۹ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

کتبہ
محمد انور رضا بہرائچ شریف یوپی
۲۴ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۹ اپریل ۲۰۲۰ء بروز اتوار

****

دوران اعتکاف عورت کو حیض ونفاس آجائے تو کیا حکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حالت اعتکاف میں اگر حیض آجائے تو ایسی صورت میں شرع کا کیا حکم ہے مدلل جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔سائل شفیع عالم

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

اگر اعتکاف کرنے والی عورت حیض و نفاس میں مبتلا ہو جائے تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا اعتکاف کے دوران عورت کو حیض یا نفاس شروع ہو جائے تو اعتکاف ختم ہو جائے گا۔

لہذا جب عورت پاک ہو جائے تو جتنے دن واجب اعتکاف کے رہ گئے ہوں وہ بعد میں پورا کرے اگر سنت اعتکاف تھا تو اس میں قضا پوری کرنا لازم نہیں اگر قضا پوری کرلی جائے تو بہتر ہے اور اگر نہ کرسکے تو اس میں گناہ بھی نہیں اور نفل اعتکاف کی کوئی قضا نہیں ۔واللہ تعالی اعلم

(اعتکاف کا بیان ص 26/29)

کتبـــــــہ

محمد انور رضا بہرائچ شریف یوپی

۱۳ مئی بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

حالت اعتکاف میں کسی کی تجہیز وتکفین ونماز جنازہ میں شریک ہونے کا حکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور والا میرا ایک سوال ہے اعتکاف میں بیٹھنے کے بعد قریبی رشتہ دار کے جنازے کی نماز کے لئے باہر آنا کیسا۔جزاک اللہ خیرا۔سائل محمد اصغر

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

حالت اعتکاف میں کسی کی تجہیز وتکفین اور نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوسکتا۔اگر ان امور میں

شرکت کرے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

فتاوی ہندیہ میں ہے:

"ولو خرج لجنازة يفسد اعتكافه هكذا في التبيين

(جلد اول،صفحہ ۲۱۲)

بدائع الصنائع میں ہے:

"ولا يخرج لعيادة مريض ولا لصلاة جنازة لأنه لا ضرورة الى الخروج لأن عيادة المريض ليست من الفرائض بل من الفضائل وصلاة الجنازة ليست بفرض عين بل فرض كفاية تسقط عنه بقيام الباقين بها فلا يجوز ابطال الاعتكاف لاجلها ـ والله تعالى اعلم

(جلد ۲،صفحه ۲۸۳،بيان ركنه ومحظوراته ومايفسده ومالايفسده ، تحقیقی فتاوی طلباء جامعہ صمدیہ،صفحہ ۱۰۰)

کتبـــــــہ

فداء المصطفی رضوی صمدی پٹنہ سیٹی، بہار

۲۹ مئی بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

اعتکاف کی کتنی قسمیں ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اعتکاف کی کتنی قسمیں ہیں اور کونسی برائے مہربانی تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں آپکی عین نوازش ہوگی۔سائل محمد اسحاق یو پی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجــــــــــواب بعونــــــــــــــــه تعــــــــــــالى

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: اول واجب کہ اعتکاف کی منت مانی مثلاً یوں کہا کہ میرا بچہ تندرست ہوگیا تو میں تین دن اعتکاف کروں گا تو بچہ کے تندرست ہونے پر تین دن کا اعتکاف واجب ہوگا۔

دوم:۔ سنّت مؤکدہ کہ بیس رمضان کو سورج ڈوبتے وقت اعتکاف کی نیت سے مسجد میں

ہواور تیسویں رمضان کوغروب آفتاب کے بعد یاانتیس کو چاند ہونے کے بعد نکلے یہاں اعتکاف سنت کفایہ ہے یعنی اگرسب لوگ ترک کریں توسب سے مطالبہ ہوگااور شہر میں ایک نے کرلیا توسب بری الذمہ ہوگئے۔ان دونوں قسموں میں اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے۔

اوراعتکاف کی تیسری قسم مستحب ہے جس کے لئے نہ روزہ شرط ہے اورنہ کوئی خاص وقت مقرر ہے اس کی آسان صورت یہ ہے کہ جب بھی مسجد میں داخل ہونا چاہے تو دروازے پر دخول مسجد کی نیت کے ساتھ اعتکاف کی بھی نیت کرلے جب تک مسجد میں رہےگا اعتکاف کا ثواب ملےگا۔واللہ تعالی اعلم (فتاوی فیض الرسول جلداول ص 535)

کتبـــــــہ

محمدابصاررضامرکزی پورنیہ بہار

۲۰ مئی بروزسوموار ۲۰۱۹عیسوی

****

عورت نے ماہ رمضان میں دس روزہ اعتکاف کی منت مانی مگرحیض آگیا منت کیسے پوری کرے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضورعلماءکرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے ایک بہن اللہ رب العزت سے منت مانگی کہ میرا فلاں کام ہوجائیگا تو میں رمضان المبارک کے آخری عشرے کے دس دنوں میں میں اعتکاف میں بیٹھوں گی مگر اس دن میرا کوئی خاص کام نکل آئے یا مجھے حیض آجائے تو میں کیا کروں۔بینوا وتوجروا۔سائل اصغرعلی منگلورکرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

منت کے اعتکاف میں بھی روزہ شرط ہے رمضان کے اعتکاف کی منت مانی تو وہی رمضان کے روزے اس اعتکاف کے لئے کافی ہیں اوراگررمضان کے روزے تورکھے مگراعتکاف نہ کیا تواب

ایک ماہ کے روزے رکھے اوراس کے ساتھ اعتکاف کرے اور اگریوں نہیں کیا یعنی روزہ رکھ کر اعتکاف نہیں کیا اور دوسرا رمضان آ گیا تو اس رمضان کے روزے اس اعتکاف کے لئے کافی نہیں رمضان کے اعتکاف کی منت مانی تھی نہ روزے رکھے نہ اعتکاف کیا اب ان روزوں کی قضا رکھ رہا ہے تو ان قضا روزوں کے ساتھ وہ اعتکاف کی منت پوری کرسکتا ہے۔

(عالمگیری جلد اول صفحہ 211 / درمختار ردالمحتار جلد دوم صفحہ 178 / 178 بحوالہ بہار شریعت جلد اول حصہ پنجم صفحہ 124 مطبوعہ فاروقیہ بکڈ پو دہلی)

اس سے معلوم ہوا کہ منت کے اعتکاف کے ساتھ روزہ بھی واجب ہے صورت مسئولہ میں جس خاتون نے ماہ رمضان کے آخری عشرے کے دس دنوں کے اعتکاف کی منت مانی اور اسی دن اس کو حیض آ گیا تو جب وہ روزوں کی قضا ادا کرے گی تو اس کے ساتھ اعتکاف کی منت پوری کرسکتی ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۱۳ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۱۷ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

****

حالت اعتکاف میں صحبت کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور آپ یہ بتائیں حالت اعتکاف میں صحبت کر سکتے ہیں یا نہیں جواب دیکر شکریہ کا موقع دیں۔سائل: محمد مشرف رضا رضوی ازہری پورنوی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــواب بعونـــــہ تعـــــالی

حالت اعتکاف میں صحبت کرنا حرام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"ولا تباشِرُوهنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ"

یعنی عورتوں سے مباشرت نہ کرو جب تم مسجدوں میں اعتکاف کیے ہوئے ہو۔

(پ2 سورہ بقرہ 178)

اس آیت کے تحت صاحب خزائن العرفان تحریر فرماتے ہیں کہ:
اعتکاف میں عورتوں سے قربت اور بوس وکنار حرام ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۲۰ مئی بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

کیا معتکف مسجد میں اذان دے سکتا اور نماز پڑھا سکتا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
علمائے کرام ومشائخ عظام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ ہماری رہنمائی فرمائیں ایک شخص اعتکاف کے لئے مسجد میں بیٹھا ہے وہ مسجد میں اذان بھی دیتا ہے اور نماز بھی پڑھتا ہے لوگ اعتراض کررہے ہیں کے معتکف نہ اذان دے سکتا ہے نہ نماز پڑھا سکتا ہے رہنمائی فرمائیں کہ معتکف اذان اور نماز پڑھا سکتا ہے برائے کرم حوالہ دے کر رہنمائی فرمائیں آپ کی مہربانی ہوگی۔سائل محمد رفیق ریاسی مہور جموں وکشمیر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

معتکف کو مسجد کے باہر جانے پر فقط ان افعال سے روکا گیا ہے جو ضرورت سے خارج ہیں اور مسجد میں ان افعال سے جو فضول بغیر ثواب کے ہیں اور اذان دینا یا نماز پڑھانا یقیناً بہت بڑے ثواب کا کام ہیں اس لیے معتکف غیر مؤذن کو منارہ جو خارج مسجد ہوتا ہے اس میں تک نکلنے کی رخصت دی گئی ہے جیسا کہ درمختار وردالمحتار میں ہے:

حرم علیہ الخروج الا لحاجۃ الانسان طبعیۃ کبول و غائط و غسل و شرعیۃ کعید و اذان لو مؤذنا وقولہ مؤذنا

کے تحت علامہ ابن عابدین الشامی فرماتے ہیں:

ھٰذا قول ضعیف و الصحیح انہ لا فرق بین المؤذن وغیرہ کما فی البحر و الامداد

(رد المحتار علی الدر المختار ج دوم ص ۴۴۵ دار الفکر)

یہاں سے ثابت ہوا کہ معتکف کو اذان دینا مشروع ہے جب اذان جائز تو امامت بدرجہ اولیٰ جائز جبکہ جامع شرائط ہو تو جو لوگ عدم جواز کے قائل ہیں حقیقت میں وہ شرع سے جاھل ہیں انکو چاہیے کہ اس طرح کی جاہلانہ باتوں سے باز آجائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ

محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور یکمری

۲۵ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۹ مئی ۲۰۲۰ء بروز منگل

****

عورت اعتکاف کرسکتی ہے یا نہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفتی صاحب کی بارگاہ میں میرا سوال یہ ہے کہ عورت اعتکاف کرسکتی ہے یا نہیں جواب دیکر شکریہ کا موقع دیں؟ المستفتی: محمد مشرف رضا رضوی ازھری پورنوی بہار تیتلیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــہ تعـــــــالی

بیشک عورتیں بھی اعتکاف کرسکتی ہیں لیکن مسجد میں نہیں کیونکہ عورت کیلئے مسجد میں اعتکاف بیٹھنا مکروہ ہے اگر عورت اعتکاف کرنا چاہتی ہے تو اس کو چاہئے کہ گھر میں ہی اس جگہ اعتکاف کا اہتمام کرے جہاں وہ پنجوقتہ نمازیں ادا کرتی ہے۔

اگر گھر میں نماز ادا کرنے کی خاص جگہ مقرر نہیں ہے تو کوئی جگہ مختص کرلے اور اس جگہ کو پاک وصاف رکھے جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

و المرأۃ تعتکف فی مسجد بیتها اذا اعتکفت فی مسجد بیتها فتلك البقعة فی حقها کمسجد الجماعة فی الرجل فیصح من المرأۃ والعبد باذن المولی والزوج ان کان لها زوج کذا فی البدائع "اھ

(فتاوی عالمگیری ج1 ص211)

اور بہار شریعت میں ہے کہ:

عورت کو مسجد میں اعتکاف مکروہ ہے بلکہ وہ گھر میں ہی اعتکاف کرے مگر اس جگہ کرے جو اس نے نماز پڑھنے کے لیے مقرر کر رکھی ہے جسے مسجد بیت کہتے ہیں اور عورت کے لیے یہ مستحب بھی ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لیے کوئی جگہ مقرر کر لے اور چاہیے کہ اس جگہ کو پاک صاف رکھے اور بہتر یہ کہ اس جگہ کو چبوترہ وغیرہ کی طرح بلند کر لے۔

اگر عورت نے نماز کے لیے کوئی جگہ مقرر نہیں کر رکھی ہے تو گھر میں اعتکاف نہیں کر سکتی البتہ اگر اس وقت یعنی جب کہ اعتکاف کا ارادہ کیا کسی جگہ کو نماز کے لیے خاص کر لیا تو اس جگہ اعتکاف کر سکتی ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت ج 1 ص 1022: اعتکاف کا بیان)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۲۰ مئی بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

معتکفہ کا مسجد بیت میں ضروری لوازمات پورا کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں ہندہ ایک پارسا ونیک سیرت عورت ہے صوم صلوۃ کی پابند ہے، گھر میں اکیلی رہتی ہے، اس کے علاوہ اس کے ساتھ اور کوئی نہیں گھر کا سارا کام خود ہی کرتی ہے اب وہ رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں اعتکاف میں بیٹھنا چاہتی ہے۔ کیا ایسی صورت میں ہندہ اعتکاف میں بیٹھ سکتی ہے یا نہیں؟ اگر اعتکاف میں بیٹھتی ہے تو اس کیلئے گھر کا کام کھانا پکانا کر سکتی ہے یا نہیں؟ بالا مذکورہ سوالات کے جوابات دیکر مشکور فرمائیں۔ سائل محمد منور علی ٹیٹا گڑھ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــــالی

عورت نماز کیلئے جس گھر کو خاص کر رکھی ہے اسی گھر میں اعتکاف کرے اعتکاف کے لیے مختص کی گئی جگہ عورتوں کے حق میں ایسی ہے جیسے مردوں کے لیے مسجد ہے، عورت کے لیے اعتکاف کی حالت میں طبعی اور شرعی ضرورت کے بغیر وہاں سے باہر نکلنا درست نہیں ہے، لہذا عورت اعتکاف کی

جگہ سے باہر کھانے پکانے یا گھر کے کام کاج کے لیے نہیں نکل سکتی، اس سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

البتہ عورت اپنی اعتکاف گاہ کے اندر رہ کر گھر کے کام کاج (مثلاً آٹا گوندھنا، کھانا پکانا، کپڑے دھونا وغیرہ) سر انجام دے سکتی ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے ان کاموں کے لیے کوئی متبادل انتظام کرلے؛ تاکہ پوری یک سوئی کے ساتھ یہ عبادت اپنی روح اور مقصد کے ساتھ ادا ہوجائے۔

والمرأة تعتكف في مسجد بيتها، إذا اعتكفت في مسجد بيتها فتلك البقعة في حقها كمسجد الجماعة في حق الرجل، لاتخرج منه إلا لحاجة الإنسان، كذا في شرح المبسوط للإمام السرخسي "

اور اسی میں ہے: ان تعتكف في غير موضع صلاتها اذا اعتكفت فيه كذا في التبيين ولولم يكن في بيتها مسجد تجعل موضعا منه مسجدا فتعتكف فيه كذا في الزاهدي۔ والله تعالى اعلم

(فتاوی ہندیہ جلد اول کتاب الصوم باب الاعتکاف ص ۲۳۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

کتبـــــــہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۲۷ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۲ اپریل ۲۰۲۰ء بروز بدھ

****

معتکف کا مسجد کے صحن میں بیٹھنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ ذیل میں کہ بکر مسجد میں اعتکاف کر رہا ہے تو کیا وہ مسجد کے صحن میں چل پھر و بیٹھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور بکر کو کسی نے بھی نہیں دیکھا کہ ذکر و اذکار میں مشغول ہو تو کیا اس اعتکاف بکر کا ہوگا یا نہیں؟ برائے مہربانی اس کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ سائل محمد زبیر عالم قادری لاتیہار (جھارکھنڈ)

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــواب بعونـــــــه تعـــــــالی

معتکف کا مسجد کے صحن میں بیٹھنا درست ہے کیونکہ وہ بھی مسجد ہی کا حصہ ہے جیسا کہ حضور اعلیٰ

حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ:
صحنِ مسجد قطعاً جزء مسجد ہے جس طرح صحنِ دار جزء دار، یہاں تک کہ اگر قسم کھائی زید کے گھر نہ جاؤں گا،اور صحن میں گیا بیشک حانث ہوگا:

كما يظهر من الهداية والهندية والدر المختار وردالمختار و عامة الاسفار

جیسا کہ ہدایہ، ہندیہ، دُرمختار، ردالمختار اور عام کتب میں ہے:
اسی طرح اگر قسم کھائی مسجد سے باہر نہ جاؤں گا اور صحن میں آیا ہرگز حانث نہ ہوا ولہذا معتکف کو صحن میں آنا جانا بیٹھنا رہنا یقیناً روا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۸ صفحہ ۶۰ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)
اور معتکف کو ذکرواذکار کرتے نہ دیکھنا اسکا مطلب یہ نہیں کہ وہ ذکرواذکار کرتا ہی نہیں مومن کے بارے میں اچھا گمان کریں اگر ذکرواذکار نہیں بھی کیا تو بھی اعتکاف درست ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار
۲۸ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۲ مئی ۲۰۲۰ء بروز جمعہ

****

معتکف کو کوئی نذرانہ پیش کرے تو اس کو لینا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص مسجد میں اعتکاف کی نیت سے دس دن بیٹھے اور اس کو عوام خوشی سے پیسہ دینا چاہے تو کیا اس شخص کے لئے پیسہ لینا جائز ہے زید کا کہنا ہے کہ اس شخص کو پیسہ لینا جائز نہیں ہے اس لئے کہ وہ اپنے مرضی سے بیٹھا ہے عوام پیسہ دے تو بھی اس کے لئے پیسہ لینا جائز نہیں ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں۔سائل امیر حمزہ عامر ابراہیم پور اعظم گڑھ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی
اعتکاف میں بیٹھنے والے کو لوگ اپنی مرضی سے اگر بطور نذرانہ کچھ پیش کریں تو معتکف کو لینے

میں حرج نہیں اس لئے کہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ: طمع نہ کر، منع نہ کر، جمع نہ کر۔
(بحوالہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت جولائی سنہ دو ہزار سات)
اس لئے زید کا یہ کہنا کہ لوگ بخوشی متعکف کو اگر نذرانہ دیں تو لینا جائز نہیں زید کا قول غلط ہے اپنے قول سے رجوع کرے یا ممانعت پر ٹھوس دلیل پیش کرے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری مہاراشٹر

۲۸ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۲ مئی ۲۰۲۰ء بروز جمعہ

****

کیا معتکف سحری میں جگانے کے لئے اعلان کرسکتا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید مؤذن ہے اور وہ اعتکاف میں ہے تو کیا زید سحری میں جگانے کے لئے مائک میں اعلان کرسکتا ہے جبکہ مائک مسجد سے باہر ہے جواب عنایت فرمائیں۔ سائل: عبدالرحمٰن راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعــــــــــالی

جی ہاں معتکف اذان و اِعلان برائے صوم وصلوۃ کرسکتا ہے اگر چہ اذان و اِعلان کے لیے اسے مسجد سے باہر ہی کیوں نا نکلنا پڑے اس سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا چاہے سنت اعتکاف ہو یا واجب۔
کما فی الدر المختار:
وحرم علیه ای علی المعتکف اعتکافا واجبا الخروج الا لحاجة الانسان طبعیة او شرعیة کعید واذان لو مؤذنا
اس کے تحت علامہ شامی لکھتے ہیں:
قوله لو مؤذنا هذا قول ضعیف والصحیح انه لا فرق بین المؤذن و غیره کما فی البحر و الامداد۔
(درمختار جلد ۶ صفحہ نمبر ۲۲۴ تا ۶۲۴)

فنائے مسجد جو جگہ مسجد سے باہر اس سے ملحق ضروریاتِ مسجد کے لیے ہے، مثلا جوتا اتارنے کی جگہ اور غسل خانہ وغیرہ ان میں جانے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔ بلا اجازتِ شرعیہ اگر نکل کر باہر چلا گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ فنائے مسجد اس معاملہ میں حکمِ مسجد میں ہے۔ سحری کے اعلان کے لیے فنائے مسجد میں جا سکتا ہے۔

(فتاوی امجدیہ ج ا ص ۹۹۳)

اذان اعلان برائے جماعت ہے اس طرح اعلان سحری برائے صوم لھذا صورت مسئولہ میں اعلان ابتداء سحری وختم سحری کے لئے مسجد میں لگے ہوئے مائک سے کرسکتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

منظور احمد یار علوی جوگیشوری ممبئی

۱۶ مئی ۲۰۱۸ھ

****

کتاب الحج والعمرة

(حج اور عمرہ کا بیان)

شیطان کو کنکری مارنا کس کی سنت ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

معز ز علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہیکہ درمیان حج منی میں شیطان کو کنکریاں مارنا کس کی سنت ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی؟ حضرت جواب عنایت کریں۔

سائل محمد رحمت شاہدی کٹیہار بہار

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجــــــــواب بعونــــــــــــه تعــــــــالی

حج کے دوران منی میں شیطان کو کنکریاں مارنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کا حکم پورا کرنے کے لئے ذبح کرنے لے جارہے تھے تو اس وقت جہاں جمرہ عقبہ ہے، وہاں شیطان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا، پھر شیطان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا جہاں اب دوسرا جمرہ ہے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا، پھر شیطان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا جہاں اب تیسرا جمرہ ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے سات کنکریاں ماری یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا۔اسی کی یاد اور سنت ابراہیمی کی تعمیل میں یہ رمی کی جاتی ہے، جس سے شیطان مزید رسوا ہوتا ہے۔

جیسا کہ المستدرک علی الصحیحین للحاکم میں ہے کہ:

" عن ابن عباس رفعه قال : لما أتى إبراهيم خليل الله المناسك عرض

له الشيطان عند جمرة العقبة ، فرماه بسبع حصيات حتى ساخ فى الأرض ، ثم عرض له عند الجمرة الثانية فرماه بسبع حصيات حتى ساخ فى الأرض ، ثم عرض له عند الجمرة الثالثة فرماه بسبع حصيات حتى ساخ فى الأرض

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام مناسک میں آئے، جمرۂ عقبہ کے پاس شیطان سامنے آیا، اُسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ زمین میں دھنس گیا پھر جمرۂ ثانیہ کے پاس آیا پھر اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ زمین میں دھنس گیا، پھر تیسرے جمرہ کے پاس آیا تو اُسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ زمین میں دھنس گیا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ تم شیطان کو رجم کرتے اور ملّت ابراہیم کا اتباع کرتے ہو۔ واللہ اعلم

(المستدرک للحاکم ج 2 ص 122 رقم حدیث 1756: کتاب المناسک، باب رمی الجمار ومقدار الحصی)

کتبـــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

****

حج کتنی عمر میں فرض ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال حج کتنی عمر میں جائز ہے۔ سائل مہتاب شیخ. الہ آباد یوپی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــــالی

حج فرض ہونے کے لئے آٹھ شرائط ہیں جن میں سے ایک شرط بالغ ہونا ہے لہذا بالغ ہونے کے بعد جب حج فرض ہو جائے اسے ادا کرنا ضروری ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۶ صفحہ ۵۶)

اور حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ: قول اصح وارجح پر حج کا وجوب جس سال استطاعت ہو اسی سال جاؤ ورنہ گنہگار ہوگا اور اگر زکوٰۃ یا حج بعد وجوب بلا عذر صحیح تین سال نہ

کرے تو وہ فاسق ہے نہ کہ بائیس سال۔

چنانچہ درمختار کتاب الحج میں ہے: فرض علی الفور فی العام الاول عند الثانی واصح الروایتین عن الامام ومالك واحمد فیفسق وترد شهادتة تاخیرہ ای سنینا لان التاخیرۃ صغیرۃ وبارتکابه مرۃ لا یفسق الا بالاصرار۔

بحر یعنی حج کی فرضیت علی الفور ہوتی ہے اور پہلے ہی سال ادا کرنا چاہیے امام ابو یوسف کے نزدیک اور امام ابوحنیفہ سے منقول دو روایتوں میں سے اصح روایت کے مطابق اور امام مالک واحمد کے مطابق چند سال مؤخر کرنے سے فاسق قرار دیا جائے گا اور اسکی شہادت مردود ہوگی کیونکہ تاخیر حج گناہ صغیرہ ہے اسکے مرتکب کو اس پر اصرار کے بغیر فاسق نہیں کہا جائے گا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۶ صفحہ ۵۵۷/ ۵۵۸)

خلاصہ یہ ہے کہ بعد بلوغت وجوب حج کے شرائط پائے جانے کے بعد عمر کی قید نہیں جب استطاعت ہو اسی وقت کرلیں لیکن ضعیف العمر سے پہلے کرے کہ ارکان حج ادا کرنے میں دشواری ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار
۱۳ جنوری بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

حج مقبول ہونے کی کچھ نشانیاں ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفتیان کرام کی بارگاہ میں عرض ہیکہ بکر حج کرنے کے لئے گیا اور جب حج کرکے واپس آئے تو اسکے دل میں ایک خیال آیا کہ اللہ رب العزت نے میرے حج کو قبول فرمایا یا نہیں حضور سے گزارش ہے کہ بتائیں کیا شریعت میں کوئی ایسا طریقہ عمل جس سے انسان یہ سمجھ کر کہ اللہ نے انکے حج کو قبول کرلیا۔ سائل محمد رحمت شاہدی کٹیہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

حج مقبول ہونے کی تین نشانیاں ہیں۔

اول یہ کہ آدمی حج کے بعد ہمیشہ کے لیے نرم دل ہو جائے۔

دوسرے یہ کہ گناہوں سے نفرت کرنے لگے۔

تیسرے یہ کہ نیک اعمال کی طرف رغبت ہو جاؤ۔

جیسا کہ شیخ محقق حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: گفتہ اند نشان حج مبرو آنست کہ بہتر از انکہ رفتہ است برگردد۔ و بیاید راغب در آخرت وزاہد در دنیا و بمعاصی عود نہ کند۔

یعنی بزرگوں نے فرمایا ہے حج کی پہچان یہ ہے کہ حاجی پہلے سے اچھا ہو کر واپس ہو اور آخرت کی رغبت رکھے اور دنیا والوں سے بچے اور گناہوں میں دوبارہ ملوث نہ ہو۔

(اشعۃ اللمعات جلد دوم صفحہ ۳۰۲، فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۳۵۱)

لہٰذا جس حاجی میں مذکورہ باتیں پائی جائیں تو سمجھ لیجیے کہ اللہ تعالی نے ان کے حج کو قبول کرلیا ہے۔ ویسے تو ہر حاجی کے لیے حسن ظن رکھنا چاہیے۔ کیونکہ بندے کے اعمال کو قبول کرنا نہ کرنا سب اللہ تعالی کے ذمہ کرم پر ہے۔ جو شخص حرمین طیبین جیسی سرزمیں سے بحالت ایمان لوٹتا ہے وہ متبرک ہوتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ یہاں آکر پھر اپنے حال پر ہو جاتا ہے۔ مگر امید قوی ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندوں پر رحم وکرم کرنے والا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی سدھارتھنگر یوپی

۱۸ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۲ مئی ۲۰۲۰ء بروز منگل

****

سالی کا اپنے بہنوئی کے ساتھ سفر حج پر جانا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفتیان کرام کی بارگاہ میں سوال ہیکہ کیا سالی اپنے بہنوئی کے ساتھ حج یا عمرہ پر جا سکتی ہے۔ سائل حضرت علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــالی

سالی کے لئے اس کا بہنوئی غیر محرم ہے اس کی بہن کے انتقال یا طلاق کے بعد اس کے بہنوئی سے اس کا نکاح ہوسکتا ہے اس لئے سالی کا اپنے بہنوئی کے ساتھ سفر پر جانا سفر کرنا حرام ہے اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں انوار البشارۃ فی مسائل الحج والزیارۃ کے حوالے سے حضرت فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

عورت کے ساتھ جب تک شوہر یا محرم بالغ قابل اطمینان نہ ہو جس سے نکاح ہمیشہ حرام ہے سفر حرام ہے اگر کرے گی حج ہو جائے گا مگر ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ نمبر 538)

صورت مسئولہ میں سالی کا اپنے بہنوئی کے ساتھ سفر پر جانا حرام ہے اگر حج کرے گی حج تو ہو جائے گا مگر گنہ گار ہو گی۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــه

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۷ اکتوبر بروز سوموار ۲۰۱۹

****

حاجی پر عید کی نماز واجب ہے کہ نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان کرام مسئلے ذیل میں کہ حاجی پر عید کی نماز واجب ہے یا نہیں؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی: اظہر رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــالی

منی ایسی جگہ ہے جہاں نماز عید کی ادائیگی جائز ہے مگر نماز عید حاجیوں پر سے ساقط ہے جیسا کہ قاضی حسین بن محمد سعید مکی حنفی منی میں قربانی کے وقت کے بارے میں شرح الطحطاویۃ الصغیر کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

" اقول یؤخذ من هذا ان منی لا یجوز فیها الاضحیة الا بعد الزوال لانها موضع تجوز فیه صلاۃ العید الا انها سقطت عن الحاج ولم تر فی ذالك نقلا مع کثرۃ المراجعة "

یعنی میں کہتا ہوں یہ اس عبارت سے ماخوذ ہے کہ منی قربانی زوال سے قبل جائز نہیں کیونکہ منی وہ جگہ ہے جہاں نماز عید جائز مگر وہ حاجیوں پر سے ساقط ہے اور میں نے کثرت مراجعت کے باوجود اس باب میں کوئی نقل نہیں دیکھی۔

(ارشاد الساری الی مناسك الملا علی القاری ، باب الجنایات و کفاراتها ، فصل فی احکام الدماء و شرائط جوازها الخ ص 559)

لہذا حاجیوں پر نماز عید کے وجوب کا حکم نہیں دیں گے کیونکہ وہ ان پر سے ساقط اور اس پر علماء کا اجماع ہے چنانچہ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ:

سقط عنهم صلاۃ العید اجماعا

یعنی ان پر سے بالاجماع عید کی نماز ساقط ہے۔

(المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط ، باب الجنایات ، فصل فی احکام الدماء و شرائط جوازها الخ ص 559)

اور قاضی حسین بن محمد سعید مکی حنفی مبسوط سرخسی سے نقل کرتے ہیں کہ:

لیس علی اهل منیً یوم النحر صلاۃ العید لانهم فی وقت صلاۃ العید مشغولون بأداء المناسك فلا یلزمهم صلاۃ العید۔

یعنی نحر کے روز اہل منی پر عید کی نماز نہیں ہے کیونکہ وہ نماز عید کے وقت مناسک کی ادائیگی میں مشغول ہوتے ہیں لہذا ان پر عید کی نماز لازم نہیں ہے۔

(ارشاد الساری الی مناسك الملا علی القاری : باب الجنایات، فصل فی احکام الدماء و شرائط جوازها الخ ص 559)

اور نماز جمعہ مقیم حاجی پر سے ساقط نہیں ہاں بعض فقہاء کے نزدیک ان پر سے جمعہ بھی ساقط ہے چنانچہ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ:

و کذا صلاۃ الجمعة بمنی عند بعضهم

یعنی اس طرح بعض کے نزدیک اہل منی سے نماز جمعہ ساقط ہے (حوالہ مذکور بالا)
لیکن اکثر فقہائے کرام نماز جمعہ عدم سقوط کے قائل ہیں جیسا کہ ملا علی قاری کا " بعضهم "
لکھنا اس پر دلالت کرتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۴ فروری بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

حالت احرام میں نکاح اور جماع کا حکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ حالت احرام میں ہندہ کا نکاح زید سے ہوا مگر زید کو ہندہ کے احرام کی خبر نہ ہوئی اور زید نے ہندہ سے جماع کر لیا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہندہ کا حج ہو گا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔ المستفتی: تسنیم رضوی کولکاتا

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــواب بعونــــــــــہ تعـــــــــالی

وقوف عرفہ سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہو گیا۔ اُسے حج کی طرح پورا کر کے دَم دے اور سال آئندہ ہی میں اس کی قضا کر لے۔ وقوف کے بعد جماع کرنے سے حج تو نہ جائے گا مگر حلق وطواف سے پہلے کیا تو بدنہ دے اور حلق کے بعد تو دَم اور بہتر اب بھی بدنہ ہے اور دونوں کے بعد کیا تو کچھ نہیں۔ طواف سے مُراد اکثر ہے یعنی چار پھیرے۔ قصداً جماع ہو یا بھولے سے یا سوتے میں یا اکراہ کے ساتھ سب کا ایک حکم ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(بہار شریعت، حصہ:6، ج:1، ص:1173، جماع اور ان کے کفارے کا بیان)

کتبـــــــہ
محمد عبد العلیم مصباحی
۲۱ جنوری بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

کسی عورت کا حج نمبر آنے کے بعد شوہر کا انتقال ہو جائے تو کیا حکم ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ دونوں میاں بیوی کا حج کا نمبر آ گیا ہو اور شوہر کا انتقال ہو گیا تو اس صورت میں عورت عدت گزارے یا حج کرے تمام مفتیان کرام توجہ فرمائیں اور باحوالہ جواب عنایت فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے گا۔سائل نظام اختری

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالى

شوہر کا جب انتقال ہو گیا ہے تو تنہا عورت کو حج کے لئے جانا جائز نہیں بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ عدت گزارے اس لیے کہ ادائے شرائط میں سے یہ ضروری ہے:

۱۔عورت کو جب مکہ جانے میں تین دن یا زیادہ کا راستہ ہو تو اس کے ہمراہ شوہر یا محرم ہونا شرط ہے خواہ وہ عورت جوان ہو یا بوڑھیا اور تین دن سے کم کی راہ ہو تو بغیر محرم اور شوہر کے بھی جا سکتی ہے

۲۔جانے کے زمانے میں عورت عدت میں نہ ہو وہ عدت وفات کی ہو یا طلاق بائن کی ہو یا رجعی کی۔

مسلم شریف میں ہے:

" لايحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم وليلة الا مع ذى رحم محرم يقوم عليها

ترجمہ:۔حلال نہیں اس عورت کو ایمان رکھتی ہو اللہ اور قیامت پر کہ یہ منزل کا بھی سفر کرے محرم کے ساتھ جو اس کی حفاظت کرے۔

(باب فی كم يقصر الصلاة صفحه 147)

بخاری شریف میں ہے:

لايحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر ثالثة ايام و فى روايةيوما وليلة الا معها زوجها أو ذورحم محرم منها

ترجمہ:۔حلال نہیں کسی عورت کو جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ یہ ایک

منزل بھی سفر کو جائے جب تک ساتھ میں شوہر یا اور رشتے دار نہ ہو جس سے ہمیشہ ہمیش کو نکاح حرام ہے۔
(باب فی کم یقصر الصلاۃ صفحہ 188)

ردالمحتار میں ہے:

" فلا یجب الأداء بل علیه الاحجاج أو الایصاء عند الموت وھی خمسة سلامة البدن، وأمن الطریق، وعدم الحبس، والمحرم أو الزوج للمرأة، وعدم العدة لها،

(ج 3 کتاب الحج مطلب فیمن حج بمال حرام صفحہ 456/455)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

منها المحرم للمرأة شابة كانت أو عجوزا اذا كانت بينها و بين مكة مسيرة ثلاثة ايام هكذا فى المحيط وان كان أقل من ذلك حجت بغير محرم كذا فى البدائع و منها عدم قيام العدة فى حق المرأة عدة وفاة كانت أو عدة طلاق والطلاق بائن أو رجعى هكذا فى شرح الطحاوى فلا تخرج المرأة الى الحج فى عدة طلاق أو موت۔

ترجمہ:۔منجملہ ان کے یہ ہے کہ اگر مکہ تک تین دن کا راستہ ہو تو عورت کے واسطے کوئی محرم ہونا ضروری ہے خواہ جوان عورت ہو خواہ بوڑھی عورت ہو یہ محیط میں لکھا ہے اور اگر تین دن سے کم کا راستہ ہو تو بغیر محرم کے حج کو جا سکتی ہے یہ۔ بدائع میں لکھا ہے:
منجملہ ان کے یہ ہے کہ عورت عدت میں نہ ہو خواہ عدت شوہر کے مرنے کی ہو یا طلاق بائن کی یا طلاق رجعی کی یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے پس عورت طلاق یا موت کی عدت کے درمیان میں حج کے واسطے نہ نکلے۔

(ج 1 کتاب المناسك وفيه سبعة عشر بابا صفحہ 219)

نیز فرماتے ہیں فتاوی ہندیہ میں ہے:

" ولا تسافر المراة بغير محرم ثلاثة ايام وما فوقها

ترجمہ:۔عورت سفر نہ کرے بغیر محرم کے تین دن یا اس سے زیادہ۔

(الباب الخامس عشر فى صلاة المسافر صفحہ 142)

بہارشریعت میں ہے:

۱۔عورت کو جب مکہ جانے میں تین دن یا زیادہ کاراستہ ہوتو اس کے ہمراہ شوہر یا محرم ہونا شرط ہے خواہ وہ عورت جوان ہو یا بوڑھیا اور تین دن سے کم کی راہ ہو تو بغیر محرم اور شوہر کے بھی جا سکتی ہے۔

۲۔جانے کے زمانے میں عورت عدت میں نہ ہو وہ عدت وفات کی ہو یا طلاق بائن کی ہو یا رجعی کی۔واللہ تعالی اعلم

(حج کا بیان حصہ 6 صفحہ 1044/ 1046)

کتبــــــہ

محمد مظہر حسین سعدی اتر دیناجپور بنگال

۱۸ اپریل بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

حالت حیض میں طواف وسعی کے علاوہ حج کے سارے ارکان ادا کرے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اگر کسی عورت کو آخری ایام حج میں حیض آیا جب کہ وہ ابھی تک کوئی بھی طواف نہیں کر پائی ہے تو وہ کیا کرے اور اس پر کیا حکم شرع لاگو ہوگا مذکورہ بالا سوال کا جواب مع حوالہ جلد عنایت فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔سائل محمد شریف، کرنیل گنج کانپور

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونــــــــــه تعـــــــــالى

اگر عورت کو حج کے ارکان شروع ہونے سے قبل حیض آگیا تو غسل کر کے احرام باندھے اور سعی اور طواف کے علاوہ حج کے سارے ارکان ادا کرے جیسا کہ ردالمحتار میں ہے:

" لو حاضت قبل الإحرام اغتسلت واحرمت وشهدت جميع المناسك الاطواف والسعي "

یعنی اگر حج کا احرام باندھتے وقت عورت کو حیض آیا تو وہ غسل کر کے احرام باندھے اور طواف وسعی کے علاوہ حج کے سارے ارکان ادا کرے۔

مذکورہ بالا توضیحات سے واضح ہوا کہ عورت حالت حیض ونفاس میں طواف کے ساتھ سعی بھی

نہیں کرے گی یہ اس کے لئے جائز نہیں ہے۔

(فتاوی علیمیہ جلداول ص ۴۶۴)

موجودہ سعودیہ کے سفر کے نظام کی وجہ سے اگر انقطاع حیض سے قبل فلائٹ کی تاریخ ہے تو کوشش کرے کہ معلم کے ذریعے فلائٹ کی تاریخ تبدیل کرائے اور اگر اسکی کوشش ناکام ہو جائے تو اسے مسئلہ بتادیا جائے کہ اگر تو طواف زیارت کرے گی تو فرض ذمہ سے اتر جائے گا لیکن گنہگار ہوگی اور جرمانہ میں ایک بدنہ یعنی گائے یا اونٹ کی قربانی کرنی ہوگی۔

ردالمحتار میں ہے:

" لو هم الركب على القفول ولم تطهر فاستفتت هل تطوف أم لا قالوا يقال لها لايحل لك دخول المسجد وان دخلت وطفت اثمت وصح طواك وعليك ذبح بدنة "والله تعالى اعلم

(فتاوی علیمیہ جلداول ص ۴۷۶)

کتبہ

محمد رضا امجدی ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار

۱۶ جولائی بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

حالت احرام میں ایسا جوتا چپل پہننا جس سے پشت قدم چھپ جائے کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حاجی کے لئے حالت احرام میں ایسی چپل پہننا یا جوتا پہننا جس سے پاوں کی پشت چھپ جائے جائز ہے یا نہیں؟ العارض ابرار احمد ماتی پور سنبھل

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجواب بعونہ تعالی

ایسا جوتا یا چپل وغیرہ پہننا جس سے یہ ابھری ہوئی ہڈی چھپ جائے ممنوعات احرام سے ہے چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی لکھتے ہیں کہ:

محرم (مرد) کے لئے موزے، جرابیں اور ایسی چیز پہننا جائز نہیں جس سے کعب قدم ڈھک جائے چاہے ایک ہی پاؤں میں پہنے احرام کے معاملے میں کعب سے مراد پشت قدم کی ابھری ہوئی درمیانی ہڈی ہے نہ کہ ٹخنہ جو وضو میں پاؤں دھونے کی حد ہے اور مداس (عربی جوتی) اور مکعب ہندی (جوتے کی ایک قسم ہے) جو ابھری ہوئی ہڈی تک نہیں پہنچتے ہیں ہمارے نزدیک ان کا پہننا جائز ہے۔

(حیات القلوب فی زیارت المحبوب ص 86: باب اول، فصل ششم)

اور بہار شریعت میں ہے کہ: جوتے نہ ہوں تو موزے کو وہاں سے کاٹ کر پہنے جہاں عربی جوتے کا تسمہ ہوتا ہے اور بغیر کاٹے ہوئے پہن لیا تو پورے چار پہر پہننے میں دَم ہے اور اس سے کم میں صدقہ اور جوتے موجود ہوں تو موزے کاٹ کر پہننا جائز نہیں کہ مال کو ضائع کرنا ہے پھر بھی اگر ایسا کیا تو کفارہ نہیں یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ احرام میں انگریزی جوتے پہننا جائز نہیں کہ وہ اُس جوڑ کو چھپاتے ہیں پہنے گا تو کفارہ لازم آئے گا۔

(بہار شریعت ج 1 ص 1170: جرم اور ان کے کفارے کا بیان)

لہٰذا ضروری نہیں کہ حالت احرام میں دو پٹی کی ہی چپل پہنی جائے اگر چار پٹی والی ایسی چپل ہے جس سے پاؤں کی ابھری ہوئی ہڈی نہیں چھپتی تو اسکے پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں عورتوں کے لئے دستانے، موزے پہننے کی رعایت ہے

چنانچہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: عورتوں کو (حالت احرام میں) چند باتیں جائز ہیں (جو مردوں کو جائز نہیں) مثلاً موزے، دستانے، سلے ہوئے کپڑے پہننا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بہار شریعت ج 1 ص 1083: احرام میں مرد و عورت کے فرق)

کتبـــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۲۸ جولائی بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

حج کس سن میں فرض ہوا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

1) سوال جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

اس حدیث پاک کو حوالہ کے ساتھ ترجمہ مع عبارت پیش کریں۔
2) حج کس سن ہجری میں فرض ہوا؟ سائل محمد مکی القادری الحنفی الازہری گورکھپوری
وعلیکم السلام ورحمة الله وبركاته
الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــالی
جواب 1 حدیث:
"من زار قبري وجبت له شفاعتي"
" عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من زار قبري وجبت له شفاعتي"
ترجمہ:۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری قبر انور کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہے۔
" هذا الحديث رواه الدارقطني في سننه (278/2) ومن طريقه القاضي " " عياض في الشفا (83/3), والحكيم والترمذي في النوادر (148)
جواب نمبر:2
فرضیت حج کی سعادت عظمی ہمارے آقا سرکار دو عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت کے ساتھ مختص ہے گو کہنے کو تو حج کا رواج حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے وقت سے ہے مگر اس وقت اس کی فرضیت کا حکم نہ تھا۔ چنانچہ صحیح مسلک یہی ہے کہ حج صرف امت محمدیہ پر فرض ہوا ہے۔ حج کب فرض ہوا؟ اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں، کچھ حضرات کہتے ہیں سن ۵ ھجری میں فرض ہوا، اکثر علما سن ٦ ھجری میں فرضیت کے قائل ہیں لیکن زیادہ صحیح قول ان علماء کا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ حج سن ۹ ھ کے آخر میں فرض ہوا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہوا آیت:
ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا
یعنی اللہ کی خوشنودی کے لئے لوگوں پر کعبہ کا حج (ضروری) ہے اور یہ اس شخص پر جو وہاں تک جا سکے۔ چونکہ یہ حکم سال کے آخر میں نازل ہوا تھا اس لئے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو فعال حج کی تعلیم میں مشغولیت اور آئندہ سال کے لئے سفر حج کے اسباب کی تیاری میں مصروفیت کی وجہ سے خود حج کے لئے تشریف نہیں لے جا سکے، بلکہ اس سال یعنی سن ۹ ھ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کو

حاجیوں کا امیر مقرر فرما کر مکہ بھیج دیا تا کہ وہ لوگوں کو حج کرا دیں اور پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خود سال آئندہ یعنی سن ۱۰ھ میں اس حکم الٰہی کی تعمیل میں حج کے لئے تشریف لے گئے یہ عجیب اتفاق ہے کہ فرضیت کے بعد آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہی پہلا حج کیا جو آخری حج بھی ثابت ہوا۔ چنانچہ یہی حج "حجۃ الوداع" کے نام سے مشہور ہے اسی حج کے بعد آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چہرہ عالمتاب اور وجود پرنور نے اس دنیا سے پردہ کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(مشکوۃ شریف حج کا بیان)

کتبـــــــہ

محمد اسماعیل خان امجدی

****

مکہ میں مقیم عمرہ کا احرام کہاں سے باندھے گا؟ حج بدل میں قربانی کس کے نام سے ہوگی؟

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

۱۔ جو مکہ میں مقیم ہو اسے عمرہ کے لئے احرام باندھنا ہر بار مسجد عائشہ جا کر پورا کرنا ہوگا؟

۲۔ حج بدل میں قربانی کس کے نام سے ہوگی فاعل یا مفعول کی طرف سے؟ سائل: عبداللہ نوادہ بہار

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــواب بعونـــــــه تعـــــــالى

مکی حقیقی ہو یا حکمی اس کو احرام باندھنے کے لئے حدود حرم سے باہر جانا ہوگا پھر وہ جہاں سے بھی احرام باندھے مگر اس کے لئے تنعیم (مسجد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے عمرہ کا احرام باندھنا افضل ہے کیونکہ جعرانہ سے عمرہ کا احرام باندھنا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فعل ہے اور تنعیم سے احرام باندھنے کا آپ نے حکم فرمایا اور احناف کے یہاں قاعدہ ہے کہ قول و فعل پر راجح ہوتا ہے۔

چنانچہ اسعد محمد سعید الصاغر لکھتے ہیں کہ:

والدليل القولي مقدم علينا على الفعلي

یعنی ہمارے نزدیک دلیل قولی (دلیل) فعل پر مقدم ہوتی ہے۔

(التسیر فی الفقه الحنفی ص 633)

لہذا تنعیم سے احرام باندھنا افضل ہے چنانچہ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی لکھتے ہیں اور ان سے علامہ عالم بن العلاء الانصاری نے نقل کیا کہ:

"و فی الهدایة الا ان التنعیم افضل لورود الاثر به" اھ

یعنی ہدایہ میں ہے مگر وروداثر کی وجہ سے تنعیم (سے عمرہ کا احرام باندھنا) افضل ہے" اھ

(هدایه اولین ص 148 : کتاب الحج)

اور علامہ فخرالدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفی لکھتے ہیں کہ:

" و التنعیم افضل لامره علیه الصلوة والسلام بالاحرام منه " اھ

یعنی تنعیم افضل ہے کیونکہ نبی ﷺ نے وہاں سے احرام باندھنے کا حکم فرمایا ہے" اھ

(تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ج2 ص 248 : کتاب الحج)

اور علامہ علاؤ الدین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں کہ:

"وافضلة التنعیم وهو تقرب المواضع من مكة عند مسجد عائشة رضی الله عنها و یعرف الان عند العوام بالعمرة الجدیدة" اھ

یعنی اس کا افضل تنعیم ہیں اور تمام جگہوں میں مکہ سے زیادہ قریب ہے مسجد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ہے اور (وہاں سے عمرہ) اب عوام کے یہاں عمرہ جدیدہ کے نام سے معروف ہیں اور (اب عوام میں چھوٹا عمرہ کے نام سے معروف ہے)" اھ

(الهدایه العلائیه ص 109 : احکام الحج، العمرة و احکامها)

اور محمد سعید الصاغر لکھتے ہیں کہ:

تنعیم (عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے) افضل ہے تنعیم صرف اس کے لئے افضل ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اور اپنی بہن (ام المؤمنین) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم لے جائیں کہ وہاں سے احرام باندھیں" اھ

(التسیر فی الفقه الحنفی ص 633 : کتاب الحج، و احکام العمرة)

۲۔ حج تین طرح کا ہوتا ہے افراد، تمتع اور قران۔

ان میں حج افراد میں قربانی واجب ہی نہیں ہے تمتع اور قران میں واجب ہے اب حج بدل

کرانے والے نے اگر حج تمتع یا قران کرنے کو کہا یا عرفاً تمتع یا قران کی اجازت ثابت ہوئی ہے تو اس کی قربانی حج بدل کرنے والا اپنی طرف سے کریگا۔

کنز الدقائق میں ہے کہ:

"و دم القران والجناية على المامور"

(کنز الدقائق مع البحر ج3ص117)

اور اسی کے تحت البحر الرائق میں فرمایا کہ:

"و اراد بالقران دم الجمع بين النسكين قرانا كان او تمتعا كما صرح به غاية البيان لكن بالاذن المتقدمة"

(البحر الرائق ج3ص117)

اور درمختار میں ہے کہ: و دم القرآن و التمتع و الجناية على الحاج إن إذن له الأمر بالقرآن و التمتع

(در مختار مع الرد المحتار ج3ص32)

اور لباب میں ہے کہ: لو امره بالقران او التمتع فالدم على المامور

(اللباب: باب الحج عن الغير ص305)

ان ارشادات سے بخوبی عیاں ہے کہ حج بدل کرنے والا حج کی قربانی اپنی طرف سے کرے گا۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی علیمیہ، کتاب الحج)

کتبــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۲۱ جون بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

عورت بغیر محرم کے حج یا عمرہ کرنے جا سکتی ہے یا نہیں اور جانے کا طریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعدہ عرض خدمت پیش ہے کہ جس عورت کے پاس خاوند یا لڑکا نہیں ہے وہ عورت حج یا عمرہ

کیسے ادا کرے مفصل ومدلل جواب عنایت عطافرمائیں۔سائل فقیر زین العابدین قادری ضلع بلرام پور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

عورت کو بغیر محرم کے حج یا عمرہ خواہ کسی اور کام کے واسطے سفر کرنا ناجائز ہے۔

مسلم شریف میں ہے:

" لایحل لامرأة تؤمن باالله والیوم الآخر أن تسافر مسیرة یوم ولیلةالا مع ذی رحم محرم یقوم علیها "

ترجمہ:۔حلال نہیں اس عورت کو ایمان رکھتی ہو اللہ اور قیامت پر کہ یہ منزل کا بھی سفر کرے محرم کے ساتھ جو اس کی حفاظت کرے۔

(باب فی کم یقصر الصلاة صفحه 147)

بخاری شریف میں ہے:

" لایحل لامرأة تؤمن باالله والیوم الآخر أن تسافر ثالثة ایام و فی روایةیوما ولیلة الا معهازوجها أو ذو رحم محرم منها "

ترجمہ:۔حلال نہیں کسی عورت کو جو اللہ تعالی اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ یہ ایک منزل بھی سفر کو جائے جب تک ساتھ میں شوہر یا اور رشتے دار نہ ہو جس سے ہمیشہ ہمیشہ کو نکاح حرام ہے

(باب فی کم یقصر الصلاة صفحه188)

ردالمحتار میں ہے:

" فلا یجب الأداء بل علیه الاحجاج أو الایصاء عند الموت وهی خمسة سلامة البدن، وأمن الطریق، وعدم الحبس،والمحرم أو الزوج للمرأة،وعدم العدةلها "

(ج3 کتاب الحج مطلب فیمن حج بمال حرام صفحه 456/455)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

" منها المحرم للمرأة شابة کانت أو عجوزا اذا کانت بینها و بین مکة

مسيرة ثلاثة ايام هكذا في المحيط وان كان أقل من ذلك حجت بغير محرم كذا في البدائع "

ترجمہ منجملہ ان کے یہ ہے کہ اگر مکہ تک تین دن کا راستہ ہو تو عورت کے واسطے کوئی محرم ہونا ضروری ہے خواہ جوان عورت ہو خواہ بوڑھی عورت ہو یہ محیط میں لکھا ہے اور اگر تین دن سے کم کا راستہ ہو تو بغیر محرم کے حج کو جاسکتی ہے یہ بدائع میں لکھا ہے۔

(ج 1 كتاب المناسك و فيه سبعة عشر بابا صفحه 219)

نیز فرماتے ہیں فتاوی ہندیہ میں ہے:

" و لا تسافر المراة بغير محرم ثلاثة ايام وما فوقها "

ترجمہ: عورت سفر نہ کرے بغیر محرم کے تین دن یا اس سے زیادہ۔

(الباب الخامس عشر في صلاة المسافر صفحه 142)

ہاں اگر وہ حج یا عمرہ کرنی چاہتی تو نکاح کرے اگر یہ خوف ہو کہ اس سے نکاح کرنے کے بعد وہ نہ جائے گا یا اندیشہ ہو کہ شوہر موافق مزاج نہ نکلے گا اس طور پر نکاح کرے کہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ والرضوان فرماتے ہیں کہ اس کی تدبیر یہ ہے کہ اس شرط پر نکاح کرے کہ اگر اس سال میرے ساتھ حج کو نہ جائے تو مجھ پر ایک طلاق بائن ہو اور جب بعد حج میں واپس آؤں اور اپنے مکان میں قدم رکھوں تو فوراً مجھ پر طلاق بائن ہو، یوں اگر وہ نہ گیا تو طلاق ہو جائے گی اور اگر گیا تو واپسی پر عورت جس وقت اپنے مکان میں قدم رکھے گی نکاح سے نکل جائے گی، اور بہتر اور آسان تر یہ ہے کہ اس شرط پر نکاح کرے کہ مجھے ہر وقت اپنے نفس کا اختیار ہے کہ جب کبھی چاہوں اپنے آپ کو ایک طلاق بائن دے لوں، یوں اس کے نہ جانے یا واپس آنے پر اور اس کے بعد بھی ہر وقت کو اختیار رہے گا مرضی ہو اس کی زوجیت میں رہے نہ مرضی ہو اپنے آپ کو ایک طلاق بائن دے کر جدا ہو جائے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 702)

کتبـــــہ

محمد مظہر حسین سعدی رضوی اتر دیناجپور بنگال

۱۴ ستمبر بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

* *

حالت ناپاکی میں مع طواف سعی بھی منع ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حالت ناپاکی میں سعی کی ممانعت کیوں؟ جبکہ صفا و مروہ داخل مسجد نہیں ہے! بینوا توجروا۔سائل محمد ساحل احمد آباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعــــــــــالی

صحت طواف کیلئے طہارت واجب ہے صحت سعی کیلئے واجب نہیں سعی بغیر طہارت بھی ہوسکتی ہے البتہ سعی چونکہ طواف پر مرتب اور اس کے تابع ہے اس لئے اگر عورت حیض ونفاس میں ہوگئی تو طواف نہیں کرے گی اور جب اس کا طواف نہیں ہوا تو سعی بھی نہیں ہوئی کیوں کہ یہ اس کے تابع تھی جب متبوع نہیں تو تابع بھی نہیں ہوگا۔

اس لئے کہ اگر کسی نے بغیر طہارت سعی کیا جب کہ پہلے طہارت کے ساتھ اس کا طواف ہو چکا تھا مثلا: عورت نے طہارت کے ساتھ طواف کیا اور بعد طواف حیض آ گیا اور اس نے اسی حالت میں سعی کر لی تو دونوں جائز و درست ہے اور عورت پر کچھ واجب نہیں ہوگا اور اگر سعی کو طہارت کے ساتھ کیا مگر طواف بغیر طہارت کیا تو اگر چہ یہ طواف ہوگیا مگر اس پر ایک بڑے جانور کی قربانی اور گناہ سے توبہ لازم ہے لیکن بغیر طہارت سعی کرنے پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ صحت سعی کی شرط صحت طواف ہے نہ کہ طہارت لہذا اگر طواف صحیح تو سعی صحیح "واذ لیس فلیس " ان تمام تفصیلات کو ملک العلماء علامہ کاسانی قدس سرہ نے قلمبند کیا ہے۔واللہ تعالی اعلم

(بحوالہ فتاوی علیمیہ جلد اول ص ۴۶۶)

کتبــــــہ

محمد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۳۱ جولائی بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

عورت محرم کے بغیر حج کو نہیں جاسکتی ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے اسلام کہ کوئی ایسی صورت ہے کہ عورت کا بغیر محرم کے حج کو جانا جائز ہو۔سائل محمد زین العابدین قادری بلرامپور یوپی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــــــالى

عورت کو بغیر محرم حج کو جانا جائز نہیں اگر بغیر محرم کے چلی گئی اور حج کرلیا تو فرض ساقط اور حج مع الکراہۃ ادا ہوگی صحیح بخاری کی حدیث پاک ہے:

'عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَاليَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لَيْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ

حلال نہیں اس عورت کو کہ ایمان رکھتی ہو اللہ اور قیامت پر کہ ایک منزل کا بھی سفر کرے مگر محرم کے ساتھ جو اس کی حفاظت کرے۔

(صحیح بخاری باب فی کم یقصر الصلوٰۃ وسمہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوماً ولیلۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۴۸ ۔۱۴۷،صحیح مسلم فی الحج باب سفر المرأۃ مع محرم إلی حج وغیرہ رقم ۱۳۳۹)

اور امام ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

(قَوْلُهُ وَلَا يَجُوزُ لَهَا أَنْ تَحُجَّ بِغَيْرِهِمَا إِذَا كَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ مَكَّةَ مَسِيرَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا) لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَا تَحُجَّنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ وَلِأَنَّهَا بِدُونِ الْمَحْرَمِ يُخَافُ عَلَيْهَا الْفِتْنَةُ وَيَزْدَادُ بِانْضِمَامِ غَيْرِهَا إِلَيْهَا وَلِهَذَا تَحْرُمُ الْخَلْوَةُ بِالْأَجْنَبِيَّةِ وَإِنْ كَانَ مَعَهَا غَيْرُهَا

اور عورت کے لئے حکم دیا جائے گا کہ اس کے لئے محرم ہو جس کے ساتھ وہ حج کرے یا اس کا خاوند ہو اور ان دونوں کے سوا عورت کے لئے حج پر جانا جائز نہیں جب اس عورت کے اور مکہ کے درمیان تین دن کی مسافت ہو۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی عورت محرم کے بغیر حج پر نہ جائے کیونکہ بغیر محرم کے فتنے کا اندیشہ ہے اور اس کے ساتھ اس کے سوا ملنے سے فتنے میں اضافہ ہوگا اسی دلیل کی بنیاد پر اجنبی عورت کے ساتھ خلوت حرام ہے اگر چہ اس کے ساتھ اس کے سوا بھی ہو۔

(الهداية فی شرح بداية المبتدء المجلد الاول الصفحه ۱۳۳)

اور درمختار میں علامه علاء الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ علیه الرحمه فرماتے هیں:

"مَعَ (زَوْجٍ أَوْ مَحْرَمٍ) (بَالِغٍ) (عَاقِلٍ) (غَيْرِ مَجُوسِيٍّ وَلَا فَاسِقٍ) لِامْرَأَةٍ حرَّةٍ وَلَوْ عَجُوزًا فِي سَفَرٍ وَهَلْ يَلْزَمُهَا التَّزَوُّجُ قَوْلَانِ وَلَوْ حَجَّتْ بِلَا مَحْرَمٍ جَازَ مَعَ الْكَرَاهَةِ"

(درمختار کتاب الحج مطبع مجتبائی دهلی ۱/ ۱۶۱۔۱۶۰)

عورت حج کو جانا چاہتی اور محرم نہ پائے اور شوہر نہ رکھتی ہو اس کی تدبیر مجدد اعظم حضور اعلی حضرت علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

عورت کسی کفو سے نکاح کر کے اسے ساتھ لے جائے پھر اگر نکاح کو باقی رکھنا نہ چاہے اور اندیشہ ہو کہ دوسرے کی پابند ہو جائیگی تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ (فلاں) کفو کے ساتھ نکاح کرنے کا اس شرط پر کہ جب میں سفر حج سے اپنے مکان پر واپس آؤں مکان میں قدم رکھتے ہی فوراً مجھ پر ایک طلاق بائن ہو، پھر وکیل کرے یہ وکیل یونہی نکاح کرے یعنی ان سے کہے میں نے فلانہ بنت فلاں بن فلان اپنی موکلہ کو اتنے مہر کے عوض اس شرط پر تیرے نکاح میں دیا کہ جب وہ عورت بعد حج اپنے گھر واپس آئے مکان میں داخل ہو فوراً اس پر ایک طلاق بائن ہو، شوہر کہے میں نے اسے اس شرط پر قبول کیا، اب بعد واپسی گھر میں آتے ہی فوراً اس کے نکاح سے نکل جائے گی جسے وہ کسی طرح نہیں روک سکتا۔ واللہ اعلم

(فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ٦٨٤ قدیم رضا اکیڈمی ممبئی)

کتبـــــه

محمد منظر رضا نوری چھپرہ سارن بہار

۱۴ ستمبر بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

میقات سے پہلے اگر عورت کو حیض آجائے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہندہ ہندوستان سے عمرہ کے لئے مکّہ مکرمہ نکلی لیکن وہ سب سے پہلے مدینۂ منورہ میں قیام کی وہاں پہ کچھ دن قیام کرنے کے بعد مکّہ کے لئے روانہ ہوئی میقات آنے سے پہلے ہندہ کو حیض آگیا جب ہندہ میقات پر پہنچی تو نہ نماز پڑھی نہ احرام باندھی لیکن اسنے تلبیہ پڑھلی تو اب کیا ہندہ کو دم دینا پڑیگا یا نہیں جب وہ مکّہ شریف پہونچ گئی تو کچھ دن رہنے کے بعد وہ پاک ہوگئی تو اب عمرہ کرسکتی ہے یا نہیں۔سائل محمّد نذیر برکاتی نیپال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

صورت مسئولہ میں ھندہ نے میقات پر بنیت احرام تلبیہ کے کلمات ادا کئے تھے تو وہ اسی وقت احرام والی ہوگئی تھی اور وہ مسلسل احرام میں ہی تھی اور اس نے ماہواری سے پاک ہو کر اسی احرام کے ساتھ عمرہ ادا کرنا تھا۔

اور اگر اس نے میقات پر بنیت احرام تلبیہ کے کلمات نہیں پڑھے تھے تو وہ احرام والی نہیں ہوئی اور وہ بلا احرام مکہ مکرمہ پہنچی ہے جو کہ گناہ ہے جس کے لئے اس پر توبہ لازم ہے اور اس پر ایک عمرہ اور دم لازم آیا اور دم ساقط ہونے کی صورت یہ ہے کہ وہ کسی میقات کو لوٹے اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئے اور عمرہ ادا کرے جیسے طائف کی جانب دو میقات ہیں ایک وادی محرم دوسری السیل الکبیر یہ میقاتیں دوسروں کی بنسبت قریب ہیں؛ اب جو بھی صورت ہو سائل اس کے مطابق عمل کرلے۔واللہ اعلم

کتبہ

محمد عطاء اللہ النعیمی (پاکستان) کراچی

۱۵ فروری بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

* *

مرحوم و مرحومہ کے نام پر عمرہ وطواف کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص عمرہ کرنے کے لئے گیا وہاں جا کر مرحوم و مرحومہ کے نام پر عمرہ وطواف کرسکتا ہے یا نہیں اور جو لوگ حیات میں ہیں انکے نام سے عمرہ

وطواف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ جیسے ماں باپ بھائی بہن وغیرہ وغیرہ۔فقط والسلام۔سائل محمد علی مظفر پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

مذہب حق اہل سنت و جماعت کے مطابق مسلمان اپنے نیک اعمال کا ثواب کسی بھی زندہ مردہ مسلمان مرد یا عورت کو دے سکتا ہے چنانچہ درمختار میں ہے کہ:

"الاصل ان کلّ من أتی بعبادۃ ماله جعل ثوابها لغیرہ"اھ"

(ج4ص10)

اور ردالمحتار میں ہے کہ: بعبادۃ ما ای سواء کانت صلاۃ او صوما او صدقة او قرأۃ او ذکرا او طوافا او حجا او عمرۃ الی قوله عن المحیط الافضل لن یتصدق نفلا ان یتولی لجمیع المؤمنین و المؤمنات لانها تصل الیهم ولا ینقص من أجرہ شئی۔

(ردالمحتار ج4ص12/11)

اور اسی میں ہے کہ: لغیرہ ای من الاحیاء و الاموات بحر عن البدائع

(حوالہ سابق)

اور مجدد دین وملت سیدی اعلیحضرت امام احمد رضا خان قدس ایک سوال کے جواب میں رقمطراز ہیں کہ: اللہ تعالی کے کرم عمیم وفضل عظیم سے امید ہے کہ سب کو پورا پورا ثواب ملے گا اگر چہ ایک آیت یا درود یا تہلیل کا ثواب آدم علیہ السلام سے قیامت تک کے تمام مومنین ومومنات احیاء واموات کے لئے ہدیہ کرے۔

(فتاوی رضویہ ج4ص198)

اس تفصیل سے واضح ہوگیا کہ عامر زندہ مردہ کسی بھی مومن ومومنہ کی طرف سے طواف وعمرہ کر سکتا ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۱۳۰پریل بروز منگل ۲۰۱۹عیسوی

* *

حج یا عمرہ میں سر کے بال کیوں مونڈاتے ہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ حج کے دوران سر کے بال کیوں مونڈاتے ہیں جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔سائل محمد نوشاد عالم کانپور

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

سب سے پہلے یہ جان لیں کہ حج وعمرہ کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی اداؤں کی یاد ہے۔شیطان کو کنکر مارنا،حجر اسود کو بوسہ دینا،کہیں اکڑ کے چلنا اور کہیں رک جانا،صفا ومروہ کے درمیان دوڑنا،کبھی کنگھی کرنے کی ممانعت اور کبھی بال منڈوانا،کہیں مکھی و مچھر مارنے کی بھی ممانعت اور کہیں جانوروں کی قربانی دینا یہ اعمال اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی اداؤں کی یاد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو عبادت کا درجہ دے دیا ہے۔اسی طرح حلق کروانا سنتِ رسول اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔اب اسکے متعلق حدیث شریف ملاحظہ کریں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِينَ

حضور نبی اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے اللہ! سر مونڈواتے والوں پر رحم فرما۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم)!اور بال کٹوانے والوں پر؟ آپ (صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اے اللہ سر منڈانے والوں پر رحم فرما! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم)!اور بال کٹوانے والوں پر؟ آپ نے فرمایا اور بال کٹوانے والوں پر"۔

صحیح بخاری کی روایت میں یہ اضافہ ہے:

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي نَافِعٌ رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ قَالَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ وَقَالَ فِي الرَّابِعَةِ وَالْمُقَصِّرِينَ

حضرت لیث نے نافع سے روایت کی ہے کہ آپ نے ایک یا دو مرتبہ رَحِمَ اللہُ الْمُحَلِّقِيْنَ کہا۔عبیداللہ نے نافع سے روایت کی کہ آپ نے چوتھی مرتبہ وَالْمُقَصِّرِيْنَ کہا"۔
(بخاري شريف جلد 2: صفحہ 616 مسلم شريف جلد 2: صفحہ 945)

ایک روایت میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَلِلْمُقَصِّرِينَ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَلِلْمُقَصِّرِينَ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ وَلِلْمُقَصِّرِينَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! سر مونڈانے والوں کی مغفرت فرما۔لوگ عرض گزار ہوئے: اور بال ترشوانے والوں کی۔فرمایا: اے اللہ سر مونڈانے والوں کی مغفرت فرما۔لوگ عرض گزار ہوئے: اور بال ترشوانے والوں کی۔یہ تین مرتبہ کہا اور پھر فرمایا: اور بال ترشوانے والوں کی بھی"۔
(بخاري شريف جلد 2: صفحہ 617 مسلم شريف جلد 2: صفحہ 946

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلق کروانے کے بارے میں مروی ہے:

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رضى الله عنهما قَالَ حَلَقَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم وَطَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ

حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر منڈایا اور آپ کے اصحاب میں سے ایک جماعت نے بھی جب کہ بعض نے ترشوائے۔

(بخاري شريف جلد 2: صفحہ 617)

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خود حلق کروانا (سر کے بال منڈوانا) اور سر کے بال منڈوانے اور ترشوانے والوں کے لیے دعا کرنا ثابت ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریلی دربھنگہ بہار
۷ اپریل بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

کافر کی دی ہوئی رقم سے حج کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کوئی کافر اپنی خوشی سے مسلم کو حج پر بھیجے تو یہ کرنا صحیح ہے یا نہیں جلد از جلد جواب عنایت فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے گا۔سائل نظام اختر پیلی بھیت

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــہ تعــــــــــالی

صورت مسئولہ جب کافر نے اپنی خوشی سے روپیہ مسلمان کو دیا تو اس کو لینا جائز ہے اور جائز رقم سے حج کرنا بھی جائز ہے۔حضور مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: جب گورمنٹ ایک رقم اپنی رضا سے خود زائد دیتی ہے تو اس کو لینے میں کوئی حرج نہیں۔

(فتاوی مصطفویہ ص ۴۱۴)

اور ظاہر ہے کہ یہاں کے کافر حربی ہیں اور گورمنٹ حربی کافروں کی ہے اور بغیر غدر و دھوکہ کے ان سے مال لینا مباح اور مذکورہ سوال میں کافر بغیر کچھ دئے اپنی خوشی سے دے رہا ہے تو یہ بدرجہ اولی جائز ہے۔

(فتاوی مشاہدی جلد اول ص ۲۳۷؛ ۲۳۸)

اکثر کتب فقہ وفتاوی میں تحریر ہے کی کافر حربی اپنی خوشی سے مسجد کی تعمیر یا دیگر کاموں کے لئے پیسے دے تو چند شرطوں کے ساتھ لینا اور ہر جائز کام میں یہاں تک کہ مسجد و مدرسہ کی تعمیر اور تمام نیک کاموں میں صرف کرنا جائز ہے۔

لہٰذا اگر کافر نے اپنی خوشی سے رقم دے؛ یا ٹکٹ دلوا کر حج کو بھیجے تو حج کرنا جائز ہوگا البتہ اگر بطور احسان یا اس لئے دے رہا ہے کہ ہماری دھارمک پروگرام میں وہ بھی ہماری مدد کرے تو رقم نہ لینا یا اس کے دلوائے ہوئے ٹکٹ سے حج نہ کرنا ہی بہتر ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

محمد اختر رضا قادری رضوی سرکھیت (نیپال)

۱۰ اپریل ۲۰۲۰ء مطابق ۱۵ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

* *

حج بدل کے عوض قرضدار کو قرض دینا افضل ہے کہ حج بدل کرانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص نے پچھلے سال حج کر لیا تھا. اب وہ حج بدل کروانا چاہتا ہے تو کیا وہ حج بدل کے بدلے کسی ضرورت مند قرضدار کو روپیہ دے سکتا ہے؟ یا حج بدل ہی کرنا ضروری ہے؟ جواب جلد عنایت فرمائیں۔ سائل عبد اللہ مصطفائی فیضی کچھ گجرات

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــواب بعونـــــــه تعـــــــالى

قرض دار کو رقم دے دینا زیادہ افضل ہے حج بدل کرانے سے اور یہ نفلی حج بدل ہے اس لیے کہ اس نے حج مفروضہ کو ادا کر لیا ہے جیسا کہ فقیہ اعظم ہند حضور صدر الشریعۃ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ: مسافر خانہ بنانا حج نفل سے افضل ہے اور حج نفل صدقہ سے افضل یعنی جب کہ اس کی زیادہ حاجت نہ ہو ورنہ حاجت کے وقت صدقہ حج نفل سے افضل ہے۔

(بہار شریعت حصہ ششم صفحہ ۱٦٧ بحوالہ فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ٣٦٤)

ہاں وہ اپنے اہل وعیال میں سے کسی کے نام حج بدل کرانا چاہتا ہے جس پر حج فرض تھا لیکن حج ادا نہ کر سکا یا کسی نے وصیت کی تھی مثلاً اس نے کہا کہ میرے طرف سے حج بدل کرا دیا جائے تو اس صورت میں حج بدل ہی کرانا ضروری ہے اگر وصیت کرنے والے کے مال سے حج بدل کرانا چاہتا ہے تو اس کے مال کے تہائی حصہ سے حج بدل کرائے۔

جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے: ان مات عن وصية لا يسقط الحج عنه واذا حج عنه يجوز عندنا ويحج عنه من ثلث ماله سواء قيد الوصية بالثلث بان اوصى ان يحج عنه بثلث ماله او اطلق بان اوصى بان يحج عنه هكذا في البدائع۔

اور ایسا ہی بہار شریعت حصہ ششم صفحہ ۱۸۰ پر بھی ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

محمد عمران القادری التنویری سدھارتھ نگر یوپی

١٦ فروری ٢٠٢٠ء مطابق ٢١ جمادی الآخر ١٤٤١ھ بروز اتوار

****

حج وعمرہ میں مانع حیض دوا استعمال کرنا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام کہ ایام حج میں عورتوں کو خون حیض نہ آئے اس کے لیے بیس یا چالیس دن تک عورتوں کو ٹیبلیٹ دی جاتی ہے عرض یہ ہے کہ کیا اس طرح خون حیض کو روکنا شرعا درست ہے دوسرا یہ کہ کیا اب عورت کو جن ایام میں حیض آتا تھا اور اس بار دوا کی وجہ سے نہیں آیا تو وہ پاک شمار کی جائے گی یعنی نماز وروزہ کرسکتی ہے یا نہیں؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ المستفتی افتخار القادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالی

عورتوں کا حج وعمرہ نیز دیگر عبادات بدنیہ کے لئے حیض بند کرنے والی ادویہ کا استعمال کرنا ممنوع ہے کیونکہ حیض کے خون کو روک لینا صحت کے لئے مضر ہے جس سے بیماری پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اور جو چیز مضر صحت ہو وہ شرعا ممنوع ہوتی ہے: لہٰذا عورتوں کو منع حیض کی دوا نہیں استعمال کرنی چاہئے لیکن اگر استعمال کر چکی ہیں تو اس سے حج وعمرہ اور دیگر عبادات بدنیہ مثلا صوم وصلاۃ وغیرہ میں کوئی خرابی نہ آئے گی کیونکہ دم حیض کا آنا ہی مانع صلاۃ وصوم وطواف تھا۔

ہدایہ میں ہے کہ: والحيض يسقط عن الحائض الصلاة ويحرم عليها الصوم ولا تطوف بالبيت ۔ والله تعالى اعلم

(هدايه ج 1 ص 63 : باب الحيض و الاستحاضة ، بحوالہ فتاوی مرکز تربیت افتاء ج 1 ص 500)

کتبــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۲۳ اپریل ۲۰۱۹ عیسوی بروز منگل

****

کتاب النکاح

(نکاح کابیان)

اگرکسی سنی کا نکاح کوئی بدمذہب پڑھادے تو کیا نکاح ہوجائے گا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل میں کہ وہابی مولوی سے نکاح پڑھوانا کیسا ہے؟ زید جوکہ سنی صحیح العقیدہ مسجد کاامام ہے وہ فرماتے ہیں کہ وہابی امام نے نکاح پڑھایا تو نکاح سرے سے لازم ہی نہیں ہوگا جبکہ بکر بھی دوسری مسجد کاامام ہے جن کا قول ہے کہ وہابی سے نکاح پڑھایا جاسکتا ہے اور بکر حوالے میں فتاوی رضویہ شریف کا نام لیتا ہے؟ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ دونوں اشخاص میں کس کا قول درست ہے نیز کیاواقعی سرکار اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے وہابی کا نکاح پڑھانا جائز قرار دیا ہے؟ سائل

محمد خالد رضانوری شاہجہاں پوریوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

بدمذہب نے اگرنکاح پڑھادیا تو نکاح تو ہوجائے گا اگرچہ سنی کا اس سے نکاح پڑھوانا جائز نہیں کیونکہ بدعقیدہ سے نکاح پڑھوانے میں اس کی تعظیم ہے اور بدمذہب کی تعظیم جائز نہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ مرتد کو وکیل کرسکتے ہیں یعنی اس کی وکالت صحیح ہوجائے گیا گرچہ اس سے میل جول اختلاط حرام ہے۔

ہندیہ میں ہے:

" تجوز وکالة المرتد بان وکل مسلم مرتدا و کذا لو کان مسلما وقت التوکیل ثم ارتد فھو علی وکالته الا ان یلحق بدار الحرب فتبطل وکالته کذا فی البدائع "

(الفتاوی الھندیۃ کتاب الوکالۃ ج 3 ص 563)

اعلیٰ حضرت مجدد اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ تیرہ سطر بعد تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی ہندو مشرک

زوجین کوایجاب وقبول روبروئے گواہان کرادے اور شرائط صحت متحقق ہوں نکاح ہوجائے گا۔
(فتاویٰ رضویہ جلدنہم کتاب النکاح صفحہ 102 / 103 مطبوعہ امام احمدرضا اکیڈمی بریلی شریف)

صورت مسئولہ مذکورہ میں بکر کا کہنا کہ وہابی سے نکاح پڑھایا جاسکتا ہے غلط ہے اعلیٰ حضرت امام احمدرضا قادری بریلوی قدس سرہُ العزیز نے وہابی سے نکاح پڑھوانے کو جائز نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ اگر وہ پڑھادے تو نکاح ہوجائے گا کہ نکاح باہم ایجاب وقبول کا نام ہے رہا زید کا قول کہ بدمذہب اگر کسی سنی کا نکاح پڑھادے تو ہوگا ہی نہیں تو یہ بھی غلط ہے لہٰذا کسی بدمذہب سے نکاح نہ پڑھوائیں۔واللہ اعلم

کتبـــــــہ

ابوالاحسان قادری رضوی مہاراشٹر

۲۳ صفرالمظفر ۱۴۴۳ھ بروز جمعہ

****

ام المومنین حضرت زینب کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس نے پڑھایا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالی کا نکاح حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ کس نے پڑھایا اور کس جگہ پڑھایا مع حوالہ جواب دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔سائل محمد سجاد حیدر مسکن دربھنگہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــہ تعــــــــالی

حضرت زینب بنت جحش کا پہلا نکاح حضرت زید بن حارثہ جوکہ اللہ کے رسول ﷺ کے متبنی بیٹے تھے ان سے ہوا لیکن کسی وجہ سے تعلقات خوشگوار نہ ہوسکے اور طلاق ہوگئی اس کے بعد خود اللہ تعالی نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح آسمان دنیا پر کیا۔

روایت ہیکہ رسول اللہ ﷺ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں تشریف لے گئے ,انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ بغیر خطبہ اور بغیر گواہ کے آپنے میرے ساتھ نکاح فرمالیا؟ ارشاد

فرمایا کہ تیرے ساتھ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے کر دیا ہے اور حضرت جبریل علیہ السلام اور دوسرے فرشتے اس نکاح کے گواہیں۔

(سیرت مصطفٰے ﷺ ص 464)

مزید تفصیل کے لئے سورہ احزاب آیت نمبر ۳۷ "فلما قضی زید منها و طرا زوجنکها" کا ترجمہ وتفسیر مطالعہ کریں مفید ثابت ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۱۹ جون بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

شاھدین کے سامنے منکوحہ کا فقط غیر سے امتیاز ہونا ہی کافی ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں سوال عرض یہ ہے کہ نکاح کے گواہوں کے لئے منکوحہ کو جاننا ضروری ہے یا نہیں اور اگر کسی شخص نے گواہوں کے سامنے منکوحہ اور اس کے والد کا نام لیا جب کہ گواہ نہ تو منکوحہ کو جانتے ہیں اور نہ منکوحہ کے والد کو۔ تو اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں بینوا توجروا بحوالہ جواب سے نواز دیں۔ سائل محمد اشتیاق عطاری فیروزاباد یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــــالی

صورت مسئولہ میں نکاح ہوگیا اس لیے کہ وقت نکاح لڑکی کا فقط اپنے غیر سے ممتاز ہونا ضروری ہے وہ چاہے سامنے چہرہ دکھا کر ہو یا اشارہ سے ہو یا غیبت کی صورت میں اسکا یا اسکے باپ یا دادا وغیرہما کا نام لیکر ہو۔

پس صورت مسئولہ میں جبکہ منکوحہ اور اسکے باپ نام کاذکر کر دیا گیا تو غیر سے امتیاز کے لیے اتنا ہی کافی ہے، منکوحہ یا اسکے باپ کی شخصیت کا جاننا ضروری نہیں۔

جیسا کہ ردالمحتار میں ہے:

"ولا بد من تمييز المنكوحة عند الشاهدين لتنتفي الجهالة فان كانت

حاضرة منتقبة كفى الاشارة اليها و الاحتياط كشف وجهها وان كانت غائبة ولم يسمعوا كلامها بأن عقد لها و كيلها فان كان الشهود يعرفونها كفى ذكر اسمها اذا علموا انه ارادها وان لم يعرفوها لا بد من اسمها و اسم ابيها و جدها - والظاهر ان المراد بالمعرفة ان المقصود عليها هى فلانة بنت فلان الفلانى لا معرفة شخصها الخ۔ والله تعالى اعلم

(رد المحتار ج ۴ ص ۸۹، ۹۰ کتاب النکاح زکریا بکڈپو ،هکذا قال الامام احمد رضا قدس سره القدسی فی الفتاوی الرضویة ج ۵ ص ۹۱ رضا اکیڈمی ممبئ

کتبــــــــــہ
محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور کیمری
۲۸ جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

****

کیا نکاح کے لیے شاہدین کا ہونا شرط ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام رہنمائی فرمائیں بغیر گواہوں کے نکاح منعقد ہوسکتا ہے ایک صاحب کا کہنا ہے گواہ شرط ہے کوئی ضرورت پیش آئے تو گواہ کی ضرورت پڑتی ہے اس لیے بغیر گواہ کے نکاح منعقد ہو جائے گی کیا یہ درست ہے جیسے کہ لڑکے نے کہا میں آپ کو اتنے مہر کے عوض اپنے نکاح میں لیتا ہوں تو کیا نکاح منعقد ہوگیا دلائل کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں کرم نوازش ہوگی۔سائل نور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــــالی

نکاح صحیح و درست ہونے کے لیے دو گواہان کا ہونا شرائط نکاح میں سے ہے بغیر گواہان کے نکاح منعقد نہ ہوگا جیسا کہ ہدایہ میں ہے:

" ولا ينعقد نكاح المسلمين الا بحضور شهدين حرين عاقلين بالغين

مسلمین رجلین أو رجل و امرأتین ۔

(ہدایہ مترجم، جلد،۵، صفحہ،۵۰، مکتبہ، شبیر برادز لاہور)

اور مرآۃ المناجیح میں ہے: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَغَايَا اللَّاتِي يُنْكِحْنَ أَنْفُسَهُنَّ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ . وَالْأَصَحُّ أَنَّهُ مَوْقُوفٌ عَلَى ابْنِ عَبَّاس. رَوَاهُ التِّرْمِذِيّ

روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ عورتیں زانیہ ہیں جواپنا نکاح بغیر گواہوں کے کرلیں اور زیادہ درست یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت ابن عباس پر موقوف ہے (ترمذی)

اس کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بغایا باغیۃ کی جمع ہے اور باغیہ بغاء سے بنا بمعنی زنا یعنی جو عورت کسی سے تنہائی میں بغیر گواہ نکاح کرلے تو یہ نکاح درست نہیں اور صحبت زنا کی طرح حرام ہوگی کیونکہ نکاح کے لیے دو گواہ شرط ہیں اسی پر تمام صحابہ و تابعین بلکہ تمام مسلمین کا اتفاق ہے کہ بغیر گواہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا۔

(مرقات ولمعات، مراۃ المناجیح، جلد،۵، صفحہ،۳۰، مکتبہ نعیمی کتب خانہ)

اور بہار شریعت میں شرائط نکاح شمار کرتے ہوئے صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: گواہ ہونا یعنی ایجاب و قبول دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ہوں گواہ آزاد، عاقل، بالغ ہوں اور سب نے ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سُنے ۔ بچوں اور پاگلوں کی گواہی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ (بہار شریعت، حصہ ہفتم ،نکاح کے شرائط)

صورت مسؤلہ میں گواہ کی جو غرض و غایت بیان کیا وہ درست ہے لیکن بغیر گواہ کے نکاح کو درست ماننے و کہنے والا خاطی ہے اور بغیر علم کے مسئلہ بتانا بھی حرام ہے لھذا اصل مسئلے کی وضاحت کرے اور جو بولا اس سے رجوع کرے ہاں اگر گواہان کی موجودگی میں لڑکا لڑکی اقرار کرے کہ اتنے مہر کے عوض نکاح میں لیتا ہوں تو نکاح منعقد ہوجائے گا۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

جابر القادری رضوی

۲ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

****

خنثیٰ مشکل سے نکاح ہو جائے تو کیا کریں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام مسئلہ ذیل میں زید کا نکاح انجانے میں جس عورت سے ہوا وہ ہجڑا نکل گئی تو زید کے لئے کیا حکم ہے نکاح ورکھنے نارکھنے کے بارے میں۔سائل نورالھدی نوری بلیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعــــــــــالی

وقت نکاح مثل زن تھی تو نکاح صحیح ہے مجدد اعظم اعلیحضرت علیہ الرحمہ سے اسی طرح کا سوال ہوا، دونوں ملاحظہ فرمائیں: منکوحہ زید میں کوئی علامت مرد وعورت سے نہیں صرف ایک مخرج ہے جس سے بول آتا ہے، مگر پستان اس کے مثل زنان ہیں،اس صورت میں یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ اور اگر زید اسے طلاق دے تو ادائے مہر ذمہ زید لازم ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

نکاح صحیح ہے اور نصف مہر بعد طلاق ذمہ زید پر واجب الادا کہ منکوحہ زید اگرچہ قبل از بلوغ بوجہ انتفائے ہر دو علامت از قبیل خنثیٰ تھی مگر جب بعد بلوغ اس کی پستانیں مثل پستانِ زن ظاہر ہوئیں تو اشکال زائل اور اس کا عورت ہونا منکشف ہوگیا،اب بلاشبہہ یہ نکاح اپنے محل میں واقع اور حل استمتاع کو شرعا مفید کہ شرائط صحت سب موجود ہیں اور موانع شرعیہ بالکل مفقود۔

فی تنویر الابصار:" من کتاب الخنثی ھو ذو فرج وذکر او من عری عن الانثیین فان ظھر لہ ثدی فامرأۃ"

تنویر الابصار کی خنثیٰ کی بحث میں ہے خنثیٰ وہ ہے کہ جس کا ذکر اور فرج دونوں ہوں یا خصیتین نہ ہوں،تو اگر اس کے پستان ظاہر ہو جائیں تو عورت قرار پائے گی۔

(فتاویٰ رضویہ جلد یازدہم صفحہ ۱۹۰ رضافاونڈیشن لاہور)

صورت مسؤلہ میں نکاح صحیح ہوا اب چاہے زید رکھے یا طلاق دے اس کی مرضی۔واللہ اعلم

کتبــــــہ

محمد منظر رضا نوری اکرمی نعیمی چھپرہ بہار

۲۱ جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

****

ٹیلی فون پر نکاح کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ٹیلی فون کے ذریعے نکاح کا شرعی حکم کیا ہے، جواب بحوالہ عطاء کریں۔ سائل ضیاء باڑاوی سیتامڑھی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــــه تعـــــــــــالی

شرائط نکاح میں سے ایک شرط ہے دوگواہوں کا ساتھ ساتھ ایجاب وقبول کے الفاظ سننا آج کل ایسے ٹیلی فون پائے جارہے ہیں کہ گواہان عاقدین کی آوازیں سن سکتے ہیں مگر اختلاف مجلس کے ساتھ یہ خرابی بھی ہے کہ عاقدین میں سے ایک کے حق میں بہر حال گواہ غائب ہوتے ہیں؛ اوراس کی آواز غائبانہ طور پر سنتے ہیں؛ اورفقہاء فرماتے ہیں کہ پردہ کے پیچھے سے سنی ہوئی آواز پر ہوتو گواہی جائز نہیں ہے جیسا کہ عالمگیری میں ہے:

لو سمع من وراء الحجاب لا يسعه ان يشهد لاحتمال ان يكون غيره إذ النغمة تشبه النغمة

اورفتاویٰ فیض الرسول میں ہے:

ٹیلی فون پر بولنے والے کی تعین میں عموماً اشتباہ رہتا ہے تواس ذریعے سننے والا گواہ نہیں بن سکتا ہے اس لیے ٹیلی۔فون کے ذریعے نکاح پڑھانا ہرگز صحیح نہیں۔

(فتاویٰ فیض الرسول ج۱/ص۵٦۰)

البتہ اگر عاقدین میں سے ایک ٹیلی فون کے ذریعے کسی کو وکیل بالنکاح بنادے اوروہ وکیل گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کے فرائض انجام دے تو یہ نکاح نافذ ودرست ہوگا اس لئے کہ ٹیلیفون کے ذریعے اب صرف وکیل بنایا گیا ہے اور بذریعے ٹیلی فون وکیل بننا درست ہے جس طرح فقہاء کرام نے بذریعے قاصد یا خط وکیل بنانے کو درست فرمایا ہے چنانچہ علامہ شمس الدین سرخسی قدس سرہ ارشادفرماتے ہیں:

لو ان الغائب وكل هذا الحاضر بكتاب كتبه اليه حتى زوجها منه كان صحيحا

ایسے ہی وکالت بالنکاح کے لئے گواہوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے چنانچہ عالمگیری میں ہے:

یصح التوکیل بالنکاح وان لم یحضر الشھود کذا فی التاتارخانیہ۔

ان عبارات سے واضح ہے کہ ٹیلی فون کے ذریعے وکیل بنانا درست ہے تو اگر یہ طریقہ اپنا کر نکاح کیا جائے تو نکاح جائز و درست ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(ماخوذ فتاویٰ علیمیہ ج ۲/ص ۵۱)

کتبـــــہ

محمد رضا امجدی سیتامڑی بہار

۱جمادی الآخر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

****

مطلقہ عورت کو حالت عدت میں نکاح کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

علمائے اہل سنت ومفتیان کرام کی بارگاہ میں مسئلہ عرض ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ۳ طلاق دی ابھی عدت نہیں پوری ہوئی کہ نکاح پڑھا دیا کسی نے عرض یہ ہے کہ نکاح ہوا یا نہیں اور نکاح پڑھانے والے اور گواہوں کا اور وکیل کا بھی نکاح ٹوٹ گیا، جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ سائل محمد عمر رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

کسی شخص کے لیے عورت سے اس کی عدت میں نکاح کرنا خواہ طلاق رجعی کی عدت ہو یا طلاق بائن کی عدت ہو یا وفات کی عدت ہو حرام ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَه

یعنی اور نکاح کی گرہ پختہ نہ کرو یہاں تک کہ لکھا ہوا حکم اپنی مدت کو پہنچ جائے۔

(پ2 سورہ بقرہ آیت 237)

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے عورت کی عدت میں اس کے ساتھ نکاح کا عقد کرنے سے منع فرمایا ہے عدت میں عورت کے ساتھ نکاح کرنے سے روکنا اس کے حرام ہونے کی

دلیل ہے۔

نکاح تو بعد کا مسئلہ ہے شریعت اسلامیہ میں عورت کی عدت میں اسے واضح طور پر نکاح کا پیغام بھیجنا بھی حلال نہیں ۔رسول اللہ نے فاطمہ بنت قیس سے کہا تھا (جب انہیں تینوں طلاقیں ہو چکیں)جب تمہاری عدت گزرجائے تو مجھے اطلاع دینا جب فاطمہ بنت قیس نے عدت گذرنے کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا" اسامہ سے نکاح کرلو" اھ یعنی رسول اللہ نے فاطمہ کو ان کی عدت کے دوران میں نکاح کے پیغام تک کی بات بھی نہیں کی اور انہیں عدت مکمل ہونے پر رسول اللہ کو اطلاع دینے کا کہا اور عدت مکمل ہونے پر اسامہ سے نکاح کا پیغام دیا۔

(صحیح مسلم کتاب الطلاق باب المطلقة البائن لا نفقة لها، حدیث نمبر 1480)

جب صراحتاً نکاح کے پیغام (منگنی) کی اجازت نہیں تو عدت میں نکاح کیسے جائز ہوسکتا ہے؟

امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ:

" وقد اجمع العلماء علی انه لا یصح العقد فی مدة العدة

تفسیر ابن کثیر تمام علماء کا اجماع ہے کہ عدت کے دوران میں نکاح صحیح نہیں ہے۔

اور ابن رشد فرماتے ہیں کہ:

واتفقوا علی ان النکاح لا یجوز فی العدة أو کانت عدة الحیض او عدة حمل او عدة اشهر "

یعنی تمام اہل علم متفق ہیں کہ عدت میں نکاح جائز نہیں عدت خواہ حیض کی ہو یا حمل کی ہو یا مہینوں کی ہو۔

(بدایة المجتهد کتاب النکاح فصل 11 فی مانع العدة صفحه 472)

اور حضور فقیہ ملت علیہ الرحمہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہندہ کے شوہر نے حالت حمل میں طلاق دی تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔

قال اللہ تعالی:

و اولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن ۔

(پ28 سورہ طلاق)

لہذا نکاح مذکورحالت حمل میں جائز نہ ہوا ہندہ پرلازم ہے کہ بکر سے الگ رہے اس کے ساتھ میاں بیوی کے تعلقات ہرگز قائم نہ کرے پھر بچہ پیدا ہونے کے بعد جس سنی صحیح العقیدہ سے چاہے نکاح کر سکتی ہے اور ناجائز نکاح پڑھانے کے سبب نکاح پڑھانے والے کا نکاح نہیں ٹوٹا البتہ اس پر لازم ہے کہ نکاح مذکور کے ناجائز ہونے کا اعلان عام کرے علانیہ توبہ واستغفار کرے اور نکاحانہ پیسہ بھی واپس کرے نکاح پڑھانے والا اگر اس نکاح کے ناجائز ہونے کا اعلان نہ کرے یا علانیہ توبہ و استغفار نہ کرے یا نکاحانہ پیسہ واپس نہ کرے تو مسلمان سختی کے ساتھ بائیکاٹ کریں۔
(فتاوی فیض الرسول ج2ص303)
لہذا مذکورہ بیان سے معلوم ہوا کہ عدت کے دوران میں اگر نکاح کیا تو وہ نکاح باطل ہوگا اور ان دونوں کا فوراً ایک دوسرے سے علیحدہ ہونا لازم وضروری ہے۔اور معلوم ہوتے ہوئے جتنے لوگ اس نکاح میں شامل تھے سب توبہ استغفار کریں اور اگر معلوم نہیں تھا تو کوئی بات نہیں۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئ
۳۱ اکتوبر بروز بدھ ۲۰۱۸

****

شادی کے موقعہ پر ہلدی لگانا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مفتیان کرام مندرجہ مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں شادی کے موقع سے اکثر جگہوں پر لڑکے اور لڑکیوں کے جسم پر ہلدی اور تیل لگایا جاتا ہے اور ساتھ گیت بھی گایا جاتا ہے،گیت گانا تو بالکل ناجائز ہے ہی لیکن ہلدی جو لگاتے ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے اور کس کو لگانا چاہیے؟ سائل محمد جنید عالم ناسک
وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ
الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی
دراصل شرع شریف کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ:
جس چیز کو خدا اور رسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم) اچھا بتائیں، وہ اچھی ہے اور جسے برا بتائیں وہ بری ہے اور جس سے سکوت فرمائیں یعنی شرع سے نہ اس کی خوبی نکلی، نہ برائی کہ نہ اس

سے ممانعت شریعت مطہرہ سے ثابت ہے نہ شریعت نے اس کے کرنے کا حکم دیا تو ایسی چیز اباحت اصلیہ پر رہتی ہے اور اسے مباح قرار دیا جائے گا یہ قائدہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے، کہ اکثر جگہ کام آئے گا۔

حدیث شریف کی مشہور کتاب " مشکوۃ کتاب الاطعمہ باب آداب الطعام، فصل دوم" میں ہے کہ:

الحلال ما احل اللہ فی کتابہ " والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو مما علی عنہ

یعنی حلال وہ چیز ہے جسکو اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں حلال کیا، اور حرام وہ جس کو اپنی کتاب میں حرام کیا، اور جس سے خاموشی فرمائی وہ معاف ہے اس سے معلوم ہوا کہ، دولہا کو ہلدی لگانا شرعاً منع نہیں دولہا سنوارنا، سجانا شرعی ممانعت نہیں ہاں جس چیز کو شریعت سے ممانعت ثابت ہے، اس سے احتراز لازم ہے جیسے غیر محرم لڑکیوں کا دولہا کو ہلدی لگانا۔

جیسا کہ بہار شریعت جلد چہارم، حصہ ۱۶ مطبوعہ قدیم، صفحہ ۷۶ پر بحوالہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

عورت مرد اجنبی (غیر محرم) کے جسم کو ہرگز نہ چھوئے جبکہ دونوں میں سے کوئی جوان ہو اس کو شہوت ہو سکتی ہو، اگر چہ اس بات کا دونوں کو اطمینان ہو کہ شہوت پیدا نہ ہوگی اسی طرح غیر محرم مرد کو عورت کا دیکھنا، اور غیر محرم عورت کو مرد کا دیکھنا بھی منع ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ:

حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ کرو (یعنی اگر اچانک بلا قصد کسی عورت پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو اور دوبارہ نظر نہ کرو کہ پہلی نظر جائز ہے اور دوسری نظر جائز نہیں۔

(بہار شریعت جلد چہارم، حصہ ۶ صفحہ ۷۳ مطبوعہ قدیم بحوالہ امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، دارمی)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت، کی آواز بھی عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانک کر دیکھتا ہے یعنی اسے دیکھنا شیطانی کام ہے۔

(کتاب مذکور بحوالہ ترمذی شریف)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ:

یہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں، کہ حضرت عبد اللہ بن مکتوم رضی اللہ تعالی عنہ آئے، حضور نے ان دونوں سے فرمایا کہ پردہ کرلو کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ تو نابینا (اندھا) ہیں، ہمیں نہیں دیکھیں گے حضور نے فرمایا کہ کیا تم دونوں اندھی ہو کیا تم انھیں نہیں دیکھو گی۔

(کتاب مذکور بحوالہ امام احمد، ترمذی، ابوداؤد)

یہاں پر اب یہ معلوم کر لینا ضروری ہے کہ کون سی عورتیں محارم ہیں: محارم سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے۔

(کتاب مذکور صفحہ ۷۷ بحوالہ ہدایہ)

لہذا جو عورتیں غیر محارم ہیں ان کو دیکھنا، چھونا شرعا منع ہے جبکہ دولہا کو ہلدی لگاتے وقت ہر ایک دوسرے کا دیکھنا اور چھونا دونوں ہوگا اس لئے غیر محارم عورتوں سے ہلدی لگوانے سے احتراز لازم ہے ورنہ دونوں سخت گنہگار ہوں گے اللہ تعالی مسلمان مردوں اور عورتوں کو غیر شرعی امور سے بچنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے آمین۔

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبـــــــہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی سانگلی مہاراشٹر

۹ مارچ بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

پیسوں کا ہار (مالا) پہننا اور پہنانا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پیسوں کا ہار (مالا) پہننا اور پہنانا کیسا ہے جواب عنایت فرمائیں۔ سائل محمد نام مجتبیٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

پیسوں اور نوٹوں کا ہار (مالا) پہننا اور پہنانا جائز نہیں جیسا کہ فتاوی مرکز تربیت افتاء میں ہے کہ:

سہرا باندھنا جائز و درست ہے مگر وہ سہرہ جو خاص ہندوؤں میں رائج ہے ناجائز ہے مثلا نوٹوں کا مالا (ہار) ایسا ہی فتاوی امجدیہ ج 4 ص 12 پر ہے:

اور نوٹوں کا ہار بھی ناجائز ہے کہ ہار صرف پھولوں کا ہی جائز ہے اس لیے نوٹوں کا ہار پہنانے کی رسم ناجائز ہے اس لئے ان سے بچیں۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی مرکز تربیت افتاء ج 2 ص 379)

کتبـــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۱۲ اپریل بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

عورت چار شادی کیوں نہیں کر سکتی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ مرد چار شادی کر سکتا ہے لیکن عورت کیوں نہیں اسکی وضاحت فرمائیں۔ المستفتی: محمد عقیل خان ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعــــــــــــالی

عورت بیک وقت چند مردوں کی منکوحہ نہیں رہ سکتی اور کیوں نہیں تو اس میں کئی وجوہات ہیں جیسا کہ حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی تفسیر نعیمی میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

عورتیں چند مردوں سے دو وجہوں سے شادی نہیں کر سکتی ہیں ایک یہ کہ اس میں بے حیائی و بے غیرتی اول درجہ کی ہے، دوسرے یہ کہ بچہ کا نسب باپ سے چلتا ہے چند خاوندوں کی صورت میں نہ معلوم ہوتا کہ بچہ کس مرد کا ہے کون اس کی پرورش و تربیت کرے اس صورت میں بچہ کی عمر برباد ہوتی" اھ

(تفسیر نعیمی ج 4 ص 523: مکتبہ رضویہ مٹیا محل دہلی)

اور فتاوی افریقہ میں ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ:

ان اللہ لا یأمر بالفحشاء

(پ 8 سورہ الاعراف آیت 28)

بیشک اللہ عزوجل بے حیائی کا حکم نہیں فرماتا ایک عورت پر دو مردوں کا اجتماع صریح بے حیائی ہے جسے انسان تو انسان جانوروں میں بھی جو سب سے خبیث تر ہو یعنی خنزیر وہی روا رکھتا ہے حرمت زنا کی حکمت نسب کا محفوظ رکھنا ہے ورنہ پتا نہ چلے کہ بچہ کس کا ہے اگر عورت سے دو مردوں کا نکاح جائز ہو تو وہی قباحت کہ زنا میں تھی یہاں بھی عائد ہو معلوم نہ ہو سکے کہ بچہ دونوں میں سے کس کا ہے۔واللہ اعلم

(فتاوی افریقہ ص 10)

کتبــــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۱۹ نومبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

شادی میں سہرا پہننا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے کہ شادی میں جو سہرا سر پر باندھا جاتا ہے اس کے تعلق سے دیوبندی اعتراض کرتے ہیں کہ سہرا کا کوئی ثبوت نہیں لہذا اس کا جواب عنایت فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔سائل محمد افتخار عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــہ تعــــــــــــالی

خالص پھول کا سہرا باندھنا پہننا بالکل جائز ہے یہ بات درست ہے کہ نبی ﷺ نے سہرا نہیں باندھے، نہ پڑھنے میں آیا ہے نہ سننے میں البتہ نبی ﷺ نے سہرا نہیں پہنے اسکا یہ مطلب نہیں کہ ناجائز ہے نبی ﷺ وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا تابعین تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا کسی کام کا نہیں کرنا عدم جواز کی دلیل نہیں ہے، دیوبندی وہابی عوام کو یہ بات کہہ کہہ کر دھوکا دیتے ہیں کہ فلاں کام نبی ﷺ نے نہیں کیا فلاں کام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں کیا اس لئے فلاں کام جائز نہیں یہ سراسر غلط ہے اصل میں شریعت مطہرہ کے قوانین کے مطابق، دلیل تو وہ دینگے جو عدم جواز کے قائل ہیں کیونکہ

''الاصل فی الاشیاء الاباحۃ''

یعنی اشیاء میں اصل ان کا جائز ہونا ہے۔

اس قاعدہ کا مطلب یہ ہے کہ تمام اشیاء واعمال مباح ہیں اور جب تک کسی شے کے بارے میں حرمت وممنوعیت کی دلیل نہ ہو اسے ممنوع وحرام نہیں کہا جاسکتا۔اب اس اصول کا استخراج علماء وفقہاء نے جن نصوص سے کیا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں۔

قرآن کریم میں ہے:

1قل لا اجد فی ما اوحی الی محرما

2قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم

3وما اتىكم الرسول فخذوه وما نهىكم عنه فانتهوا

(الانعام:۱۴۵،الانعام:۱۵۱،الحشر:۷)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ جس کے بارے میں حرمت کی دلیل نہ ہو وہ جائز ومباح ہے نیز جس چیز سے منع کیا جائے وہی ممنوع ہے اور جس سے منع نہ کیا جائے یا جس کے بارے ممنوعیت کی دلیل نہ ملے وہ مباح وحلال ہے۔اسی طرح بہت سی احادیث سے بھی اس قاعدے کا استنباط واستخراج ہوتا ہے۔

(اصول الشاشی)

لہٰذا تمام دیوبندی وہابی سے گزارش ہے کہ عوام کے آنکھوں میں دھول نہ جھونکیں،انہیں دھوکیں میں نہ ڈالیں،گمراہ نہ کریں،جس طرح خود گمراہ ہو چکے ہیں جو نہیں جاننے والے ہیں ان سے نہ الجھیں،آپ لوگوں کو کسی مسئلے پر گفتگو کرنی ہو تو ہمارے علمائے اسلام سے رابطہ کریں،بیمارئ جہل کی شفاء علَماء سے دریافت کرنا ہے۔

قال اللہ تعالی فی القرآن المجید:

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

(پ۱۴،النحل:۴۳)

ترجَمۂ کنزالایمان:تو اے لوگو عِلْم والوں سے پوچھو اگر تمہیں عِلْم نہیں۔

عالم زمین میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی دلیل و حجت ہے تو جس نے عالم میں عیب نکالا وہ ہلاک ہوگیا بیشک زمین پر علَماء کی مثال ان ستاروں کی طرح ہے جن سے کائنات کی تاریکیوں میں رَہْنُمائی حاصل کی جاتی ہے تو جب ستارے ماند پڑ جائیں تو قریب ہے کہ ہدایت یافتہ لوگ گمراہ ہوجائیں۔

آیتِ کریمہ اور اسکی تفسیر سے علَماء کا مقام ومرتبہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ لوگوں کے مسائل حل کرنے

کیلئے ان مبارک ہستیوں کو مَرجَع خَلاَئق اور دین کے عظیم رَہنُما کی حیثیت دی گئی ہے تفسیر کی متعدد کتابوں میں لکھا ہے کہ اس آیتِ کریمہ میں اشارہ ہے کہ جو مسائل معلوم نہ ہو ان کے لئے عُلمائے کرام کی بارگاہ میں حاضر ہونا واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــــہ
ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی، مانخورد ممبئی
۱۲ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۱۷ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

****

جس کو ابھی داڑھی نہیں آئی ہو یا ایک مشت سے کم رکھتا ہو اگر وہ نکاح پڑھا دے تو نکاح منعقد ہوگا یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام کہ قاضی شہر کے بیٹے کے چہرے پر داڑھی نہیں ہے۔ تو کیا وہ نکاح پڑھا سکتے ہیں جبکہ انکو شرائط نکاح معلوم ہے لیکن ان کے چہرے پر داڑھی نہیں ہے تو قاضی صاحب نکاح پڑھا سکتے ہیں معقول جواب عنایت فرمائیں۔ سائل سید محسن رفاقتی چشتی بھساول مہاراشٹرا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

ہاں اگر قاضی شہر کے بیٹے کے چہرے پر ابھی داڑھی آئی نہیں ہے یا ایک مشت سے کم رکھتا ہے پھر بھی نکاح پڑھا سکتا ہے کیونکہ نکاح خواں کا مسلمان ہونا یا عادل ہونا شرع مطہر میں کوئی چیز نہیں۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

اگر چہ نکاح خواں شرع مطہر میں کوئی چیز نہیں، اگر کوئی ہندو مشرک زوجین کو ایجاب و قبول روبروئے گواہان کرادے اور شرائط صحت متحقق ہوں نکاح ہوجائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(جلد 11 صفحہ 219 جدید رضا اکیڈمی ممبئی)

کتبـــــــہ
محمد مظہر حسین سعدی رضوی اتر دیناجپور بنگال
۲۴ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۷ جون ۲۰۲۰ء بروز بدھ

****

حالت نابالغی میں کئے ہوئے نکاح کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک نابالغ لڑکی کا نکاح ماں باپ نے ایک لڑکے کے ساتھ کروادیا اور رخصتی بھی نہیں ہوئی کچھ دنوں کے بعد ماں باپ وہ لڑکی نہیں دینا چاہتے بلکہ اس کی بہن دینا چاہتے ہیں تو کیا حکم ہوگا یاد رہے لڑکی نکاح کے وقت بھی نابالغ تھی اب بھی نابالغ ہے۔ المستفتی محمد تنویر احمد سیتامڑھی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

باپ اور دادا کو اختیار حاصل ہے کہ اپنی نابالغ اولاد کا عقد جس سنی صحیح العقیدہ سے کیا وہ نکاح نافذ ہوگیا اب بغیر طلاق حاصل کئے دوسری جگہ شادی کرنا حرام اور طلاق کیلئے لڑکے کا بالغ ہونا ضروری ہے حالت نابالغی میں دی ہوئی طلاق کا اعتبار نہیں ہے اب خیار بلوغ کیلئے دو شرطیں ہیں نکاح باپ یا دادا نے نہ کیا ہو یا کسی دوسرے نے کیا ہو اور عورت نے اپنے اختیار کو بالغ ہوتے ہی فوراً استعمال کرے اور ذرا بھی تاخیر کی تو حق اختیار باطل ہو جائے گا۔

درمختار میں ہے: " ولو زوجها غیر الاب والجد ولو ام او القاضی لهما الخیار بعد البلوغ

(بحوالہ فتاوی بحر العلوم جلد چہارم ص ۳٤)

اس لئے جب تک طلاق نہیں حاصل کرتے ہیں اسوقت تک وہ لڑکی اسکی زوجہ ہے بغیر طلاق حاصل کئے ہوئے دوسری بہن کا نکاح کرنا حرام ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

محمد رضا امجدی سیتامڑھی

۳ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

****

گونگے کے ایجاب وقبول کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معزز مفتیان اہلسنت وعلمائے اہل ملت کی بارگاہ میں سوال عرض ہیکہ ہندہ ایک گونگی لڑکی ہے

اسکا نکاح بکر سے مقرر ہوا ہے حضور سے التجا ہیکہ ہندہ تو بول نہیں سکتی تو نکاح کے قبولیت کے الفاظ کو کون ادا کرے غور طلب ہیکہ ہندہ کی ماں حیات سے ہے حضرت مکمل جواب سے نوازیں۔المستفتی محمد رحمت شاہدی کٹیہار

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالى

جب لڑکی گونگی ہو تو نکاح کیلئے ایجاب کے الفاظ کا استعمال نہیں ہوگا بلکہ اشارے سے ایجاب کروائیں گے جیسا کہ فقہ کی مشہور کتاب بہار شریعت جلد اول حصہ ہفتم ص ۱۳) (تخریج شدہ) میں ہے:

عاقدین گونگے ہوں تو نکاح اشارے سے ہوگا۔

اور ردالمحتار میں ہے:

ينبغي أن لا يختلف في انعقاد بالاصحين اذا كان كل من الزوج والزوجة أخرس لان نكاحه كما قالوا ينعقد بالاشارة حيثت كانت معلومة "

(بحوالہ فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد اول ص ۵۳۳)

(ھکذا فتاویٰ علیمیہ جلد دوم صفحہ ۲۷)

اس بنا پر نکاح اشارے سے کیا جائے گا اور نکاح منعقد ہو جائے گا۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد رضا امجدی مقام ہرپور وابا چپٹی سیتامڑھی بہار

۱۶ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

****

کیا نکاح میں فاسقوں کی گواہی چل سکتی ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نکاح کے دونوں یا ان میں سے کوئی ایک گواہ ڈاڑھی مونڈے ہوں تو کیا نکاح نہیں ہوگا ؟علماء کرام جواب عطاء فرمائیں۔سائل محمد سلمان اویسی جون پور یوپی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالى

داڑھی منڈے فاسق ہوتے ہیں اور فُسّاق کی گواہی سے نکاح منعقد ہوجاتا ہے۔
فتاوی عالمگیری ج۱ص ۲۵۰ میں ہے:**یصح بشهادة الفاسقين و الاعميين**
اسی طرح بحر الرائق ج ۳ ص ۸۹ و رد المحتار ج ۲ ص ۲۷۲ میں ہے:**انعقد بحضور الفاسقين و الاعميين**
اسی طرح شرح وقایہ ج۲ ص ۹ میں ہے:**صح عند فاسقين**
اسی کے حاشیہ عمدۃ الرعایہ میں ہے:**ان حضرت فاسقان عند النكاح انعقد النكاح**
فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۲۷٤ میں قدیم میں ہے کہ: فاسقوں کی تعظیم ناجائز ہے اور فاسقوں کی گواہی سے اگر چہ نکاح ہوجاتا ہے مگر ان کی گواہی سے نکاح نہیں کرنا چاہیے اس لیے کہ اگر اس صورت میں اگر عاقدین میں کسی نے نکاح کا انکار کردیا تو فاسقوں کی گواہی سے نکاح ثابت نہیں ہوگا۔
اور بہار شریعت میں ہے: نکاح کے گواہ فاسق ہوں یا اندھے ان پر تہمت کی حد لگائی گئی ہو تو انکی گواہی سے نکاح منعقد ہوجائے گا مگر عاقدین میں سے اگر کوئی انکار کر بیٹھے تو انکی شہادت سے نکاح ثابت نہیں ہوگا۔
(بہار شریعت ح ۷ ص ۱۲۱۱ قادری بکڈپو)
تو عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ فاسقوں کی گواہی سے نکاح منعقد ہوجاتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ غیر فاسقوں کو گواہ بنایا جائے کہ انکار کی صورت میں پریشانی لازم نہ آئے۔واللہ تعالی اعلم
(ماخوذ فتاوی فیض الرسول ج اول ص ۵۵۸)

کتبـــــــہ
محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور کیمری
۱۴ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ٦ جولائی ۲۰۲۰ء بروز سوموار

****

حالت نابالغی میں کیا ہوا نکاح بعد بلوغ فسخ کرسکتا ہے کہ نہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
سوال اگر نابالغ بچے اور بچی کی شادی اگر ان کے آباؤ اجداد کروائیں تو وہ دونوں بالغ ہونے

کے بعد الگ ہو سکتے ہیں یا نہیں۔سائل امام الدین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــه تعــــــــالی

حالت نابالغی میں باپ کا کیا ہوا نکاح لازم ہوجاتا ہے بعد بلوغ اسکا انکار کرنا فضول ہے ہاں اگر باپ کا سوء اختیار معلوم ہو چکا ہو مثلاً اس سے پہلے کسی لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کیا تھا پھر اگر دوسرا نکاح بھی غیر کفو سے کیا تو صحیح نہیں ہوا۔

چنانچہ درمختار میں ہے کہ:

لزم النکاح ولو بغبن فاحش او من غیر کفو ان کان المزوج ابا اوجدا لم یعرف منہا سوء الاختیار

اور جبکہ باپ کا سوء نہ معلوم ہو تو اس صورت میں لڑکی کا بعد بلوغ یہ کہنا بے کار ہے میں نہیں جانتی تھی کہ میرا نکاح ہوا یا نہیں وہ بدستور اپنے شوہر کی نکاح میں رہے گی۔واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۶۸۴)

کتبــــــه

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

۳۰ نومبر بروز جمعہ ۲۰۱۸

****

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح کس سے ہوا اور کس نے پڑھایا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور ﷺ کا دوسرا نکاح کس سے ہوا تھا اور نکاح کون پڑھایا تھا۔المستفتی: محمد عالم غازی پور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــه تعــــــــالی

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد سب سے پہلے وہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقدِ نکاح میں آئیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت پریشان وغمگین

تھے یہ حالت دیکھ کر حضرت خولہ بنتِ حکیم (عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کی بیوی) نے عرض کی کہ آپ کو ایک مونس ورفیق کی ضرورت ہے۔

آپ نے فرمایا:

ہاں! گھربار بال بچوں کا انتظام سب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے متعلق تھا آپ کے ایماء سے وہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے والد کے پاس گئیں اور جاہلیت کے طریقہ پرسلام کیا انعم صباحا پھر نکاح کا پیغام سنایا؛ انہوں نے کہا ہاں! محمد صلی اللہ علیہ وسلم شریف کفو ہیں لیکن سودہ رضی اللہ عنہا سے بھی تو دریافت کرلو؛ غرض سب مراتب طے ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے گئے اور سودہ رضی اللہ عنہا کے والد نے نکاح پڑھایا، چارسو درہم مہر قرار پایا۔ واللہ تعالی اعلم

(زرقانی ج3 ص 261 / اصح السیر ص 570 بحوالہ اسلامی حیرت انگیز معلومات ص 284)

کتبـــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

٦ نومبر بروز منگل ۲۰۱۸

****

مرد کو مہندی لگانا حرام ھے لیکن نکاح ھو جائے گا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے علمائے کرام اس مسئلہ میں کی مرد کو مہندی لگانا کیسا ہے اور اگر کوئی مرد مہندی لگا کر نکاح کرے تو کیا حکم ہے نکاح ہوگا یا نہیں تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔ سائل غلام محی الدین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالی

اس میں شک نہیں کہ مرد کو مہندی لگانا حرام ھے۔ کذافی الرضویۃ

لیکن انعقادِ نکاح ہونے میں بلکل مُخل نہیں اس لیے کہ نکاح کے لیے مرد وزن کا فقط عقیدہ درست ھونا ضروری ھے عمل اگر چہ کیسا ہی ہو کیونکہ نکاح نام ھے دو شرعی گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کا۔ کما ھو ظاھر من الکتب الفقہ والفتاوی

اسی طرح کے ایک سوال کے بارے میں امام اھل سنت اعلی حضرت قدس سرہ القدسی

فرماتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ ناچ اور اکثر باجے شرعاً حرام وممنوع ہیں اور انکے دیکھنے سننے کا مرتکب فاسق وگنہگار مگر کفر نہیں کہ نکاح ہی نہ ہو شرع مطہر میں نکاح صرف اس سے ہو جاتا ھے کہ مرد وزن ایجاب وقبول کریں اور دو گواہ سنتے سمجھتے ہوں باقی اس جلسہ کا کسی ممنوع شرعی پر مشتمل نہ ہونا شرط نہیں۔
(فتاوی رضویہ شریف ج پنجم ص ۹۰-۹۱ رضا اکیڈمی بمبئ)

یہاں سے ثابت ہوا کہ نکاح بلا شبہ منعقد ہو جائے گا جبکہ شرائط نکاح پائے جائیں۔ واللہ اعلم

کتبہ
محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور کیمری
۳ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

****

کیا جو مسلک اعلیٰ حضرت کو نہیں مانتا اس کا نکاح پڑھانا جائز ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
سلام کے بعد عرض ہے کہ جو مسلک اعلیٰ حضرت کو نہیں مانتا ہو اس کا نکاح پڑھانا کیسا ہے پڑھا سکتے ہیں کہ نہیں مکمل جواب حوالہ کے ساتھ عنایت فرمائیں۔ سائل علاؤ الدین رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

موجودہ دور میں سرکار اعلیٰ حضرت سے محبت اور مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت پختہ سنی کی علامت و پہچان ہے اس سے ہٹ کر بھٹکنا ہے جو شخص سرکار اعلیٰ حضرت کو جاننے پہچاننے کے بعد مانتا نہیں اس کی " سنیت مشکوک " ہے۔

حضرت فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:
جو لوگ سنی ہونے کے باوجود " مسلک اعلیٰ حضرت " کہنے پر اعتراض کرتے ہیں وہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان کے حسد میں مبتلا ہیں اور حسد حرام وگناہ کبیرہ ہے جو حسد کرنے والے کی نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو جلاتی ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

"الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب"

(ابو داؤد شریف جلد دوم صفحہ 316)

اور یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ مسلک اہل سنت اور مسلک حنفی کہنا کافی ہے اس لئے کہ دیوبندی اور مودودی بھی مسلک اہل سنت کے دعویدار ہیں تو" دیوبندی مسلک" اور مودودی مسلک سے امتیاز کے لئے موجودہ زمانہ میں مسلک اعلیٰ حضرت بولنا ضروری ہے ایک سطر کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی اپنے کو مسلک اہل سنت اور مسلک حنفی کا ماننے والا بتائے اور یہ نہ کہے کہ میں مسلک اعلیٰ حضرت کا پابند ہوں تو ظاہر نہیں ہوگا کہ وہ سنی ہے یا بدمذہب لہٰذا مذہب حق اہل سنت و جماعت سے ہونے کو ظاہر کرنے کے لئے اس زمانہ میں مسلک اعلیٰ حضرت سے ہونے کو بتانا ضروری ہوگیا ہے۔

(فتاویٰ برکاتیہ صفحہ 413)

کسی سے بغض وحسد ہونے میں دو ہی علت ہوسکتی ہیں اول دینی رنجش دوم دنیاوی رنجش اور اعلیٰحضرت کو وصال فرمائے ایک صدی ایک سال ہوگئے لہٰذا دورحاضر کے حاسدین پر اول علت صادق نہیں آتی کیوں اسکے لئے اعلیٰحضرت کا زمانہ پانا ضروری ہے اور یہ ناممکن ہے۔

رہ گئی علت دوم یعنی دینی اعتبار سے رنجش کہ اعلیٰحضرت نے دین کا عظیم کام انجام دیا تو اگر کوئی علت دوم کی وجہ سے رنجش رکھتا ہے تو اسکے گمراہ ہونے میں کوئی شک نہیں اور اس دور میں اعلیٰحضرت سے کسی کی ذاتی رنجش نہیں ہوسکتی لہٰذا دورحاضر کے جتنے بھی حاسدین اعلیحضرت ہیں وہ سب کے سب گمراہ ہیں بلکہ ایک صورت کفر کی بھی ہے لہٰذا فی زمانہ مسلک اعلیٰ حضرت سے انکار بدمذہبیت کی نشانی ہے اس لئے ایسے شخص کا نکاح پڑھانا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت علامہ شبنم کمالی لوام دربھنگہ فرماتے ہیں:

مسلک اصحاب حق ہے مسلک احمد رضا
اس سے ہٹ کر جو چلا وہ مستحق ہے نار کا

کتبـــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۳ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۷ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز منگل

****

جب نکاح کے شرائط پائے جائیں گے نکاح منعقد ہوگا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ زید اس کی بیٹی ایک کافر سے ناجائز تعلق رکھتی ہے ایک بار بات اس حد تک پہنچ گئی کہ وہ کافر زید کے پاس آ کر شادی کرنے کا خود اقرار کیا لیکن زید نے کچھ نہیں کہا پھر وہ دھمکی دے کر چلا گیا ایک دو ماہ تک یہ سلسلہ چلتا رہا پھر زید اپنی بیٹی کی شادی ایک مسلمان لڑکے کے ساتھ کر دیا بغیر توبہ اعلانیہ کئے ہوئے جبکہ ان تمام باتوں کا گاؤں والوں اور گاؤں کے آس پاس کے گاوں والوں کو بھی علم ہے۔ ان تمام صورتوں میں زید کی بیٹی کا نکاح صحیحہ صادقہ نکاح ہوا یا نہیں؟ اور زید کے اوپر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ سائل محمد ساجد رضا لکھاہی ضلع بلرام پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

صورت مسئولہ میں وقت نکاح اگر شرائط نکاح پائے گئے تھے تو نکاح منعقد ہوگیا گناہ انعقاد نکاح میں مانع نہیں رہا اس کا ناجائز تعلق تو اگر واقعی ایسا ھے جیسا کہ سوال میں ذکر ھے تو اس عورت کو اپنے ارتکاب حرام سے توبہ کرنا فرض ھے اگر زید کو اس کے ناجائز تعلق کے بارے میں معلوم نہ تھا تو زید پر کوئی حکم نہیں اگر بعد علم پھر بھی اس پر زجر و توبیخ نہ کیا تو زید بھی گنہگار رہوا۔

اللہ تعالی فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ

(ارہ ۲۸ سورہ تحریم ایت نمبر ۶)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں

(کنزالایمان)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

اللہ ورسول کی فرمانبرداری اختیار کر کے عبادتیں بجالا کر گناہوں سے باز رہ کر اور گھر والوں کو نیکی کی ہدایت اور بدی سے ممانعت کر کے اور انھیں علم و ادب سکھا کر۔

(خزائن العرفان ص ۸۱۴)

لہذا زید کی بیٹی پر لازم ہے کہ اسکے ناجائز تعلقات کے دوران جو گناہ سرزد ہوا اس سے سچی توبہ واستغفار کرے اور آئندہ اس قسم کے گناہوں سے بچنے کا پکا عہد کرے اور بعد علم زید پر بھی توبہ واستغفار ضروری ہے کیونکہ وہ اپنے اہل وعیال کی نگہداشت سے غافل تھا۔

اللہ پاک فرماتا ہے:

إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ

ترجمہ:۔بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۵ ستمبر بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

بالغ لڑکا یا لڑکی کے والدین کے بغیر مرضی کے نکاح کر لے تو نکاح ہو جائے گا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

ایک انصاری مالدار ذوشرف کی لڑکی ایک شاہ برادری غیر ذی شرف غریب لڑکے کے ساتھ فرار ہوگئی بعدہ لڑکی بالغہ نے بغیر رضاء ولی خود اس غیر کفو لڑکے کے ساتھ باشرائط صحیحہ نکاح کرلیا تو نکاح کیسا ہے۔محمد عمر رضا خان مسعودی نیپالی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــہ تعـــــــــــالی

بالغ لڑکی یا لڑکا والدین کی مرضی کے بغیر نکاح کرلے تو نکاح ہو جائے گا لیکن اگر والدین راضی نہیں ہے تو وہ گنہگار ہونگے البتہ اگر بالغہ لڑکی اپنا نکاح باپ کی اجازت کے بغیر غیر کفو سے کرے گی تو نکاح نہ ہوگا۔

حضرت علامہ ابن عابدین شامی تحریر فرماتے ہیں کہ:

ان المرأة اذا زوجت نفسها من کفو لزم علی الاولیاء وان زوجت غیر

کفو لا یلزم او لا یصح بخلاف جانب الرجل فانه اذا تزوج بنفسه مکافئة له او لا فانه یصح لازم

(ردالمحتار جلد دوم صفحه ۳۴۴)

اوراعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان اسی طرح کے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:
اگر وہ شخص جس سے ہندہ بہ ناراضی پدر اپنا نکاح بطور خود کرنا چاہتی ہے اگر ہندہ کا کفو ہے تو بلا شبہ نکاح صحیح و درست ہے اور غیر کفو میں نکاح صحیح نہیں ہے ۔واللہ تعالی اعلم

(فتاویٰ رضویہ،فتاویٰ فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۴۰۶)

کتبــــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

****

نکاح کے کتنے شرائط ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام نکاح میں کتنی شرطیں ہیں حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔سائل حافظ ارباز عالم نظامی کشی نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــه تعــــــــــالی

نکاح میں چار شرطیں ہیں پہلی شرط: ایجاب وقبول کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایجاب وقبول کی مجلس ایک ہو،مثلاً ایجاب جس مجلس میں ہوا اسی مجلس میں قبول ہو جائے ورنہ نکاح منعقد نہیں ہوگا،مثلاً اگر ایجاب وقبول کی جگہ بدل جائے یا کوئی ایک مجلس سے اٹھ جائے پھر قبول کرے تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

(بدائع الصنائع:۲/ ۲۳۲،ہندیہ:۱/ ۲۶۹)

دوسری شرط: (الف) ایجاب وقبول کا تلفظ کیا گیا ہو،یعنی اگر ایجاب وقبول کرنے والا بولنے پر قادر ہے اور دونوں مجلس میں موجود ہیں تو ایجاب وقبول کی منظوری زبان سے دینا ضروری ہے۔مثلاً ایجاب یوں کرے" میں نے آپ سے اتنے مہر کے عوض نکاح کیا" اور قبول یوں کرے "ہاں

میں نے قبول کیا" اگرایجاب وقبول کے الفاظ لکھ دیئے جائیں، یاصرف سرکو ہلا دیا جائے یا نکاح نامہ میں صرف دستخط کر دئے جائیں توان صورتوں میں نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

(ب) اگر نکاح کرنے والوں میں سے کوئی ایک مجلس میں موجود نہ ہو؛ مگر اس کی طرف سے اس کا ولی جس کو اس نے نکاح کرانے کی اجازت دے رکھی ہو یا وکیل جس کو اس نے نکاح کرانے کا وکیل بنایا ہو،موجود ہو تو وہ خود اس کی طرف سے ایجاب یا قبول کرے۔مثلا یوں ایجاب کرے" میں نے فلاں یا فلانہ کا نکاح آپ سے اتنے مہر کے عوض کیا" اور قبول اس طرح کرے" ہاں میں نے فلاں یا فلانہ کی طرف سے قبول کیا" یا قاضی ولی اور وکیل کا ترجمان بن کر اس کی موجودگی میں ایجاب کرے تو اس سے بھی نکاح منعقد ہو جائے گا۔

(ج) اگر کوئی ولی یا وکیل بھی موجود نہ ہو تو اگر کسی ایک نے ایجاب کو لکھ کر بھیجا اور دوسرے نے جس مجلس میں اس کو ایجاب کی تحریر پہونچی اسی مجلس میں گواہوں کی موجودگی میں ایجاب کو پڑھ کر یا کسی سے پڑھوا کر زبان سے قبول کیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔(ہندیہ:۱/ ۲۶۹-۲۷۰)

تیسری شرط : ایجاب وقبول کے صیغے ماضی یا حال کے ہوں،مثلاً میں نے آپ سے نکاح کیا یا نکاح کرتا ہوں کہے،اسی طرح میں نے قبول کیا یا میں قبول کرتا ہوں،یا مجھے قبول ہے وغیرہ الفاظ کہے، پس اگر مستقبل کے صیغے استعمال کئے جائیں،مثلاً یوں کہا کہ نکاح کروں گا، قبول کروں گا یا ٹھیک ہے کرلوں گا وغیرہ تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔(الفقہ الاسلامی وادلتہ:۹ / ۳۵)

چوتھی شرط : ایجاب وقبول کم ازکم دو ایسے مسلمان عاقل و بالغ مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی موجودگی میں ہو، جو فریقین کے ایجاب وقبول کے الفاظ کو سن سکیں؛ لہٰذا اگر دو گواہ نہیں ہیں یا گواہ تو ہیں؛ مگر مسلمان نہیں ہیں، یا صرف عورتیں ہیں، یا گواہ بالغ نہیں ہیں،یا عاقل نہیں ہیں تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

مختصر یہ ہے کہ مذکورہ دو شرائط کا لحاظ و پاس رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل شرائط کی شمولیت ہو یعنی دو گواہان کا ہونا اور دونوں گواہان کا ایک ہی مجلس میں بیک وقت ایجاب وقبول کا سننا جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: نکاح میں شرط ہے کہ دونوں گواہ معاً دونوں لفظ ایجاب وقبول جلسہ واحدہ میں سنیں اور سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے۔

فی الدر المختار :شرط حضور شاھدین حرین اوحر وحرتین مکلفین

سامعین قولهما معا علی الاصح فاهمین انه نکاح علی المذهب، بحر۔

درمختار میں ہے کہ نکاح میں دو مرد ہوں یا ایک مرد دو عورتیں، عاقل بالغ اور آزاد کا مجلس میں اس طرح موجود ہونا کہ وہ نکاح سمجھتے ہوئے نکاح کرنے والوں کے کلام کو سنیں، شرط ہے، یہ صحیح مذہب ہے بحر۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۱۱) ص (۲۰۸) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۱۶ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بمطابق ۹ جون ۲۰۲۰ بروز منگل

****

دیوبندی وہابی کو گواہ بنانے سے نکاح منعقد ہوگا یا نہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے نکاح میں دیوبندی کو گواہ بنانا کیسا ہے بنا سکتے ہیں یا نہیں مدلل جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع فراہم کریں۔ سائل حافظ ارباز عالم نظامی کشی نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

وہابی، دیوبندی، ضروریات دین کے منکر ہیں جس کی بنا پر عرب وعجم کے سیکڑوں علمائے کرام و مفتیان عظام نے انہیں کافر و مرتد قرار دیا اور بالاتفاق فرمایا:

من شك فی کفره وعذابه فقد کفر

یعنی جو ان کے عقائد پر مطلع ہوتے ہوئے ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے تو اس کی شہادت سے مسلمان مرد و عورت کا نکاح نہیں ہوسکتا، کیوں کہ مسلمان مرد عورت کے نکاح میں دو گواہوں کا مسلمان ہونا شرط ہے خواہ دو مرد ہوں یا ایک مرد دو عورت جب کہ یہاں ایک مفقود ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

وشرط فی الشاهد أربعة أمور الحرية والعقل والبلوغ والاسلام، فلا

ینعقد بحضرة العبید.. والمجانین والصبیان ولابحضرة الکفار فی نکاح المسلمین

(کتاب النکاح، الباب الاول الخ صفحہ 267بیروت)

بحر الرائق میں ہے:

وشرط فی الشهود اربعة : الحرية والعقل والبلوغ والاسلام، فلا ینعقد بحضرة العبید والمجانین والصبیان الکفار فی نکاح المسلمین لانه لا ولایة لهولاء

(ج 3 کتاب النکاح، صفحہ 158 دار الکتب العلمیة)

بدائع الصنائع میں ہے:

فلا ینعقد نکاح المسلم المسلمة بشهادة الکفار لان الکافر لیس من اهل الولاية علی المسلم

(ج 2 کتاب النکاح، صفحہ 377 دار الکتب العلمیة)

فتح القدیر میں ہے:

ولا ینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاهدین حرین عاقلین بالغین مسلمین رجلین او رجل وامراتین، ولا بد من اعتبار الاسلام فی انکحة المسلمین لانه لا شهادة للکافر علی المسلم

(ج 3 کتاب النکاح، صفحہ 190/193 دار الکتب العلمیة)

بہار شریعت جلد دوم میں ہے:

مسلمان مرد کا نکاح مسلمان عورت کے ساتھ ہے تو گواہوں کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے لہذا مسلمان مرد عورت کا نکاح کافر کی شہادت سے نہیں ہوسکتا۔ واللہ تعالی اعلم

(حصہ 7، نکاح کا بیان، صفحہ 12 مکتبۃ المدینہ)

کتبـــــــہ

محمد مظہر حسین سعدی رضوی اتر دیناچپور بنگال

۱۳ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ مطابق ۶ جون ۲۰۲۰ء بروز سنیچر

****

دلہنوں کی تبدیلی ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

میرا سوال یہ ہے کہ دو بھائیوں کی شادی ہوئی اور اتفاقاً دونوں کی بیویاں آپس میں بدل گئیں اور ہمبستری بھی ہوگئی، اب ان سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ زانی ہوگا یا نہیں؟ سائل مقصود عالم

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــــالی

دلہنوں کی تبدیلی کے سبب موطوءہ الغیر سے اگر بعدِ نکاح چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہوا تو بچہ ناکح سے ثابت النسب ہوگا اور کم میں پیدا ہوا تو ولد الزنا ہوگا، نہ کہ زانی، کیونکہ بچہ یا تو ولدِ ثابت النسب ہوتا ہے یا ولد الزنا وہ خود زانی کہاں ہوتا ہے؟

جبکہ سائل نے بچہ ولد الزنا ہوگا یا نہیں کے بجائے بچے کا زانی ہونا یا نہ ہونا پوچھا ہے جو سائل کی غلطی ہے۔ چنانچہ بہارِ شریعت حصہ ہشتم میں ہے:

کسی عورت سے زنا کیا پھر اُس سے نکاح کیا اور چھ مہینے یا زائد میں بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے اور کم میں ہوا تو نہیں اگرچہ شوہر کہے کہ یہ زنا سے میرا بیٹا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(ثبوت نسب کا بیان مسئلہ 14)

کتبــــــه

محمد معصوم رضا نوری

۲۰ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۵ اپریل ۲۰۲۰ء بروز بدھ

****

کافر نے مسلمہ منکوحہ سے زنا کیا تو اس مسلمہ کا کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

ایک مسلم عورت جو شادی شدہ ہے شوہر کے ہونے کے باوجود ایک کافر کے ساتھ زنا کیا تو اس عورت کے بارے میں کیا حکم ہے اور اس کا شوہر پھر بھی اسے رکھنا چاہتا ہے تو اسکے بارے میں کیا حکم ہے تفصیل سے وضاحت فرمادیں حضرت حوالے کے ساتھ۔ سائل احمد علی سعودی عرب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــــــــہ تعــــــــــــالی

صورت مذکورہ میں اگر واقعی مسلمان شادی شدہ عورت نے کسی کافر کے ساتھ زنا کیا ہے تو وہ سخت گنہگار حرام کار مستحق عذاب نار لائق قہر قہار ہے اگر اسلامی حکومت ہوتی تو اسے سنگسار یعنی پتھر مار مار کر مار دیا جاتا لہٰذا موجودہ دور میں اسلامی حکومت اور حاکم اسلام کے نہ ہونے کی وجہ سے حکم یہ ہے کہ اسے علانیہ توبہ واستغفار کرایا جائے اور پابندی نماز کی تاکید کی جائے نیز میلاد شریف وغیرہ کرنے، غرباء و مساکین کو کھانا کھلانے اور مسجد میں لوٹا و چٹائی رکھنے کی ترغیب دی جائے کہ یہ چیزیں قبول توبہ میں معاون ومددگار ہونگی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: من تاب و آمن و عمل عملا صالحا فاولئك يبدل الله سيئاتهم حسنٰت و كان الله غفورا رحيما

یعنی جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کیا تو اللہ تعالیٰ انکی برائیوں کو اچھائیوں میں بدل دیگا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

(پ:19/ع:4)

مگر زنا کرنے کی وجہ سے اسکا نکاح نہیں ٹوٹا وہ عورت اب بھی اپنے شوہر کی بیوی ہے۔

جیسا کہ خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی ردالمحتار ج:3/ص:132/ میں تحریر فرماتے ہیں کہ: اما نكاح منكوحة الغير و معتدته فالدخول فيها لا يوجب العدة ان علم انها للغير لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا ولهذا يجب الحد مع العلم بالحرمة لانه زنى كما فى القنية وغيرها۔

(ماخوذ از فتاوی فقیہ ملت ج:1/ص:400/محرمات کا بیان/شبیر برادرز اردو بازار لاہور)

مگر دیانۃً تجدید ایمان اور یونہی تجدید نکاح کر لینا مناسب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

۱۵ اپریل ۲۰۲۰ء مطابق ۱۰ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

****

لڑکی کا کتنی عمر میں نکاح کرسکتے ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
سوال: لڑکی کی کتنی عمر میں نکاح کر سکتے ہیں جلد جواب دیں۔ سائل: سبحانی تٹورک بستی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

ماں باپ کو چاہیئے کہ جب لڑکا لڑکی بالغ ہوجائیں تو ان کی شادی کسی کفو سے کر دیں ورنہ شادی نہ کرنے کی صورت میں کسی گناہ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے والدین گنہگار ہونگے۔

امام اہل سنت سیدی اعلیحضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ:
جب لڑکا جوان ہو تو شادی کر دے شادی میں وہی رعایت قوم و دین وسیرت وصورت ملحوظ رکھے، پھر چند سطر کے بعد ہے کہ جب کفو ملے نکاح میں دیر نہ کرے حتی الامکان بارہ برس کی عمر میں بیاہ دے زنہار زنہار کسی فاسق وفاجر خصوصا بد مذہب کے نکاح میں نہ دے۔

(فتاوی رضویہ ج 9 ص 47 نصف اول)

اور لڑکا اور لڑکی کا نکاح بالغ ہونے کی صورت میں کر دینا نہ صرف بہتر بلکہ ضروری ہے حدیث شریف میں حکم دیا گیا ہے کہ لڑکی کا کفو ملے تو نکاح فورا کر دیا جائے اس میں بھلائی ہے۔

حدیث پاک ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ:
یا علی ثلاثۃ لا تؤخرھا الصلوۃ اذا اتت و الجنازۃ اذا حضرت و الایم اذا وجدت لھا کفوا۔
یعنی اے علی تین چیزوں میں دیر نہ لگاؤ نماز جب آجائے اور جنازہ جب تیار ہو جائے اور لڑکی کا جب کفو ملے جائے۔

(مشکوۃ شریف باب تعجیل الصلوۃ ص 61)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب بالغہ لڑکی اور لڑکا کے لئے مناسب رشتہ مل جائے تو بلا وجہ تاخیر نہ کی جائے خواہ ان کی عمر 22 اور 18 سال سے کم ہی کیوں نہ ہو ورنہ ان کے گناہ میں ملوث ہونے کی صورت میں اولیاء بھی گنہگار ہونگے۔

لڑکی اور لڑکا کا بلوغت کی مدت یہ ہے کہ لڑکا کم ازکم بارہ برس اور زیادہ سے زیادہ پندرہ برس کی عمر

میں بالغ ہوتا ہے اورلڑکی کم سے کم نو برس اور زیادہ سے زیادہ بارہ برس کی عمر میں بالغ ہوتی ہے جیسا کہ مجمع الانہر،کتاب الحجر میں ہے کہ:

عندھما اذا تم خمس عشر سنة فیھما وھو روایة عن الامام و به یفتی و ادنی مدۃ له ثنتا عشر سنة و لھا تسع سنین ۔ واللہ تعالی اعلم

(ج2ص444)

کتبـــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۱۷نومبر بروز سنیچر ۲۰۱۸

****

ایک مرد یکے بعد دیگرے کتنی شادیاں کرسکتا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک مرد یک بعد دیگرے کتنے نکاح کرسکتا ہے؟ سائل محمد عظیم رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالی

اللہ عزوجل فرماتا ہے:فَانۡکِحُوۡا مَا طَابَ لَکُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَۃً

ترجمہ: نکاح کرو جوتمھیں خوش آئیں عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار۔اور اگر یہ خوف ہوکہ انصاف نہ کرسکوگے تو ایک سے۔

تو تعداد کے جواز میں یہ نص ہے اور اس آیت سے اس کے جواز پر دلیل ملتی ہے، لھٰذا شریعت اسلامیہ میں یہ جائز ہے کہ وہ ایک عورت یا پھر دو یا تین یا چار عورتوں سے بیک وقت شادی کرلے،یعنی ایک ہی وقت میں اس کے پاس ایک سے زیادہ بیویاں رہ سکتی ہیں لیکن وہ ایک ہی وقت میں چار بیویوں سے زیادہ نہیں رکھ سکتا اور نہ ہی اس کے لیے ایسا کرنا جائز ہے۔

مفسرین کرام وفقہاء عظام اور سب مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کسی نے بھی اس میں کوئی اختلاف نہیں کیا اور یہ بھی علم میں ہونا چاہیے کہ تعداد زوجات کے لیے کچھ شروط بھی ہیں ان میں سے سب

سے پہلی شرط عدل ہے۔اس کی دلیل اللہ سبحانہ وتعالی کا مندرجہ ذیل فرمان ہے:
تو اگر تمہیں یہ خدشہ ہو کہ تم ان کے درمیان برابر عدل نہیں کر سکتے تو پھر ایک ہی کافی ہے۔
(سورہ النساء)

تو اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تعداد زوجات کے لیے عدل شرط ہے، اور اگر آدمی کو یہ خدشہ ہو کہ وہ ایک سے زیادہ شادی کرنے کی صورت میں عدل وانصاف نہیں کر سکے گا تو پھر اس کے لیے ایک سے زیادہ شادی کرنا منع ہے۔

اور تعداد کے جواز کے لیے جو عدل اور برابری مقصود اور مطلوب ہے وہ یہ ہے کہ اسے اپنی بیویوں کے مابین نفقہ، لباس، اور رات بسر کرنے وغیرہ اور مادی امور جن پر اس کی قدرت اور استطاعت ہے میں عدل کرنا مراد ہے اور محبت میں عدل کرنے کے بارہ میں وہ مکلف نہیں اور نہ ہی اس چیز کا اس سے مطالبہ ہے اور نہ ہی وہ اس کی طاقت رکھتا ہے اور پھر اللہ تعالی کے مندرجہ ذیل فرمان کا بھی یہی معنی ہے اور تم ہرگز عورتوں کے مابین عدل نہیں کر سکتے اگرچہ تم اس کی کوشش بھی کرو۔ (سورہ النساء 129)

دوسری شرط:۔ بیویوں پر نفقہ کی قدرت (خرچہ کرنے کی استطاعت) اس شرط کی دلیل یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنی کتاب عزیز میں کچھ اس طرح فرمایا ہے:

اور ان لوگوں کو پاکدامن رہنا چاہیے جو اپنا نکاح کرنے کی طاقت نہیں رکھتے حتی کہ اللہ تعالی انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے۔

(سورہ النور 33)

اللہ سبحانہ وتعالی نے اس آیت کریمہ میں یہ حکم دیا ہے کہ جو بھی نکاح کرنے کی استطاعت اور طاقت رکھتا ہو اور اسے کسی قسم کا مانع نہ ہو تو وہ پاکبازی اختیار کرے، اور نکاح کے مانع اشیاء میں یہ چیزیں داخل ہیں جس کے پاس نکاح کرنے کے لیے مہر کی رقم نہ ہو، اور نہ ہی اس کے پاس اتنی قدرت ہو کہ وہ شادی کے بعد اپنی بیوی کا خرچہ برداشت کر سکے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد اسماعیل خان امجدی گونڈہ یوپی الھند

۳۰ دسمبر ۲۰۱۹ء مطابق ۳ جمادی الاولی ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

* *

ایجاب وقبول کے الفاظ ایک گواہ سنے تو نکاح ہوا یا نہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفتیان کرام سے عرض ہے کہ موبائل کا اسپیکر اون تھا لڑکی نے ایک کو وکیل بنایا اور دوسرے گواہ نے نہیں سنا بلکہ اسی لڑکے نے سنا جس سے نکاح کروانا ہے پھر نکاح کرکے لڑکی کو بتا دیا گیا وہ بھی ایک گواہ نے ہی سنا تو آیا نکاح ہوا کہ نہیں؟ سائل آمر رضا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــــه تعــــــــــــالی

نکاح میں دو گواہ کا ہونا شرط ہے اور دونوں کا ایک ساتھ ایجاب وقبول کے الفاظ سننا ضروری ہے اگر ایک سنا اور ایک نے نہیں سنا تو نکاح ہوا ہی نہیں جسکی مختصر تفصیل یہ ہے کہ:

بلکہ اگر ایک نے ایجاب سنا اور قبول نہ سنا تو بھی نکاح منعقد نہیں ہوا خلاصہ کلام یہ کہ دونوں گواہ کا ایک ساتھ ایجاب وقبول کے الفاظ سننا ضروری ہے کیونکہ نکاح میں دو گواہ کا ہونا شرط ہے۔

جیسا کہ درمختار میں ہے:شرط حضور شاهدين حرين او حر حرتين مكلفين سامعين قولهما معا على الاصح

اور فتح القدیر میں ہے:اشتراط السماع لانه المقصود من الحضور

فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:ان سمع احد الشاهدين كلاهما ولم يسمع الشاهد الاخر لا يجوز فان اعاد الفظة النكاح فسمع الذى لم يسمع العقد الاول ولم يسمع العقد الثانى لا يجوز

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

لو سمع كلام احدهما دون الآخر او سمع احدهما كلام احدهما ولآخر كلام الآخر لا يجوز النكاح هكذا فى البدائع۔ والله تعالى اعلم

(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۵۵۷)

کتبـــــــه

محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار

****

نامرد کی منکوحہ کے لئے حکم شرع کیا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت مسئلہ ذیل میں کہ اگر کسی عورت کا نکاح ایسے شوہر سے ہو جائے جو نامرد ہو تو اس منکوحہ عورت کو کیا کرنا چاہیے۔ العارض حافظ تسلیم رضا نوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــه تعــــــــالی

نکاح صحیح ہو گیا اور عورت بے موت وطلاق جدا نہیں ہو سکتی اگر چہ مرد نامرد ہو رہا چارہ کار حاکم شرعی کے یہاں دعوی ہے وہ اس ثبوت لینے کے بعد کہ مرد اس پر قادر نہ ہو مرد کو ایک سال کی کامل مہلت دے کہ اپنا علاج کرے اس سال میں عورت مرد سے جدا نہ رہے اگر سال گزر جائے اور اب بھی قادر نہ ہو اور پھر دعوی کرے اور حاکم پھر ثبوت لینے کے بعد عورت سے پوچھے کہ تو اپنے اس شوہر کے پاس رہنا چاہتی ہے یا اپنے نفس کو اختیار کرتی ہے اگر عورت فورا بلا تاخیر کہہ دے کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو حاکم ان میں تفریق وجدائی کر دے یہ تفریق طلاق ہوگئی اور اب بعد عدت عورت دوسرے سے نکاح کر سکے گی ورنہ نہیں یہ حکم عورت کی جانب ہے رہا مرد اسے حکم شریعت ہے کہ جب وہ عورت کا حق ادا نہیں کر سکتا تو اس پر فرض ہے کہ عورت کو طلاق دے دے اگر نہیں دے گا تو گنہگار و مستحق عذاب ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم

هكذا قال الامام احمد رضا خان بريلوى فى الخامس من الفتاوىٰ الرضويه الصفحه ٦٨٧

کتبــــــه
محمد عمر رضا خان قادری مسعودی (نیپالی)
۲۲ جنوری بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

* *

لڑکے نے کہا اتنے مہر کے بدلے میں نکاح کرو لڑکی نے قبول کیا نکاح ہوا کہ نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فقہ کی کتاب کہتی ہے کی اگر لڑکے نے کہدی لڑکی سے کہ میں نے تم سے اتنے مہر کے بدلے میں

میں. نے نکاح کیا تو لڑکی نے قبول کرلیا تو نکاح ہوگیا یہ مسئلہ کہاں تک صحیح ہے۔ سائل سلامت رضا کشی نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــالی

لڑکے نے کہا اتنے مہر کے بدلے میں تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں لڑکی نے ہاں کہا تو نکاح منعقد ہو جائے گا بشرطیکہ دو گواہان کی موجودگی میں ایجاب وقبول ہوا ہو جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ با کمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

ردالمحتار میں ہے: قوله او بالسمع و الطاعة متعلق بمحذوف دل عليه المذكور اى زوجيت او قبلت متلبسا بالسمع والطاعة لأمره الابتقدير الجواب ماضيا مرادا به الإنشاء ليتم شرط العقد بكون احدهما للمضى، ماتن کا قول اوبالسمع والطاعۃ کا متعلق محذوف ہے جس پر مذکور دال ہے یعنی میں نے نکاح کیا یا قبول کیا آپکے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے اور حکم کی اطاعت مقدر طور پر ماضی کے صیغہ کے ساتھ جواب کے بغیر نہیں ہوسکتی جبکہ ماضی سے انشاء مراد ہوگی تاکہ نکاح کی شرط یعنی ایجاب وقبول میں سے ایک کا صیغہ ہونا تام ہو جائے۔

بحرالرائق میں زیر قول:

کنز انما يصح بلفظ النكاح والتزويج وماوضع لتمليك العين فی الحال نكاح تزويج

اور تملیک عین فی الحال کے لئے موضوع الفاظ سے عقد ہو جاتا ہے مصنف پر اعتراض ہے کہ مذکورہ الفاظ ثلاثہ کے علاوہ دیگر الفاظ سے بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے وہاں انھوں نے بہت سے امور ذکر کیے جن میں سے سمع وطاعت بھی ذکر کرکے فرمایا کہ اگر کسی مرد نے کسی عورت کو کہا کہ تو اپنے نفس کو مجھ سے بیاہ دے تو عورت نے جواب میں "بالسمع والطاعة" کہہ دیا تو نکاح ہو جائے گا۔

جیسا کہ خلاصہ میں ہے ان الفاظ سے وہ بھی ہے جو ذخیرہ میں مذکور ہے کہ اگر مرد نے عورت کو کہا کہ ہزار کے بدلے تجھ سے جماع کا حق میرے لئے ثابت ہے تو عورت نے جواب میں کہا کہ "ہاں" تو نکاح صحیح ثابت ہوگا۔

تو جواب یہ ہے کہ عقود میں حتیٰ کہ نکاح میں معانی کا اعتبار ہوتا ہے جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے جب کہ یہ مذکورہ الفاظ نکاح کا معنی ادا کر رہے ہیں۔ واللہ تعالی اعلم

(فتویٰ رضویہ جدید ج ۱۰ ص ۲۱۳)

کتبـــــہ
محمد راشد مکی کٹیہار بہار
۹ فروری بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

خدا اور رسول کو گواہ مان کر نکاح کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

اگر کوئی لڑکی سے کہے کہ تو میری بیوی ہے یا یہ کہے میں تجھے اپنی بیوی مانا اتنے مہر کے ساتھ خدا ورسول کو گواہ مان کر اس طرح سے نکاح جائز ہے یا اسکے علاوہ کوئی دوسری صورت ہے۔ سائل صابر نظامی

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــواب بعونــــــــــــه تعــــــــالى

صورت مسئولہ میں نکاح درست نہیں کیونکہ شرعاً نکاح کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ دو عاقل مسلمان بالغ مرد یا اسی طرح کی دو عورتوں اور ایک مرد کی موجودگی میں باقاعدہ ایجاب و قبول کیا جائے۔

وشرط حضور شاهدين أي يشهدان على العقد حرين أو حرّ وحرتين، مكلّفين سامعين قولهما معا

(در مختار مع الشامی جلد رابع ص ۸۷)

اور دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں: تزوج بشهادة الله ورسوله لم يجز بل قيل يكفر۔ والله تعالى اعلم

(رد المحتار جلد رابع ص ۹۹)

کتبـــــہ
امجد رضا امجدی
۵ جولائی ۲۰۱۸ء

****

اگر غیر مسلم مرد اور اس کی عورت نے اسلام قبول کرلیا تو کیا دوبارہ نکاح کرنا ہوگا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی ہندو چالیس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا ہے۔مع زوجہ کے کیا۔اب اس کو نکاح دوبارہ کرنا ہوگا مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں۔سائل عبد الغنی اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اگر کافر مرد اور اس کی عورت دونوں نے ایک ساتھ اسلام قبول کیا تو دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں۔صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد اعظمی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ کتاب بہار شریعت میں فرماتے ہیں کہ:

مرد وعورت کافر تھے دونوں مسلمان ہوئے تو وہی نکاح سابق باقی ہے جدید نکاح کی حاجت نہیں اور اگر صرف مرد مسلمان ہوا تو عورت پر اسلام پیش کریں اگر مسلمان ہوگئی فبہا ورنہ تفریق کردیں یوہیں عورت مسلمان ہوئی تو مرد پر اسلام پیش کریں اگر تین حیض آنے سے پہلے مسلمان ہوگیا تو نکاح باقی ہے ورنہ بعد میں جس سے چاہے نکاح کرلے اسے منع نہیں کرسکتا۔واللہ تعالی اعلم

(حوالہ بہار شریعت حصہ ہفتم ۲۷/)

کتبہ

محمد شریف الحق رضوی کٹیہار،بہار،انڈیا

۲۷مارچ بروز بدھ ۲۰۱۹عیسوی

****

حالت حیض میں نکاح کرنا جائز ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان کرام مسئلے ذیل میں کہ حیض کی حالت میں نکاح ہوسکتا ہے

حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ المستفتی: محمد صعود رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

حیض کے دوران نکاح کرنا جائز ہے ناپاکی کی وجہ سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا لیکن نکاح کے بعد حق زوجیت ادا کرنا جائز نہیں جب تک کہ عورت شرعی طریقہ سے پاک نہ ہو جائے۔

جیسا کہ درمختار مع شامی میں ہے کہ:

و اما نحو الحيض و النفاس و الإحرام و الظهار قبل التكفير فهو مانع من حل الوطئ لا من محلية العقد"

(كتاب النكاح ج3 ص60)

و منها المحل القابل و هي المرأة التي أحلها الشرع بالنكاح"اھ

(فتاوی عالمگیری ج1 ص267)

اور بحر الرائق میں ہے کہ:

و أما المحلية و في العناية محله امرأة لم يمنع من نكاحها مانع شرعي"

(ج3 ص109)

واللہ تعالی اعلم

کتبہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۲۳ اکتوبر بروز منگل ۲۰۱۸

****

ایجاب و قبول کے وقت نکاح خواں دولہا سے کیا کہے؟ فلاں بنت فلاں کو تمہارے نکاح میں دیا یا دیتا ہوں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل میں زید نکاح پڑھا رہا ہے اور ایجاب وقبول کے درمیان زید کو کیا کہنا چاہیے فلاں بنت فلاں کو آپ کے نکاح عقد میں دیا یا دیتا ہوں کون صیغہ

استعمال کیا جائے ماضی یا مضارع مفصل تحریر فرمائیں نوازش ہوگی۔سائل محمد نظام الدین بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

حضور بدر الملت والدین مفتی بدر الدین احمد رضوی فتاوی فیض الرسول میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

ایجاب وقبول میں اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ وہ ماضی کے الفاظ ہوں یعنی دولہا سے یوں کہے کہ میں نے فلاں بنت فلاں کا نکاح اتنے مہر پر تمہارے ساتھ کیا اس پر دولہا یوں کہے کہ میں نے قبول کیا۔واللہ تعالی اعلم

(ج:1 /ص:552 /کتاب النکاح)

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری نینی تال اترا کھنڈ

۵ نومبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

ولد الزنا سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی اور بناعدت کے اسکے ساتھ رہنے لگا اور اس سے اولاد بھی ہوئی اسکی اس اولاد کے ساتھ اپنے بچّوں کا نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں۔سائل ماجد علی حسینی سہارنپور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

طلاقِ مغلظہ کے بعد مرد وعورت ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہوجاتے ہیں اور عورت مرد کے لئے حرام ہوجاتی ہے بغیر حلالہ کے حلال نہیں اب حلالہ کیے بغیر جتنے دنوں تک مذکورہ عورت اس مرد کے ساتھ رہی اور ان دونوں کے درمیان تعلقات جسمانی ہوا وہ زنائے خالص وناجائز وحرام ہے اور اولاد ولد الزنا ہوگی۔

فتاویٰ بحر العلوم جلد دوم/ص 436 / میں سرکار بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں جتنے دن اس نے ناجائز طور پر رکھا سخت حرام کیا توبہ کئے بغیر مرا تو عذاب الہی کا مستحق ہوگا اس لئے سب سے پہلے دونوں توبہ کریں اور ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں ورنہ سخت عذاب الہی میں گرفتار ہونگے۔اور عورت عدت شرعی گزار کر کسی سنی صحیح العقیدہ سے نکاح کرے اور میاں بیوی کی طرح جسمانی تعلقات قائم ہونے کے بعد وہ شخص اپنی رضا سے طلاق دے یا انتقال کر جائے تو پھر عدت شرعی گزار کر سابق شوہر سے نکاح کر سکتی ہے۔

اب رہا اس زانیہ عورت کی اولاد سے نکاح کا حکم تو نکاح اچھے اخلاق وتقوی وجمال میں جو بہتر ہے اس سے کرنے کا حکم ہے حدیث شریف میں ہے دنیا متاع ہے اور دنیا کی بہتر متاع نیک عورت ہے اس لئے اگر اس زانیہ عورت کی اولاد نیک ہے تو نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے مگر بچنا بہتر ہے جیسا کہ فتاویٰ نوریہ جلد دوم ص 423 میں اسی قسم ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں از روئے شرع مطہر جبکہ کوئی اور مانع نہ ہو نکاح جائز ہے مگر پرہیز ضروری ہے عموما بدچلن ماں باپ کا اثر انکی اولاد میں ہوتا ہے اور علماء وشرفا کو تو بچنا نہایت ہی ضروری ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

محمد رضا امجدی ہرپوروا باچپٹی سیتا مڑھی بہار

۲۱ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

****

دس درہم سے کم میں نکاح ہوگا یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ اگر نکاح دس درہم سے کم میں ہوا اور شوہر دس درہم سے کم ہی دینے پر بضد اور اتنا ہی دیا ہو تو اس سے نکاح پر کوئی اثر ہوگا یا نہیں۔سائل ایس خان قادری بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

دین مہر انعقاد نکاح کیلئے شرط نہیں نکاح کے انعقاد کیلئے چار شرائط ہیں جن میں دو اس جگہ اصل ہیں ایک دو گواہ کا ہونا اور دونوں کا ایک ہی مجلس میں بیک وقت ایجاب وقبول کا سننا اور مہر ان

میں سے ایک بھی نہیں البتہ دس درہم مہر لازم ہوگا یا اس سے زیادہ دس درہم سے کم متعین بھی ہو تو دس درہم ہی ادا کرنا واجب ہوگا اس سے کم ادا کرنے پر بقیہ بطور دین اس پر ادا کرنا لازم رہے گا اور اسے نہ ادا کرنے پر لائق عتاب ہوگا ہاں اگر عورت بمرضیٔ خود معاف کر دے تو وہ بری الذمہ ہے دس درہم مہر کے ذکر کرنے پر بھی دس درہم ہی مہر واجب ہے۔

جیسا کہ شرح وقایہ میں ہے کہ و تجب ھی ان سمی دونھا وان سمی غیرہ ای غیر دون عشرۃ دراھم۔

(شرح وقایہ ج(۳)ص(۱۱)

مہر کا ذکر بھی نہ کیا جائے تو نکاح کے انعقاد پر کچھ فرق نہیں پڑے گا چونکہ یہ شرائط نکاح سے نہیں البتہ انعقادِ نکاح کیلئے شرائط نکاح کا ہونا ضروری ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں درمختار میں ہے:

شرط حضور شاھدین حرین اوحر وحرتین مکلفین سامعین قولھما معا علی الاصح فاھمین انہ نکاح علی المذھب بحر

درمختار میں ہے کہ نکاح میں دو مرد ہوں یا ایک مرد دو عورتیں عاقل بالغ اور آزاد کا مجلس میں اس طرح موجود ہونا کہ وہ نکاح سمجھتے ہوئے نکاح کرنے والوں کے کلام کو سنیں، شرط ہے، یہ صحیح مذہب ہے، بحر

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد(۱۱)ص(۲۰۸) مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــــہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۲۱/ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

****

کیا اسلام میں کچھ دن منحوس و نامبارک ہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ عوام الناس میں جو یہ بات مشہور ہے کہ 23133 / 28188 ان تاریخوں کو منحوس سمجھتے ہیں اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے جواب عنایت

فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔سائل محمد وسیم رضا یو پی ضلع بستی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــه تعــــــــالی

اسلام میں نہ کوئی مہینہ منحوس ہے اور نہ کوئی دن منحوس ہے یہ جاہل عورتوں کی وہم پرستی اور ذہن کی پیداوار ہے جیسا کہ حضرت شیخ الحدیث علامہ مولانا عبدالمصطفے اعظمی مجددی علیہ الرحمہ والرضوان اپنی کتاب" جنتی زیور صفحہ ۱۲۷ "تحریر فرماتے ہیں کہ:

جاہل عورتوں میں رواج ہے کہ وہ ذوالقعدہ کے مہینہ کو خالی کا چاند اور صفر کے مہینہ کو تیرہ تیزی کہتی ہیں اور ان دونوں مہینوں کو منحوس سمجھتی ہیں اور ان دونوں مہینوں میں شادی بیاہ اور ختنہ وغیرہ کو نامبارک جانتی ہیں۔

اسی طرح ہر مہینے کی ۳ / ۱۳ / ۲۳ تاریخوں کو منحوس سمجھ کر ان تاریخوں میں شادی بیاہ اور دوسری تقریبات کرنے کو بہت ہی برا اور نحوست والا کام سمجھتی ہیں کچھ جاہل مرد اور عورتیں قمر درعقرب میں شادی بیاہ کرنے کو منحوس اور نامبارک مانتے ہیں اسی طرح بدھ کے دن کو منحوس سمجھ کر کچھ لوگ اس دن سفر نہیں کرتے ، کچھ عورتیں ان مہینوں اور تاریخوں میں طرح طرح کے ٹوٹکے کرتی کراتی ہیں یاد رکھو اس قسم کے سارے اعتقاد سراسر شریعت کے خلاف ہیں اور گناہ کی باتیں ہیں ہر دن اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے کسی دن کو منحوس نہیں بنایا اور نہ نامبارک یہ سب اعتقاد مشرکوں ، نجومیوں اور رافضیوں کے من گڑھت عقیدوں کی پیداوار ہیں۔

یاد رہے شرع شریف کا قاعدہ کلیہ ہے کہ:

الاصل فی الاشیاء الاباحۃ

یعنی تمام چیزوں کی اصل یہ ہے کہ وہ مباح و جائز ہے یعنی ہر وہ چیز جائز ہے جسے شریعت اسلامیہ نے منع نہیں فرمایا پتہ چلا کسی مہینہ، کسی دن شادی بیاہ اور دوسری تقریبات کرنے کی شرعاً منع نہیں اس لئے اس کا منع نہ ہونا ہی جائز ہونے کی دلیل ہے اور جیسا کہ بخاری مع فتح الباری جلد ۱۹ صفحہ ۶۵۵ پر ہے کہ:

ان جمیع الاشیاء علی الاباحۃ حتی یثبت المنع من قبل الشارع

یعنی تمام چیزیں جائز و مباح ہیں جب تک کسی چیز کے لئے شارع سے منع ثابت نہ ہو۔

اور مفسر قرآن، محدث اہل سنت، پاسبان مسلک اعلی حضرت، حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ والرضوان اپنی کتاب اسرار الاحکام بانوار القرآن صفحہ ۱۳۱ / ۱۳۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

شریعت میں کوئی دن منحوس نہیں ہاں بعض دن بعض کاموں کے لئے زیادہ موزوں ہیں اتوار باغ لگانے، مکانات بنانے، کھیت بونے کے لئے زیادہ موزوں ہے کیونکہ اسی دن جنت میں باغ لگا، پیر تجارتی سفر کے لئے بہتر کہ اسی دن حضرت شعیب علیہ السلام نے تجارت کا پہلا سفر کیا جس میں بہت نفع ہوا، سہ شنبہ (منگل) کو فصد لینا آپریشن یا حجامت کرنا بہتر نہیں، یہ دن خون کا ہے اس دن یہ کام کرنے سے برص کا اندیشہ ہے اسی دن حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خون آیا، ہابیل کا قتل ہوا، حضرت زکریا علیہ السلام اور جرجیس اور فرعون کے جادوگر کیسہ قتل کئے گئے، چہار شنبہ (بدھ) کا آخری حصہ علم دین شروع کرنے کے لئے بہتر ہے، پنج شنبہ (جمعرات) کا دن امراء سلاطین سے ملنے اور مقدمہ دائر کرنے کے لئے بہتر کہ اسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے مناظرہ میں فتح پائی، جمعہ (آدینہ) کا دن نکاح کرنے کے لئے بہتر کہ اسی دن حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت آدم علیہ السلام سے، حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام سے، حضرت بلقیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت سلیمان علیہ السلام سے اور ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح سید عالم حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا۔

(بحوالہ تفسیر روح البیان سورہ یونس)

کتبـــــــہ
محمد جعفر علی صدیقی رضوی سانگلی مہاراشٹر
۳/ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

****

کیا رسوم شادی ناجائز ہے؟؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل یہ رواج ہو چکا ہے کہ جب لڑکی کی شادی ہوتی ہے تو وہ چاند دیکھنے کے لئے اپنے میکے جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ اپنے سسرال میں چاند نہیں دیکھنا چاہئے مہربانی کر کے ہمیں بتائیں یہ کہاں تک درست ہے آپ کا بہت شکر گزار رہوں

گاسائل۔محمد رضوان القادری کشی نگر اتر پردیس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــه تعــــــــالی

شادیوں میں طرح طرح کی رسمیں ہیں ان میں کچھ جائز ہیں کچھ ناجائز ہیں لہٰذا صاحب بہار شریعت ارشاد فرماتے ہیں رسوم کی بنا عرف پر ہے یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ شرعاواجب یا سنت یا مستحب ہیں لہٰذا جب تک کسی رسم کی ممانعت شریعت سے ثابت نہ ہو اس وقت تک اسے حرام و ناجائز نہیں کہہ سکتے کھینچ تان کر ممنوع قرار دینا زیادتی ہے مگر یہ ضرور ہے کہ رسوم کی پابندی اسی حد تک کرسکتا ہے کہ کسی فعل حرام میں مبتلا نہ ہو بعض لوگ اس قدر پابندی کرتے ہیں کہ ناجائز فعل کرنا پڑے تو پڑے مگر رسم کا چھوڑنا گوارا نہیں۔

(بہار شریعت ج اول ح ہفتم ص 93)

نئی شادی ہوتی ہے تو کچھ افراد لڑکی کو نئے چاند کے موقع پر اپنے گھر بلا لیتے ہیں اس لئے کہ نیا ماحول ہے نئے لوگ ہیں لڑکیوں کو شروع میں اجنبیت کا احساس ہوتا ہے اس لئے مہینہ پندرہ دنوں میں سسرال ومیکہ کی آمدورفت ہوتی ہے تاکہ اپنے سسرال کے ماحول کو خوب اچھی طرح سمجھ لے اس بنا پر لاتے ہیں شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے اس لئے لانا جائز ہے اسے کوئی واجب وسنت نہیں سمجھتے ہیں۔

کتبــــــہ

محمد رضا امجدی ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی

بہار ۵ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

****

کیا کسی سنی لڑکا یا لڑکی کا نکاح وہابیہ دیوبندیہ سے ہوسکتا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ ایک سنی لڑکا ایک وہابی لڑکی سے شادی کرسکتا ہے جبکہ نکاح پڑھانے والا شخص بھی سنی ہو ایسی صورت میں نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں جبکہ ایک شخص نے کہا کہ نکاح پڑھانے والا تو کلمہ واستغفار پڑھا دیتا ہے تو کیوں نہیں

ہوگا اس کی بھی وضاحت فرمائیں۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــالی

کسی سنی صحیح العقیدہ لڑکا یا لڑکی کا نکاح کسی وہابیہ دیوبندیہ سے نہیں ہوسکتا کیونکہ وہابیہ دیابنہ وغیرہم اپنے عقائد کفریہ کے سبب اسلام سے خارج ہیں جیسا کہ فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے فقیہ عصر علامہ مفتی محمد اختر حسین قادری علیمی مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں کہ وہابی دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کے سبب اسلام سے خارج اور کافر و مرتد ہیں۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت سیدنا امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز رقمطراز ہیں کہ مرتد منافق وہ کہ اب بھی کلمہ اسلام پڑھتا ہے اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا ہے یا ضروریات دین میں سے کسی شیء کا منکر ہے جیسے آج کل کے وہابی رافضی قادیانی۔

(الفتاوی الرضویہ جلد 6 صفحہ 55)

اور آگے اسی میں فرماتے ہیں کہ مرتدوں میں سب سے بدتر مرتد منافق ہے خصوصاً وہابیہ دیوبندیہ کہ اپنے آپ کو خاص اہل سنت کہتے ہیں یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں۔

(حوالہ سابق صفحہ سابق)

اور مرتد لڑکا یا لڑکی کا نکاح کسی سے منعقد نہیں ہوتا ہے۔فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ 282 میں ہے۔لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ و کذالك لا یجوز نکاح المرتد مع احد کذا فی المبسوط۔

چند سطر کے بعد ہے مفتی صاحب موصوف لکھتے ہیں:

لہذا کسی سنی صحیح العقیدہ لڑکا یا لڑکی کا نکاح کسی وہابی دیوبندی سے منعقد نہیں ہوگا۔

(فتاویٰ علیمیہ جلد دوم صفحہ 64 / 65)

اس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ کسی سنی صحیح العقیدہ لڑکا یا لڑکی کا نکاح کسی وہابیہ دیوبندیہ سے نہیں ہوسکتا رہا کسی کا یہ کہنا کہ کلمہ و استغفار پڑھا دینے سے نکاح ہوجائے گا تو یہ سراسر غلط ہے کہنے والا اپنے قول سے رجوع کرے اور آئندہ بغیر جانکاری کے غلط مسئلہ نہ ٹھونکے ورنہ خود گمراہ ہوگا اور دوسروں کو بھی

گمراہی کے کیچڑ میں پھنسا کر چھوڑے گاہاں اگر وہ لوگ اپنے عقائد کفریہ سے تائب ہوکر مذہب حق مسلک اعلیٰ حضرت پر صدق دلی سے قائم ہوکر ثابت قدم رہتے ہیں تو ان کے استحکام و استقلال کو پرکھنے کے بعد حرج نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــہ

ابو الاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۳/صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

****

فرضی ولدیت کی صورت میں لڑکی کا نکاح منعقد ہوگا یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کی شادی زید کے ساتھ ہوئی اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی بکر ہندہ کے یہاں آتا جاتا تھا اسی درمیان میں بکر کا ہندہ سے ناجائز تعلق قائم ہوگیا اور بکر ہندہ اور اسکی بیٹی کو لیکر فرار ہوگیا اور بکر نے ہندہ سے شادی کرلی زید سے ہندہ کی ایک لڑکی پیدا ہوئی جیسا کہ سوال میں مذکور ہے آج ہندہ کی بیٹی کی شاد ہوئی اور قاضی صاحب نے نکاح پڑھایا اور نکاح میں قاضی صاحب نے ولدیت کی جگہ پر بکر کا نام لیا حالانکہ وہ زید کی بیٹی ہے تو کیا زید کا نام نہیں لیکر بکر کے نام سے نکاح ہوجائے گا علمائے کرام رہنمائی فرمائیں۔ سائل محمد تسلیم رضا مقام مظفر پور بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــواب بعونــــــــہ تعــــــالی

لڑکا ہو یا لڑکی جو اس کا حقیقی باپ ہے وقتِ اظہارِ ولدیت اسی کے نام سے پکارنا اور لکھنا ضروری ہے اسکے سوا کسی کی جانب منسوب کرنا ناجائز وحرام ہے۔

جس پر نص قرآنی موجود ہے اللہ فرماتا ہے:

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ذَٰلِكُمْ قَوْلُكُم بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ ۝ اُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ

(سورۃ الاحزاب آیت ٤ و٥ پ٢١)

اور نہ تمہارے لیے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا یہ تمہارے اپنے منہ کا کہنا ھے اور اللہ حق فرماتا ھے اور وہی راہ دکھاتا ھے انھیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے۔

(ترجمہ کنز الایمان)

بخاری شریف میں ہے کہ من ادّعی الی غیر ابیه وھو یعلم فالجنة علیه حرام
ترجمہ:۔ جو شخص اولاد کی ولدیت جانتے ہوئے بھی غیر کی طرف منسوب کرے اس پر جنت حرام ہے۔

(البخاری المجلد الثانی کتاب المغازی ص ۶۱۹ مجلس برکات)

مسلم شریف میں ہے جو شخص اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے کی طرف ادعا کرے یعنی دوسرے کو باپ بنائے یا اپنے مولیٰ کے سوا کسی دوسرے کو اپنا مولیٰ بتائے تو اس پر اللہ تعالیٰ اور ملائکہ بلکہ سارے انسانوں کی لعنت ہے اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن نہ اسکا کوئی فرض قبول کریگا نہ نفل۔

عن ابن ابی طالب رضی اللہ عنه قال النبی صلی اللہ علیه وسلم من ادعی الی غیر ابیه او انتمی الی غیر موالیه فعلیه لعنة اللہ و الملئكة و الناس اجمعین لا یقبل اللہ منه یوم القیامة صرفا و عدلا

(المجلد الاول باب فضل المدین ص ۴۴۲ مجلس برکات)

مذکور آیات واحادیث سے معلوم ہوا کہ ولدیت بدلنا ناجائز وحرام ہے اس لیے جسکی وہ حقیقی بیٹی ھے اسی کی طرف منسوب کی جائے، فقط پرورش کرنے سے ولدیت نہیں بدل سکتی۔

۲۔ وقت نکاح لڑکی کا فقط اپنے غیر سے ممتاز ہونا ضروری ہے وہ چاہے سامنے چہرہ دکھا کر ہو یا اشارہ سے ہو یا غَیبت کی صورت میں اسکا یا اسکے باپ یا دادا وغیرہما کا نام لیکر ہو، پس صورت مسئلہ میں اگر فرضی باپ ہی سے غیر سے امتیاز ہوگیا ہو تو نکاح کے منعقد ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

ولا بد من تمییز المنکوحة عند الشاھدین لتنتفی الجھالة فان کانت حاضرة منتقبة کفی الاشارة الیھا و الاحتیاط کشف وجھھا وان کانت غائبة ولم یسمعوا کلامھا بأن عقد لھا و کیلھا فان کان الشھود یعرفونھا کفی ذکر اسمھا اذا علموا انه ارادھا وان لم یعرفوھا لا بد من اسمھا و اسم ابیھا و جدھا والظاھر ان المراد بالمعرفة ان المقصود علیھا ھی فلانة بنت فلان

الفلانی لا معرفة شخصها ۔ واللہ تعالی اعلم

(ردالمحتار ج ٤ ص ٨٩، ٩٠ کتاب النکاح زکریا بکڈپو)

(ھکذا قال الامام احمد رضا قدس سرہ القدسی فی الفتاوی الرضویة ج ۵ ص ۱۹۱ رضا اکیڈمی ممبئی)

کتبـــــــہ
محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور

****

شادی میں سہرا پہن کر دولہا کو ناچنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دولہے کو سہرا پہنا دیا گیا پہنانے کے بعد Dj بجاتے وقت دولہے کو نچوایا گیا سہرا پہنے ہوئے دولہے کو نچوانے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے سائل غلام مصطفیٰ سیتامڑھی۔

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

ناچنا ناجائز ہے۔

(بہار شریعت حصہ 16 لہو ولعب کا بیان)

دولہا فعل ناجائز کرکے تو گنہگار ہوا اور جن لوگوں نے دولہے کو نچوایا وہ لوگ بھی گنہگار ہوئے،

اللہ تعالی قرآن پاک میں فرماتا ہے:

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

ترجمہ:۔اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔

(سورۃ المائدہ آیت:02)

تعجب بالائے تعجب ہے کہ اب تک باراتی ناچتے تھے اب دولہا بھی ناچنے لگا وہ بھی سہرا پہن کر یہی وجہ ہے کہ عذاب آتا ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ شادیاں سنت کے مطابق کریں شادی میں فضول خرچی سے اجتناب کریں فقیر کا مشاہدہ ہے کہ لوگ شادی میں فضول خرچی کرنے کے لیے سود پر بھی پیسہ لیتے

ہیں جب کہ سود کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

الربو سبعون جزأ ایسر ھا ان ینکح الرجال امه

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوۃ شریف)

یعنی سود کے گناہ ستر درجے ہیں سب میں ہلکا درجہ یہ ہے کہ انسان اپنی ماں سے زنا کرے ،اللہ تعالیٰ سنت کے مطابق شادی کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے تاکہ امت مسلمہ مزید خرافات سے بچ سکے ۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ

محمد معصوم رضا نوری بلرامپور یوپی

۲۶ ذی الحجہ ۱۴۴۲ ہجری

****

چچیری بھانجی سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہے علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ چچیری بھانجی سے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں جواب عنایت فرمائیں ۔المستفتی محمد ارشاد رضا امامی مقام رحمت پور بہاری ویشالی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

چچیری بھانجی سے نکاح جائز ہے، کیوں کہ چچازاد بہن سے نکاح جائز ہے تو چچیری بھانجی سے بھی بلاشبہ نکاح جائز ہے چچیری بہن یا بھانجی یہ محرمات میں سے نہیں ہیں ۔

کما قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید: وَاُحِلَّ لَکُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمۡ

(سورہ نساء آیت ۲۴)

کتبـــــہ

محمد معصوم رضا نوری اترولہ یوپی

۲۶ / ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

****

اگر بیوی کا نان ونفقہ نہ دے سکے تو نکاح کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر مرد بیوی کا خرچ اور مہر نہ دے سکے تو نکاح کرنا حرام ہے؟ جواب عنایت فرمائیں سائل اجمل بنارس

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــه تعـــــــــــالى

اگر اس بات کا اندیشہ ہے کہ نکاح کریگا تو نان ونفقہ نہ دے سکے گا یا نکاح کی ضروری باتوں کو پورا نہ کر سکے گا تو نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے اور ان باتوں کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام ہے مگر نکاح بہر حال ہو جائے گا۔

جیسا کہ درمختار میں ہے کہ:

ومكروها لخوف الجور فان تيقنه حرم ذالك

اور ردالمحتار میں ہے کہ:

(ومكروها) أي تحريما بحر

(ج:4/ص:66/ کتاب النکاح/ دار عالم الکتب)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ:و حالة خوف الجور مكروه كذا فى الاختيار شرح المختار

(ج:1/ص:267/ کتاب النکاح/بیروت)

(ایسا ہی بہار شریعت ج ۲ ح:7/ص:5/ نکاح کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی/ میں ہے۔ واللہ تعالی اعلم)

کتبـــــــه

اسرار احمد نوری نینی تال اتراکھنڈ

8 جولائی 2021 بروز جمعرات

****

دیوبندی کے سنی لڑکے اور لڑکی کا نکاح آپس میں ہوسکتا ہے، نکاح خواں پر کوئی حکم نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کہ بارے میں کہ لڑکا بھی سنی ہے اور لڑکی بھی سنی ہے لیکن دونوں کے ماں باپ وہابی ہیں ایک سنی امام صاحب نے اسکا نکاح پڑھادیا تو امام صاحب کے اوپر کیا حکم لگے گا تو ان امام صاحب کے پیچھے ہماری نماز ہوگی یا نہیں؟

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اگر لڑکی اور لڑکا دونوں معمولات وعقائد اہل سنت وجماعت پر قائم ہیں تو بلا شبہ نکاح ہوجائے گا کیونکہ نکاح محض ایجاب وقبول کا نام ہے۔ جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ:

ینعقد بایجاب من احدھما و قبول من الاخر۔ ملخصا

(ج4ص69/68)

اور ہدایہ میں ہے کہ:

النکاح ینعقد بالایجاب و القبول بحضور الشاھدین۔ ملخصا

(ہدایہ ج2ص285)

اور اگر واقعی دونوں کے والدین دیوبندی وہابی ہیں تو اب ان کے یہاں آنا جانا کھانا پینا جائز نہیں ہے اور ان سے قطع تعلق رکھیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ:

ایاکم و ایاھم ولا یضلونکم ولا یفتونکم ان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتو فلا تشھدوھم وان لقیتموھم فلا تسلموا علیھم ولا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تواکلوھم ولا تناکحوھم "اھ

یعنی ان سے الگ رہو، انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں، وہ بیمار پڑے تو پوچھنے نہ جاؤ، مرجائیں تو ان کے جنازے پر حاضر نہ ہو، جب وہ ملیں تو سلام نہ کرو، ان کے پاس نہ بیٹھو نہ ان کے ساتھ پانی پیو، نہ ان کے ساتھ میں کھانا کھاؤ، شادی بیاہ نہ کرو۔

(مسلم شریف ج 1 ص 10)

اور امام صاحب پر کوئی حکم لاگو نہیں ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم

کتبــــــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۲۵ نومبر بروز اتوار ۲۰۱۸

****

کیا شادی شدہ عورت کے ناجائز تعلقات کی بنا پر نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل میں کہ ہندہ بکر کی منکوحہ ہے، مگر ہندہ کے ناجائز تعلقات زید کے ساتھ ہیں جسکی بنا پر زید کے ساتھ گھر سے بھاگ گئی کچھ دنوں کے بعد واپس گھر لوٹی اب وہ زید کے ساتھ رہنا چاہتی ہے جبکہ ہندہ حاملہ ہے کیا ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ ہوسکتا ہے اور ہندہ کے پیٹ میں جو بچہ ہے زید و ہندہ کا دعوی ہے کہ وہ بچہ زید کا ہے اس صورت میں گاؤں کے لوگ ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ کرانے کیلئے تیار ہیں اس مسئلہ میں شرعی حکم کیا ہے واضح کردیں کرم ہوگا۔ المستفتی غلام غوث نظامی موتیہاری مشرقی چمپارن بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونــــــــــہ تعــــــــــالی

زید و ہندہ شرعا مجرم ہیں اس کا زید کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھنا اور اس کے ساتھ بھاگنا اور اپنے شوہر کے پاس جانے کیلئے راضی نہ ہونا یہ سب گناہ عظیم ہے، ہندہ پر فرض ہے کہ زید سے فورا الگ ہو کر علانیہ توبہ واستغفار کرے اور اپنے گناہوں پر نادم ہو، کسی غیر مرد سے ناجائز تعلقات اور اس کے ساتھ بھاگنے سے نکاح فاسد نہیں ہوتا ہے تاوقتیکہ بکر سے طلاق نہ حاصل کرے ہندہ بکر کے ساتھ زندگی بسر کرے، بکر کی موت یا اس سے طلاق حاصل کئے بغیر دوسرے سے نکاح ہرگز جائز نہیں اور زید بھی سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہے اس پر لازم ہے کہ ہندہ کو فورا اپنے سے الگ کردے اور اپنے گناہوں سے علانیہ توبہ واستغفار کرے ہندہ وزید کا یہ قول، حمل زید کا ہے، ہرگز معتبر نہیں یہ حمل بکر کا ہی مانا جائے گا حدیث شریف میں ہے "الولد للفراش" بچہ اس کا ہے جس کا فراش (یعنی عورت جسکی منکوحہ یا

کنیز ہو) اگر شوہر انکار کرے جب بھی اس کا انکار تسلیم نہیں کیا جائے گا۔
(فتاوی فیض الرسول ج ۲/ص ۳۱۹،۳۱۵)

گاؤں کے لوگوں کا ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ کرانے کیلئے تیار ہونا سخت ناجائز وحرام جب تک بکر طلاق نہ دے ہندہ بکر کی بیوی ہے اس فعل قبیح وشنیع سے باز آئیں اور زید وہندہ نہیں مانیں تو سماجی مقاطعہ کریں۔

کتبــــــہ
محمد رضا امجدی موتیہاری مشرقی چمپارن بہار
۲۰ شوال المکرم ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

****

سیدہ کا نکاح غیر سید سے کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سیدہ کا نکاح غیر سیدوں سے کیسا ہے اگر کوئی سیدہ کا نکاح غیر سید سے ہو جائے تو کیا حکم ہے نکاح درست ہوگا یا نہیں جواب عنایت فرمائیں۔مہربانی ہوگی۔المستفتی محمد انعام الحق نوری افضلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونــــــــــہ تعــــــــالی

سیدی اعلی حضرت قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ: سید ہر قوم کی عورت سے نکاح کر سکتے ہیں اور سیدانی کا نکاح قریش کے ہر قبیلہ سے ہوسکتا ہے خواہ علوی ہو یا عباسی یا جعفری یا صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا اموی، رہے غیر قریش جیسے انصاری یا مغل یا پٹھان ان میں جو عالم دین معظم مسلمین ہو اس سے مطلقا ہوسکتا ہے ورنہ سیدانی نابالغہ ہے اور غیر قرشی کے ساتھ اس کا نکاح کرنے والا ولی باپ یا دادا نہیں تو نکاح باطل ہوگا اگر چہ چچا یا سگا بھائی کرے اور اگر باپ دادا اپنی کسی لڑکی کا نکاح ایسے ہی پہلے کر چکے ہیں تو اب ان کے لئے بھی نہ ہو سکے گا اور اگر بالغہ ہے اور اس کا کوئی ولی نہیں تو وہ اپنی خوشی سے غیر قرشی سے اپنا نکاح کر سکتی ہے اور اس کا کوئی ولی یعنی باپ، دادا پردادا ان کی اولاد ونسل سے کوئی مرد موجود ہے اور اس نے پیش از نکاح اس شخص کو غیر قرشی جان کر صراحتا اس نکاح کی اجازت دے دی جب بھی

جائز ہوگا ورنہ بالغہ کا کیا ہوا بھی باطل محض ہوگا۔

(فتاوی رضویہ ج 5 ص 454: رضا اکیڈمی ممبئی)

اور درمختار میں ہے کہ:

لزم النکاح بغیر کف و ان کان الولی ابا او جدا لم یعرف منهما سوء الاختیار و ان عرف لا یصح النکاح اتفاقا۔ ملخصا

(درمختار فوق ردالمحتار ج 3 ص 66)

اور اگر کسی غیر سید نے سیدہ بالغہ سے نکاح کیا اس حال میں کہ سیدہ اور اس کے والدین جان بوجھ کر راضی تھے تو نکاح جائز ہے خواہ غیر سید عالم ہو یا نہ ہو، ایسا ہی فتاوی امجدیہ ج 2 ص 132 پر ہے۔ واللہ اعلم

کتبــــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۸ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

****

باب المحرمات

(محرمات کا بیان)

حرمت مصاہرت کا حکم کیا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

حضور مجھ سے ایک شخص نے سوال کیا ھے کہ زید نے جوش یعنی شہوت میں اپنی بیوی سمجھ کر ماں یا بہن پر ہاتھ ڈال دیا ھے تو اُس پر کیا حکم عائد ہوتا ھے؟ سکونِ قلب کیلئے جواب عنایت فرمائیں بہت مہربانی ہوگی حضور۔

الانتباہ:۔ مجیب اپنی طرف سے زید کی ماں بہن اور بیٹی پر بیوی سمجھتے ہوئے شہوت سے ہاتھ ڈالنے یا پھر بیوی کی ماں بہن بیٹی پر بشہوت ہاتھ ڈالنے کی تمام صورتوں کا علیحدہ علیحدہ حکم بیان کریں کیونکہ ماں بہن کا ذکر سوال میں مطلق ہے (برکاتی)۔سائل محمد رضا نعیمی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے ان کی کئی قسمیں ہیں:

ان میں ایک قسم حرمت مصاہرت ہے مرد وعورت ایک دوسرے کو شہوت سے چھوئیں یا ایک دوسرے کی شرم گاہ کو دیکھیں تو عورت کے اصول، وفروع مرد پر حرام ہو جائیں گی اور مرد کے اصول و فروع عورت پر حرام ہو جائیں گی اس کو حرمت مصاہرت کہتے ہیں۔

ذخیرہ میں ہے:

کذا لو عضها بشهوة هكذا فی الخلاصه

(فتاوی عالم گیری جلد اول)

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

واذا قبلها او لمسها او نظر الی فرجها

فتاوی عالمگیری جلد اول میں:

ویشترط ان تکون المرأة مشتهاة کذا فی التبیین

یعنی حرمت مصاہرت کے لئے شرط ہے کہ عورت مشتہاۃ ہو وہ جسمانی اور عمر کے لحاظ سے ایسی ہو کہ اسے دیکھ کر مرد کو جنسی شہوت آئے نو سال کی عمر والی لڑکی محل شہوت ہے اگر اسکی عمر اس سے کم ہے تو وہ محل شہوت نہیں۔

معراج الدرایہ میں بھی اسی طرح ہے اور فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں کہ: جو لڑکی نو سال سے کم عمر کی ہو وہ مشتہاۃ نہیں یعنی اس پر شہوت کی نظر ڈالنے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔

(فتاوی قاضی خان، فتاوی عالمگیری)

اب اگر زید نے بیوی کی ماں کو شہوت کے ساتھ چُھوا تو بیوی بھی اس شخص پر حرام ہوگئی فورا دونوں الگ ہو جائیں نکاح ختم ہو گیا اب ان دونوں کا نکاح کبھی نہیں ہو سکتا ہمیشہ کے لئے حرام اور بیوی کی ماں بھی حرام اگر بیوی کی بہن کو شہوت کے ساتھ چُھوا تو یہ حرام کیا اس سے توبہ کرے لیکن نکاح پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

اب اگر زید اپنی بیٹی کو شہوت کے ساتھ چُھوا اور اسکی عمر نو سال سے زائد ہے تو زید کی بیوی زید پر حرام ہوگئی فورا الگ ہو جائے ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔

اب زید نے اپنی ماں اور بہن کو شہوت کے ساتھ چُھوا زید کتنا بڑا بے غیرت یہ اُسے شرم نہیں آتی اس قسم کا دل میں ارادہ کرنے سے قبل اس بے غیرت کو تو مر جانا چاہیئے۔

الحاصل اس کے نکاح پر کوئی فرق نہیں پڑے گا مگر اس کی ماں اس کے والد گرامی کی نکاح سے ہمیشہ کیلئے نکل گئی خود اس گناہ کیلئے کثرت کے ساتھ توبہ واستغفار کرے رب کی بارگاہ میں روئے آنسو بہائے صدقہ وخیرات کرے نماز وروزہ کی پابندی کرے: تاکہ اللہ تبارک وتعالی اس کبیرہ گناہ کو معاف فرمادے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

محمد رضا امجدی ہرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار

۲۴ مارچ بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

* *

شہوت کے ساتھ چھونے سے بھی مصاہرت ثابت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شراب کے نشے میں اگر سسر نے اپنی بہو کو شہوت کے ساتھ صرف چھوا کیا حکم ہے؟المستفتی محمد شاہ رخ دھرم پوری

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجــــــــواب بعونـــــــــــه تعــــــــــالى

اگر سسر نے اپنی بہو کا ہاتھ شہوت کے ساتھ پکڑا یا شہوت کے ساتھ اس کے سینے پر ہاتھ لگایا یا معاذ اللہ رب العالمین سسر نے اس کے ساتھ زنا کیا تو ان تمام صورتوں میں بہو بیٹے پر حرام ہوگئی۔

فتاوی عالم گیری میں ہے:

تحرم المزنی علی أباء الزانی وأجداده وان علوا وابنایة وان سفلوا ۔ کذا فی فتح القدیر

اور اسی میں ہے:

کما تثبت هذا الحرمة بالوطی تثبت بالمس والتقبیل والنظر إلی الفرج بشهوة کذا فی الذخیرة

اور جب بکر پر وہ حرام ہوگئی تو اس پر فرض کہ فوراً اپنی بیوی سے متارکہ کرے اور الگ کر دے کسی بھی صورت میں اس کے بیٹے کا اس سے وطی کرنا جائز نہیں۔

(هکذا فی الدر المختار والفتاوی الرضویه وغیرهما ،ماخوذ فتاوی علیمیہ جلد دوم ص 80

کتبــــــــہ

محمد رضا امجدی ہر پور وا باچپٹی سیتا مڑھی بہار

۸ جولائی بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

کیا سگی بھانجی سے نکاح ہوسکتا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکے نے اپنی سگی بہن کی بیٹی سے پیار کیا مگر لڑکے کو کچھ سالوں تک معلوم نہیں تھا کہ بہن کی بیٹی سے نکاح حرام ھے جب خبر ہوئی تو لڑکا نکاح کرنے سے منع کر رہا ہے مگر لڑکی کہہ رہی ھے کہ اگر تمہارا نکاح مجھ سے نہیں ہوا تو میں زہر کھالونگی تو اس صورت میں کیا کرنے کا حکم ھے؟ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ سائل محمد تنویر اشرف دھاروا ڑکرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

بہن کی بیٹی یعنی بھانجی سے نکاح حرام ہے کسی صورت سگی بہن کی بیٹی سے نکاح نہیں ہوسکتا حضرت شمس العلماء علامہ مفتی شمس الدین احمد جعفری رضوی جونپوری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

بھتیجی بھانجی سے بھائی بہن کی اولاد مراد ہیں ان کی پوتیاں نواسیاں بھی اسی شمار گنتی میں ہیں یہ سب بھی حرام ہیں۔

(قانون شریعت حصہ دوم صفحہ 50)

رہا مذکورہ لڑکے کا عمل کہ اپنی سگی بہن کی بیٹی سے پیار کرنا تو جائز پیار تو ضرور کرنا چاہیے مگر ناجائز تعلق کو پیار کا نام دینا لفظ "پیار ومحبت" کی توہین ہے اتنا سب کو معلوم ہے کہ اپنی بہن کی بیٹی اپنی بیٹی ہے لاعلمی کا شوشہ ڈھکوسلہ معلوم ہوتا ہے۔

لہذا مذکورہ لڑکا سچی توبہ کرے اور آئندہ اس قسم کی بیہودہ وغلیظ حرکتوں سے بچنے کا پکا عہد کرے مذکورہ لڑکے کا اپنی سگی بہن کی بیٹی یعنی بھانجی سے شادی نہ کرنے کا عہد صحیح ہے انکار پر زہر کھانے کی لڑکی کے دھمکی دینے سے شریعت ہرگز اجازت نہیں دے سکتی۔

فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے کہ:

خودکشی کی دھمکی پر بھی کسی بدمذہب اور مرتد کے ساتھ شادی کرنے کی اجازت شریعت ہرگز نہیں دے سکتی ورنہ ہر وہ شخص جو ان کے یہاں شادی کرنا چاہے گا تو خودکشی کی دھمکی دے کر کرلے گا

توامان اٹھ جائے گا اور اگر واقعی خودکشی کرے گا تو اسلام وسنیت کا کچھ نہیں بگاڑے گا اپنی عاقبت برباد کرے گا جہنمی ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ فقیہ ملت جلد اول باب النکاح والمرتد صفحہ 434)

فلہٰذا دونوں آپس میں شادی کرنے کے خیال کو ترک کردیں۔

کتبــــــہ

محمد مشتاق احمد قادری مہاراشٹر

۱۰ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

****

ماں کی سگی بہن یعنی خالہ سے نکاح کرنا عندالشرع کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے اب میں اپنی ماں کی سگی بہن یعنی خالہ سے نکاح کرسکتا ہوں یا نہیں جواب عنایت فرمائیں۔ سائل سعید احمد رامپور

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــــالی

ماں کی سگی بہن یعنی خالہ سے نکاح حرام حرام اشد حرام ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

حرمت علیکم امھٰتکم وبنٰتکم واخوٰتکم وعمّٰتکم وخٰلٰتکم۔

یعنی تم پر تمہاری مائیں تمہاری لڑکیاں تمہاری بہنیں تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں حرام ہیں۔

(پ:4/ سورۂ نساء)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ:

القسم الاول المحرمات بالنسب و هن الامهات والبنات والاخوات والعمات والخالات و بنات الاخ و بنات الاخت فهی محرمات نکاحا و وطأ" اھ
(ج:1/ص:273/الباب الثالث فی بیان المحرمات/بیروت)

اور درمختار میں ہے کہ:

(حرم) علی المتزوج ذکرا کان او انثی نکاح (اصله و فروعه) علا او نزل (و بنت اخیه و اخته و بنتها) ولو من زنی (و عمته و خالته) فهذه السبعة مذکورة فی آیة (حرمت علیکم امهاتکم) النساء:23"اھ
(ج:4/ص:100/101/103/ کتاب النکاح/فصل فی المحرمات/دار عالم الکتب)

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

محرمات وہ عورتیں ہیں جن سے نکاح حرام ہے اور حرام ہونے کے چند سبب ہیں۔لہذا اس بیان کو نو قسم پر منقسم کیا جاتا ہے قسم اول نسب اس قسم میں سات عورتیں ہیں (1) ماں (2) بیٹی (3) بہن (4) پھوپھی (5) خالہ (6) بھتیجی (7) بھانجی۔واللہ تعالی اعلم
(ح:7/ص:21/محرمات کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

کتبـــــــہ

محمد اسرار احمد نوری ضلع نینی تال اترا کھنڈ

۱۵ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۷ جولائی ۲۰۲۰ء مطابق بروز منگل

****

بہو سے نکاح کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان اکرام اس مسئلہ کے بارے میں ایک آدمی کا بیٹا شادی شدہ فوت ہوگیا اسکی بہو بیوہ ہوگئی تو کیا اس صورت میں سسر اپنی بہو سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں۔قرآن وحدیث کی روشنی میں شرعی حکم قلمبند فرما کر خدمت کا موقع دیں۔سائل نورانی اوکاڑہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

سسر کا اپنی بہو سے نکاح ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہے خواہ بیٹا مرجائے یا وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے جیسا کہ مجدد اعظم سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں:

اور بیٹا مرجائے خواہ طلاق دے دے اسکی زوجہ سے (سسر کا) نکاح ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہے۔

قال تعالیٰ:

وحلائل ابنائکم

یعنی اور تمہارے بیٹوں کی بیبیاں حرام ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(ج:11 /ص:463 /کتاب النکاح/ باب المحرمات/مکتبہ دعوت اسلامی)

کتبـــــــہ

محمد اسرار احمد نوری نینی تال اترا کھنڈ

۲۵ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

****

وہ کونسے الفاظ ہیں جو بیوی کی ماں کے بارے میں بولنے سے بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ ایسے کون سے الفاظ ہیں جن کو بیوی کی ماں کے بارے میں بولنے سے نکاح فاسد ہو جاتا ہے اور دوبارہ حلالہ کے بعد بھی نکاح نہیں ہوسکتا ؟ سائل محمد معراج اکمل سیتا پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

صورت مستفسرہ میں اگر کسی سے سوال کیا گیا کہ" تونے اپنی ساس کے ساتھ کیا کیا؟" تو اس نے

جواب دیا کہ" جماع کیا" تو ان لفظوں کو بولنے سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی یعنی اسکی بیوی اس پر ہمیشہ ہمیشہ حرام ہو جائے گی اب حلالہ کے بعد بھی نکاح میں واپس نہیں آسکتی وہ الفاظ اس نے اگر چہ مذاق میں کہے ہوں یا یہ کہے کہ میں نے جھوٹ کہہ دیا تھا جب بھی یہی حکم ہے۔

جیسا کہ فتاوی ھندیہ میں ہے کہ:

قيل لرجل ما فعلت بأم امرأتك قال جامعتها قال تثبت حرمة المصاهرة قيل ان كان السائل و المسؤل هازلين قال لا يتفاوت ولا يصدق أنه كذب كذا في المحيط اه

(ج:1/ص:276/القسم الثاني المحرمات بالصهرية/بيروت)

اور حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

کسی سے پوچھا گیا تو نے اپنی ساس کے ساتھ کیا کیا؟ اس نے کہا جماع کیا حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی اب اگر کہے میں نے جھوٹ کہہ دیا تھا نہیں مانا جائے گا بلکہ اگر مذاق میں کہہ دیا ہو جب بھی یہی حکم ہے اھ

(ح:7/ص:26/محرمات کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبـــــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اتراکھنڈ

۷ اشوال المکرم ۱۴۴۱ھ ۱۰ جون ۲۰۲۰ء مطابق بروز بدھ

****

جس عورت سے زنا کیا اسکی ماں اور لڑکیاں اس پر حرام ہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہندہ یہ ایک شادی شدہ عورت ہے اور اس کی دو چار اولاد بھی ہے اب ہندہ سے زید نے زنا جیسا گناہ کبیرہ کر بیٹھا دو چار سال بعد زید ہندہ کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہے تو کیا اس صورت میں زید کی شادی ہندہ کی بیٹی سے ہوگی یا نہیں قرآن

وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں مفصل ومدلل بہت بہت مہربانی ہوگی۔سائل مشتاق احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

بالکل بھی نہیں ہوسکتی، ہندہ کی بیٹی زید پر دائمی حرام ہو چکی ہے اللہ تعالی قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا وَ سَآءَ سَبِيْلًا ○ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىٕكُمْ وَ رَبَآىٕبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَ حَلَآىٕلُ اَبْنَآىٕكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ -كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ (سورۃ النساء)

اُن عورتوں سے نکاح نہ کرو، جن سے تمھارے باپ دادا نے نکاح کیا ہو مگر جو گزر چکا، بیشک یہ بے حیائی اور غضب کا کام ہے اور بہت بُری راہ۔تم پر حرام ہیں تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمھاری وہ مائیں جنھوں نے تمھیں دودھ پلایا اور دُودھ کی بہنیں اور تمھاری عورتوں کی مائیں اور اُن کی بیٹیاں جو تمھاری گود میں ہیں، اُن بیبیوں سے جن سے تم جماع کر چکے ہو اور اگر تم نے اُن سے جماع نہ کیا ہو تو اُن کی بیٹیوں میں گناہ نہیں اور تمھارے نسلی بیٹوں کی بیبیاں اور دو بہنوں کو اکٹھا کرنا مگر جو ہو چکا۔بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور حرام ہیں شوہر والی عورتیں مگر کافروں کی عورتیں جو تمھاری مِلک میں آجائیں، یہ اللہ کا نوشتہ ہے اور ان کے سوا جو رہیں وہ تم پر حلال ہیں کہ اپنے مالوں کے عوض تلاش کرو پارسائی چاہتے، نہ زنا کرتے۔

بہار شریعت ج ۲ ح ۷ میں ہے:

جس عورت سے زنا کیا، اس کی ماں اور لڑکیاں اس پر حرام ہیں، یوہیں وہ عورت زانیہ اس

شخص کے باپ، دادا اور بیٹوں پر حرام ہو جاتی ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(بحواله: "الفتاوى الهندية"، كتاب النكاح، الباب الثالث في المحرمات، القسم الثاني، ج۱، ص۲۷۴۔ و "ردالمحتار"، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ج۴، ص۱۱۳)

کتبــــــــہ
ابو حنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی مانخورد ممبئی
۱۶ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ مطابق ۹ جون ۲۰۲۰ء بروز منگل

****

کیا ممانی سے نکاح جائز ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
مامی سے نکاح جائز ہے یا نہیں حوالہ کے ساتھ عنایت فرمائیں۔ سائل محمد انام الانصاری جموئی بہار

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

ممانی سے بھی نکاح جائز ہے اگر دوسری کوئی وجہ ممانعت وحرمت نہ ہو نسبی رشتوں میں چار قسم کی عورتیں حرام ہیں ایک وہ کہ یہ جن کی اولاد سے ہے جیسے ماں، دادی، نانی کتنے ہی اوپر کی ہوں، دوسری وہ جو اس کی اولاد ہیں، جیسے بیٹی، پوتی، نواسی کتنے ہی نیچے کی ہوں، تیسری وہ جو اس کے ماں یا باپ کی اولاد خواہ اولاد در اولاد جیسے بہن، بھانجی، بھتیجی اور ان کی اور بھائیوں بھتیجوں کی اولاد کتنی ہی دور ہوں، چوتھی وہ کہ ماں باپ کے سوا اور جن کی اولاد سے یہ شخص ہے جیسے دادا، دادی، نانا، نانی کتنے ہی اوپر کے ہوں ان کی خاص اپنی اولاد جیسے اپنی پھوپھی خالہ یا اپنے ماں یا دادا یا دادی یا نانا یا نانی کی پھوپھی خالہ، ان لوگوں کی اولاد کی اولاد حرام نہیں جیسے پھوپھی کی بیٹی یا خالہ کی بیٹی۔

(فتاوی رضویہ کتاب النکاح جلد 11 ص 463)

کتبــــــــہ
محمد اسماعیل خان امجدی گونڈہ یوپی الھند
۶ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۳۰ اپریل ۲۰۲۰ء بروز جمعرات

****

سوتیلی بہن کی بیٹی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں خالد صاحب کی دو بیوی ہے ایک خالدہ خاتون دوسری عفیفہ خاتون خالدہ خاتون کی بیٹی شریفہ خاتون اور شریفہ خاتون کی بیٹی نور بانو اور نور بانو کی بیٹی ہوئی اسماء خاتون ۔عفیفہ خاتون کا بیٹا نور عالم ۔نور عالم بن خالد شادی کرنا چاہتا ہے اسماء خاتون سے شادی کرسکتا ہے یا نہیں جواب عنایت فرمائیں نوازش و کرم ہوگا۔فقط والسلام سائل مولانا مقصود عالم اشرفی اتر دیناجپور

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجــــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــــالى

سوتیلی بہن (یعنی باپ شریک یا ماں شریک) کی بیٹی سے نکاح جائز نہیں ہے،اس لئے کہ وہ بھانجی ہے،اور بھانجی سے نکاح جائز نہیں ہے۔اور اگر سوتیلی بہن سے مراد سوتیلی ماں کی سابقہ شوہر سے بیٹی ہے،یا سوتیلے والد کی سابقہ بیوی سے بیٹی مراد ہے تو اس سے اور اس کی اولاد سے نکاح جائز ہے جیسا کہ بنایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ:

و بنات الأخوات المتفرقات و بنات الإخوة المتفرقين ؛ لأن جهة الاسم عامة ۔ و بنات الأخوة المتفرقات وبنات الإخوة المتفرقين أي و يدخل في الآية المذكورة بنات الإخوة والأخوات . و قوله : المتفرقين بصيغة الجمع المذكر صفة الأخوة التي جمع أخ و يدخل فيه الأخوات التي هي جمع أخت ، ومعنى التفرق يعني سواء كانت بنات الأخ لأب وأم أو لأم وبنات الأخت كذلك، وكلهن محرمات على التأبيد بالكتاب و السنة و الإجماع ۔ (بنایہ شرح هدایہ ج5 ص22)

لہٰذا مذکورہ باتوں سے ثابت ہوا کہ بھانجی اور بھتیجی سے نکاح کرنا جائز نہیں کسی بھی جہت کی ہوں تو بھانجی کی بیٹی سے نکاح کرنا بدرجہ اتم جائز نہیں لہٰذا نور عالم کا اسماء سے نکاح کرنا جائز نہیں ۔واللہ اعلم

کتبــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۲۹ اپریل ۲۰۲۰ء مطابق ۵ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

****

سسر اور بیوی کے انتقال کے بعد ساس سے نکاح کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سسر کے اور بیوی کے انتقال کے بعد ساس سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں جواب عنایت فرمائیں۔ سائل عبدالکریم مرادآبادی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

سسر کے انتقال کے بعد یا بیوی کے انتقال کے بعد ساس سے بہر حال نکاح ناجائز و حرام ہے کیونکہ ساس ان عورتوں میں سے کہ جس سے ہمیشہ کے لیے نکاح کرنا ناجائز وحرام ہے یعنی ساس سے کبھی نکاح جائز نہیں ہوسکتا اگر چہ سسر اپنی بیوی کو طلاق دیدے یا انتقال کرجائے۔

جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْأَخِ وَبَنٰتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهٰتُكُمُ اللّٰتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوٰتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهٰتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللّٰتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ اللّٰتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا

ترجمہ: تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہو اور رضاعی بہنیں اور ساسیں حرام کردی گئی ہیں اور جن عورتوں سے تم خلوت کر چکے ہو ان کی لڑکیاں جنہیں تم پرورش کرتے ہو وہ بھی تم پر حرام ہیں ہاں اگر ان کے ساتھ تم نے خلوت نہ کی ہو تو ان کی لڑکیوں کے ساتھ نکاح کر لینے میں تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اور تمہارے صلبی بیٹوں کی عورتیں بھی۔ اور دو بہنوں کا اکٹھا کرنا بھی حرام ہے مگر جو ہو چکا سو ہو چکا بے شک اللہ بخشنے والا ہے بڑا مہربان ہے۔

(سورۃ نساء آیت ۲۳)

مذکورہ بالا آیات کریمہ سے واضح ہوگیا کہ ساس محارم میں سے اس لیے اس سے بہرصورت نکاح ناجائز وحرام ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــــہ

فقیر محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

۳۴ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ ہجری

****

سوتیلی ماں سے زنا کیا تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید سے اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ زنا ہوگیا تو کیا زید کی سوتیلی ماں زید کے والد پر حلال رہے گی یا نہیں۔جواب عطا فرما کر مشکور فرمائیں۔المستفتی محمد علی سورت گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

صورت مستفسرہ میں برصدق مستفتی زید کی سوتیلی ماں زید کے باپ پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی کہ حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی سوتیلی ماں محرمات میں سے ہے یعنی سوتیلی ماں سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے:

واحل لکم ماوراء ذلکم

محرمات کے علاوہ عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں۔

(القرآن ۴/ ۲۴)

لہٰذا معلوم ہوا کہ زید کی سوتیلی ماں زید کے والد کے لئے ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی تو اب زید کے والد کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کو خود سے دور کردے حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

زنا کرنے کے سبب دونوں سخت گنہگار، مستحق عذاب نار ہوئے اگر اسلامی حکومت ہوتی تو ان

کوسخت سزادی جاتی ۔ہندوستان میں موجودہ حالت میں حکم یہ ہے کہ ان کو اعلانیہ توبہ واستغفار کرایا جائے ۔قرآن خوانی ومیلادشریف کرنے غرباء ومساکین کو کھانا کھلانے مسجد میں لوٹا و چٹائی رکھنے کی تلقین کی جائے کہ نیکیاں قبول توبہ میں معاون ہوتی ہیں ۔

خدائے تعالی کا فرمان ہے:

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۳۹۰ باب المحرمات شبیر برادرز لاہور)

کتبــــــہ

محمد معصوم رضا نوری

۱۸ اپریل ۲۰۲۰ء مطابق ۱۳ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

****

بیوی کے انتقال کے بعد بھانجی یا بھتیجی سے نکاح کرنا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام مسئلے ذیل کے بارے میں کہ حامد نے پہلے اپنی خواہر (بہن) کی شادی خالد کے ساتھ کی پھر دوتین سال کے بعد حامد کی خواہر مرگئی کسی وجہ سے اس کے دو بیٹے تھے پھر حامد نے اپنی دختر (بیٹی) کی شادی خالد کے ساتھ کردی ۔تو کیا اس طرح کرنا صحیح ہے مع عبارت مع دلیل جواب عنایت فرمائیں ۔المستفتی عبد الکلام امجدی بھوگا جوت پوسٹ دھرمن پر ضلع بہرائچ شریف تھانہ دیہات کوتوالی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

اگر کسی شخص کی بیوی کا انتقال ہوجائے تو اس صورت میں ایسے شخص کے لئے اپنی مرحومہ بیوی کی بھانجی یا بھتیجی سے نکاح کرنا جائز ہے ،اس لئے کہ دونوں کو ایک نکاح میں اکٹھا کرنے کی شرعاً ممانعت ہے اور بیوی کے انتقال کے بعد یہ صورت نہیں پائی جارہی ، نیز یہ بھی یاد رہے کہ بیوی کی بھانجی یا بھتیجی محرمات ِابدیہ میں سے نہیں ہے ،بلکہ وقتی طور پر دونوں کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا حرام

ہے۔اور اگر کسی شخص نے بیوی کو طلاق دی چاہے طلاقِ رجعی ہو یا بائن اس صورت میں عورت کی عدت گزرنے سے قبل عورت کی بھانجی یا بھتیجی سے نکاح کرنا درست نہیں،عورت کی عدت گزر جانے کے بعد اس کی بھانجی یا بھتیجی سے نکاح جائز ہوگا۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ:

عن أبي هريرة رضي الله عنه: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لايجمع بين المرأة وعمتها، ولا بين المرأة وخالتها" اھ

(صحیح البخاری ج7ص12)

اور مسلم شریف میں ہے کہ:

عن أبي هريرة قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لاتنكح العمة على بنت الأخ، ولا ابنة الأخت على الخالة" اھ

(صحیح مسلم ج2: رقم حدیث 1028)

اور درمختار مع ردالمحتار میں ہے کہ:

(و) حرم (الجمع) بين المحارم (نكاحًا) أي عقدًا صحيحًا (وعدةً ولو من طلاق بائن، و) حرم الجمع (وطئي بملك يمين بين امرأتين أيتهما فرضت ذكرًا لم تحل للأخرى) أبدًا لحديث مسلم: لاتنكح المرأة على عمتها" اھ

اور ردالمحتار میں ہے کہ:

ماتت امرأته له التزوج بأختها بعد يوم من موتها، كما في الخلاصة عن الأصل، و كذا في المبسوط لصدر الإسلام، و المحيط و السرخسي و البحر و التاترخانية وغيرها من الكتب المعتمدة. وأما ما عزي إلى النتف من وجوب العدة فلايعتمد عليه وتمامه في كتابنا تنقيح الفتاوى الحامدية" اھ

(در مختار مع ردالمحتار ج4ص122: كتاب النكاح، فصل في المحرمات، دار الكتب العلميه بيروت)

اور بدائع الصنائع میں ہے کہ:

و كما لايجوز للرجل أن يتزوج امرأةً في نكاح أختها لايجوز له أن

يتزوجها فى عدة أختها . و كذلك التزوج بامرأة هى ذات رحم محرم من امرأة بعقد منه . والأصل أن ما يمنع صلب النكاح من الجمع بين ذواتى المحارم فالعدة تمنع منه اھ

(بدائع الصنائع ج5ص429)

اور بہار شریعت میں ہے کہ:

وہ دو عورتیں کہ اُن میں جس ایک کو مرد فرض کریں، دوسری اس کے لئے حرام ہو (مثلاً دو بہنیں کہ ایک کو مرد فرض کرو تو بھائی ،بہن کا رشتہ ہوا یا پھوپی بھتیجی کہ پھوپی کو مرد فرض کرو تو چچا، بھتیجی کا رشتہ ہوا اور بھتیجی کو مرد فرض کرو تو پھوپی، بھتیجے کا رشتہ ہوا یا خالہ، بھانجی کہ خالہ کو مرد فرض کرو تو ماموں، بھانجی کا رشتہ ہوا اور بھانجی کو مرد فرض کرو تو بھانجے، خالہ کا رشتہ ہوا) ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع نہیں کرسکتا بلکہ اگر طلاق دے دی ہو اگرچہ تین طلاقیں تو جب تک عدّت نہ گزر لے، دوسری سے نکاح نہیں کرسکتا بلکہ اگر ایک باندی ہے اور اُس سے وطی کی تو دوسری سے نکاح نہیں کرسکتا۔ یوہیں اگر دونوں باندیاں ہیں اور ایک سے وطی کرلی تو دوسری سے وطی نہیں کرسکتا۔

(بہار شریعت ج2 ص27: محرمات کا بیان)

لہٰذا مذکورہ تصریحات سے معلوم ہوا کہ حامد کا اپنی بہن کے انتقال کے بعد اپنی بیٹی کا نکاح اپنی موحومہ بہن کے شوہر (خالد) سے کرسکتا ہے ہاں ان دونوں کا ایک مرد کے نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۱۵ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۱۹ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

****

رضاعی بہن سے نکاح کرنے پر حکم شرع کیا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام کہ ایک خالہ کی لڑکی ہے اور ایک خالہ کا لڑکا اور یہ

دونوں شادی کرنا چاہتے ہیں لیکن لڑکی کی ماں کا دودھ لڑکے نے پیا ہے تو یہ دونوں کی شادی ہو سکتی ہے یا نہیں اور اگر شادی کے بعد معلوم ہوا تو کیا حکم ہے اور جو نکاح پڑھائے تو اسکا نکاح ٹوٹ جائے گا یا نہیں حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ ذیشان احمد لاھور پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــــواب بعونــــــــــــــه تعــــــــــــالی

مدت رضاعت ڈھائی سال تک ہے اگر اس کے اندر دودھ پیا تو دونوں رضاعی بھائی بہن ہیں۔

درمختار میں ہے:

ھوحولان ونصف عندہ فقط وعندھما حولان فتح وبه یفتی کما فی تصحیح القدوری عن العون لکن فی الجوھرۃ انه فی حولین و نصف و لو بعد الفطام محرم و علیه الفتوی '

مدت رضاعت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک ڈھائی سال ہے اور امام محمد و امام یوسف کے نزدیک دوسال ہے یہ اصح قول ہے اور اسی پر فتوی ہے بروایت عون فی قدوری لیکن جواھر میں ہے ڈھائی سال کی مدت میں دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہوجائے گی اگرچہ دودھ چھڑانے کے بعد پلانا حرام ہے اور یہی مفتی بہ قول ہے۔

(درمختار جلد ٤ صفحہ ٢٩٢)

لھذا اس سے نکاح کرنا ناجائز وحرام ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ أُمَّهَٰتُكُمۡ (إلی إن قال) واخواتکم من الرضاعة
یعنی تمہارے اوپر تمہاری رضاعی بہنیں حرام کی گئیں۔

(پارہ ٤ سورہ نساء آیت ٢٣)

درمختار میں ہے: یثبت التحریم فی المدۃ حرمت
رضاعت مدت کے اندر ثابت ہوگی۔

یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب

(درمختار مع ردالمحتار جلد٤ صفحہ ٣٠٩)

اور اگر مدت رضاعت کے بعد یعنی ڈھائی سال کے بعد دودھ پیا تو رضاعت ثابت نہ ہوئی اور ان دونوں کا آپس میں نکاح کرنا جائز ہے جیسا کہ درمختار میں ہے:

اما بعدها فانه لا یوجب التحریم

(بحوالہ فتاوی مفتیِٔ اعظم چہارم صفحہ ۳۲۷)

اور اگر شادی کے بعد معلوم ہوا کہ دونوں رضاعی بھائی بہن ہیں تو فوراً دونوں جدا ہو جائیں اور علانیہ توبہ استغفار کریں اگر جدا نہ ہوں توبہ واستغفار نہ کریں تو سب پر لازم ہے کہ اس کا سماجی بائیکاٹ کریں۔

رب کا ارشاد ہے:

واما ینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین

(پارہ ۷ رکوع 14.)

اور جس نے انکا نکاح پڑھایا اگر اس کو معلوم تھا کہ یہ دونوں رضاعی بھائی بہن ہیں پھر بھی نکاح پڑھا دیا تو وہ سخت گناہ کا مرتکب و مستحق عذاب جہنم ہوا اور اس پر علانیہ توبہ واستغفار لازم ہے اور اگر معلوم نہ تھا تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں لیکن اس پر لازم ہے کہ ان کے نکاح کے باطل ہونے کا اعلان کرے اور جو نکاحانہ روپیہ ملا اس کو واپس کرے اور ایسا نہ کرے تو اس کا بھی بائیکاٹ کریں۔ ایسے ہی فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۴۴۴ میں ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــہ

محمد عمران القادری التنویری سدھارتھ نگر یوپی

۲۷ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ا جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

****

کیا چچازاد بہن سے نکاح ہوسکتا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ یہ ہے کہ کیا چچازاد بہن سے نکاح ہوسکتا ہے جواب حوالہ دیکر عنایت فرمائیں۔ سائل عبد القیوم بدایونی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

چچا زاد بہن اسی طرح پھوپی زاد بہن، ماموں زاد بہن اور خالہ زاد بہن سب سے نکاح حلال ہے جبکہ اور کوئی مانع نکاح مثل رضاعت یا مصاہرت قائم نہ ہو جیسا کہ مجدد اعظم سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ میں بحوالہ درمختار تحریر فرماتے ہیں کہ:

حلال بنت عمہ وعمتہ وخالہ وخالتہ لقولہ تعالیٰ: واحل لکم ماوراء ذالکم

یعنی چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ کی لڑکیاں حلال ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محرمات کے ماسوا سب عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی رضویہ ج:11 /ص:416 /محرمات کا بیان/ دعوت اسلامی)

کتبـــــــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اتراکھنڈ

۱۰ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۱۴ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز منگل

****

زید نے دو شادی کی بعد کو پتہ چلا کہ دونوں سگی بہن ہیں تو کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زید نے دو شادی کی اور بعد میں پتہ چلا کہ وہ دونوں سگی بہن ہے اور وطی کرنے سے پہلے طلاق دے دی اب مہر کس کو دے گا اور کس طرح دے گا؟ سائل: محمد غلام حیدر متعلم مظہر اسلام بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

اگر زید نے ان دو عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا تو ان میں سے کسی کا نہیں ہوا اور نہ ہی قبل دخول ان کے لئے مہر واجب ہے اور بعد دخول ان میں سے ہر ایک کے لئے مہر مثل یا مسمی میں سے اقل واجب ہے اور اگر اس نے ان دونوں سے دو عقد میں نکاح کیا تو ان میں سے جس کا پہلا نکاح

ہوا صحیح ہوگا اور دوسرے کا باطل ہو جائے تو اگر قبل دخول جدائی ہوئی ہو تو اس کے لئے کچھ بھی نہیں اور اگر بعد دخول ہوئی تو اس کے لئے مسمی یا مہر مثل میں سے اقل واجب ہوگا۔

جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

لا یجمع بین أختین بنکاح ولا بوطی ولا بملك یمین سواء کانتا أختین من النسب أو من الرضاع هکذا فی السراج الوهاج فان تزوج الاختین فی عقد واحدة یفرق بینهما و بینه فان کان قبل الدخول فلا شئی لهما و ان کان بعد الدخول لکل واحد منهما الأقل من مهر مثلها و من المسمی کذا فی المضمرات و ان تزوجهما فی عقدتین فنکاح الاخیر فاسد و یجب علیه أن یفارقها ولو علم القاضی بذلك یفرق بینهما فإن فارقها قبل الدخول لایثبت شئی من الأحکام وان فارقها بعد الدخول فلها المهر و یجب الأقل المسمی و مهر مثلها اھ

(فتاوی عالمگیری ج 1 ص 277 / 278: کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم الثالث)

اور بہار شریعت میں ہے کہ:

ایسی دو عورتیں جن کو جمع کرنا حرام ہے اگر دونوں سے بیک عقد نکاح کیا تو کسی سے نکاح نہ ہوا، فرض ہے کہ دونوں کو فوراً جدا کر دے اور دخول نہ ہوا ہو تو مہر بھی واجب نہ ہوا اور دخول ہوا ہو تو مہر مثل اور بندھے ہوئے مہر میں جو کم ہو وہ دیا جائے، اگر دونوں کے ساتھ دخول کیا تو دونوں کو دیا جائے اور ایک کے ساتھ کیا تو ایک کو۔ اگر دونوں سے دو عقد کے ساتھ نکاح کیا تو پہلی سے نکاح ہوا اور دوسری کا نکاح باطل۔

لہٰذا پہلی سے وطی جائز ہے مگر جبکہ دوسری سے وطی کر لی تو اب جب تک اس کی عدّت نہ گزر جائے پہلی سے بھی وطی حرام ہے۔ پھر اس صورت میں اگر یہ یاد نہ رہا کہ پہلے کس سے ہوا تو شوہر پر فرض ہے کہ دونوں کو جدا کر دے اور اگر وہ خود جدا نہ کرے تو قاضی پر فرض ہے کہ تفریق کر دے اور یہ تفریق طلاق شمار کی جائے گی پھر اگر دخول سے پیشتر تفریق ہوئی تو نصف مہر میں دونوں برابر بانٹ لیں، اگر دونوں کا برابر برابر مقرر ہو اور اگر دونوں کے مہر برابر نہ ہوں اور معلوم ہے کہ فلانی کا اتنا تھا اور فلانی کا اتنا تو

ہرایک کواس کے مہر کی چوتھائی ملے گی۔اوراگر یہ معلوم ہے کہ ایک کا اِتنا ہے اورایک کا اُتنا مگر یہ معلوم نہیں کہ کس کا اِتنا ہے اورکس کا اُتنا تو جوکم ہے،اس کے نصف میں دونوں برابر برابر تقسیم کرلیں اوراگر مہر مقرر ہی نہ ہوا تھا تو ایک متعہ واجب ہوگا،جس میں دونوں بانٹ لیں اوراگر دخول کے بعد تفریق ہوئی تو ہرایک کواس کا پورا مہر واجب ہوگا۔یوہیں اگر ایک سے دخول ہوا تو اس کا پورا مہر واجب ہوگا اور دوسری کو چوتھائی۔

(بہارشریعت ج2 ص28:محرمات کا بیان)

مذکورہ بیان سے معلوم ہوا کہ زید نے دوشادی کی اور بعد میں معلوم ہوا کہ دونوں سگی بہنیں ہیں تو اگر دونوں سے بیک عقد نکاح کیا تو کسی سے نہیں ہوا اور قبل وطی کوئی مہر نہیں اوراگر دونوں سے دوعقد میں کیا تو پہلا صحیح دوسرا فاسد،تو جس نکاح صحیح ہوا اس کو قبل دخول طلاق دیا تو مسمی کا نصف ہے اور دوسری کے لئے کچھ نہیں ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۲۶ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

****

رضاعی بھانجی سے نکاح کرنا عندالشرع کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رہنمائی فرمائیں رضاعی بھانجی سے نکاح ہوسکتا ہے؟ اگر نہیں تو لا علمی میں کرنے کی صورت میں کیا شرعی حکم ہوگا۔سائل:علی رضا کراچی پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونــــــــــــہ تعـــــــــــالی

رضاعی بھانجی سے نکاح کرنا حرام سخت حرام ہے اس لئے کہ ماموں بھانجی کا نکاح جس طرح نسباً حرام ہے اسی طرح رضاعاً بھی حرام ہے۔

کما قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب

(فتاوی فیض الرسول ج:1 /ص:717 /کتاب الرضاع/مطبوعہ شبیر برادرز اردو بازار لاہور)

اور بہار شریعت میں ہے کہ:

جو نسب میں حرام ہے رضاع میں بھی حرام۔

(ح:7 /ص:38 / دودھ کے رشتہ کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اورالجوھرۃالنیرۃمیں ہے کہ: و يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب

(ج:2 /ص:153 /کتاب الرضاع/ دارالکتب العلمیۃ)

اور در مختار میں ہے کہ: فيحرم منه ما يحرم من النسب

(ج:4 /ص:402 /کتاب النکاح/ باب الرضاع دارعالم الکتب)

لاعلمی میں جو نکاح ہوا وہ باطل لغو بلکہ خالص زنا ہوا ان پر فرض ہے کہ فوراً دونوں ایک دوسرے سے الگ ہو جائین اور علانیہ توبہ واستغفار کریں اور اگر ایسا نہ کریں تو انکا بائیکاٹ کر دیا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

و اما ينسينك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين۔

والله تعالى اعلم

(پ:7 /آیت:68 /سورۂ انعام)

کتبـــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

۱۲ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۱۷ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

****

سگی پھوپھی کی نواسی سے نکاح کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ سگی پھوپھی کی نواسی سے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں جو کہ رشتہ میں بھانجی لگتی ہو۔ المستفتی: نور محمد قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالی

جب سگی پھوپھی کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے تو اس کی لڑکی کی لڑکی (یعنی نواسی) سے نکاح کرنا بدرجہ اتم جائز ہے جب کہ رضاعت وغیرہ کوئی دوسری چیز مانع نکاح نہ ہو جیسا کہ درمختار میں ہے کہ:

حلال بنت عمه و عمته و خاله خالته لقوله تعالى " احل لكم ما وراء ذلكم۔

(ج3ص30)

اور امام اہل سنت سیدی اعلحضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

رشتے کی بہن جو ماں میں ایک نہ باپ میں شریک نہ باہم علاقہ رضاعت جیسے چچا، ماموں، خالہ، پھوپھی کی بیٹیاں یہ سب عورتیں شرعا حلال ہیں جب کہ کوئی مانع نکاح مثلا رضاعت ومصاہرت قائم نہ ہو۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ ج5ص277)

کتبـــــــہ
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۲۳ نومبر بروز سنیچر ۲۰۱۸

****

بہنوئی کی دوسری بیوی کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام ومفتیان عظام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ ایک شخص کی شادی اپنے بہنوئی کی دوسری بیوی کی بیٹی سے جائز ہے یا نہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں حوالہ کے ساتھ جواب عنایت مرحمت فرمائیں عنداللہ ماجور ہونگے۔ سائل: محمد مسعود عالم قادری مقام بھیلوا خطیب وامام مدینہ مسجد کھجوریا ضلع بانکا بہار الہند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــالی

صورت مذکورہ میں شخص مذکورہ کی شادی اپنے بہنوئی کی دوسری بیوی کی لڑکی سے جائز

و درست ہے بشرطیکہ حرمت نکاح کی کوئی دوسری وجہ مثلا رضاعت وغیرہ ثابت نہ ہو اس لئے کہ بہنوئی کی وہ لڑکی جو شخص مذکور کی اپنی بہن سے نہیں ہے بلکہ بہنوئی کی دوسری بیوی سے ہے اور یہ لڑکی شخص مذکور کی محرمات میں سے نہیں ہے بلکہ اجنبیہ ہے اور محرمات کے علاوہ تمام عورتوں سے نکاح جائز ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: واحل لکم ماوراء ذلکم

(سورہ نساء آیت 24)

اور اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

سوتیلی ماں ماں نہیں۔

قال اللہ تعالی: ان امھتھم الا الئ ولدنھم

اس کی سگی بہن سے نکاح جائز ہے۔

(فتاوی رضویہ ج 5؛ص 304)

ہوسکتا ہے کسی کو یہ شبہ گزرے کہ بہنوئی کی دوسری بیوی کی لڑکی اور مذکورہ بالا شخص ماموں بھانجی ہیں مگر ایسا نہیں ہے یہ دونوں نہ تو حقیقی ماموں بھانجی ہیں نہ اخیافی نہ علاتی اس لئے کہ یہ شخص نہ تو بہنوئی کی دوسری بیوی کا حقیقی بھائی ہے نہ اخیافی نہ علاتی یونہی مذکورہ لڑکی نہ تو اس شخص کی حقیقی بہن کی لڑکی ہے نہ ہی اخیافی اور علاتی بہنوں اور ماموں بھانجی کی بس یہی تین قسمیں ہیں۔

ایسا ہی فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد اول صفحہ 533 پر ہے واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

محمد اختر رضا قادری رضوی سرکھیت (نیپال)

۲۶ دسمبر بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

دو سگی بہنوں کا ایک مرد کے نکاح میں جمع کرنا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں کہ اگر کوئی شخص ایک ماں کی دو بیٹی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے تو کیا کرسکتا ہے جواب عنایت فرمائیں حوالہ کے ساتھ عین نوازش ھوگی۔سائل محمد مشرف رضا پورنوی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

دو سگی بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ

ترجمہ:۔اور دو بہنیں اکٹھی کرنا مگر جو ہو گزرا۔

تفسیر:۔یعنی یہ بھی حرام ہے خواہ دونوں بہنوں کو نکاح میں جمع کیا جائے یا ملک یمین کے ذریعہ سے وطی میں۔

(کنز الایمان مع خزائن العرفان پارہ ٤ سورۃ النسآء)

ھکذا فی الحدیث الشریف:

من کان یؤمن باللہ و الیوم الآخر فلا یجمعن ماءہ فی رحم اختین اھ

ترجمہ:۔وہ جو ایمان لایا اللہ اور قیامت کے دن پر وہ ہرگز جمع نہ کرے اپنے پانی کو دو بہنوں کے رحم میں۔

کما قال الامام ابو حسین احمد بن محمد علیہ الرحمۃ فی القدوری:

ولا یجمع بین اختین نکاحا ولا بملک یمین وطیا

(قدوری شریف ص ۱۳۳ مجلس برکات)

ھکذ قال امام اھل السنۃ و الجماعۃ فی الجزء الخامس من الفتاوی الرضویہ رضا اکیڈمی۔

اسی طرح فرمایا صدر الشریعہ قدس سرہ القدسی نے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(بہار شریعت ج۲ حصہ ہفتم ص ۲۲، و الباقی ھکذا فی کتب عامہ)

کتبـــــــــہ

محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور کیمری

۱۹ نومبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

* *

اندھیری رات میں مرد نے اپنی عورت کو جماع کے لئے اٹھانا چاہا غلطی سے شہوت کے ساتھ ہاتھ مشتہاۃ لڑکی پر پڑ گیا تو کیا حکم ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ماں اور بیٹی دونوں ایک ساتھ سو رہی تھیں زید نے شہوت کے ساتھ اپنی بیوی کو ہاتھ لگانا چاہا لیکن اس کا ہاتھ غلطی سے اسکی بیٹی پر پڑ گیا تو کیا زید کی اس حرکت کی وجہ سے زید پر زید کی بیوی حرام ہو گئی؟ مفتیان کرام بحوالہ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ المستفتی محمد شفیق السلام

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

اگر لڑکی مشتہاۃ (نو برس سے کم کی نہ ہو) ہے تو حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی یعنی زید کی بیوی زید پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی اور پھر کسی بھی طرح زید کے نکاح میں نہیں آسکتی۔

جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں: یہ افعال قصداً ہوں یا بھول کر یا غلطی سے یا مجبوراً بہر حال مصاہرت ثابت ہو جائے گی مثلاً اندھیری رات میں مرد نے اپنی عورت کو جماع کے لئے اٹھانا چاہا غلطی سے شہوت کے ساتھ ہاتھ مشتہاۃ لڑکی پر پڑ گیا اس کی ماں ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہوگئی یوہیں اگر عورت نے شوہر کو اٹھانا چاہا اور شہوت کے ساتھ لڑکے پر ہاتھ پڑ گیا جو مراہق تھا ہمیشہ کو اپنے اس شوہر پر حرام ہوگئی۔

(ج:1 / ح:7 / ص:25 / محرمات کا بیان)

اور درمختار میں ہے: ولا فرق فیما ذکر بین اللمس والنظر بشھوۃ بین عمد و نسیان و خطاء و اکراہ فلو ایقظ زوجتہ او ایقظتہ ھی لجماعھا فمست یدہ بنتھا المشتھاۃ او یدھا ابنہ حرمت الام ابدا۔

(ج:4 / ص:112 / کتاب النکاح)

کتبـــــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

۲۱ستمبر بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

****

جیٹھ سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی کا چھوٹا بھائی انتقال کر جائے تو اس کی بیوی سے بڑا بھائی نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟ سائل: محمد علاؤالدین ضیاء برکاتی گوونڈی ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــالی

اسی طرح ایک سوال کے جواب میں حضور اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی ارشاد فرماتے ہیں کہ:

بعد عدت جیٹھ سے نکاح جائز ہے جبکہ کوئی مانع مثل رضاعت یا مصاہرت یا جمع محارم نہ ہو اور نکاح کی وہی شرطیں ہیں جو ابتدائے نکاح میں ہوتی ہیں کوئی نئی شرط نہیں۔

(فتاوی رضویہ ج:11 ص:291/ دعوت اسلامی)

کتبــــــــہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی ضلع نینی تال اترا کھنڈ

۲۵ نومبر بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

بھتیجی کو شہوت کے ساتھ چھونے والے پر کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زید نے اپنی بھتیجی کو شہوت کے ساتھ چھوا تو شرعاً کیا حکم ہے زید اور اسکی بیوی کے بارے میں کیا حکم ہے علمائے کرام مفتیان عظام مدلل جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ سائل محمد نورعالم آسام

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــــالی

زید نے اپنی بھتیجی کو شہوت کے ساتھ چھوا تو وہ گنہگار ہوگا بھتیجی کو شہوت کے ساتھ چھونے کی وجہ سے اسکی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی زید کو چاہیے کہ وہ فورا توبہ کرے جیسا کہ قران پاک میں ہے:

وَهُوَ الَّذِیۡ یَقۡبَلُ التَّوۡبَةَ عَنۡ عِبَادِهٖ وَیَعۡفُوۡ عَنِ السَّیِّاٰتِ

اللہ ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے۔

(القرآن پارہ 25 سورۃ الشوریٰ)

جو گناہ ہوا اس سے توبہ کرے استغفار کرے، باقی جو توہمات دربارہ منکوحہ پیش آئے محض بے معنیٰ ہیں، کسی عورت سے زنا کرنا اس کی بھتیجی بھانجی کو حرام نہیں کرتا، نہ ان کے نکاح میں کوئی خلل آتا ہے۔ درمختار میں ہے:

وطی اخت امرأته لاتحرم علی امرأته

سالی سے زنا کرنے کی وجہ سے بیوی حرام نہیں ہوگی۔

(درمختار کتاب النکاح فصل فی المحرمات مجتائی دهلی ۱/۱۸۸)

اکسیر ہدایت میں جو لکھا اس کا مطلب ہے کہ پھوپھی بھتیجی دونوں ایک شخص کے نکاح میں ہونا یہ حرام ہے مثلاً بھتیجی نکاح میں ہے تو جب تک وہ نکاح میں رہے یا اگر اسے طلاق دے دے تو طلاق کی عدت جب تک نہ گزرے اس وقت تک اس کی پھوپھی سے نکاح حرام ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ جلد نمبر 11 کتاب النکاح)

کتبـــــــه

محمد اسماعیل امجدی گونڈہ یوپی

****

ایک مرد کے ساتھ سگی خالہ بھانجی کا نکاح ایک ساتھ نہیں ہوسکتا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ ایک مرد

کے ساتھ خالہ بھانجی کا نکاح ہوسکتا ہے تمام مفتیان کرام توجہ فرمائیں اور با حوالہ جواب عنایت فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے گا۔ سائل نظام اختری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونـــــــــــہ تعـــــــــالی

خالہ اور سگی بھانجی دونوں کا نکاح ایک ساتھ کسی مرد کے ساتھ نہیں ہوسکتا اس تعلق سے صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی حنفی رحمۃ اللہ بہار شریعت میں فرماتے ہیں کہ:

وہ دوعورتیں کہ ان میں جس ایک کو مرد فرض کریں دوسری اس کے لئے حرام ہو (مثلاً دو بہنیں کہ ایک کو مرد فرض کرو تو بھائی بہن کا رشتہ ہوا یا پھوپھی بھتیجی کہ پھوپھی کو مرد فرض کرو تو چچا بھتیجی کا رشتہ ہوا اور بھتیجی کو مرد فرض کرو تو پھوپھی بھتیجے کا رشتہ ہوا یا خالہ بھانجی کہ خالہ کو مرد فرض کرو تو ماموں بھانجی کا رشتہ ہوا اور بھانجی کو مرد فرض کرو تو بھانجے خالہ کا رشتہ ہوا) ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع نہیں کرسکتا بلکہ اگر طلاق دے دی ہو اگرچہ تین طلاقیں تو جب تک عدت نہ گزارلے دوسری سے نکاح نہیں کرسکتا یونہی اگر دونوں باندیاں ہیں اور ایک سے وطی کرلی تو دوسری سے وطی نہیں کرسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(حوالہ بہار شریعت حصہ ہفتم صفحہ ۲۳ /بحوالہ عامہ کتب)

کتبـــــہ

محمد شریف الحق رضوی کٹیہار، بہار، انڈیا

۱۰ مارچ بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

بیوی کی بہن کی لڑکی سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ زید کی شادی پہلے ہو چکی تھی اپنے بیوی کے ساتھ زندگی ہنسی خوشی کے ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے کہ اس کی بیوی 15 یا 16 سال تک حیات میں رہی اور پھر اس کی بیوی انتقال کرگئی اور زید کے پاس 2 لڑکا اور ایک لڑکی ہے اس کی دیکھ بھال کرنے کے لئے کوئی نہیں ہے ایک لڑکی ہے وہ بھی اس کے بیوی کی بڑی بہن کی بیٹی ہے اور وہ بھی

بالغ ہو چکی ہے اب زید اس کی بڑی بہن کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو اس لڑکی سے شادی کر سکتے ہیں یا نہیں جواب عنایت فرمائیں۔سائل محمد مشرف رضا رضوی پورنوی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونــــــــــه تعــــــــالی

حضور فقیہ الملت والدین مفتی جلال الدین صاحب قبلہ امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان فتاوی فیض الرسول میں تحریر فرماتے ہیں: بیوی اور اس کی بہن کی لڑکی کو نکاح میں جمع کرنا حرام لیکن اگر بیوی فوت ہو چکی ہو یا اسے طلاق دیدی ہو اور عدت گذر گئی ہو تو اب اس کی بہن کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے،حدیث شریف میں ہے:

لا یجمع بین المرأۃ وعمتها ولا بین المرأۃ وخالتها "متفق علیه

فی الدر المختار:

حرم الجمع بین المحارم نکاحا وعدۃ ولو من طلاق بائن بین امرأتین ایتها فرضت ذکرا لم تحل للاخری۔

ردالمحتار میں ہے:

کالجمع بین المرأۃ وعمتها او خالتها۔

(ج:1/ص:596)

اور اسی طرح بہار شریعت ج 1 / ح:7/ص:27/قسم سوم جمع بین المحارم میں ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبــــــه
محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ
۱۸ اگست بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

****

خالد اپنے سگے ماموں کی لڑکی کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ خالد کے سگے ماموں کی لڑکی خالدہ۔

یہ خالدہ .خالد کی ماموں زاد بہن ہوئی اب خالدہ کی بیٹی ہندہ کا نکاح خالد کے ساتھ جائز ہے یا نہیں کیوں کہ ہندہ خالد کی بھانجی لگتی ہے؟ سائل عبد الکلام رضوی بریلی شریف یوپی الہند

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونـــــــــہ تعـــــــــالی

جب خالد کا اپنے سگے ماموں کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے تو اس کی لڑکی سے نکاح کرنا بدرجہ اتم جائز ہے جب کہ رضاعت وغیرہ کوئی دوسری چیز مانع نکاح نہ ہو جیسا کہ درمختار میں ہے کہ:

حلال بنت عمه و عمته و خاله خالته لقوله تعالى " احل لكم ما وراء ذلكم "اھ

(ج3ص30)

اور امام اہل سنت سیدی اعلحضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

رشتے کی بہن جو ماں میں ایک نہ باپ میں شریک نہ باہم علاقہ رضاعت جیسے چچا، ماموں، خالہ، پھوپھی کی بیٹیاں یہ سب عورتیں شرعاً حلال ہیں جب کہ کوئی مانع نکاح مثلاً رضاعت ومصاہرت قائم نہ ہو۔

قال اللہ تعالی:

احل لکم ما وراء ذلکم ۔ واللہ تعالی اعلم

(فتاوی رضویہ ج5ص277)

کتبــــــہ

کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی

۱۶ ستمبر بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

مزنیہ کی بیٹی سے نکاح حرام ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام کی بارگاہ میں گزارش ہے کہ زید نے کافی عرصہ تک ہندہ سے ناجائز تعلق بنائے رکھا پھر ہندہ کی لڑکی زینب سے زید نے نکاح کرلیا اب اس کے کچھ بچے بھی ہیں غور طلب امر یہ ہے کہ یہ نکاح

جائز ہے کہ ناجائز، زید کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے جواب مدلل اور تفصیل سے عنایت فرمائیں، زید امامت اور ممبر رسول پر نعت ومنقبت پڑھنے کے قابل ہے کہ نہیں؟ سائل محمد سلیم رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــــالی

صورت مسئولہ میں نکاح ہی درست نہیں ہوا بلکہ خالص زنا ہو رہا فتاوی عالمگیری جلد اول مصری ص 256/ میں ہے:من زنى بامرئة حرمت عليه امهاوان علت وابنتهاوان سفلت وكذا في فتح القدير

لہٰذا ان دونوں میاں بیوی کو فورا جدا کر دیا جائے اور دونوں پر توبہ واستغفار لازم وضروری ہے اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو ان کا اسلامی وسماجی بائیکاٹ کرنا ضروری ہے نہ آپسی لین دین کریں، نہ شادی بیاہ کی تقریبات میں شریک کریں نہ شریک ہوں مطلب انکی کسی بھی تقریبات میں شرکت نہ کی جائے اور نہ ہی انہیں شریک کیا جائے تاوقتیکہ وہ توبہ نہ کرلے مصلی امامت اور نعت ومنقبت یہ جائے معظم ہے یہاں بھی ایسے کو نہ کھڑا کیا جائے تاوقتیکہ توبہ نہ کرلے۔ واللہ اعلم

کتبـــــــه

محمد منظور احمد یار علوی جوگیشوری ممبئی

۱۹ اگست ۲۰۱۸

****

دیور وغیرہ سے پردہ ضروری ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زید اور بکر دو بھائی ہیں۔ دونوں شادی شدہ ہیں۔ اگر زید بکر کی زوجہ سے تعلقات رکھے یعنی گلے لگنا بوس وکنار وغیرہ تو کیا زید کی اپنی زوجہ اس پر حرام ہو جائے گی یا بکر کی زوجہ بکر پر حرام ہو جائے گی۔ سائل وقاص احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــــه تعـــــــــــالی

صورت مسئولہ میں کسی کی بیوی کسی پر حرام نہیں ہوگی لیکن اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ دیور بہنوئی

وغیرہ سے زیادہ پردہ ضروری ہے۔

جیسا کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقات المفاتیح میں امام نووی رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھا ہے:

کہ غیر محرم رشتہ داروں سے جیسے بہنوئی دیور وغیرہ سے پردہ کرنا زیادہ ضروری ہے کیونکہ اکثر یہی لوگ بے تکلف گھروں میں آتے جاتے ہیں اوران کے آنے جانے پر کوئی نکیر بھی نہیں کرتا ہے اور اکثر وبیشتر یہی لوگ فتنہ میں مبتلا ہوتے ہیں، اور حدیث میں بھی نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے دیور کو موت قرار دیا ہے۔

لہٰذا شرعی اعتبار سے ان سب سے پردہ کرنا واجب وضروری ہے چنانچہ مشکوۃ شریف میں ایک حدیث ہے:

عن عقبة بن عامر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إياكم والدخول على النساء فقال رجل يا رسول الله أرأيت الحمو؟ فقال الحمو الموت

(مشكاة المصابيح ص:۲۶۸، كتاب النكاح مراة المناجيح جلد)

اور مرقاۃ المفاتیح میں ہے:قال النووى رحمه الله: والمراد بالحمو هنا أقارب الزوج غير آبائه لأن الخوف من الأقارب أكثر والفتنة منهم أوقع لتمكنهم من الوصول إليها والخلوة بها من غير نكير عليهم بخلاف غيرهم وعادة الناس المساهلة فيه۔ والله تعالى اعلم

(مرقاۃ المفاتیح ج۶ ص۱۹۶)

کتبــــــہ
محمد مظہر علی رضوی بریل دربھنگہ بہار
۱۵ مارچ بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

****

کیا غیر منکوحہ کو چھونا جائز ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام سے گزارش ہے کہ زید ایک لڑکی کے ساتھ چوما چاٹی کرتا ہے اس کے اعضاء کو

چھوتا ہے لیکن مقام خاص میں داخل نہیں کرتا منع کرنے پر کہتا ہے یہ گناہ کبیرہ نہیں ہے بلکہ میں اس سے سچی محبت کرتا ہوں ایسی صورت میں اس کے اوپر جو گناہ ہوں گے وہ گناہ کبیرہ ہونگے یا صغیرہ فقط والسلام۔ سائل عبدالرزاق

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونــــــــــــہ تعـــــــــالی

صورت مسئلہ اگر وہ لڑکی اسکی منکوحہ نہیں ہے تو پھر زید کا یہ فعل مذکور حرام حرام حرام ہے چھونا تو دور کی بات ہے غیر منکوحہ کے ستر عورت کی جانب نظر کرنا تک حرام، اللہ تبارک وتعالیٰ کی دونوں پر لعنت ہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے: لعنة الله علی الناظر و المنظور الیه

اللہ کی لعنت ہے ستر عورت دیکھنے والے اور دکھانے والے پر۔

کما قال الامام احمد رضا البریلوی قدس سرہ القدسی فی الفتاوی الرضویۃ من الجزء التاسع ص ۲۰۸ مکتب رضا ایوان

نوٹ:۔ ہر حرام گناہ کبیرہ ہوتا ہے۔۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ

محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور کیمری

۳۱ اکتوبر بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

عدم علم کی وجہ سے بہن سے نکاح کرنے والے پر کیا حکم ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے کرام سے ایک سوال عرض ہے کہ دو بھائی بہن بچپن میں ایک گاؤں میں رہتے تھے ایک طوفان آیا جس سے دونوں بچھڑ گئے جوان ہوا دونوں کے درمیان محبت ہوئی شادی ہوئی پھر بچہ بھی پیدا ہوا پھر دونوں کو معلوم چلا کہ ہم دونوں بھائی بہن ہے اس پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمانے کی زحمت گوارہ کریں۔ سائلہ عائشہ فاطمہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونــــــــــــہ تعـــــــــالی

بہن سے نکاح کرنا شرعا ناجائز اور حرام ہے، اگر کسی نے کرلیا تو یہ نکاح فاسد اور نکاح فاسد میں اولاد بھی ہوئی تو وہ ثابت النسب ہوتا ہے اور باپ کی جانب منسوب کیا جائے گا جیسا کہ حضور بحر العلوم مفتی

عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:
ان دونوں پر واجب ہے کہ فوراً علیحدہ ہو جائیں قرآن عظیم میں ہے کہ:" حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ أُمَّهَٰتُكُمۡ وَبَنَاتُكُمۡ وَأَخَوَٰتُكُمۡ وَعَمَّٰتُكُمۡ وَخَٰلَٰتُكُمۡ وَبَنَاتُ ٱلۡأَخِ وَبَنَاتُ ٱلۡأُخۡتِ (پ5 سورہ نساء آیت 23)
اگر وہ دونوں علیحدہ نہ ہو تو محلہ اور پڑوس کے لوگ ان کو زبردستی علیحدہ کر دیں۔
(فتاوی بحر العلوم ج2 ص505)
صورت مسئولہ میں دونوں بھائی، بہن فورا جدا ہو جائیں الگ نہ ہونے کی صورت میں ان دونوں کا سماجی بائیکاٹ کریں۔رہی بات بچے کی تو بچہ ثابت النسب ہے کیوں کہ اس کا نسب اس کے باپ سے ثابت ہے۔
جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ: رجل مسلم تزوج بمحارمه فجئن بأولاد يثبت نسب الأولاد منه عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى خلافا لهما بناء على أن النكاح فاسد عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى باطل عندهما كذا في الظهيرية
(فتاوی عالمگیری ج1 ص564: کتاب الطلاق، باب فی ثبوت النسب، دارالکتب العلمیہ بیروت)
اور بدائع الصنائع میں ہے کہ:و أما النكاح الفاسد، فلا حكم له قبل الدخول ، وأما بعد الدخول، فيتعلق به أحكام منها ثبوت النسب و منها وجوب العدة ، وهو حكم الدخول في الحقيقة ومنها وجوب المهر ۔والله اعلم
(بدائع الصنائع ج2 ص335 : كتاب النكاح، فصل حكم النكاح الفاسد)

كتبــــــه
کریم اللہ رضوی جوگیشوری ممبئی
۱۱ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

****

مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ اگر زید نے ہندہ سے زنا کیا اور

زنا کے بعد زید نے ہندہ کی بیٹی سے نکاح کیا تو یہ نکاح فاسد ہے یا صحیح؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح فرمائیں۔سائل حافظ محمد ناصر ردرپور اترا کھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

اگر واقعی زید نے ہندہ سے زنا کیا العیاذ باللہ تعالیٰ تو ہندہ کی سب لڑکیاں زید پر ہمیشہ کیلئے حرام ہوگئیں ہندہ کی کسی لڑکی سے اسکا نکاح کرنا جائز نہیں لہٰذا اسکی لڑکی سے جو زید نے نکاح کیا وہ ہرگز ہرگز منعقد نہ ہوا۔

جیسا کہ فتاوی ھندیہ میں ہے کہ: من زنیٰ بامرأۃ حرمت علیه امها و ان علت و ابنتها و ان سفلت

(ج:1/ص:274/القسم الثانی المحرمات بالصهرية/بیروت)

زید پر فرض ہے کہ ہندہ کی لڑکی کو اپنے سے الگ کردے میاں بیوی کا تعلق اس سے ہرگز ہرگز قائم نہ کرے اور اعلانیہ توبہ واستغفار کرے اگر زید ایسا نہ کرے تو تمام مسلمان اسکے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا سلام وکلام اور ہر قسم کے اسلامی تعلقات ختم کردیں اگر مسلمان ایسا نہ کریں گے تو وہ بھی گنہگار ہونگے۔

قال اللہ تبارك و تعالیٰ فی القرآن المجید: و اما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظٰلمین ۔ (پ:7/ع:14)

نکاح خواں کو علم تھا اور جان بوجھ کر نکاح پڑھایا تو وہ بھی گنہگار ہوا توبہ واستغفار کرے نکاح نہ ہونے کا اعلان کرے اور نکا حانہ پیسہ واپس کرے اور ایسا ہی فتاوی رضویہ شریف ج:11/ص:345/ باب المحرمات/مکتبہ دعوت اسلامی/ میں ہے اور ایسا ہی فتاوی فیض الرسول ج:1/ص:591/ باب المحرمات/شبیر برادرز اردو بازار لاہور/ میں ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبہ

اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

۲۰ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ

****

باب المهر

(مہر کا بیان)

بیوی انتقال کرگئی تو مہر کی رقم کیسے اداء کی جائے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

بزرگانِ دین سے ایک سوال ہے کہ عابد کی شادی ہوئی تھی اُس نے اپنا دہن مہر ادا نہیں کروایا تھا اس کی بیوی مرگئی اُس کے لیے کیا حُکم ہے جواب عنایت فرمائیں آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔سائل محمد شاہنواز پورنیا بہار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــواب بعونـــــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

اگر شوہر نے مہر اداء نہیں کیا اور عورت بغیر معاف کئے مرگئی تو اب یہ اسکا ترکہ ہے جو وارثین کا حق ہے۔

ایسا ہی فتاوی امجدیہ جلد دوم صفحہ 148 / پر ہے،اور بدائع الصنائع جلد دوم صفحہ 589 / میں ہے:لا يسقط عن الزوج شئ من المهر بل يتأكد المهر والمهر فى تلك الحالة ملك الورثة

یعنی (عورت کے مرنے سے) مہر شوہر کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوگا بلکہ مؤکد ہوجائے گا اور اس صورت میں وہ وارثین کا حق ہوگا لہذا عورت اگر اولاد چھوڑ کر فوت ہوئی ہے تو مہر کا چوتھائی حصہ شوہر کا ہے ورنہ آدھا اسکا ہے۔

خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:ولكم نصف ما ترك ازواجكم ان لم يكن لهن ولد فان كان لهن ولد فلكم الربع

(پ:4/آیت:12/سورۂ نساء)

اور ما بقی مہر عورت کے دیگر ورثہ کا ہے شوہر انہیں انکے حصے کے مطابق پہنچا دے تو وہ بری

الذمہ ہوجائے گا۔واللہ تعالی اعلم

(ماخوذ از فتاوی فقیہ ملت ج:1 /ص:422 / باب المھر)

کتبــــــــہ
محمد اسرار احمد نوری ضلع نینی تال اترا کھنڈ
۲۵ نومبر بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

****

مہر نماز ٹھہرایا تو نکاح درست ہوا یا نہیں؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مسٔلہ ذیل میں کہ ہندہ نے اپنے نکاح کے مہر میں نماز فجر کی پابندی اور ساتھ ہی باقی سارے نمازوں کی پابندی زید نے نماز کی پابندی مہر کہ نکاح قبول کیا تو کیا یہ مہر پہ نکاح درست ہے جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔سائل شان عالم رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــــــواب بعونـــــــــــــہ تعـــــــــــالی

سوال میں ذکر کی گئ باتیں مہر نہیں ہوسکتیں مہر کے لئے مال متقوم ہونا ضروری ہے البتہ نکاح بلاشبہ درست اور مہر مثل واجب ہوگا۔

بہار شریعت میں عالمگیری درمختار کے حوالہ سے ہے کہ:

جو چیز مال متقوم نہیں وہ مہر نہیں ہوسکتی اور مہر مثل واجب ہوگا مثلا مہر یہ ٹھہرایا کہ آزاد شوہر عورت کی سال بھر تک خدمت کرے گا یا یہ کہ اسے قرآن مجید یا علم دین پڑھا دے گا یا مسلمان مرد کا نکاح مسلمان عورت سے ہوا اور مہر میں خون یا شراب یا خنزیر کا ذکر آیا یا یہ کہ شوہر اپنی پہلی بیوی کو طلاق دیدے تو ان سب صورتوں میں مہر مثل واجب ہوگا۔واللہ تعالی اعلم

(جلد اول حصہ ہفتم صفحہ ۳۲؛ مہر کا بیان؛ ناشر فرید بکڈ پو رجسٹرڈ مٹیا محل جامع مسجد دھلی)

کتبــــــــہ
محمد اختر رضا قادری رضوی
۲۸ جمادی الاول ۱۴۴۲ بروز بدھ

****

حضرت حوا کا مہر کیا تھا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

گروپ کے تمام اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کا نکاح ہوا تو کیا آپ نے مہر نکاح ادا کیا تفصیلی جواب سے رہنمائی فرمائیں رب کائنات اپنے حبیب کے صدقے آپ سب کو سلامت رکھے۔سائل رحمت شاہدی کٹیہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــــــــــواب بعونـــــــــــــــہ تعـــــــــــالی

جب حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حوا کو اپنے پاس پایا تو انہیں ہاتھ لگانا چاہا تو حکم ہوا اسکا مہر ادا کرو عرض کی اے میرے رب! اسکا مہر کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

میرے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دس مرتبہ درود شریف پڑھو۔

اور تفسیر نعیمی میں ہے: حضرت آدم علیہ السلام نے چاہا انکو ہاتھ لگائیں حکم ہوا کہ آدم (علیہ السلام) پہلے انکا مہر ادا کرو پھر ہاتھ لگانا آپ نے عرض کیا یہ مہر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دس مرتبہ درود شریف پڑھو اور فرشتوں کی گواہی سے انکا نکاح ہوا۔واللہ تعالی اعلم (تفسیر نعیمی پارہ اول صفحہ ۲۹۰)

کتبـــــــہ

محمد امین قادری رضوی مرادآباد یوپی

۲۹ اکتوبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

رخصتی سے پہلے طلاق دیدی تو کتنا مہر دینا واجب ہوگا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ زید کی شادی ہوئی اور مہر باندھا گیا

تھا کیس ہزار روپیہ اب عورت کی رخصتی نہ ہوئی اس سے پہلے زید نے طلاق دے دیا اب پوچھنا یہ ہے کہ زید کو مہر کی رقم جو ہے ادا کرنی پڑے گی یا نہیں۔السائل عبد المجید گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــواب بعونــــــــه تعــــــالی

اگر زید مذکور نے اپنی بیوی کو خلوت صحیحہ اور وطی سے پہلے طلاق دیدی تو زید پر نصف مہر کی ادائیگی واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ

یعنی اور اگر تم نے عورتوں کو خلوت صحیحہ اور مباشرت کے پہلے طلاق دیدی اور انکے لئے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا مقرر تھا اسکا آدھا واجب ہے۔واللہ تعالی اعلم

(پ:2/ع:14/آیت:237،ماخوذ از فتاوی فیض الرسول ج:1/ص:715)

کتبــــــه

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اتراکھنڈ

۵ نومبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

****

دین مہر معاف کرانا عندالشرع کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مہر دین بخشوانا کیسا ھے اگر عورت نہ بخشے تو مرد تو کیا کرے مرد لاچار ہیں جواب عنایت فرمائیں۔سائل رحمت علی جموں وکشمیرا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجــــــواب بعونــــــــه تعــــــالی

مہر عورت کا حق ہے اگر اس نے بخوشی اپنا حق معاف کر دیا تو معاف ہو جائے گا اور معاف نہ کرے تو عورت کو اختیار ہے کہ وہ مطالبہ کرے اور مرد پر لازم ہیکہ مہر ادا کرے اگر ادا نہ کیا تو بعد وصال

بھی عورت مرد کے مال سے اپنا مہر لے سکتی ہے اور اگر عورت پہلے وصال کر جائے تو ان کے ورثہ کو یہ حق حاصل ہے کہ مہر لیں البتہ جب تک عورت معاف نہ کرے ہر حال میں مہر ادا کرنا پڑے گا بغیر ادا کے کوئی ختم نہیں کر سکتا۔

(فتاوی خلیلیہ جلد دوم ص ۹٦)

اور فتاوی فیض الرسول میں ہیکہ:

عورت کو مار کی دھمکی دے کر معاف کرائے اور عورت مار کے خوف سے معاف کر دے تو معاف نہ ہوگا اور اگر مرض الموت میں معاف کرایا:

جیسا عوام میں رائج ہیں کہ جب عورت مرنے لگتی ہے تو مہر معاف کراتے ہیں تو ایسی صورتحال میں ورثہ کی اجازت کے بغیر معاف نہ ہوگا اور دین مہر ادا نہ کیا نہ بعد وصال اس کے مال سے ادا کیا گیا تو وہ حق العباد میں گرفتار ہوگا اور دین مہر ادا نہ کرنے کے تعلق سے حدیث مبارکہ میں ہیکہ:

جو شخص نکاح کرے اور نیت ہے کہ عورت کو مہر سے کچھ نہ دیگا تو جس روز مرے گا زانی مرے گا۔

(فتاوی فیض الرسول جلد اول ص ۷۱٦)

صورت مسئولہ میں مہر بخشوانا جائز نہیں البتہ عورت بخوشی معاف کر دے تو معاف ہو جائے گا نہ معاف کرنے کی صورت میں ہر حال میں مہر ادا کرنا ہے اس لیے کہ مہر عورت کا حق ہے، مرد کی لاچاری و مجبوری مہر کے لئے معافی کا عذر نہیں ہے ادا نہ کیا تو روز محشر مواخذہ ہوگا۔ واللہ اعلم

کتبـــــہ

محمد جابر القادری رضوی

۱۲ جون بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

****

مہر معاف کرنے کے بعد مہر کا مطالبہ کرنا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی بیوی ماریہ سے کہا کہ میں غریب ہوں اس لیے اپنا مہر معاف کر دو تو اس نے معاف کر دیا کچھ عرصہ بعد اس نے مہر کا مطالبہ

کر دیا تو زید اپنی بیوی کو مہر دیگا یا نہیں حکم شرع کیا ہے بیان فرمائیں پلیز رہنمائی فرمادیں۔المستفتی
محمد نبیل کشمیر

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونـــــــــــه تعـــــــــالی

اگر ماریہ اپنے ہوش وحواس میں رضامندی خوشی سے معاف کر دیا تو معاف ہوگیا اب زید مہر دینا واجب نہیں۔ارشاد ربانی ہے:فما استمتعتم به منهن فأتوهن اجورهن فريضة ولا جناح عليكم فيما تراضيتم به من بعد الفريضة

جن عورتوں سے نکاح کرنا چاہو ان کے مہر مقررشدہ انہیں دو اور قرارداد کے بعد تمہارے آپس میں جو رضامندی ہوجائے اس میں کچھ گناہ نہیں۔

(پارہ ۵ سورہ نساء آیت ۲۴)

تو اگر زید نے واقعی مہر معاف کرالیا اور ماریہ نے خوشی سے معاف کردی تو زید پر مہر دینا لازم نہیں ہے۔

(ھکذا فتاوی فقیہ ملت جلد اول باب المہر صفحہ ۴۱۹)

ہاں اگر بعد میں ماریہ نے مہر کا مطالبہ کیا اور زید نے دعویٰ کیا کہ تم نے مہر معاف کر دیا ہے تو اب زید گواہ پیش کرے ورنہ زید کے قول کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اور زید پر مہر دینا لازم ہے اور ماریہ سے اس بات پر قسم لیا جائے گا اور اگر قسم کھالیا تو ماریہ کا قول معتبر ہوگا۔اگر عورت جھوٹی قسم کھائی تو اس کا وبال اس کر سر ہے۔واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــــه
محمد عمران القادری التنویری سدھارتھ نگر یوپی
۱۱ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۱۵ جمادالالی ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

****

عورت کے انتقال کے بعد مہر وجہیز کا حقدار کون

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک عورت کی شادی ہوئی اسکے ماں باپ نے شادی میں کچھ سامان دیئے اس عورت کا تین

مہینے بعد انتقال ہوگیا اب عورت کے ماں باپ شادی میں دئے ہوئے سامان کو واپس لے سکتے ہیں؟ سائل حافظ توحید احمد

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الجـــــــــواب بعونـــــــــه تعـــــــالى

صورت مسؤلہ میں جہیز کے سارے سامان کی مالک ہندہ ہے تو اس کے مرنے کے بعد جہیز کا سارا سامان اور اس کا مہر ترکہ ہوگیا جس میں وراثت جاری ہوگی اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں:

جہیز میں عام عرف یہ ہے کہ عورت اس کی مالک ہوتی ہے پھر چند سطر بعد فرماتے ہیں مع مہر جو مال ملک ہندسمجھا جائے گا حسب شرائط فرائض تقسیم ہوگا۔

(فتاوی رضویہ جلد دہم صفحہ 481)

اور شامی جلد سوم میں ہے:

كل احد يعلم ان الجهاز ملك المرأة وإنه إذا طلقها تأخذ كله واذماتت يورث عنها

اور جب ہندہ کی کوئی اولاد نہیں ہے تو بعد تقدیم ما تقدم مہر اور جہیز کے پورے مال کا آدھا خود شوہر کو ملے گا اور ماں کو چھٹا حصہ ملے گا پھر جو کچھ بچے گا ہندہ کا باپ پائے گا اور اسکے بھائی بہن کو اس صورت میں کچھ حصہ نہ ملے گا۔

خدائے تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ

اور آگے ارشاد فرمایا:

فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ

پارہ (4) سورہ نساء آیت (12)

فتوی عالمگیر مع بزازیہ جلد ششم صفحہ (448) پر باپ کی حالتوں کے بیان میں ہے:

إذا اجتمع مع ذی فرض ليس بولد فيأخذ ذوالفرض فرضة والباقی للاب بالعصوبة اه" مخلصا

اور اسی میں ص (453) پر ہے:

المحجوب یحجب بالاتفاق کالاخوین والاختین فصاعدا بای جهة کانا لایرثان مع الاب ویحجبان الام مع الثلث الی السدس

اور سراجی صفحہ (17) میں ہے:

بنوا الاعیان والعلات کلھم یسقطون بالاب بالاتفاق اھ

لہذا ہندہ کے والدین سامان جہیز اور مہر سے اتنا ہی لے سکتے ہیں جتنا کہ شرعاً اسکا حق ہے پورا مہر اور جہیز کا سارا سامان لے لینا انکے لئے ہرگز جائز نہیں ان پر لازم ہے کہ جہیز اور مہر سے آدھا مال ہندہ کے شوہر کو واپس کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتویٰ فقیہ ملت اول (426)

کتبــــــہ
راشد مکی
7اکتوبر بروز اتوار 2018

****

مہر کی تعریف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہر کی تعریف کیا ہے؟ علمائے کرام جلد جواب ارسال فرما کر رہنمائی فرمائیں۔ سائل پٹھان معین گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجـــــــــواب بعونــــــــــہ تعــــــالی

عقد نکاح کی وجہ سے شوہر کو بیوی سے جماع کرنے کا حق اور ایک طرح کی ملکیت حاصل ہوتی ہے، مہر اسی حق وملکیت کے معاوضہ کا نام ہے، جس کی ادائیگی شوہر پر شرعاً لازم ہے۔

اسم للمال الذی یجب فی النکاح علی الزوج فی مقابلة البضع الخ

(کذا فی الشامی: ج۳ص۱۰۰)

مہر کی ادائیگی کا شریعت میں حکم ہے، نیز نکاح کی وجہ سے شوہر کو بیوی پر ایک طرح کی ملکیت حاصل ہوتی ہے۔لہٰذا بیوی کو اس ملکیت کے بدلے مال دلایا جاتا ہے مہر کی ادائیگی شوہر پر لازم اور ضروری ہے۔

قال تعالیٰ:

اَن تَبۡتَغُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ

(پارہ ۵ سورۃ النساء)

بہتر یہ ہے کہ بیوی سے پہلی ملاقات کے وقت مہر اسکے حوالہ کر دی جائے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبــــــــہ

محمد مظہر علی رضوی بریل در بھنگہ بہار

۱۱ جولائی بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

باب الرضاع

(رضاع کابیان)

مذہب حنفی میں بچوں کو دودھ پلانے کی مدت کیا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قرآن کریم میں آیا ہے کہ ماں اپنے بچے کو دوسال تک ہی دودھ پلائے مگر امام اعظم ابوحنیفہ نے اس کو دوسال چھ ماہ تک کہا ہے گویا یہ قران کے خلاف فتوٰی ہوا غیر مقلدین کا یہ اعتراض آیا ہے جسکا جواب دے کر مہربانی فرمائیں۔سائل شاہد رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

الجــــــــواب بعونـــــــــــــــــه تعــــــــــــــالی

صورتِ مسئولہ میں یہ آیت مدِّ نظر ہونی چاہئے:

والوالدات یرضعن اولادھن حولینِ کاملین

اور مائیں اپنی اولاد کو دوسال مکمل دودھ پلائیں۔

(پارہ ۲ سورہ البقرہ)

اب امامِ اعظم کی بصیرت ملاحظہ فرمائیں کہ اگر مکمل دوسال دودھ پلائے گی تو فورًا بچہ دودھ چھڑانے سے چھوڑ نہیں سکتا بلکہ جبرًا چھڑانے پر بچے کی صحت بلکہ جان تک پر بن آتی ہے اور کبھی بچے کی جان بھی دودھ کے صدمے میں چلی جاتی ہے جو حرج میں داخل ہے۔

پس مکمل دوسال پورے ہونے پر اگر دودھ چھڑایا جائے گا تو حرج لازم آئیگا اور اگر دوسال مکمل ہونے سے پہلے دودھ چھڑانے کیلئے دودھ پلانے میں کمی کی گئی تو حکمِ قرآنی کے خلاف ہوگا کیونکہ دو مکمل سال پلانے کا حکم ہے اس لئے امام اعظم نے دو مکمل سال دودھ پلانے کے بعد چھ ماہ دودھ پلانے میں کمی کرکے دودھ چھڑانے اور غذا پر عادی بنانے کا حکم دیا تاکہ دفعِ حرج بھی ہوجائے اور تکمیل حولین کے حکمِ قرآنی پر عمل میں کمی نہ واقع ہو۔

اورقرآن وحدیث نیز فقہ کا کلیہ ہے:

انما الضرورات تبیح المحظورات، و اذا التزم الشرّین فاختر اھونھما، وغیرذالك من الرخص فی الاحکام

وہابی غیر مقلد یا اھل حدیث کہلانے والے انسان نما خنزیروں کو کیا پتہ؟ کہ انسان کیلئے خنزیرو شراب بحکمِ قرآنی حرام ہیں مگر مخمصہ (بھوک پیاس کی ایسی حالت جس میں جان جانے والی ہو اور کھانے پینے کی کوئی حلال شیٔ نہ ملتی ہو سوائے خنزیر یا شراب کے) کے عالم میں بقدرِ ضرورت حلال فرمایا گیا۔

کما قال جلّ شانہ "فمن اضطرّ غیر باغ ولا عادٍ فلا اثم علیہ

تو جو مضطر ہوگیا اور وہ نہ توحکمِ قرآنی کا باغی ہے اور نہ حد سے یعنی قدرِ ضرورت سے تجاوز کرنے والا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

(پارہ ۲ سورہ البقرہ)

لکنّ الوھابیۃ قوم لا یعقلون

دیکھئے حرج اور ضرورت نے کس طرح بقدرِ ضرورت حرام شیٔ مضطر کے حق میں حلال فرمادی؟ یونہی مجبور و مکرَہ کو بھی اللہ نے قرآن ہی میں" الّا من اُکرِہَ و قَلبُہ مطمّئن بالایمان، فرما کر قول وعمل کفر پر بھی اسکے ایمان کا حکم صادر فرمایا۔

(پارہ ۱۴ سورہ النحل)

یہ قاضی شوکانی و ابن تیمیہ کی ناجائز اولاد نیز مقلد، قرآن وحدیث کیا جانیں؟ انہیں منہ لگانا گدھے کو سمجھانے کے مرادف ہے یا پھر کالے کتّے کو عمدہ نہانے کے صابن سے نہلانا ہے جو کبھی بھی سفید اور بکری نہیں بن سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبـــــہ
سید شمش الحق برکاتی
۱۵ فروری بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

****

دادی نے اپنے پوتی کو دودھ پلایا تو کیا اس کے نواسے سے اس لڑکی کا نکاح کرنا کیسا ھے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفتیان کرام کی بارگاہ میں سوال عرض ہے کہ ایک عورت نے اپنی پوتی کو دودھ پلایا بچی کی والدہ کی وفات کے بعد تو بچی کے بالغ ہونے پر اس لڑکی کا نکاح اسکی پھوپھی کے لڑکے سے ہوسکتا ہے وہ رضاعی خالہ تو نہیں کہلائے گی اس لڑکے کی۔ المستفتی حسان فیصل آباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجـــــواب بعونـــــه تعـــــالی

صورت مسئلہ میں اگر بچی نے اپنے دادی کا دودھ مدت رضاعت میں پیا تو دادی بچی کی رضاعی ماں ھوئی اور مدت رضاعت ڈھائی سال ھے بچی کی پھوپھی اس کی رضاعی بہن ھوئی اور بچی اپنے پھوپھی کے لڑکے کی رضاعی خالہ ھوئی تو اس بچی اور اس لڑکے کا رشتہ رضاعی خالہ بھانجے کا ھوا تو رضاعی خالہ سے نکاح کرنا حرام قطعی ھے تو اس بچی کا اس لڑکے کے ساتھ نکاح کرنا حرام ھے جس طرح حقیقی خالہ سے نکاح کرنا حرام قطعی ھے، جیسا کہ نص قطعی سے ثابت ہے۔

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ اُمَّهٰتُكُمۡ وَبَنٰتُكُمۡ وَاَخَوٰتُكُمۡ وَعَمّٰتُكُمۡ وَخٰلٰتُكُمۡ

تم پرحرام کر دی گیں تمھاری مائیں اور تمھاری بیٹیاں اور تمھاری بہنیں اور تمھاری پھوپھیاں اور تمھاری خالائیں الاخ۔

(قرآن مجید پارہ ٤ سورہ نساء آیت ۲۳)

اور تفسیر صراط الجنان میں ھے کہ:

بیٹی پوتیاں اور نواسیاں کسی درجہ کی ھوں سب بیٹیوں میں داخل ھیں۔

حدیث شریف میں ھے: حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم سے روایت ھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالی نے رضاعت سے انھیں حرام کر دیا جنھیں نسب سے حرام کر دیا۔

(بہار شریعت حصہ سات)

اور حضور اعلیحضرت فتاوی رضویہ میں فرماتے ھیں فتاوی عالمگیری کے حوالے سے:

یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع اوصولھا و فروعھا حتی المرضعة

لو ولدت قبل هذا الارضاع او بعده و ارضعت رضيعها فاكل اخوة الرضيع واخواته اولادهم و اولاداخوته و اخواته

دودھ پینے والے بچے رضاعی ماں باپ اوران کے اصول وفروع حرام ھو جاتے ھیں حتی کہ دودھ پلانے سے قبل یابعد کوئی بچہ جنا ھو یا کسی کو دودھ پلایا ھوتو وہ سب اس کے بھائی بہن ھو نگے اوراس کی اس کے اولاد بھتیجے اور بھتیجیاں بھانجے اور بھانجیاں ھونگی۔

(فتاوی عالمگیری جلد ۱ کتاب الرضاع صفحہ ۳۴۳ نورانی کتب خانہ پشاور، بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۱۱ کتاب المحرمات)

فتاوی مفتی اعظم ہند میں ہے حقیقی بھانجی کا ماموں کے ساتھ نکاح کرنا حرام ھے جیسا کہ نص قطعی سے ثابت ھے نہ فقط ہمارے مذھب پر بلکہ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک یعنی امام شافعی وامام مالک اور امام حنبل رحمہم اللہ تعالی مذھب پر ساری امت مرحومہ کے اجماع سے حرام ھے اگر حلال نہ جانتے ہوئے کرائے تو اشد گناہ کبیرہ سخت شدید کبیرہ زنا محض ھے یہ نکاح نکاح سفاح ھے بالکل ایسا ہی ھے جیسے اپنی بیٹی سے نکاح اور آگے تحریر فرماتے ھیں کہ: امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ھیں:

النوع السادس والسابع بنات الاخ و بنات الاخت والقول فی بنات الاخ وبنات الاخت كقول فی بنات الصلب (ای كل شيئ يرجع نسبها اليك بولادة بدرجة او بدرجات بأناث او بذكور فهي بنتك) فهذه الاقسام محرمة فی نص الكتاب بالانساب والرحام ملتقطا

چھٹی ساتویں کی بھتیجیاں وبھانجیاں بھتیجی اور بھانجی کا وہی حکم ھے جو صلبی بیٹی کا ھے جس لڑکی کا بھی نسب ولادت کے ذریعے ایک درجہ یا اس سے زیادہ سے مونث یا مذکر کے واسطے آپ تک پہنچتا ھے یہ ساتویں قسمیں یہ نص قرانی نسب کی وجہ سے حرام ھے۔ (فتاوی مفتی اعظم جلد چہارم صفحہ ۲۷۶)

معلوم ھوا کہ بچی کا نکاح اس لڑکے کے ساتھ حرام ھے اس لیے کہ بچی اس لڑکے کی رضاعی خالہ ھے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبـــــــہ
محمد عمران القادری التنویری سدھارتھ نگر یوپی
۲۶ دسمبر بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

****

رضاعی بہن سے نکاح کرنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کوئی شخص اپنی رضاعی بہن سے شادی کرلے تو اسکا کیا حکم ہے نکاح صحیح ہوا یا نہیں اور اس سے جو اولاد ہوں گے اسکا کیا حکم ہوگا تفصیل سے مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔ سائل محمد عطاء اللہ رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعونہ تعالی

جس طرح شریعت مطاہرہ میں سگے بھائی بہن کے درمیان نکاح کرنا حرام ہے ویسے ہی رضاعی بھائی بہن سے بھی نکاح حرام ہے اور اسکی حرمت قرآن مجید سے ثابت ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ

تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور دودھ (کے رشتے) سے تمہاری بہنیں۔

(القرآن الکریم سورۃ النساء آیت ۲۳ ترجمہ کنزالعرفان)

رضاعی رشتے دودھ کے رشتوں کو کہتے ہیں۔ رضاعی ماؤں اور رضاعی بہن بھائیوں سے بھی نکاح حرام ہے بلکہ رضاعی بھتیجے، بھانجے، خالہ، ماموں وغیرہ سب سے نکاح حرام ہے۔

حدیثِ مبارک میں فرمایا گیا کہ: جو رشتہ نسب سے حرام ہوتا ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہوتا ہے۔

(بخاری، کتاب الشہادات، باب الشہادۃ علی الانساب الخ، ۲/ ۱۹۱، الحدیث: ۲۶۴۵)

صورت مسئولہ میں جب رضاعی بہن سے نکاح ہی کرنا حرام ہے تو اب اگر کوئی رضاعی بہن سے نکاح کرتا ہے تو نکاح ہی نہ ہوا اور جو دونوں بھائی بہن میاں بیوی کی طرح زندگی گزار رہی در حقیقت یہ ایک خالص زنا ہو رہا اور اس سے جو بھی اولاد ہوگی ولد الزنا ہوگی، نکاح ہو چکا تو دونوں کو فورا الگ کیا جائے اور نکاح حرام ہونے کا اعلان کرے توبہ و استغفار صدقات وخیرات اور اپنی اس غلطی کو اللہ رب العزت کی بارگاہ میں توبہ کریں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد جابر القادری رضوی

۲۹ مئی بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

* *